



U6259

14-12 of

Gita - RHMATALLI ADLAMEN

cester - Dagj Metd. Sulman Salman Mansorospesi.

Rigghin - Koshli Parn Press (Lahore).

DeCt - 1924

Perfes - 324

Subjects - Seerat Nalvi.



وَاِنَّهُ لَكُنْزٌ وَفُتُوٰحٌ وَسُوْفٌ تُسْتَوْن  
 اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِيْنَ  
 وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا

# حُجَّةُ الْعٰلَمِيْنَ

جلد اول R. R.

سَيِّدُ النَّبِيِّ اَلَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

از قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصوری

ریاست پٹیالہ

۱۹۲۶ء

بار سوم

تہا کو بیعت ہدایت اللہ شہدادت پشاور مینچر و قمر حجتہ للعالمین پٹیالہ  
 کاشی رام پریس لاہور میں چھپوایا

قیمت فی جلد





URDU SECTION

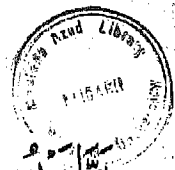
Managerial Office, Central Library,  
Harvard Gate, Patiala.

کتاب  
۱۹۷۹  
۲۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۹۷۵  
۱۹۷۹

الحمد لله رب العالمين، وسلام على المرسلين والصلوة والسلام  
على عبده ورسوله محمد بن المصطفى امام الانبياء وخاتم النبيين  
وعلى آله واصحابه الطيبين  
الطاهرين رضوان الله  
عليهم اجمعين



اما بعد۔ سالہا سال سے میری یہ آرزو رہی ہے کہ حضرت سید ولد  
آدم محمد بن النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر تین کتابیں لکھ سکوں۔

AA3

CHECKED-2009

مختصر

متوسط

مطول

۱۹۹۹ء میں مختصر کتاب لکھ کر شائع کر چکا ہوں، اس کا نام مہربوۃ ہے۔  
متوسط کتاب کا نام رحمۃ للعالمین تجویز کیا گیا ہے، یہ کتاب تین جلدوں  
میں ختم ہوگی، یہ پہلی جلد ہے جسے ناظرین مطالعہ فرماتے ہیں دوسری جلد ۱۹۹۹ء  
میں طبع ہوئی۔ تیسری جلد بھی انشاء اللہ جلد شائع ہوگی، ان کے بعد پھر  
سیرت نبوی پر ایک کتاب پورے شرح و بسط سے لکھی جائیگی، انشاء اللہ تعالیٰ

عاں طہار اسی قدر کہ سکتی ہے، جس قدر کہ ذرہ بمقدار آفتاب عالم الثانی  
 الفار کو آخکا مار سکتا ہے، تاہم میں اس کتاب کے پیش کرنے کی مرأت صرف  
 اس لئے کرتا ہوں کہ شاید کسی ایک انسان ہی کو اس کے مضامین سے فائدہ  
 پہونچ سکے، مضامین کتاب کی نسبت اس قدر عرض کر دینا ضروری ہے  
 کہ میں نے صحیح روایات ہی کے اندراج کرنے میں پوری کوشش سعی کی ہے  
 اللہ تبارک و تعالیٰ سے یہ تضرع والتجایہ دعا ہے کہ وہ میری اس ناچیز  
 محنت و عمل کو قبول فرما کر اس کا ثواب میرے والد ماجد حاجی مولوی  
 قاضی احمد شاہ مرحوم المتوفی ۲۸ محرم ۱۳۲۸ ہجری کے نامہ اعمال میں  
 ثبت فرمائے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

المذنب

راجی شفاعت و غفران

قاضی محمد سلیمان بعلی اللہ عنہ

پیشل محٹر پٹ درجہ اول متوطن منصور پور علاقہ ریاست پٹیالہ  
 جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي لم يَخْخِضْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلَكُوتِ  
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذَّلَالِ وَكَبَّرَ تَكْبِيرًا فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ  
وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَهُ الْكِبَرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ  
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَاشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
كَلِمَةً قَامَتْ بِهَا الْأَرْضُ وَالسَّمَوَاتُ وَخُلِقَتْ لَاجِلْهَا جَمِيعُ الْمَوْجُودَاتِ  
وَبِهَا رَسَلَ اللَّهُ رُسُلَهُ وَأَنْزَلَ كُتُبَهُ وَشَرَعَ شَرْعَهُ وَلَا جِلْهَا أَفْضَلُ  
الْمَوَازِينِ وَوَضَعَتْ الدَّوَابَّ وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ الَّذِي  
يَعْبُدُ وَنَهَى عَنْ مَنَاجِدِهِمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَا مَرْهُمُ بِالْمَحْرُوفِ وَنِيَاهُ  
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَحَرَّمَ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ  
وَأَغْلَا لِقَى كَانَتْ عَلَيْهِمْ أَرْسَلَهُ اللَّهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدُّنْيَا  
كُلِّهَا شَاهِدًا عَلَى الْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ وَنَذِيرًا مُبِينًا وَرَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ  
وَمُبَشِّرًا لِلْمُؤْمِنِينَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا وَسَلِّمُوا عَلَى نَبِيِّنَا  
أَمِينِهِ عَلَى وَجْهِهِ وَخَيْرَتِهِ مِنْ خَلْقِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَحَاتِمِ النَّبِيِّينَ  
إِمَامِ الْفَخْرِ وَقَائِدِ الْفَخْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ الْمَبْعُوثِ بِالْدِّينِ الْقَوِيمِ وَالْمُهْتَمِّ

المتقين وعلى السابقين الاولين من المهاجرين والانصار والذين  
اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه

اهدى اليه الفنا متواتراً دار الصلوة الزهر الخراء

والى معاشر صحبا لعالمين والال الكرام السادة الكبار

والاشراف الكرام السادة الكبار والنفس الارواح بالاضواء

ما بعد كتاب رحمة للعالمين کی یہ جلد اول ہے جو ۱۹۱۲ء کے بعد

سارہ پور محنت چھپوائی گئی ہے۔ یوم اشاعت سے اس کتاب کو چھپنے میں دو مہینے

اوباء و فضلاء نے جس محبت اور عزت سے دیکھا اور جس کثرت سے اس کے مضامین

کو کتابوں، رسالوں اور مضامین میں نقل کیا گیا اور جس شغف سے طالب علموں

و اعظموں اور خطیبوں نے اس پر توجہ کی اور اقصائے ملک تک جس طرح اس کی

اشاعت ہوئی۔ اصلوا امت نے جس تواتر کے ساتھ اپنی اپنی رشتے کا اظہار فرمایا

میں اس کے لئے اپنے مالک حکیم العظیم کے افضال عظیمہ و نعم متکاثرہ کا نہایت در نہایت

شکر گزار ہوں۔ جامع اوراق کو اس امر کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ یہ ناچیز محنت

اس طرح پر قبوں کی جاویگی۔ و ربك يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة

سبحان الله و تعالیٰ عما يشركون۔ ربك يعلم ما تكن صدورهم وما يعلنون

وهو الله لا اله الا هو لا شريك له الحمد في الاولى والاخره ولا اله الا هو واليه ترجعون

طبع سوم میں چند در چند معلومات کا اضافہ کر دیا گیا ہے اب دیکھئے کہ رب

العالمین بقیہ کتاب کے بھی جلد فاش ہو سکی تو رفیق رفیق فرمائے۔ وما ذاك على الله بعزيز

محمد سلیمان کان اللہ

ذی قعد ۱۳۴۲ھ

مطابق ماہ جون ۱۹۲۴ء

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U6252

## مقدمہ

- ۱ مسیح سے دو ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم کی پیدائش
- ۱ حضرت ابراہیم کا مصر جانا .. ..
- ۲ باجرہ شاہزادی مصر سے حضرت ابراہیم کا نکاح
- ۳ توراۃ سے حضرت اسماعیل حضرت اسحق کی مساوات
- ۳ حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند اسماعیل کو مسیح پر
- ۳ شام و عرب کو تقسیم کیا .. ..
- ۴ بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کے تباہ کن ہمدردی مٹنے
- ۴ حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے .. ..
- ۴ مکہ کی عجیب باتیں (حاشیہ) .. ..
- ۴ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے جو چار ازواج سے تھے
- ۵ فرزندان ابراہیم کا بحر ہند و بحر احمر پر غلبہ
- ۵ قضی کا ذکر اور اسکی اصلاحات .. ..
- ۶ آنحضرت کے اجداد .. ..
- ۶ جزیرہ نمائے عرب .. ..
- ۶ قبل نبوت عرب پر مختلف سلطنتوں کا تسلط ..
- ۷ قبل نبوت باشندگان عرب کی حالت .. ..
- ۸ قبل نبوت عرب کے مذاہب .. ..
- ۹ دنیا کے نقشہ پر عرب کا محل وقوع .. ..
- ۱۰ ہدایت عالم کے لئے عرب کو مرکز قرار دینے کی وجہ

- ۱۰ آنحضرت کے کام .. ..
- ۱۲ اسلام کے نئے اور مختلف طبقہ انسانی پر تعلیم
- ۱۳ اسلام کی تاثیریں .. ..
- ۱۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیمی مجرہ ..
- ۱۳ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مشہور واقعات
- ۱۵ کے ضروری اور شاندار نتائج
- ۱۶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مشہور باتیں
- ۱۶ کی صفات کی جامع تھی
- ۱۹ اسم پاک - محمد کے لغوی معنی (حاشیہ)
- ۱۹ حضرت ابراہیم قوموں کے باپ ہیں
- ۲۰ بی بی باجرہ کا تقرب الہی
- ۲۰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تخیلات و وہمیاں
- ۲۱ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش
- ۲۱ سمت اور مسیحی تاریخوں میں تاریخی غلطیاں (حاشیہ)
- ۲۱ یسعیہ کی بشارت (حاشیہ)
- ۲۱ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام رضاءت و بچوں کی
- ۲۲ تربیت میں آب و ہوا کا لحاظ رکھنا
- ۲۲ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ مکرمہ کا انتقال
- ۲۲ ابوطالب کی تربیت
- ۲۲ بحیرہ راہب کی ملاقات پر تنقید

۲۳۰	بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارت پر متوجہ ہونا۔	۲۳۰	تبلنج اسلام کا آواز۔
۲۳۱	تجارت کیلئے سفر اُس کا تہجد۔	۲۳۱	تہجد کیلئے سفر اُس کا تہجد۔
۲۳۲	بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح۔	۲۳۲	بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح۔
۲۳۳	قیام امن و محرفی حقوق عامہ کیلئے ایک انجن۔	۲۳۳	قیام امن و محرفی حقوق عامہ کیلئے ایک انجن۔
۲۳۴	انگلستان میں نائٹ ہڈ کا آرڈر اس انجن کے	۲۳۴	انگلستان میں نائٹ ہڈ کا آرڈر اس انجن کے
۲۳۵	بعد ہوا تھا (حاشیہ)	۲۳۵	بعد ہوا تھا (حاشیہ)
۲۳۶	آنحضرت کو ملک کی جانب سے آہن و صداق کا لقب	۲۳۶	آنحضرت کو ملک کی جانب سے آہن و صداق کا لقب
۲۳۷	تعبہ کی تعمیر۔ (حاشیہ)	۲۳۷	تعبہ کی تعمیر۔ (حاشیہ)
۲۳۸	تجزا سود۔ (حاشیہ)	۲۳۸	تجزا سود۔ (حاشیہ)
۲۳۹	عرب نے آنحضرت کو حکم مقرر کیا۔	۲۳۹	عرب نے آنحضرت کو حکم مقرر کیا۔
۲۴۰	مکاشفات یوحنا کی تطبیق بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر	۲۴۰	مکاشفات یوحنا کی تطبیق بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر
۲۴۱	قرب زمانہ بعثت	۲۴۱	قرب زمانہ بعثت
۲۴۲	وحی سے پہلے کی روشنی	۲۴۲	وحی سے پہلے کی روشنی
۲۴۳	غار حرا میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت	۲۴۳	غار حرا میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت
۲۴۴	بعثت و نبوت	۲۴۴	بعثت و نبوت
۲۴۵	ابتداء وحی کی تاریخ	۲۴۵	ابتداء وحی کی تاریخ
۲۴۶	نزول وحی پر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت	۲۴۶	نزول وحی پر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت
۲۴۷	بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق پر سیدہ	۲۴۷	بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق پر سیدہ
۲۴۸	تہجد الکریم کی شہادت	۲۴۸	تہجد الکریم کی شہادت
۲۴۹	دور محمد بن نوفل ایک عیسائی عالم کا ذکر	۲۴۹	دور محمد بن نوفل ایک عیسائی عالم کا ذکر
۲۵۰	عیسائی عالم کی شہادت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی	۲۵۰	عیسائی عالم کی شہادت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی
۲۵۱	نبوت پر	۲۵۱	نبوت پر
۲۵۲	نزول قرآن کی ابتداء	۲۵۲	نزول قرآن کی ابتداء
۲۵۳	نزول قرآن کی تاریخ کا تحقیق۔ (حاشیہ)	۲۵۳	نزول قرآن کی تاریخ کا تحقیق۔ (حاشیہ)
۲۵۴	نماز کا آغاز	۲۵۴	نماز کا آغاز
۲۵۵	نماز کا آغاز	۲۵۵	نماز کا آغاز
۲۵۶	نماز کا آغاز	۲۵۶	نماز کا آغاز
۲۵۷	نماز کا آغاز	۲۵۷	نماز کا آغاز
۲۵۸	نماز کا آغاز	۲۵۸	نماز کا آغاز
۲۵۹	نماز کا آغاز	۲۵۹	نماز کا آغاز
۲۶۰	نماز کا آغاز	۲۶۰	نماز کا آغاز
۲۶۱	نماز کا آغاز	۲۶۱	نماز کا آغاز
۲۶۲	نماز کا آغاز	۲۶۲	نماز کا آغاز
۲۶۳	نماز کا آغاز	۲۶۳	نماز کا آغاز
۲۶۴	نماز کا آغاز	۲۶۴	نماز کا آغاز
۲۶۵	نماز کا آغاز	۲۶۵	نماز کا آغاز
۲۶۶	نماز کا آغاز	۲۶۶	نماز کا آغاز
۲۶۷	نماز کا آغاز	۲۶۷	نماز کا آغاز
۲۶۸	نماز کا آغاز	۲۶۸	نماز کا آغاز
۲۶۹	نماز کا آغاز	۲۶۹	نماز کا آغاز
۲۷۰	نماز کا آغاز	۲۷۰	نماز کا آغاز

۶۸	ایزور غفاری کا اسلام	۶۸	لاہج کی تدبیر اور سردار مکہ عقبہ کی تقریر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
۷۰	ایزور پر قریش کے ظلم	۶۹	قرآن مجید کا اثر عقبہ پر
۷۰	اسباب ہجرت	۷۰	قتل کی دھمکی، قتل کا اعلان
۷۱	وہ بنی نہراخیل پر حنا	۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دھمکی کے جواب میں استقلال
۷۱	بیعت عقبہ اولیٰ، اُس کی شرطیں	۷۱	قریش کی مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور تقریر
۷۲	اسلام کے معلم مصعب بن عمیر کا ذکر	۷۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کی مسیح کے جواب سے مطالبہ
۷۲	عقبہ ثانیہ	۷۲	ابو جہل کی بدسلوکی اور امیر حمزہ کا اسلام
۷۳	اسید بن حصیر کا اسلام مدینہ میں	۷۳	عمرفاروق کا جو ش شجاعت اور اسلام
۷۳	سعد بن معاذ کا اسلام مدینہ میں	۷۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تین سال تک پہاڑ کی گھاٹی میں محصور رہنا
۷۴	تمام قبیلہ کا ایک دن میں مسلمان ہونا	۷۴	چند مخالفین کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی
۷۵	مقام عقبہ پر عباسیوں کی گفتگو	۷۵	ابوطالب و خدیجہ الکبریٰ کی وفات
۷۵	ہجرت پر انصار اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو	۷۵	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغ کے لئے مختلف قبائل کی جانب سفر
۷۶	آنحضرت مسیح کی طرح اپنے بارے میں یقین مقرر کئے	۷۶	کوہ طائف پر آنحضرت کے وعظ
۷۷	ایک نقیب کو قریش نے گرفتار کر لیا	۷۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عجیب دعا
۷۸	مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت ملی	۷۸	ایزادہندگان کیلئے یہ دعا کہ جسے آنحضرت کا انکار
۷۸	صہیب کی ہجرت کا ذکر	۷۹	سوید بن صامت کا اسلام
۷۹	ام سلمہ کی مصائب ہجرت کے وقت	۷۹	ایاس بن معاذ کا اسلام
۸۰	عیاش بن ابی مصائب بوجہ ہجرت	۸۰	ضماد ازوی کا اسلام
۸۱	ہجرت نبوی	۸۱	موتارج
۸۱	آنحضرت کے قتل پر سرداران کی کمیٹی کا جمع ہونا	۸۱	طفیل دوسی کا اسلام
۸۱	ان سرداروں کا انجام (حاشیہ)	۸۱	
۸۲	کمیٹی کے مشورے	۸۲	
۸۲	انسانی تدبیر اور الہی تدبیر	۸۲	
۸۲	علی اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کی خدمات	۸۲	
۸۲	اسماء بنت ابوبکر پر ابو جہل کا ظلم	۸۲	



۱۰۳	مسلمانوں کے خلاف قریش کی سازش	۸۷	غار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی
۱۰۳	مسلمانوں کے خلاف قریش کی دوسری سازش	۸۷	اسلام کی قوت ایمانیہ
۱۰۳	قریش کا حملہ مسلمانوں پر	۸۵	خیمہ ام مہاجر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچنا
۱۰۳	قریش کی اور سازش	۸۵	ام مہاجر کی زبان سے علیہ مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۳	آنحضرت کا صحابہ سے مشورہ	۸۵	مکہ میں نبوت کے ۱۲ سال پر مختصر نوٹ
۱۰۴	حکم جہاد کی ضرورت	۸۹	اشتراک راہ ہند میں سیریدہ اور لکھنؤ اسلام لانا
۱۰۵	جہاد کا پہلا حکم (قرآن مجید)	۸۹	جہاد میں پہنچنا (لاوریم عید عاشورہ ہرود)
۱۰۵	حکم بالائیں دعوات سے گناہ	۹۰	مسیحی قبائ کا بنانا
۱۰۶	قریش کا دوسرا حملہ یا جنگ بدر	۹۰	اسلام میں پہلا جمعہ
۱۰۷	جنگ بدر کی پیشگوئی یسعیاہ نبی کی کتاب میں	۹۱	اس جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ
۱۰۷	قریش کی تیسری سازش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر	۹۱	ہاشم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا داخلہ اور ضیق نبی کی پیشگوئی
۱۰۸	ایک دشمن کی ماموری اس کا اسلام	۹۳	دختران انصار کے اشعار خیر مقدم
۱۱۰	قریش کا تیسرا حملہ یا غزوہ السویق	۹۴	یسعیاہ نبی کی پیشگوئی (حاشیہ)
۱۱۰	قریش کا چوتھا حملہ یا جنگ احد	۹۴	انصار کی نصرت اسلام
۱۱۱	فاطمہ زہراؑ عایشہ طیبہ کی خدمات جنگ احد میں	۹۵	کتاب یسعیاہ میں ہجرت کا ذکر (حاشیہ)
۱۱۱	جنگ احد کے نقصانات	۹۵	کہ اور مدینہ کے حالات کا مقابلہ
۱۱۲	عورت نے دل میں شوہر کا درجہ	۹۶	کتاب توراہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی
۱۱۲	مافیہ کا استقلال	۹۶	یہود مدینہ نبی موعود کے منتظر تھے
۱۱۲	انس بن نضر کی صداقت و ضمانت	۹۷	عیسائیوں مدینہ نبی موعود کے منتظر تھے
۱۱۳	سعد بن مسیح کا پیغام بھانہ اہل اسلام	۹۸	اقول عیسویت پر ڈاکٹر ڈیر کی رائے (حاشیہ)
۱۱۳	عمارہ بن زیاد کی جان نشاری	۹۸	ابن رسول
۱۱۳	ابو جازہ خنظلہ علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت ہر دلی	۹۸	باب
۱۱۳	ایک عورت کی قوت ایمانیہ	۹۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استحکام امن کے لئے
۱۱۴	جنگ لہا لہین کی درگزرہ معافی ظالموں کے لئے دعا	۱۰۱	میں الاقوامی معاہدے کے لئے
۱۱۵	قریش کی چوتھی سازش واعظان اسلام کا قتل		

۱۳۰	فتح مکہ کے نتائج: کثرتِ مسلمین	۱۱۴	خنیس بن حذافہ کی گرفتاری
۱۳۰	صحابہ کبار کا ذکر: ایک فرسخ پر مسافر اور چالیس فرسخ کی تحقیقات - (حاشیہ)	۱۱۴	مسلمان کا کام قدر کرنا نہیں
۱۳۱	قیدیوں کی رہائی اور ابرہہ کی گفتگو	۱۱۵	جان اور محبت رسول کا موازنہ
۱۳۱	ہوازن: ثقیف کے حملے کی رافعت: یا جنگ خنین	۱۱۶	خنیس کا صلیب پر لٹکایا جانا: ان کے لشکر
۱۳۲	غنیمت جنگ	۱۱۷	ایک در سازش اور: یمنین اسلام کا قتل
۱۳۲	جنگ خنین اور یرسیاہ بنی کی پیشگوئی (حاشیہ)	۱۱۸	قریش کا پانچواں حملہ: عمر شکیفیہ: یا فتح مکہ
۱۳۳	قیدیوں کی رہائی: بے نظیر فیاضی	۱۱۹	عمرو بن سالم الخدری کے اشعار
۱۳۵	دختر داہ کی عزت	۱۱۹	لشکر اسلام کی تعداد
۱۳۵	مخلصین کے اخلاص کے نمونے	۱۱۹	آس تعداد پر غول الغزوات کی پیشگوئی (حاشیہ)
۱۳۶	یہودی خیراتیں: عمر شکیفی اور حملے	۱۲۰	ابوسفیان بن الحارث: عبد اللہ بن مرثدہ اسلام
۱۳۶	یہودی پہلی شرارت بلوہ مرقط: اخراج بنو قینقار	۱۲۱	بنی صلی علیہ وسلم کا مہر فوج مکہ پہنچ جانا: ملاکی
۱۳۶	یہودی دوسری شرارت: بنی صلی علیہ وسلم کے قتل کی سازش یا جلاء بنو نضیر	۱۲۱	بنی کی کتاب کی پیشگوئی
۱۳۷	جلاء بنو نضیر پر یسعیہ بنی کی پیشگوئی	۱۲۲	فوج کیلئے آیات اور احکام رحم
۱۳۷	یہودی تیسری سازش: عام بغاوت: یا جنگ احزاب	۱۲۳	مکہ میں آنحضرت کا داخلہ
۱۳۷	بنی رواحہ اشعار کو بنی صلی علیہ وسلم نے پڑھا	۱۲۳	بتوں کا بیت اللہ سے نکالا جانا
۱۳۷	بنو قریظہ یہودیوں میں بغاوت	۱۲۳	کعبہ میں آئینہ بت نہ رکھے جانے کی پیشگوئی
۱۳۷	ابن دو کا علی رضی کے ماتم سے قتل ہونا	۱۲۳	عثمان بن ابی طلحہ پر ایک پیشگوئی کا ظہور
۱۳۸	بنو قریظہ کا انجام	۱۲۴	دشمنان مانی و ایمانی سے بنی سلم کا سلوک
۱۳۹	بنو قریظہ کے افراد پر بنی صلی علیہ وسلم کا رحم	۱۲۵	حضور کی تقریر
۱۳۸	دید اور توراۃ کا سلوک دشمنوں سے (حاشیہ)	۱۲۵	اسلام لانے والوں سے بیعت: بیعت کی شرائط
۱۳۹	ایک عیسائی سردار سے جنگ	۱۲۶	نضالہ کبار اراۃ قتل بنی آناء اور مسلمان ہونا
۱۳۹	داعی اسلام کا اتمام: یا جنگ موتہ	۱۲۷	گشتی و گردن زدنی لوگوں کو معافی
		۱۲۸	ہاجرین گھروں کی قریش کو واپس دلایا جانا
		۱۲۸	حضرت یوسف اور بنی سلم کے حالات مماثلت
		۱۲۹	سورہ یوسف کی احوال بنی سے مطابقت

۱۷۷	بیش عسرت یا سفر ہرگز	۱۷۷	شہنشاہ ایلان کی اہم ان کی طیارہ اور تمام
۱۷۸	صحابہ کی جانیں نہیں	۱۷۸	چند ایلان ملک کا اسلام
۱۷۹	سفر تبرک کے مہمناجب	۱۷۹	باب وفود کا آنا
۱۸۰	علی رضی کی شفقت	۱۸۰	وفد کثیف
۱۸۱	تبرک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ	۱۸۱	عرب میں کثرت زوجات کا رواج اسلام سے
۱۸۲	حکامہ شفقت یوحنا اور تبرک رحاشید	۱۸۲	اس میں اصلاح کی رحاشید
۱۸۳	عبداللہ ذوالجہادین کا اسلام جہاد موت	۱۸۳	طلاق کا رواج عرب میں اسلام سے طلاق کے
۱۸۴	واپسی از تبرک	۱۸۴	رد کرنے میں جو تدرابیر کی ہیں رحاشید
۱۸۵	مؤمنین کی بھولی معذرتیں	۱۸۵	یورپ اور اسلامی ممالک طلاق میں مزاحمت
۱۸۶	میں ملصین کا ابتلاء	۱۸۶	کافر مہانوں کا اکرام
۱۸۷	مجلس کی کہانی اپنی زبان یا سخت آزمائش	۱۸۷	جس میں نہیں نہیں اس میں کوئی خوبی نہیں
۱۸۸	سلیح کی تحقیق رحاشید	۱۸۸	زنا حرام ہے
۱۸۹	جنگ اور اسلام	۱۸۹	شرائع اسلام پر عمل کرنے کی اہم تحفہ کی تدبیر
۱۹۰	اسیران جنگ اور اسلام	۱۹۰	شو و حرام ہے
۱۹۱	باب مختلف مذاہب اور مختلف مالک میں	۱۹۱	شراب کا استعمال حرام ہے
۱۹۲	دعوت اسلام	۱۹۲	وفد کی تدبیر قوم کو دعوت اسلام کے لئے
۱۹۳	جنوت محرم تمام عالم کے لئے	۱۹۳	وفد عید القیس
۱۹۴	بادشاہ حبش کے نام فرمان نبوی	۱۹۴	عمل کرنے کی چار چیزیں اور بچے رہنے کی حاجتیں
۱۹۵	بادشاہ حبش کا عریضہ اور اظہار اسلام	۱۹۵	وقار بنی حنیفہ
۱۹۶	شاہ بحرین کے نام فرمان	۱۹۶	مسلکہ کذاب اور اس کا انجام
۱۹۷	ملک عمان کے نام فرمان اور اس کا اسلام	۱۹۷	وفد طے
۱۹۸	حاکم دمشق کے نام دعوت	۱۹۸	وقار اشعرمیں
۱۹۹	حاکم بیامہ کو دعوت	۱۹۹	وقار آزاد
۲۰۰	شاہ اسکن رید مصر کو دعوت اسلام	۲۰۰	ایمان کی حقیقت اور بیس بائیں
۲۰۱	شہنشاہ قسطنطنیہ کے نام دعوت اس کی تحقیقات	۲۰۱	وفد دوس

۱۹۸	معاذ کی خدمت کیلئے کسی معتبر کا تقریر	۱۹۸	دعوت اسلام کرنے والوں کیلئے ضروری ہدایا
۱۹۸	اسلام پہلے کے سنگبھوں کو ملنا دیتا ہے	۱۹۹	فردہ بن عمرو الجذامی کے سفر
۱۹۸	وقد صداء	۱۹۹	فردہ کا اسلام کا اسلام کیلئے پھانسی پانا
۱۹۸	پیغمبروں کو اسلام سکھانے کی بہت ضرورت ہے	۱۹۹	وقد ہمدان
۱۹۹	وقد غستان	۱۹۹	وقد طارق
۱۹۹	وقد بنو الحارث	۱۹۹	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور محافل
۱۹۹	مغلوب نہ ہونے کی باتیں	۱۹۹	وقد نجیب
۱۹۹	وقد بنی عیش	۱۹۹	مومن شاعت تعلیم کیلئے بیتاب ہوتے ہیں
۲۰۰	مسلمانوں پر ہجرت کا کرنا ضروری ہے یا نہیں	۱۹۹	اتماس دعاء
۲۰۰	وقد غامد	۱۹۹	وقد بنی سعد
۲۰۱	آنحضرت شرائع اسلام کو لکھوا دیتے تھے	۱۹۹	آدمی اسلام لاتے ہی مسلمان ہو جاتا ہے
۲۱۱	وقد بنج	۱۹۵	وقد بنو اسد
۲۱۱	چند خدایوں کی تعمیریں	۱۹۵	اسلام کا قبول کرنا خدا و رسول پر احسان نہیں بلکہ
۲۰۱	وقد بنی فزادہ	۱۹۵	خدا کے بندہ پر احسان ہے
۲۰۱	خدا کسی کی شفاعت نہیں کرتا	۱۹۵	جاہلوروں کی بولیوں سے قال لینا
۲۰۱	دعاء استغناء	۱۹۶	وقد بھرا
۲۰۲	وقد سلمان	۱۹۶	سلمان نوازی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت
۲۰۲	اعمال میں افضل چیز کیا ہے	۱۹۶	وقد عذرہ
۲۰۲	ما تھ اٹھا کر دعا کرتا	۱۹۶	اہل قرابت کی عزت افزائی
۲۰۲	وقد خزان	۱۹۷	کاہنوں سے سوال نہ کیا کرو
۲۰۲	نبی امجیل کی موت کے حوالے بائبل میں (حاشیہ)	۱۹۷	وقد خولان
۲۰۳	حضرت عیسیٰ مسیح کی شخصیت پر قرآن	۱۹۷	زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجر و ثواب
۲۰۵	مسابلہ	۱۹۷	عہد بیت پرستی کی ایک حکایت زبانی وقد
۲۰۵	مسابلہ کی کتب و رسائل میں ضرورت ہے (حاشیہ)	۱۹۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا نمونہ
۲۰۶	نیسائی رعایا کے حقوق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان	۱۹۸	وقد محارب

۲۳۰	۲۳۰	ایک پادری کا اسلام	۲۳۰	عربی اور اردو کے لکھنے پر فرق
۲۳۱	۲۳۱	ایک پادری کا شوق تحفہ طاعت اسلام	۲۳۱	زکوٰۃ
۲۳۲	۲۳۲	مسجد نبوی کے اندر عیسائی ناز کی اجازت	۲۳۲	زکوٰۃ کے مختلف فرقوں کا ذکر
۲۳۳	۲۳۳	حضرت ابراہیم کی بابت قرآن مجید صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳۳	زکوٰۃ کے مفاد
۲۳۴	۲۳۴	مسلمانوں کا حضرت ابراہیم سے قریب تر ہونا	۲۳۴	مصارف زکوٰۃ
۲۳۵	۲۳۵	نبی خدا خلقت کی کسی نظم دے سکتا ہے کیسی نہیں	۲۳۵	آزادی غلامان کی بحث
۲۳۶	۲۳۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا قرآن پادریوں کے حقد	۲۳۶	مصلحت
۲۳۷	۲۳۷	جزیہ (حاشیہ)	۲۳۷	فرقیت صوم کے فوائد
۲۳۸	۲۳۸	باب مدینہ میں شش سال کے اہم واقعات	۲۳۸	رمضان کیلئے قمری مہینہ کیوں پسند کیا گیا
۲۳۹	۲۳۹	تعمیر مسجد نبوی	۲۳۹	ولادت امام حسن
۲۴۰	۲۴۰	مسجد نبوی میں ترمیمات پر نوٹ (حاشیہ)	۲۴۰	شراب کی حرمت
۲۴۱	۲۴۱	امام یحییٰ بن سلام کا اسلام	۲۴۱	ولادت امام حسین (ان کی شہادت)
۲۴۲	۲۴۲	امام عیسیٰ بن مرہ بن ابی النس کا اسلام	۲۴۲	سردار نجد کا اسلام
۲۴۳	۲۴۳	نماز میں دو رکعتوں کا اضافہ	۲۴۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانی دشمنوں کیلئے بھی
۲۴۴	۲۴۴	نماز کی تلاقی	۲۴۴	غلہ کا بند کرنا پسند نہ فرمایا
۲۴۵	۲۴۵	آحت عامہ (مواعظ)	۲۴۵	صلح حدیبیہ
۲۴۶	۲۴۶	اذان اور اسکی تلاقی	۲۴۶	حضرت عثمان کا سفیر بنایا جانا بیعت صفوان
۲۴۷	۲۴۷	سلمان پاری کا اسلام	۲۴۷	صحابہ کے اوصاف سفیر کفار کی زبانی
۲۴۸	۲۴۸	تحويل قبلہ	۲۴۸	شرائط صلح
۲۴۹	۲۴۹	اہل کتاب سے موافقت فرمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ	۲۴۹	ابو جندل کا اسلام
۲۵۰	۲۵۰	کعبہ قبلہ نماز قرار دینے کی بابت جوہ مبینہ قرآن	۲۵۰	اشی کس حملہ آوروں کی معافی
۲۵۱	۲۵۱	یسیاہ نبی کی کتاب سے قبلہ کا ثبوت	۲۵۱	ابو جندل کے کارنامے بحالت قید
۲۵۲	۲۵۲	حجی نبی اور مکافات یوحنا کا حوالہ	۲۵۲	ابو بصیر کا قصہ (حاشیہ)
۲۵۳	۲۵۳	نبی یروسل بنیام	۲۵۳	صلح کا حقیقی فائدہ
۲۵۴	۲۵۴		۲۵۴	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ آنا اور اسکے نتائج

۲۶۸	آنحضرت کا ہر ایک انہی کیلئے سلام	۲۶۶	تین اعلیٰ سرداران قریش کا اسلام
۲۶۸	شہداء احمد اور قریستان بیچ کے صلہ دعا	۲۶۶	سردار علی بن حاتم کا اسلام
۲۶۸	اور مرض	۲۶۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق و تواضع کے نمونے
۲۶۸	آرام مرض میں تاخیر توجیہ اور روضہ شریک کے	۲۶۹	پیشگوئیوں کا پورا ہونا
۲۶۹	احکام	۲۶۹	ج
۲۶۹	موت سے تین یوم پہلے کا وعظ	۲۶۹	احکام اسلام کا منشاء کیلئے ہے
۲۷۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی حالت	۲۷۰	مقام صریح کیا ہیں
۲۷۰	سلمانوں کو نمازیں دیکھنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ممتنع	۲۷۰	۹۷ کا حج
۲۷۰	سب سے آخری نماز کا ابو بکر صدیق کے پیچھے	۲۷۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حج سنہ
۲۷۱	ادافہ مانا	۲۷۱	تیسرا نبی کی پیشگوئی کی تطبیق (حاشیہ)
۲۷۱	منوع	۲۷۱	مکاشفات یوحنا کی تطبیق (حاشیہ)
۲۷۱	آخری نصیحت اور آخری لفظ	۲۷۱	حج سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر استدلال (حاشیہ)
۲۷۱	فاطمہ زہرا وعایشہ طیبہ کے الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارکہ پر	۲۷۱	است سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا الوداعی خطاب یعنی خطبہ یوم حج الوداع
۲۷۱	وفات نبوی کا صدر صحابہ پر	۲۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی تعلیم و عمل پر است سے شہادت حاصل کرنا
۲۷۱	ابو بکر صدیق کا خطبہ وفات نبوی پر	۲۷۱	مکاشفات یوحنا کی تطبیق (حاشیہ)
۲۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی اور نبوت کے لام کا شمار (حاشیہ)	۲۷۱	تکمیل دین - تمام نعمت کا اعلان
۲۷۱	علی رضی کی تقریر وقت غسل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷۱	الیوم (آج) کی تفسیر (حاشیہ)
۲۷۱	آنحضرت کی نماز جنازہ کی دعا	۲۷۱	قرآن مجید کی سات اور حدیث شریف کی ایک پیشگوئی کا اندراج (حاشیہ)
۲۷۱	پا آب خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷۱	تیسرا نبی کی پیشگوئی (حاشیہ)
۲۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق	۲۷۱	خطبہ خم غدیر
۲۷۱	صحیح بخاری کی حدیث سے کتاب السیاح	۲۷۱	سورہ اذا جاء کانزول
۲۷۱	نبی کی مطابقت (حاشیہ)	۲۷۱	سفر آخرت کی تیاری
۲۷۱	سکوت و کلام نبوی	۲۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وعظ
۲۷۱	ہنسنا - رونا	۲۷۱	

۲۹۲	سیرۃ النبیؐ	۲۸۰	فدائے شعلہ برائے
۲۹۳	گھوڑ و وٹیر	۲۸۱	دعائے و عریض
۲۹۵	میرم شکاری	۲۸۱	مستعدی امراض سے بچاؤ
۲۹۵	تطبیات رسالتؐ	۲۸۱	عیادت بیماروں
۲۹۵	خدا کا حق بندوں پر	۲۸۲	خطبہ نوحیؑ
۲۹۵	رحمت الہیہ	۲۸۲	صدقہ و ہدیہ
۲۹۶	خدمت والدین	۲۸۳	اپنی تعریف
۲۹۶	نصرت مائی	۲۸۳	انعام و عید کی خوش عقیدہ بن کی اصلاح
۲۹۶	مسلمان کون ہے؟	۲۸۳	مصلحت عامہ کا لحاظ
۲۹۶	کمال ایمان	۲۸۴	بشریت و رسالت
۲۹۶	شیرینی ایمان	۲۸۵	بچوں پر شفقت
۲۹۷	پسندیدہ اعمال	۲۸۵	آریاب فضل کی قدر و منزلت
۲۹۷	اعمال شائق سے مانعت	۲۸۵	غلام کے لئے دُعا
۲۹۸	محنت کی تعریف	۲۸۵	آداب و تواضع
۲۹۸	کن لوگوں پر رشک کرنا چاہئے	۲۸۶	شفقت و رافت
۲۹۸	بہترین اخلاق کی تعلیم	۲۸۷	عدل و رحم
۲۹۸	اخلاقِ رذیلہ سے نبیؐ اور انھوں کا حکم	۲۸۸	رحم بر اعداء
۲۹۸	ہمسایہ اور مہمان کا حق	۲۸۸	تجدد و کرم
۲۹۸	کلام اور خاموشی	۲۸۹	شرم و حیا
۲۹۹	نجات کے لئے رسولؐ کی ضمانت	۲۸۹	صبر و حلم
۲۹۹	صبر و شکر کی تعلیم	۲۹۰	عفو و رحم
۲۹۹	چھلوان کون ہے	۲۹۱	صدق و امانت
۲۹۹	تشیان اسلام کا فرض	۲۹۱	عفت و عہمت
۲۹۹	آخر مجتہد	۲۹۲	زہد
۲۹۹	قیام و نیکوئی، مسکینوں، بیماروں، مسکینوں کے لئے	۲۹۳	عورتوں کی اعانت و آسائش
۲۹۹	کام حکم	۲۹۴	آسیران جنگ کی خبر گیری
۳۰۰	درخت لگانے کا ثواب	۲۹۴	مروانہ و رزیشیں

۳۰۰	عنوانات کے سہرہ دی کا حکم	۳۰۰	سندہ کے اعمال سے اللہ تعالیٰ کو کیا
۳۰۰	لوگوں کو تعلیم دینے کا ذکر	۳۰۰	مطلوب ہے
۳۰۰	لوگوں کی تعلیم و ادب کا ذکر	۳۰۰	شریعت سے مقصود انسان کی تہذیب
۳۰۰	منافق کون ہے؟	۳۰۰	نبی کے فرائض
۳۰۰	تہاب کون ہے؟	۳۰۰	اعمال کی جزا و سزا دینا میں اور بھروسہ
۳۰۰	قیامت کے دن سایہ ربانی کن لوگوں پر	۳۰۰	سُننِ اَلہیہ میں تبدیلی نہیں
۳۰۰	ہوگا؟	۳۰۰	انسان کی کوشش کا میانی کا ثمر ہے
۳۰۰	بادشاہ کی اطاعت کا حکم	۳۰۰	صبر پر ہیز گاری کا درجہ
۳۰۰	سہرہ آوردہ لوگوں کو معاملات میں حصہ دینا	۳۰۰	صبر کا ثمر
۳۰۰	سہرہ آوردہ لوگوں کا کام قوم کی نیابت کرنا	۳۰۰	قطع طبع
۳۰۰	ہے	۳۰۰	تہلکہ سے بچنا
۳۰۰	غیر مسلم زیر معاہدہ اقوام کی حفاظت	۳۰۰	افترا و جھوٹ ایمان کی ضد ہیں
۳۰۰	زیست کا درجہ! قدر زندگی	۳۰۰	قطع حرام چیزیں
۳۰۰	صحت اور فراخ دستی کا درجہ	۳۰۰	خدا کی عبادت الہی بیستہ ہے
۳۰۰	ادائے قرض کی فضیلت	۳۰۰	تحریر و انشاد الہی کی تعریف
۳۰۰	دولت رسی کی تعریف	۳۰۰	آریاب عقل و دانش کے لئے الہی نشان
۳۰۰	مساوات عامہ	۳۰۰	قسم کھانے کی ممانعت
۳۰۰	رحم عامہ	۳۰۰	صلح کلی کی دعوت
۳۰۰	داروں کیلئے ورنہ چھوڑنے کی فضیلت	۳۰۰	اصلاح یا بھی کا حکم
۳۰۰	عورت کی خصال اور اس سے گدراں کی	۳۰۰	عفو و درگزر کی تعلیم
۳۰۰	ہدایت	۳۰۰	پستی تعلیم کی صداقت خود بخود آشکارا
۳۰۰	عورت کا درجہ گھر میں	۳۰۰	چو جاتی ہے
۳۰۰	ماہر قرآن کا درجہ	۳۰۰	حاکمان عدالت کے لئے علم کا ہونا ضروری
۳۰۰	اللہ کے نزدیک پسندیدہ کلام	۳۰۰	نہ ہے
۳۰۰	قرآن مجید	۳۰۰	نقص امن کی ممانعت
۳۰۰	ذاتِ خداوندی کا عرفان	۳۰۰	ظلم باعثِ زوال ہے
۳۰۰	سچے دین کی تعریف	۳۰۰	شوکاری باعثِ قیام ہے



۳۱۸	مقام پر ہیں ایسے نہیں، لہذا چھوڑ دو	۳۱۲	لوگ کے لئے تیار ہو رہا ہے جس کا پتہ ہے
۳۱۷	چلتے ہیں چیزوں کا ترک اشتعال غیظ طمانی	۳۱۱	ان کا نام دولت کے مشورہ پر کاروبار کا
۳۱۶	کام ہے	۳۱۰	ہونا
۳۱۵	بصیرت و ہمت سے اسی دنیا میں ملتی ہیں	۳۰۹	علم و حکمت کی باتوں کا مشورہ کرنا
۳۱۴	ان کا کہ درجہ ہر اعلیٰ منزلت کا حاصل ہونا	۳۰۸	غیر انعام سے اعتد علم
۳۱۳	چند مدد پرند کا تمدن	۳۰۷	دین کی دعوت دینے والی جماعت کا قیام
۳۱۲	نور و ذات عالم انسان کے لئے ہیں	۳۰۶	ہر ایک قسم کا شخص دینی میں بن سکتا
۳۱۱	لوگ مختلف قابلیتوں سے مختلف کلام انجاء	۳۰۵	ہے
۳۱۰	دیکھیں	۳۰۴	جنس انماش کی تعریف
۳۰۹	سیاست مدین کا قیام مختلف طبقات	۳۰۳	تیاں بیوی کی تعریف
۳۰۸	ان کا بقا و دوام	۳۰۲	میاں بیوی کے حقوق
۳۰۷	مساواة حقوق اور عدل کی تاکید	۳۰۱	کمال و درجہ کی محبت کو ایمان کہتے ہیں
۳۰۶	بہترین شخص کون ہے	۳۰۰	بقصدی درجات کا سبب ایمان اور علم ہے
۳۰۵	اخوت کی بنیاد	۲۹۹	انسان کی فضیلت دیگر مخلوق پر
۳۰۴	مال و دولت کی تعریف	۲۹۸	انسان کا اشرف ہونا رد فسرک کی دلیل
۳۰۳	فقر و تنگ دستی کی بُرائی	۲۹۷	ہے
۳۰۲	اسراف و بخل کی بُرائی	۲۹۶	انسان کو ہر ادنیٰ ہستی سے سبق لینا چاہئے
۳۰۱	میانہ روی	۲۹۵	دیکھنے والے کے لئے ہر چیز میں نشان ہے
۳۰۰	بحری تجارت	۲۹۴	سیاحت فہم و علم کی ترقی
۲۹۹	اللہ کے ہاں بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیزیں	۲۹۳	اندھا وہ ہے جس کا دل اندھا ہے

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمہ

حضرت مسیح سے قریباً دو ہزار سال پیشتر کا ذکر ہے کہ سلطنت بابل نہایت عروج پر تھی۔ سلطنت کی مالی حالت مستحکم اور فوجی طاقت زبردست تھی، دولت کثیر، امن و سبیط نے بادشاہ کے دماغ میں نخوت و غرور اس قدر بھردیا تھا کہ اس نے سلطنت کے بعد اعظم میں اپنی سونے کی مورت رکھوا کر حکم دیا تھا کہ مخلوق اُسی کو سجدہ کرے۔ اور اُسی سے عزت و نذر و نیاز مانگی جایا کرے۔

رب العالمین نے اُن کی ہائیت کے لئے ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ حضور کا سلسلہ نسب ۹ واسطے سے حضرت نوح سے جا ملتا ہے۔ بادشاہ کو توحید کی آواز پسند نہ آئی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے بادشاہ کو خدائی کے درجہ سے اتر کر بندہ بننا پڑتا تھا۔ اس لئے حضرت ابراہیمؑ کا گھرانہ بھی جو بادشاہ رس تھا اپنے خاندان کے توہمال سے ناراض ہو گیا۔ قوم اور سلطنت کی مخالفت دیکھ کر انہوں نے وطن چھوڑ دیا۔ سرہ جو بیوی تھی اور لوط بن فاران جو ان کا برادر زاوہ تھا، دونوں نے ہجرت میں اُن کا ساتھ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی گزراں کے لئے بھیڑ بکریاں رکھ لی تھیں۔ خدا نے اُن میں برکت دی اور وہ بڑھ کے بہت سے گلے بن گئے۔

اساک بارش سے وہ سرسبز میدان۔ جہاں اُنکے گلے رہتے اور پلتے تھے۔ جب کھدست بیابان بن گیا۔ تو حضرت ابراہیمؑ وہاں سے آگے بڑھے۔ چلے گئے اور مصر پہنچ گئے۔

مصر پر اس وقت جو بادشاہ تھا، اُس کا نام رقیون تھا اور وہ دراصل بابل ہی کا باشندہ تھا اور ممکن ہے مصر جاتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے ہم وطنی کے رشتہ کو وجہ تعارف خیال کر لیا ہو۔

بادشاہ مصر نے بنی بی سرہ کو اپنی ملک کی خاتون بیچ کر اپنے لئے پسند کیا۔ لیکن اُسے خدا نے جلد معلوم کر دیا کہ وہ خدا کے برگزیدہ نبی کی بیوی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس نے نہایت قدر و منزلت کی اور جب وہ وہاں سے وطن کو واپس ہوئے تو اُس نے اپنی بیٹی ہاجرہؑ بھی ساتھ کر دی تاکہ اسی نیک خاندان میں اس کی تربیت ہو اور وہ اپنے ہی ملک اور قریب نسل کے باشندوں میں بیاہی جائے۔ اپنے مہاں نواز بادشاہ کی خوش آمد آرزو کے پورا کر نیکی غرض سے حضرت ابراہیمؑ نے ہاجرہؑ سے نکاح کر لیا۔ خدا نے انہیں پہلوٹا بیٹا اسی کے بطن سے عنایت کیا۔ اُس کا نام اسمعیل علیہ السلام رکھا گیا۔

بنی بی سرہ سے دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ اُس کا نام اسحاق علیہ السلام رکھا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دوست ابراہیمؑ کو تملادیا تھا کہ یہ دونوں بیٹے بڑے بابرکت ہوں گے اور بڑی بڑی قوموں کے جدا علیے ہوں گے اور ان کی اولاد کثرت سے گنتی نہ جائیگی۔ اُس نے اپنے خدا کے حکم اور کتبہ الوں کی درخواست پر ان کے لئے علیحدہ علیحدہ ملک تقسیم کر دیئے تھے۔

سن خطبات شامہ ص ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶،

شام کا ملک اسحق کو دیا کیونکہ بابل اس کے مشرق میں تھا اور اسحق کو اپنی نھیال سے قرب کا موقع ملا۔

عرب کا ملک اسماعیل کو دیا کیونکہ مصر اس کے مغرب میں تھا اور اسماعیل کو اپنے نھیال سے قرب تر رہنے کا موقع مل گیا اور بائیں ہمد دونوں بھائی اس طرح آباد ہوئے کہ ان کے درمیان کوئی تیسرا ملک نہ تھا تاکہ وقت پر ایک بھائی دوسرے کی امداد و اعانت کرتا رہے۔

اسماعیل کی شادی بنو جرہم کے سردار مضاض کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ بنو جرہم عرب کا قدیم حکمران قبیلہ تھا اور مضاض اپنے علاقہ کا واحد فرمانروا تھا اور اسحق کی شادی اپنی نھیال میں ہوئی تھی اس طرح ایک ہی نسل کے بچوں میں جسمانی بُد بڑھتا رہا۔ لیکن رب العالمین قناتاً و قناتاً اس بُد کو دونوں قوموں کے باہمی ملابہ و معادلت سے دور فرما تا رہا۔ حضرت موسیٰ نے فرعون کے خوف سے بھاگ کر عرب ہی میں پناہ لی تھی اور پھر جب وہ بنی اسرائیل کو مصر سے نجات دیکر لائے۔ تب بیابان عرب ہی میں انہوں نے چالیس سال گزارے کئے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) برابر کا درجہ اور برابر کی برکت مندرجہ ذیل حواجیات سے بخوبی ثابت ہے۔

ہاجرہ کے	۱۶ - ۱۱	کتاب پیدائش	}	(الف) قدرے درود و غم کو سنا۔
سارہ کے	۱۸ - ۱۴	"		
ہاجرہ کے فرزند اسماعیل کا	۱۶ - ۱۱	کتاب پیدائش	}	(ب) خدا سے نام رکھا۔
سارہ کے فرزند اسحق کا	۱۶ - ۱۱	"		
ہاجرہ کے فرزند اسماعیل کو	۱۶ - ۲۰	کتاب پیدائش	}	(ج) خدا سے برکت دی۔
سارہ کے فرزند اسحق کو	۱۶ - ۱۹	"		
اسماعیل کے	۲۱ - ۲۰	کتاب پیدائش	}	(د) خدا سا ساتھ تھا۔
اسحق کے	۲۹ - ۲۴	"		
اسماعیل	۲۵ - ۱۹	کتاب پیدائش	}	(ه) قوموں اور بادشاہوں کا پاپے کا
اسحق	۱۶ - ۹	"		

۱۔ پیدائش باب ۲۵۔ درس ۹ میں ہے کہ ابراہیم کو اس کے بیٹے اسحق اور اسماعیل ملے دفن کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دونوں بھائی اس طرح دکھ سکھ میں شریک رہتے تھے۔

۲۔ غلامہ تاریخ العربیہ برو فیہ سرسید پو صفحہ ۲۳

حضرت داؤد بھی جب بادشاہ سموئیل کے خوف سے بھاگ کر اپنے ملک سے نکلے  
بچے تو عرب ہی میں آکر ٹھہرے تھے:

جب بنی اسرائیل کو بخت نصر نے تباہ کیا تھا تو انہیں معدین عدنان نے  
عرب ہی میں آرام اور عزت سے رکھا تھا:

حضرت اسحق کی اولاد میں پیدا ہونے والے انبیاء نے بھی اپنے الہامات میں بنی  
اسماعیل کی بابت بہت کچھ اشارے کئے ہیں:

اس جگہ میرا مقصود صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بابت کچھ لکھنے کا ہے۔  
حضرت ابراہیمؑ نے اُن کو اور ان کی والدہ کو اس جگہ آباد کیا تھا جہاں اب شہر مکہ  
آباو ہے۔ مقدس باپ نے نامور بیٹے کی شمولیت سے اس جگہ ایک مسجد بھی رکعب شکل کی اپنا  
دی تھی۔ اور خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مالک الملک اس سلسلہ میں آباد ہونے والی قوم کی  
روزی کا خود سامان کرے انہیں کھانے کے لئے عمدہ عمدہ میوے۔ ترکاریاں ملتی رہیں اور  
انکی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ایک عظیم الشان رسول بھی اُسی مقام پر پیدا ہو۔

اسماعیلؑ کی اولاد میں بارہ بیٹے ہوئے۔ انہوں نے عرب کو آدھ میں تقسیم کر لیا اور وہ  
سے چھ لوگ کہ جاتے ہیں۔ اُن کو دو بائیں بڑی عجیب معلوم ہوتی ہیں۔ (۱) زمین مکہ میں کوئی روئیدگی یا پیداوار  
نظر نہیں آتی (۲) مکہ کے بازاروں میں بجز تر میوے ترکاریاں بہت سستی اور بہشتات سے ملتی ہیں۔ اس سے  
معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو قبول کیا۔ اور اس سے دلیل پکڑی جاتی ہے۔ کہ خدا نے  
دعا کے دو سرے جزو یعنی رسول پیدا کرنے کو بھی ضرور قبول کیا۔ بنی موعود کا حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے پیدا  
ہونا تو رات کی کتابا مستثناء ہے۔ (۱) باب ۱۹ سے اور مکہ (قاران) سے ظاہر ہونا استثناء ہے۔ ثابت ہے۔  
حضرت یعقوب بن اسحق علیہما السلام کے بھی بارہ بیٹے ہوئے۔ بی بی یاسہ کے بطن سے چھ۔ روبن۔ شمعون۔  
لادی۔ یوہنا۔ شکار۔ زبول۔ بی بی راضل کے بطن سے دو (یوسف بن یاسین) زلفہ کے بطن سے جو بی بی یاسہ کی  
لوہڑی تھی دو (جدہ۔ آشر) بلکہ کے بطن سے جو بی بی راضل کی لوہڑی تھی۔ دو (روان۔ نفتالی) پیرا آتش (۱) باب ۱۹  
میں ہی بارہ کی اولاد سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے ہیں۔ جنہیں حضرت یعقوبؑ۔ مولیٰ۔ داؤد۔ موسیٰ۔  
یوحنا۔ برکت یافتہ بتلایا ہے۔ اگر عیسائیوں کا یہ بیان صحیح سمجھا جائے۔ کہ بی بی ہاجرہ بھی لی بی سارہ  
کی لوہڑی تھیں۔ جسے سارہ نے اپنے شوہر سے بیاہ دیا تھا تب بھی بنی اسماعیل پر وہ کوئی اعتراض نہیں  
کر سکتے۔ عیساکہ وہ جدہ۔ آشر۔ وان۔ نفتالی۔ ہد اور اُن کی اولاد پر کوئی اعتراض نہیں رکھتے۔ جو مکہ اور  
زلفہ لوہڑوں کے بیٹے ہیں۔

بہت جلد اس قدر پھیل گئے کہ مغرب کی طرف مصر سے جو ان کی ٹھیٹھال تھا جا ملے اور جنوب کی طرف ان کے خیمے میں تک پہنچ گئے۔ جہاں باپ نے ان کے بھائیوں بنو قطورہ کو آباد کیا تھا۔ اور شمال کی طرف ان کی بستیاں شام سے جا ملیں۔ جہاں ان کے بھائی بنو اسحق آباد تھے۔

اس طرح پر ایک ہی باپ کے فرزند بآبل اور مصر کے قدیم علم و تہذیب کے مالک ہو گئے اور بحیرہ ہندہ و بحر احمر کے ایسے بندر گاہوں پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ جہاں سے اس وقت کی تمام مشرقی دنیا کی تجارت پر وہ اپنا قبضہ کر سکتے تھے۔ اور عرب کا اندرونی حصہ بھی ان کے پاس آگیا جو غیر اقوام سے بچاؤ کے لئے ہمیشہ ناقابل تسخیر حصار ثابت ہوا ہے۔

حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں ان کا دوسرا فرزند قیدار نہایت نامور ہوا ہے۔ قیدار کی اولاد خاص مکہ میں آباد رہی۔ انہوں نے اپنے باپ کی طرح اس مقدس مسجد کے حقوق کو ہمیشہ پورا کیا۔ جو دنیا کے لئے توحید کی پہلی درس گاہ تھی۔

قیدار کی اولاد میں ۳ پشت کے بعد عدنان اول نہایت اولوالعزم شخص گذرے ہیں اس کے چھوٹے بھائی عاک نے یمن میں سلطنت قائم کر لی تھی۔ عدنان کے بعد اس قوم پر بنی جرہم کا قبیلہ غالب آگیا۔ اگرچہ وہ ان کے ماموں ہی تھے تاہم بنو جرہم نے ان کو ۲۰۰ سال تک اسے نکال دیا۔ کیونکہ بنو اسماعیل نے اب تک بنو جرہم کا بت پرستی میں ساتھ نہ دیا تھا۔

لیکن قحطی نے جو عدنان دوم سے پندرہویں پشت میں ہے۔ پھر مکہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور اس نے مکہ میں مشرکہ حکومت کی بنیاد ۴۴۰ء میں رکھ کر مندرجہ ذیل عہدے قائم کئے:-

(۱) رخادہ ۱۰۰ (۲) سقایہ ۱۰۰ (۳) حجابہ ۱۰۰ (۴) قبادہ ۱۰۰

(۵) نیز قومی نشان بنایا جسے لوگ کہتے تھے ۱۰۰

(۶) نیز قومی مجلس قائم کی۔ جسے ندوہ یا دارالندوہ کہتے تھے۔

قصصی کے بعد اس کا فرزند عبد مناف۔ پھر اس کا فرزند ہاشمؑ۔ اس کا فرزند  
عبد المطلبؑ (المولد ۹۷۸ھ) اس کا فرزند ابو طالب اپنے اپنے وقت میں مکہ کے محترم سردار  
ہوتے رہے۔ پیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی سیرۃ پاک پر یہ مثنوی کتاب لکھی  
گئی ہے عبد المطلب کے پوتے تھے۔

مذکورہ بالا بیان سے آپ سمجھ گئے ہیں کہ عرب میں بسنے والے کون تھے۔ اور ان کا  
اپنی ہمسایہ ممالک کی قوموں کے ساتھ کیا تعلق تھا۔ لیکن ابھی ملک عرب کی نسبت مجھے  
کچھ اور بیان کرنا ضروری ہے۔

نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب وہ جزیرہ نما ہے۔ جس کے مغرب میں بحر  
احمر اور جنوب میں بحر ہند۔ مشرق میں خلیج فارس۔ اور شمال میں ملک شام ہے۔  
اسے شام سے وہ سلسلہ کوہ جدا کرتا ہے۔ جو اس کے شمال میں چلا گیا ہے۔ اور مصر سے بنگال  
سویز جو چالینس برس پیشتر خاکناٹے سوئز سے موسوم تھی۔ الگ کرتی ہے۔ ہندوستان اور  
عرب میں خلیج فارس حائل ہے۔

عرب وسعت میں مملکت فرانس سے تقریباً دو چند بڑا ہے۔ ملک کے مختلف حصے  
اپنی اپنی خاص خصوصیتوں کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ یمن کے داوی اور طائف کے پہاڑیہ  
سرسبز ہیں کہ ہندوستان کے بہتر بن حصوں کو رشک آتا ہے۔ الحجرجی پتھر ٹی زمین و  
وسط عرب کا وسیع ریگستان اس قدر بے آب و گیاہ ہے کہ صحرائے اعظم افریقہ سے مقابلہ  
کھاتا ہے۔ ہم جس ستودہ صفات کے عہد سے اپنی کتاب کا آغاز کرنے والے ہیں ان کی

۱۔ عبد مناف کا نام منبرہ تھا۔ پیدائش کے بعد ان کو مناف بت کے مندر میں لے گئے تھے۔ اس لئے  
عبد مناف مشہور ہو گئے تھے۔

۲۔ ہاشم کا نام عمر تھا۔ یہ شور بابر وئی کے لکڑے بھگو کر غریبوں کو کھلایا کرتے تھے۔ اس لئے ہاشم نام پڑ گیا۔  
۳۔ ام کا نام شیبہ تھا۔ جب پیدائش ہوئی تو سر کے چند بال سفید تھے۔ اس لئے ماں نے ان کا نام شیبہ دے رکھا۔ مطلب ان کا  
چچا تھا جس نے بیٹی کے ذوق میں انہیں پالا تھا۔ اس شکر گزاری میں یہ تمام عمر عبد المطلب کہلائے۔

پیدائش کے وقت عرب کی ملکی اور اخلاقی حالت کا یہ حال تھا۔

✓ کہ اس کے جنوب پر سلطنت حبش کا اور مشرقی حصہ پر سلطنت فارس کا اور شمالی  
اقطاع پر روم کی مشرقی شاخ سلطنت قسطنطنیہ کا قبضہ تھا۔ اندرونی ملک بزرگم خود  
آزاد تھا۔ لیکن ہر ایک سلطنت اس پر قبضہ کرنے کے لئے سعی تھی۔

اندرونی ملک کے باشندوں پر خود مختاری نے بہت بُرا اثر ڈالا تھا۔ ان میں خود  
مختاری سے خود سری پیدا ہو گئی تھی۔ انہوں نے اپنی شجاعت و جرات کا نشانہ اپنے  
ہی بھائیوں کو بنا رکھا تھا۔ بیکاری اور کاہلی نے جو آ اور شراب کی عادت پیدا کر دی  
اور طبیعت ثانی بنادی تھی۔ ممالک غیر سے الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے انکی زبان اور نسل  
بیشک کھری تھی۔ لیکن فصاحت کا استعمال وہ زیادہ تر خود ستانی یا دوسری قوموں کی  
تحقیر میں کیا کرتے تھے۔ یہ اپنے فحش کارناموں کو مشتہر کرنے کے لئے زبان کی ساری طاقت  
خرج کر کے اپنے ساتھ اپنی معصومیت کی بھی خوب تشہیر کیا کرتے تھے۔ الگ تھلگ رہنے نے  
مصابہت کی بُرائی ان کے ذہن میں قائم کر دی تھی۔ اور مدعیان شرافت بڑی دلیری  
اور فخر سے اپنی بیٹیوں کو زندہ زین میں گاڑ دیا کرتے تھے۔

✓ ~~ان کی طبیعت میں بڑی پرستی رائج کر دی تھی۔ اور بت پرستی نے انسانی دل و دماغ~~  
~~پر فساد کیا۔ ان کو قہر پرست بنا دیا تھا۔ فطرت کی ہر ایک چیز پر قہر و درخت۔ چاند۔~~  
~~سورج۔ پہاڑ۔ دریا وغیرہ کو وہ اپنا معبود سمجھنے لگے۔ اور اس طرح ہر شے کی~~  
عظمت و جلال کے فراموش کر دینے کے ساتھ ساتھ خود اپنی قدر و قیمت کو بھی بھول چکے  
تھے۔ اس لئے انسانی حقوق کے لئے نہ کوئی ضابطہ تھا۔ اور نہ ایسے حقوق کو صحیح مرکز  
پر لانے کے لئے کوئی قانون تھا۔ قتل انسان۔ رہبری۔ جس بیجا۔ تصرف ناجائز۔ و غلبہ  
بیجا۔ غارتوں کو جبر یا پھسلاوٹ سے بھگا لیجانا۔ بیٹیوں کو زندہ پیوند خاک کر دینا یا

۱۷ تاریخ العرب پروفیسر سیڈیو صفو، ص ۴۴

عرب کی سیاسی حالت

عرب کی اخلاقی حالت



شجر کے ٹمٹمے کہ بُت پرستی نے اُن کی نگاہ میں سب سے زیادہ حقیر سستی انسان ہی کو بنا دیا تھا۔

برسوں بلکہ نسلوں اور صدیوں کے جمود نے اُنکے دل و دماغ میں یہی نقش کر دیا تھا کہ اُن کی حالت سے بہتر کوئی حالت۔ اور اُن کے تمدن سے بہتر کوئی تمدن اور ان کی تہذیب سے بہتر کوئی تہذیب ہو ہی نہیں سکتا۔

عرب کے مختلف اطراف میں مختلف حکومتوں اور سلطنتوں کے تعلق کی وجہ سے عام ملک میں مختلف مذاہب اور بھی پائے جاتے تھے۔ یہودی۔ عیسائی۔ صابی ایسے مذاہب ہیں جن کے نام سن کر ناواقف شخص وھو کا کھا سکتا ہے کہ ان لوگوں میں ان مذاہب کی عیدگیوں کے نمونہ بھی پائے جاتے ہوئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو مذہب سے درست کرنے کی بجائے مذہب کو اپنی وجہ سے خراب کر دیا تھا۔ اگر موسیٰ و عیسیٰ و شعیب و صالح علیہم السلام پیغمبروں کو ان کے دیکھنے کا موقع ملتا۔ تو وہ ہرگز نہ پہچان سکتے کہ یہ ہمارے ہی اصول پر چلنے والے لوگ ہیں۔

عام عیسائی ایک مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں۔ لیکن عرب کے عیسائی مریم کو خدا کی جوہر اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بھی کہا کرتے تھے۔ اور بُت پرست تو لات و عزیٰ کو مؤنث خدا (لات مؤنث ہے الہ کا۔ اور عزیٰ مؤنث ہے عزیز کا) بھی کہا کرتے تھے۔

اس زمانہ کے عام یہودی حضرت عزیٰ کو تو ریت کے اذیر لکھ دینے سے ابن اللہ کہا

۱۔ یہودیوں کو جب یونانیوں اور سریانیوں نے اپنے علاقہ سے نکالا۔ تو وہ عرب کی طرف آئے۔ اور بنو امیہ نے (اپنے ان چچا زاد بھائیوں کا) خیر مقدم کیا۔ اور ان کے مذہب کے حجاز اور فوجی خیبر و مدینہ میں اچھی اشاعت پائی (از کتاب خلاصہ تاریخ العرب صفحہ ۳۸)۔

۲۔ عیسائیت کو ۳۳۰ء میں بنو غسان نے قبول کیا۔ اور پھر عراق عرب۔ بحرین اور صحرائے فاران و دوسرا جندل و افرات و دجلہ کے دہانوں میں بھی مذہب پھیل گیا۔ اور اس دین کی اشاعت میں بخاشی اور قیصر بن ہارم مل کر کوشش کی تھی۔ ۳۹۵ء و ۴۱۰ء میں اس کی اشاعت پر بڑا زور دیا گیا تھا۔ اور یمن میں ناجیل بخت پھیل گئی تھی۔ (ایضاً صفحہ ۳۹)

کرتے ہیں۔ مگر عرب کے یہودی اپنی قوم کے سب زین و مرد کو خدا کے بیٹے۔ بیٹی۔ پیارے  
پیاری کہا کرتے تھے۔

آتش پرست غالباً بیٹی۔ بہن کو گھر میں ڈال لیا کرتے تھے۔ مگر عرب کے منجور  
اپنی حقیقی والدہ کو چھوڑ کر اپنے باپ کی تمام جوڑوں کو اپنی لہنڈیاں بنا لیا کرتے تھے۔  
عرب کی جملہ اقوام باثثنائے بعض افراد لکھنے پڑھنے سے بیخبر۔ علوم سے بے بہرہ  
فنون سے عاری۔ تمدن سے ناواقف۔ مصالحت اور معافی سے نا آشنا تھے۔

لمحہ اور دہریے بھی عرب میں آباد تھے۔ وہ حیات اور موت کو اتفاق اور وقت  
سے ہوسوم کر کے دنیا کے ہر انقلاب کو دور زمانہ سے منسوب کیا کرتے تھے۔  
خدا کی ہستی کا اقرار اور جزا و سزا کا تصور۔ نیک و بد افعال پر نیک و بد نتائج  
مترتب ہونا ان کے نزدیک قابلِ مسخر خیال تھا۔

ان کا عیوب کی چیز سے عریض و خالی اور تخیلات کی بُرائیوں کا مجموعہ تھا۔  
اگر تم عرب کو کرۂ ارض کے نقشہ پر دیکھیں۔ تو اسکے محل وقوع سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ کرۂ ارض پر آباد دنیا کو دیکھو۔ کہ جنوب میں زیادہ سے زیادہ ۴۰ درجہ عرض البلد اور شمال میں زیادہ سے زیادہ  
۸۰ درجہ تک آبادی ہے۔ جو فوں کا مجموعہ ۱۲۰ اور نصف ۶۰ ہو۔ جب ۶۰ کو ۸۰ درجے شمالی سے تفریق کریں تب  
۲۰ درجہ جاتے ہیں اور جب ۶۰ میں سے ۴۰ درجہ جنوبی کو تفریق کریں۔ تب بھی ۲۰ درجہ شمالی اور جاتے ہیں اور  
مکہ معظمہ ۲۱ درجہ پر آباد ہے۔ اسلئے کل کرۂ ارض میں یہی وسط ہونے کا درجہ رکھتا ہے۔  
یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ مکہ کا نام لغات کی کتابوں میں ناقص ترین ہے۔ انسان کے جسم میں ناقص بھی ٹھیک  
وسط میں نہیں ہوتی۔ بلکہ قریباً وسط میں ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عرض بلد میں مکہ بھی وسط حقیقی کے  
قریب قراقرض ہوا ہے۔ ڈیڑھ درجہ کا جو تفاوت ہے وہ اسلئے ہے کہ مکہ ناقص ترین ثابت ہوا۔  
(ب) اب اس طرح سمجھو کہ مکہ عرب ۵۵ سے ۶۵ درجہ ہائے عرض بلد شمالی پر واقع ہے۔ اور ان ہی خطہ طے کے  
اندرون کی تمام مشہور نسلیں اس طرح مقیم ہیں کہ مشرق میں آریا و سنگول اور مغرب میں حبشی و ہامانٹ رسل (م)  
اور ریڈ انڈینز امریکہ کے (اصلی باشندے) ہیں۔ اور جب کل قوموں میں تبلیغ کا پہلا پیمانہ نظر ہو۔  
تو عرب ہی اس کام میں قرار دیا جاسکتا ہے۔ غالباً اس لئے بھی قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:-  
وَجَعَلْنَا كُم مِّنَ أُمَّةٍ وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ لِّبَنِي آدَمَ (ترجمہ) ہم نے تم کو دوسری  
امت بنایا ہے تاکہ قوموں کے سامنے تم خدا کی شہادت ادا کرو۔ نقطہ

ہے کہ خدا نے اسے ایشیا و یورپ و افریقہ کے بڑے علموں کے وسط میں جگہ دی ہے۔ اور وہ خشکی و تری (دونوں رستوں) سے دنیا کو اپنے دہنے اور بائیں ہاتھ سے ملا کر ایک کر رہا ہے۔ اس لئے ایسے ملک میں دنیا کے جملہ مذاہب کا پہنچ جانا۔ اور جہالت کی حکومتِ اعلیٰ کے زیر اثر ہو کر سب ہی کا بگڑ جانا بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اگر تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے ایک واحد مرکز قائم کرنے کے لئے ہم جگہ کا انتخاب کرنا چاہیں۔ تو عرب ہی اس کے لئے موزوں ہے۔ خصوصاً اُس زمانہ پر نظر کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب افریقہ اور یورپ اور ایشیا کی مین بڑی سلطنتوں کا تعلق عرب سے تھا۔ تو عرب کی آوازاں بڑے علموں میں بہت جلد پہنچ جانے کے ذرائع بخوبی موجود تھے۔

رب العالمین نے (جہاں تک میں سمجھتا ہوں) اسی لئے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں پیدا کیا۔ اور اُن کو بدرجہ قوم۔ اور ملک اور عالم کی ہدایت کا کام پہنچو فرمایا۔

ناظرین اس کتاب کو پڑھ کر معلوم کر سکیں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کس قدر مشکل تھا۔ اور انہوں نے اس فرض کو کیسی خوش اسلوبی۔ صبر و حلم۔ استقامت اور تحمل سے شہر و رع کیا۔ کیونکر تہذیب و تمدن اور علم و اخلاق کو پھیلایا۔ کیونکر قوموں اور ملکوں کو ایک بنایا۔ کس طرح انسان کا درجہ بلند کیا۔ کس طرح توحید کی اشاعت کی۔ اور انسان کے دل پر عظمت و کبریائی ربانی کا نقش قائم کر دینے کے بعد کس طرح جملہ اشیاء و اسباب کا خادم انسان ہونا ثابت کر دیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح پرنسپل اور قومیت کی خصوصیتوں اور ملک و مقام کی حالتوں اور امیری و غریبی کے امتیازوں۔ اور فاتح و مفتوح کے تفاوت و مختلف زبانوں۔ مختلف رنگتوں کے مابہ الامتیازوں سے قطع نظر کر کے کیسی خوش اسلوبی

سے سب کو دین واحد کے رشتہ سے متحد و متفق۔ یکساں و مساوی۔ ہم سطح و ہم خیال۔  
ہم اعتقاد و ہم آواز بنایا۔

اور جب وہ اس عظیم الشان کام کو انجام دے چکے۔ بندوں کو خدا سے نزدیک  
اور قوموں کو قوموں سے قریب بنا چکے۔ نفرت و عداوت کی جگہ نصرت و اخوت کو  
بٹھلا چکے۔ ظلمت اور جہالت کو نکال کر ان کے دل و دماغ پر نور صداقت و علم کو شمع  
کر چکے۔ تب کیسی فارغ البالی۔ کشادہ پیشانی۔ اور مسترت کے ساتھ اس دنیا سے  
سدا رہ گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان کام کا اندازہ کرنے کے لئے دیکھو کہ اسلام  
کایج کیسے پاک قلوب میں بویا گیا تھا۔ جو اس کا نیک پھل لائے تھے۔  
بنجاشی ملک حبشہ۔ جیفر ملک عمان۔ اکیدر شاہ دومۃ الجندل۔  
نجد کے وحشی۔ تمامہ کے بدو۔ اور مین کے مسکین کے دوش بدوش کھڑے  
ہونے پر نازاں ہو رہے ہیں۔

عبداللہ بن سلام یہودیت اور ورقہ بن نوفل عیسائیت اور عثمان بن طلحہ  
ابراہیمیت کی مسند ہائے امامت چھوڑ کر اسلام کے خادم شمار کئے جانے پر مفتخر ہیں۔  
یہودیوں کا زر خرید غلام سلمان پارسی۔ بنی اہل البیت کے درجہ پر فائز ہو جاتا  
ہے۔ اور نبوت پرستوں کے زر خرید غلام ہلال حبشی کو فاروق اعظم بھی جس کی سطوت و  
ہیبت سے قیصر و کسریٰ کے اندام پر لرزہ تھا۔ سید سید راقا آقا کہہ کر ہکا رہا ہے۔  
رنگتوں کا اختلاف۔ زبانوں کا تباہی۔ قومیت کا تفرقہ۔ ملکی خصوصیات کا امتیاز سب  
کچھ جاتا رہا ہے۔ حسب و نسب کی شرافت کا زبان پر لانا کمینگی کی دلیل بن گیا ہے  
دین واحد نے سب کو ملت واحد بنا کر ایک ہی ولولہ دلوں میں۔ ایک ہی جوش طبعیتوں  
میں۔ ایک ہی خیال و دماغوں میں۔ ایک ہی آواز توحید زبانوں پر جاری کر دیا ہے۔

اسلام اور مختلف طبقات

مختلف اصناف و طبقات

سلطنت عالمی و اخوت باہمی

دشمن دوست بن گئے ہیں۔ اور جان سٹان۔ جان فشار ثابت ہوئے ہیں۔ وہ عمرو بن عاص جو حبش میں نجاشی کے پاس قریش کا سفیر بن کر گیا تھا۔ کہ مسلمانوں کو بطور اسٹراڈیشن مجرموں کے حاصل کرے۔ چند سال کے بعد وہی عمان کے پادشاہ کے پاس داعی اسلام بن کر جاتا ہے۔ اور ہزاروں اشخاص کے مسلمان ہو جانے کی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتا ہے؛

وہی خالد بن ولید جو جنگ احد میں ہمت پرستوں کے رسالہ کی کمانڈ کرتا ہوا مسلمانوں کو تباہ کرنا اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد حاضر ہوتا ہے لات وعزائے کے مندروں کو اپنے ہاتھوں سے گراتا۔ اور اسلامی فتوحات میں گرم جوش جنرل کا درجہ پاتا ہے؛ وہی عروہ بن مسعود۔ جو حدیث میں آنحضرت کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے قریش کا سفیر بن کر آیا تھا۔ خود بخود مدینہ میں حاضر ہوتا اپنی قوم میں دعوت اسلام کی اجازت حاصل کر کے اسی خدمت میں اپنی جان قربا کر دیتا ہے۔ وہی سہیل بن عمرو جو معاہدہ حدیبیہ میں ہمت پرستوں کی جانب سے مکشتر معاہدہ تھا۔ اور جس نے عہد نامہ میں ام پاک محمد کے ساتھ لفظ رسول اللہ لکھے جانے پر انکار کیا تھا۔ وفات نبوی کے بعد بیت اللہ میں کھڑے ہو کر اسلام کی صدا اور دین الہی کی تائید میں ایسی زبردست تقریر (خطبہ) کرتا ہے۔ جو سینکڑوں دلوں میں سیکینہ اور ایمان بھردیتی ہے۔ وہی عمر بن خطاب جو لیکر گھڑے آنحضرت کا سر قلم کرنے کے لئے نکلا تھا۔ وفات نبوی کے دن شیر بہنہ لے کر کہہ رہا ہے کہ جو کوئی کہے گا۔ کہ آنحضرت نے وفات پائی۔ اُس کا سر قلم کر دیا جاوے گا۔ وہی وحشی جس نے ہجرہ کو مارا۔ کلیجہ نکالا۔ اعضاء کاٹے۔ جنازہ بھرت کیا تھا؛

پچھ دوئوں کے بعد مسلمان ہو جاتا شرم و خجالت سے منہ سامنے نہیں کرتا اور بالآخر مسلمانہ جیسے کذاب کے قتل کو اپنی حرکت سابقہ کی تلافی سمجھتا ہے؛

وہی ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب۔ جو حقیقی چچا کا بیٹا ہو کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بجو میں متواتر اشعار کہا کرتا تھا۔ جذبہ توفیق سے خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور جنگ حنین کے میدان میں وہی اکیلار کا بنبوئی تھا مے نظر آتا ہے۔ وہی ابوسفیان بن حرب۔ جو سات برس تک برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں فوجیں لاتا رہا۔ اور مسلمانوں کے خلاف سارے ملک میں آتش فساد بھڑکاتا رہا۔ اسلام لاتا۔ اور بخران کے عیسائی علاقہ پر سلامی حاکم بنا کر بھیجا جاتا ہے وہ طفیل دوسی۔ جو مکہ میں روٹی کی ڈاٹ کھانوں میں لگا کر پھرتا تھا۔ کہ محمد کی آواز کا میں نہ پہنچے۔ بالآخر اپنے وطن میں گھر گھر پھرتا۔ اور محمد کی آواز کو بہو بچاتا تھا۔ وہ عبد یلیل ثقفی جس نے طائف میں غلاموں بچوں کو پتھر اوڑھنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا تھا۔ آخر مدینہ حاضر ہوا۔ اور وہاں سے اپنی قوم کے پاس جواہر ایمان و ایقان لایا تھا۔ وہی بریدہ بن الحصیب اہلی جو قریش سے تھوشر سُرُخ کے انعام کا وعدہ لئے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے ستر سواروں کی دوش لے گیا تھا۔ چند گھنٹہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ آرا بن گیا۔ ان فرض ایسی مثالوں کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

یہ سب کرشمے اُس پاک تعلیم کے تھے۔ جو آہستہ آہستہ دلوں کو فتح کرتی جاتی تھی۔ اکثر انبیاء علیہم السلام نے معجزے دکھلائے۔ لاطھی۔ سانپ۔ پتھر۔ دریا۔ آگ کی قلب راہیت یا سلب خاصیت کا نظارہ دیکھے والوں کو نظر آیا۔

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی و اُمی) نے عظیم الشان معجزہ یہ دکھلایا کہ دلوں کو بدل دیا۔ اور روح کو پاکیزہ بنا دیا۔ انسان اور لاطھی۔ انسان اور سانپ۔ انسان اور پتھر میں جتنا تفاوت ہے۔ وہی تفاوت اس معجزہ اور دیگر معجزات میں بھی ہے۔

اور یہی وہ چیز ہے۔ جو آج تک اُن سب دماغوں کی حیرت و محویت کا موجب ثابت ہوئی ہے۔ جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق (باوجود مخالفت نہیب) کچھ کہنا یا کچھ لکھنا چاہا ہے۔

کاش مسلمان اس پاکیزہ تعلیم کی قدر کریں۔ کاش وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک مقصد سے آگاہی حاصل کریں۔ کاش وہ اسلام کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھیں۔ کاش وہ اسلام کی بقا کو اپنی جانوں۔ اپنے بچوں۔ اپنے باپ۔ پیر بزرگوں کی حیات و بقا سے زیادہ ضروری سمجھنے لگیں۔ و ما ذلک علی اللہ یغیرہ۔

ناظرین! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں یہ عجیب خصوصیت ہے کہ اُس سے ہر طبقہ کا شخص ہدایت پاسکتا ہے۔

آنحضرت دنیا کی ہوا میں سانس لینے سے پیشتر تیم ہو چکے تھے۔ اس لئے مسکینی و غربت ایسے اوصاف ہیں۔ جو حضور کے توام ہیں۔

عمر کے ابتدائی سال دیہاتی زندگی میں بسر ہوئے تھے۔ اس لئے سادگی و بے تکلفی نے حضور کے ساتھ ساتھ نشو و نما پائی تھی۔ لہٰذا کمین کا زمانہ ایسے وقت میں گزرا تھا۔ جب کہ قوم حرب الفجار وغیرہ لڑائیوں میں مصروف تھی۔ اس لئے امن بسط اور اہم دردی عامہ کی قدر و منزلت شروع ہی سے حضور کے خاطر نشین تھی۔

۲۵ سال کی عمر تک حضور نے شادی نہیں کی۔ مجتہد کا یہ زمانہ جو عین غنفلوں شباب کا عالم تھا۔ کمال عفت و عسرت شرم و جاسے بسر ہوا۔ دیکھنے والوں کی شہادت موجود ہے۔ کہ حضور پر وہ نشین کنواری لڑکیوں سے بڑھ کر باخرم و باجیا تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاش کے لئے تجارت کو پسند فرمایا تھا اور اس طرح اُن بلند حوصلہ لوگوں کے لئے جو ثبات و استتلال۔ معاملہ فی ضرورت شناسی۔ حلم اور بردباری سے شصت ہوں۔ ہدایت فرمائی۔ کہ تجارت سے بہتر

اور کوئی معاش نہیں۔

مروانہ جمال میں کمال حسین۔ حسب و نسب میں عالی خاندان ہونے پر بھی ایک بیوہ عورت سے جو عمر میں حضور سے پندرہ سال زیادہ تھی۔ پہلا نکاح کیا۔ اور اس سے عقد بیوگاں کی ضرورت اور غلطی پر نہایت شاندار نمونہ قائم فرمایا نیز واضح کر دیا کہ مثالی زندگی میں بھی ہم کیونکر شہوانی خیالات کے تقید سے آزاد رہ سکتے ہیں۔

یہ بیوی نہایت متمول تھی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قافانہ طبیعت اور زاهدانہ سیرت کی وجہ سے اپنے آپ کو اپنی بیوی یا اپنے خاندان کی ادا دہالی سے ہمیشہ مستغنی ثابت کیا۔ اور اس طرح اپنی مدد آپ کرنے والوں کی سربراہ ایک مشکل روشن فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی صادقانہ وسعت و زندگی کا اثر و نفوذ عرب پر پھیلا دیا تھا۔ اور سب کے دلوں میں اپنے لئے عزت و محبت کے ساتھ جگہ بنالی تھی۔ اور اس طرح پر رہتہ بازوں کے لئے ایک خوشنہد مثال قائم فرمادی۔ کہ کیونکر نیکی اور صداقت کی طاقت ظلم اور جہالت کو مغلوب کر سکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاون و تمدن کی برکات اور طاقت کو سمجھا۔ اور حلف الفضول کے قائم کرنے سے قیام امن اور حفاظت نوع انسانی کی جدید سڑک تیار کر دی اور ان منتظلمین کو جو سچے دل سے کسی ملک کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ اسی ملک کے باشندوں کو شریک انتظام کر لینے کے ذریعے اصول کا سبق دیا۔

حجر اسود کے نصب کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا کہ جب مختلف



اغراض اور مختلف مقاصد کے لوگ ایک جگہ فراہم ہو جائیں۔ تو ان کو کیوں کر مرکز واحد پر لا سکتے ہیں۔ نیز ثابت فرمادیا۔ کہ خدشہ جنگ کے ملا دینے اور امن کو مستحکم رکھنے کے لئے جنگی طاقت کی نہیں بلکہ اعلیٰ دماغی قابلیت کی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں جملہ انبیاء کی شان نظر آتی ہے۔ آپ مسیح علیہ السلام کی طرح جھٹلائے اور ستائے گئے۔ پھر بھی صابر و شاکر ہی پائے گئے۔

آپ نے پیچھے علیہ السلام کی طرح بیابانوں اورستیوں میں خدا کی آواز کو پہونچایا۔ آپ نے عینیں رسول اللہ کی طرح خدا کے گھر کی عظمت و حرمت کو از سر نو زندہ فرمایا۔ آپ نے ایوب علیہ السلام کی صبر و شکیبائی کے ساتھ گھائی میں تین سال تک محصور رہنے کے دن کاٹے۔ اور پھر بھی آپ کا دل خدا کی ثنا گزاری سے بسر نہ اور زبان ستائش گوئی سے زمزمہ نہ رہی۔

آپ نے نوح علیہ السلام کی طرح قوم کے پرستہ بخت لوگوں کو خفیہ اور علانیہ۔ خلوت اور جلوت میں۔ میلوں اور جلسوں۔ گزرگاہوں اور راہوں پر۔ پہاڑوں اور میدانوں میں اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ اور لوگوں کو ان کے افعال بد سے نفرت دلائی۔ آپ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرح نافرمان قوم سے علیحدگی اختیار کی۔ اور وطن کو چھوڑ کر شجرہ طیبہ اسلام کے لگانے کے لئے پاک زمین کی تلاش میں رہ نذر ہوئے۔

آپ شیب بھرت کو داؤد علیہ السلام کی طرح دشمنوں کے نرغہ سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

اور یونس علیہ السلام کی طرح (جنہوں نے تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہ کر پھر نینوے میں اپنی منادی کو جاری کیا تھا) غار ثور کے شکم میں تین دن رہ کر پھر زندہ

طیبہ میں کلمۃ اللہ کی آواز کو بلند فرمایا۔

آپ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرح جنہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون مصر کی غلامی سے آزاد کرایا تھا، شمالی عرب کو شاہ قسطنطنیہ کی بند ملکیت سے اور شرقی عرب کو کسریٰ ایران کے حلقہ غلامی سے اور جنوبی عرب کو شاہ حبش کے طوق بندگی سے نجات دلائی۔

آپ نے سلیمان علیہ السلام کی طرح مدینہ میں خدا کے لئے ایک گھر بنایا جو ہمیشہ کیلئے خدا کی یاد کرنے والوں سے معمور اور ضیاءِ توحید سے پُر نور رہا ہے، جسے کوئی بخت نصر جیسا سیاہ بخت ویران نہیں کر سکا۔

آپ نے یوسف علیہ السلام کی طرح اپنے ایذا رساں و ستم پیشہ برادرانِ مکر کے لئے نجد سے رہتوسط شام بن اثال افلہ ہم پہنچایا۔ اور بالآخر فتح مکہ کے دن لا تَأْزِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ كَامْرُؤَهُ مُنَاكِرَ - انْتَمِ الْاِطْلَقَاءُ كَافِرُودِہ سے انہیں پابندِ ممت و احسان بنایا۔

وقتِ واحد میں آپ موسیٰ کی طرح صاحبِ حکومت تھے۔ اور ہارون کی طرح صاحبِ امامت بھی۔

ذاتِ مبارک میں فوجِ علیہ السلام کی سی سرگرمی۔ ابراہیم علیہ السلام جیسی نرم دلی۔ یوسف علیہ السلام کی سی درگزر۔ داؤد علیہ السلام کی سی فتوحات۔ یعقوب علیہ السلام کا سا صبر۔ سلیمان علیہ السلام کی سی سطوت۔ عیسیٰ علیہ السلام کی سی فاعساری۔ یحییٰ علیہ السلام کا سا زبیدہ۔ اسمعیل علیہ السلام کی سی بسک، روحی کاملِ ظہور بخش تھی؛

اے کہ بر تخت سیادت زائرِ حادری

آنچہ خواباں ہمسہ دارند تو تنہا داری

خوشید رسالت میں اگرچہ تام مقدس رنگ موجود تھے۔ لیکن حرۃ للعافی کا

وہ نور تھا۔ کہ جس نے تمام رنگتوں کو اپنے اندر لے کر دنیا کو ایک برگزیدہ و چیدہ  
 'بیض' نقیہ و روشنی سے منور کر دیا ہے؛

ذریعہ ہمدردی کی کتاب کہ خورشید عالم افروز کی جلوہ نمائی میں آئینہ داری  
 کرے۔ اس شے سادہ و مختصر حالات ہمیشہ کو دیتا ہوں۔ خداوند کریم میری خُسنیت  
 پر نظر فرما کر میرے زلات کو عفو فرمائے۔ اور براہِ رانِ اسلام میری کئی بضاعت  
 کو ملحوظ رکھ کر تقصیرِ خدمت کو معاف فرمائیں؛

---

خاکسار  
 "محمد سلیمان"

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہمارے  
نبی ہیں۔ دادا نے آنحضرت کا نام محمد اور ماں نے خواہش میں ایک فرشتے سے بشارت  
پاکر احمد رکھا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم رحلیل الرحمن و ابوالانبیاء کی اولاد سے ہیں  
جو ہاجرہ بی بی کے بطن سے ہوئی۔ ہاجرہ بادشاہ مصر رقیون کی بیٹی تھی۔ خدا کے ہاں ان کا  
نام فاطمہ بنت محمد ہے۔ اسم فعل ہے یعنی مضاعف سے بہا مضاعف ہے۔ اور احمد بھی حمد سے واقع علی الفہم ہے  
اسم حمد سے حمد کی کثرت و کمیت اور اسم احمد سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ  
عنه کا شعر ہے وَشَقَّ كَذَمِنَ اسْمِهِمْ لِيُجْلِلَهُ . فَلَوْلَا الْعَرَّاشُ لَخُمُودٌ وَهَذَا الْخُشْدُ وَفَدَا  
اس کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ دیکھو رب العرش و محمود ہے۔ اور  
آنحضرت محمد ہیں ا واضح ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد سے خاص مناسبت ہے۔ حضور کا نام محمد و احمد ہے  
اور حضور کے مقام شفاعت کا نام محمود ہے۔ امت محمدیہ کا نام تملودن ہے۔ اور آنحضرت کی ولود کا نام ولود احمد  
ہے وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى نَوَاكٍ حَمْدًا كَثِيرًا

حدیث میں ہے کہ زمین پر میرا نام محمد اور آسمان پر احمد ہے۔ قریت میں اسم مبارک محمد اور رحیل  
میں احمد ہے۔

تک سیدہ انسبی بی کو نام رکھنے کی بشارت فرشتے کی معرفت ایسے ہی ملی تھی۔ جیسے کہ فرشتے کی بشارت ہاجرہ  
بی بی نے اسمائیس کا نام پیدا کرنا اور مریم نے یسوع کا نام رکھنا باب ۳۱ دوسرا رکھا تھا۔  
تک حضرت یزید کا نام شروع میں برام تھا۔ فلسفہ براہیم رکھنے کے معنی قوموں کا باپ ہیں۔ پیدا کرنا۔ باب  
دوسرا نبی رحیل دینی سرگس و غوی مصدقہ قطورہ انبی کی ولاد میں پادری صاحبان جو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام  
ہی نہاں پر رکھتے ہیں وہ غور کریں کہ ان کے قول کے مطابق حضرت ابراہیم رحیلوں کا باپ کیونکر ثابت ہوئے۔

ایسا درجہ تھا کہ خدا کے فرشتے ان کے سامنے آیا کرتے۔ اور خدا کے پیغام پہنچایا کرتے تھے۔

باجرہ بنی بنی کے فرزند کا نام اسمعیل ہے۔ جو حضرت ابراہیم کے پہلو سے بیٹے ہیں  
 باپ نے ان کو وادی میں اس جگہ آباد کیا تھا۔ جہاں اب مکہ معظمہ ہے۔ خدا نے اسمعیل کے  
 لئے زمزم کا چشمہ ظاہر کیا تھا۔

حضرت اسمعیل کو خدا نے بارہ بیٹے دئے تھے۔ ان میں سے قیدار بہت مشہور  
 ہیں۔ قیدار میں ان کا ذکر بکثرت آیا ہے۔

قیدار کی اولاد میں عدنان اور عدنان کی اولاد میں قصی بہت مشہور ہیں جو چار  
 واسطے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کا نام آمنہ ہے۔ جو وہب کی بیٹی ہیں۔ وہب قبیلہ بنو  
 زہرہ کا سردار تھا۔ ان کا سلسلہ نسب فہر الملقب بہ قریش کے ساتھ جاملتا ہے۔

اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوھیال اور نہیال بن عرب کے بہترین قبیلہ۔  
 بہترین قوم اور شاخ میں سے ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ ہمارے دو شنبہ کے دن ۹ ربیع الاول ۱۲۰۰ عام انیس

لہ کتاب پیدائش ۱۱ و ۱۲

۱۳ زور ۴۴ باب ۴-۵-۶ درس و کتاب صحیح بخاری بروایت ابن عباسؓ و پیدائش ۱۱

۱۴ یسعیہ ۱۱۔ زبور ۱۱۔ یسعیہ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔

مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۵۷ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ کو مکہ معظمہ میں۔ بعد از صبح صادق  
قبل از طلوع نیر عالتاب پیدا ہوئے۔ حضور اپنے والدین کے اکلوتے بچے تھے!  
والد بزرگوار کا آنحضرت کی پیدائش سے پہلے انتقال ہو گیا تھا!

عبد المطلب آنحضرت کے دادا نے خود بھی یتیمی کا زمانہ دیکھا ہوا تھا اپنے چوبیس  
سالہ نوجوان پیارے فرزند عبد اللہ کی اس یادگار کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی گھریں  
آئے۔ اور بچے کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور دعا مانگ کر واپس لائے۔ ساتویں دن قربانی  
کی اور تمام قریش کو دعوت دی۔ دعوت کھا کر لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بچے کا نام  
کیا رکھا۔ عبد المطلب نے کہا ”محمد“ لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے  
نام رکھا گیا۔ قوم نے اس  
نام پر تعجب کیا۔ کہ میرا بچہ دنیا بھر کی ستائش اور تعریف کا ضایاں قرار پائے!

۲۲ اپریل ۱۹۵۷ء کو مکہ میں جس پر ۲۵ ستمبر ۱۹۵۷ء سے انگریزی تقویم کا حساب شروع ہوا ہے  
لیکن قاعدہ قدیم کے مطابق ۹ ربیع مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء جولین کے تھی۔ اور گریگورین نے اس ۱۹ کو  
۲۰ اپریل ۱۹۵۷ء بروئے حساب قدیم قرار دیا۔ فقط  
۱۷ ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء کو مکہ میں ۳۶ دن گھنٹے ۴۸ منٹ ۴۶ سیکنڈ پر روشہ کے جاری  
کرنیوالوں ۲۴ منٹ ۲۳ سیکنڈ کی مقدار اس سے زیادہ بخیر کی۔ اس زیادتی کی وجہ سے سمت پر روشہ نہ عمومی  
کے مقابل میں ۲۳ منٹ ۲۳ سیکنڈ کی تاخیر سے شروع ہوتی ہے سمت پر روشہ سلسلہ کا آغاز یوم پچیسہ مطابق ۱۴  
ربیع ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء سے پہلے گریزہ ۱۲ پر روشہ کا آغاز ۲۲ ربیع ۱۲۷۵ھ کو ہوا تھا یعنی عید  
ربیع ہی کی یکم بعد اور ہمارا زمانہ ۱۹ ربیع ۱۲۷۵ھ سے ۱۲ ربیع ۱۲۷۵ھ کا شروع ہوا ہے یعنی عید ۲۳ ربیع ۱۲۷۵ھ  
آٹھویں صمت پر روشہ میں اتنی سیکنڈ کے فرق ہوتا رہا ہو گا۔ یعنی ۱۱ سال کے بعد صمت کا شروع ایک دن موخر ہوتا رہا ہو گا  
غرض صمت پر روشہ میں جو غلطی متعلق مقدار سال شمسی، ابتدائی قاضی صمت مذکور موجود ہے۔ اسی کی وجہ سے ہے کہ  
گریزہ ۱۲ پر روشہ کا یکم جمادی مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۵۷ء تھا۔ اور گریزہ ۱۲ پر روشہ کا یکم جمادی مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۵۷ء کے ہے۔  
۱۵ یوم ولادت باسعادت کو مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع ۴ بجکر ۲۰ منٹ دھوپ گھڑی کے گھنٹوں کے  
حساب سے ۹ بجکر ۵ منٹ (حساب مروجہ حال کے) ہوا تھا۔ اور آفتاب اس وقت برج حمل سے ۳۴ درجہ ۲۰ دقیقہ  
پر تھا۔ اور تاریخ یکم جمادی کے شروع ہونے پر ۱۳ گھنٹے ۱۶ منٹ گزر چکے تھے۔  
۱۵ سیمپاہ ۱۳۷۶ھ میں ہے۔ ہکو ایک بیٹا بخشا گیا۔ یہ بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو حضرت یحییٰ نہیں  
ہو سکتی۔ کیونکہ انجیل متی سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کی اور بھی بہنیں اور بھائی تھے۔ اور وہ مریم کے اکلوتے  
بچے نہ تھے!

ھے ابو الفداء صفحہ ۱۱۰۔ تیرہ سیمپاہ ۱۳۷۶ھ وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب!

شرفاء مکہ کا دستور تھا۔ اپنے بچوں کو جبکہ وہ آٹھ دن کے ہو جاتے تھے۔ دودھ پلانے والیوں کے سپرد کر کے کسی اچھی آب و ہوا کے مقام پر باہر بھیج دیا کرتے تھے۔  
**ایام رضاعت** اسی دستور کے موافق آنحضرتؐ کو بھی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ ہر چھٹے مہینے لاکرائی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھلا جاتی تھیں۔ دو برس کے بعد آپؐ کو دودھ چٹایا گیا۔ مائیں حلیمہ آپؐ کو لیکر حضرت آمنہ کے پاس آئیں۔ حضرت آمنہ نے اس خیال سے کہ وہاں کی آب و ہوا حضورؐ کے خوب موافق تھی اور شاید مکہ کی آب و ہوا موافق نہ ہو۔ پھر مائیں حلیمہ ہی کے سپرد کر دیا۔

**والدہ مکرمہ کا انتقال** جب آنحضرتؐ کی عمر چار برس کی ہوئی۔ تو والدہ مکرمہ نے آنحضرتؐ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب آنحضرتؐ کی عمر چھ برس کی ہوئی۔ تو والدہ کا انتقال ہو گیا اور دادا نے آپؐ کی پرورش اور نگرانی اپنے ذمہ لے لی۔  
 جب آنحضرتؐ کی عمر آٹھ برس۔ ادن کی ہوئی۔ تو آپؐ کے دادا عبد المطلب نے ۸۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔

**ابوطالب کی تربیت** ابوطالب آنحضرتؐ کے چچا تھے۔ اور آپؐ والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی۔ اب وہ آنحضرتؐ کی نگرانی اور تربیت کے ذمہ دار بنے۔

**بحیرہ صائب کی ملاقات** اکثر کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرتؐ جب بارہ سال کے ہوئے۔ تو اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ۔ جبکہ وہ تجارت شام کو جاتے تھے۔ سفر میں گئے۔ بصری میں بحیرہ صائب نے آنحضرتؐ کو پہچان لیا۔ کہ نبی موعود ہی تو جو ان ہے چچا سے کہا۔ کہ اسے یہودیوں کے ملک میں نہ لیجاؤ۔ وہ اسے پہچان کر کہیں گزند نہ پہنچایا۔ شفیق چچا نے آنحضرتؐ کو بصری . . . . ہی سے واپس کر دیا۔

۱۔ انوار خطبات احمدیہ مصنفہ سرید احمد خاں المتوفی ۱۳۱۵ ہجری ذوالحجہ ۱۲۷۲ زوالہاماد ۱۲۷۵ ہجری یادی صاجان اتی بات پر کہ بحیرہ صائب نے قرآنی ملاقات یہ شایع و برگ اور بھی لکھائی کہ ۴۰ سال کی عمر کے بعد جو تعلیم آنحضرتؐ نے ظاہر کی تھی۔ وہ اس صائب کی تعلیم کا اثر تھا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر آنحضرتؐ نے تثلیث

۱۱ اس بارہ میں جو حدیث ترمذی وغیرہ میں ہے اس میں یہ بھی ہے کہ چپائے دیں کرتے وقت آنحضرت کے ساتھ بلالؓ کو بھیجا تھا۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ صریح غلطی ہے۔ اول تو اس وقت بلالؓ نہ ابوطالب کے پاس تھا۔ نہ ابو بکرؓ کے پاس۔ دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان دنوں موجود ہی نہ ہوئے۔

۱۲ قرآن مجید کی آیت وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ سَاطِت ہے کہ یہودی رسول موعود کے انتظار میں رہا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اُس کے آنے پر یہودیوں کو کافروں پر فتح و نصرت ہوگی۔ یہ اعتقاد اُن کا اس وقت تک رہا۔ جینک کہ حضورؐ کی بعثت نہ ہوئی اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بحیرہ راہب کا قول غلط تھا۔ کیونکہ اگر یہودی اس لحاظ سے آنحضرتؐ کو پہچان لیتے۔ تو اپنے اعتقاد کے مطابق حضورؐ کو اپنی فتح و نصرت کا دیوتا مانتے کہ نہایت خدمتگزاری کرتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ راہب کی داستان ناقابل اعتبار ہے۔

تجارت کا خیال جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہوئے تو آپ کا خیال پہلے تجارت کی طرف ہوا۔ مگر گھر کا روپیہ پاس نہ تھا۔ مکہ میں نہایت شریف خاندان کی ایک بیوہ عورت خدیجہ بنت خویلد بہت مالدار تھی۔ اپنا روپیہ تجارت میں لگاٹے رکھتی تھی۔ اُس نے آنحضرتؐ کی خوبیاں اور اوصاف سُن کر۔ اور آپ کی سچائی دیکھ کر۔ دینداری۔ سلیقہ۔ شعاری کا حال معلوم کر کے خود درخواست کر دی کہ اُس کے روپے سے تجارت

صاف صاف گذشتہ اور کفارہ کا رد مسیح کے صلیب پر جان دینے کا بطلان۔ اس راہب کی تعلیم ہی سے کیا تھا تو اب عیسائی اپنے اُس بزرگ کی تعلیم کو قبول کیوں نہیں کرتے۔ (محمد سلیمان)

۱۳ زاد۔ مصنف علامہ ابن القیم الملتونی ۲۳۔ رجب ۷۵۰ھ (۱۳۵۰ء)

۱۴ یہ لوگ نبی کے آنے سے پیشتر کافروں پر فتح اس کے ذریعہ پانے کی آرزو میں رہا کرتے۔ جب نبیؐ ملا ہوا۔ اور انہوں نے پہچان بھی لیا تب اُس سے منکر ہو گئے۔



تجارت کریں تا حضرت اُس کا مال لیکر تجارت کو گئے۔ اس تجارت میں بہت نفع ہوا۔  
 اس سفر میں خدیجہ کا غلام میسرہ بھی آنحضرت کے ساتھ تھا۔ اُس نے آنحضرت  
 کی اُن تمام خوبیوں اور برکاتوں کا ذکر خدیجہ کو سنایا جو سفر میں خود دیکھی تھیں۔ ان  
 اوصاف کو سن کر خدیجہ نے درخواست کی کہ آنحضرت کے ساتھ نکاح کر لیا۔ حالانکہ  
 خدیجہ اس سے پہلے بڑے بڑے سرداروں کی درخواست نکاح کو رد کر چکی تھی۔  
**نکاح** جب یہ نکاح ہوا تو آنحضرت کی عمر ۲۵ سال اور خدیجہ بی بی کی عمر ۴۰ سال  
 کی تھی۔ آنحضرت کے نکاح میں ۲۵ سال تک زندہ رہیں۔ آنحضرت اُن کے  
 مرجعے کے بعد بھی اکثر اُن کا محبت سے ذکر کیا کرتے۔ اور اُن کی سہیلیوں سے بھی عربت  
 اور شفقت کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔

اس شادی کے بعد آنحضرت کا تمام وقت خدا کی عبادت اور بنی آدم کی بہبود  
 و خیر اندیشی میں پورا ہوا کرتا تھا۔

قیام امن و گرامی حقوق انہی دنوں میں آنحضرت نے اکثر قبیلوں کے سرداروں اور  
 انجمن کا انعقاد سمجھ دار لوگوں کو ملک کی بے امنی، راستوں کا خطرناک ہونا۔  
 مسافروں کا لٹنا۔ غریبوں پر زبردستوں کا ظلم بیان کر کے ان سب باتوں کی اصلاح  
 پر توجہ دلائی۔ آخر ایک انجمن قائم ہو گئی جس میں بنو ہاشم، بنو المطلب، بنو اسد  
 بنو زہرہ بنو نضیم شامل تھے۔

اس انجمن کے ممبر مندرجہ ذیل عہد و اقرار کیا کرتے تھے۔

(۱) ہم ملک سے بے امنی دور کریں گے۔

(۲) ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے۔

(۳) ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔

(۴) ہم زبردست کو زبردست پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔

یہ نکتان بنی ٹہکا آؤ جس کے ممبر بنائے اقرار کیا کرتے تھے۔ اس انجمن کو کئی صدیوں تک بعد قائم ہوا تھا۔

اس تدبیر سے بنی آدم کے جان و مال کی بہت کچھ حفاظت ہو گئی تھی۔ آنحضرتؐ اپنے بنو کے زمانے میں بھی فرمایا کرتے کہ اگر آج بھی کوئی اُس انجن کے نام سے کسی کو بد کے ٹٹے بھلائے۔ تو میں جس پہلے اُس کی امداد کو تیار پایا جاؤں گا۔

مکہ کی طرف سے صادق ایسے ہی نیک کاموں کی وجہ سے اُن دنوں میں لوگوں کے دامن کا نام آنحضرتؐ ملتا۔  
دلوں پر آنحضرتؐ کی نیکی اور برتری کا اتنا اثر تھا کہ وہ آنحضرتؐ کو نام لیکر نہیں بلاتے تھے بلکہ القصادق۔ یا الامین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

آنحضرتؐ کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔ جب قریش نے کعبہ کی عمارت کو جسکی دیواریں سیلاب کے صدمے سے پھٹ گئی تھیں، از سر نو تیار کیا۔

عمارت کے بنانے میں تو سب ہی شامل تھے۔ مگر جب حجر اسود کے قائم کرنیکا موقع آیا تو سخت اختلاف ہوا۔ کیونکہ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ یہ کام اُسی کے ہاتھ سے سرانجام پائے۔ چار دن تک برابر یہی جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر ابو امیہ بن مغیرہ نے جو

لے کعبہ کی اول نعمت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مع حضرت اسماعیلؑ کے کی تھی۔ پھر بنی حرم بنو لائقہ قصی اور قریش نے اس کی تجدید کی تھی۔ تجدید عمارت کی ضرورت مرد و زن ان کے اثر یا صدمہ سیلاب وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتی تھی کسی غیر قوم کے قبضہ کر کے گردینے منہدم کرنے کا واقعہ اس عمارت کعبہ کے ساتھ باخبر سال سے کبھی نہیں ہوا جیسا کہ ہیکل یروشلم کے ساتھ بار بار ایسے واقعات پیش آئے۔ اور متعدد بار ہوتے رہے۔ اور یہ ایسا شرف ہے کہ دنیا کے کسی عبادت خانہ کو حاصل نہیں۔

۱۔ حضرت ابراہیمؑ اور انکی اولاد کا دستور تھا کہ میدان میں جس جگہ کو عبادت گاہ مقرر کرتے۔ وہاں ایک لمبا بن گھڑا پتھر ستون کی طرح کھڑا کر دیتے تھے۔ جیسے اب بھی مسلمان کھلی جگہ میں نماز پڑھتے ہوئے اپنی چھٹی وغیرہ گاڑ دیا کرتے ہیں۔ جسے نشتر کہتے ہیں۔ اس کا ثبوت کتاب پیدائش باب ۱۲ اور ص ۷۸ و باب ۱۳ و ص ۱۰۸۔ باب ۱۴ و ص ۲۵ و باب ۲۸۔ و ص ۱۸-۱۹-۲۲ و کتاب خروج باب ۲۵ و ص ۴۴ سے بخوبی ملتا ہے۔

حجر اسود بھی اسی قسم کا پتھر ہے۔ اور یہ بھی ایک شہادت اس امر کی ہے کہ کعبہ بنائے بلا ہی ہے۔ اب کوئے میں لگائینے کے بعد یہ اتنا کام دیتا ہے۔ کہ طواف کا شروع اور ختم اس جگہ سے کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں جو درجہ اس کا ہے وہ اس کے نام حجر اسود کا لا پتھر سے ظاہر ہے۔ ایک دفعہ فاروق اعظمؓ نے لوگوں کے منانے کے لئے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا تھا: تو ایک پتھر ہے۔ نہ کسی کو نفع نہ ضرر دے سکتا ہے۔ صحیح بخاری میں عاب بن ریحہ۔ باب ما ذکر فی الحجر الاسود۔

آنحضرت کا جلد قبائل کی قریش میں سب سے بڑھ کر بڑی عمر کا تھا۔ یہ رائے دی کہ کسی کو حکم  
طرف سے حکم مقرر ہونا بنا کر اس کے فیصلے پر عمل کریں۔ اس رائے کو مانا گیا۔ اور قرار  
دیا گیا کہ جو کوئی اب سب سے پہلے حرم میں آئیں گا۔ وہی سب کا حکم سمجھا جائیگا۔

اتفاقاً آنحضرت تشریف لے آئے۔ آنحضرت کو دیکھنا تھا کہ ہذا کا مہینہ (ربیعنا  
کے نعرے لگ گئے۔) امین آگیا۔ ہم اس کے فیصلہ پر سب رضا مند ہیں۔

۱۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے لوگ نبوت سے پہلے صادق و امین کہہ کر بلایا کرتے تھے۔  
چنانچہ اس موقع پر بھی انہوں نے الامین ہی حضور کو کہا ہے۔ اب پہلے نبیوں کے پاک نوشتے اس نام کی  
تصدیق ہوتی ہے۔ بائبل کے سب سے آخر میں کاشفات یوحنا کی کتاب ہے۔ اس کتاب کے شروع میں یہ درس ہے  
”یسوع مسیح کا مکاشفہ جو عدل سے لے کر دنیا تک اپنے بندوں کو ہے باتیں جن کا جلد ہونا ضرور ہے دکھا دے۔“  
اور اس سے یہ ثابت ہے کہ مکاشفات میں ان باتوں کا ذکر ہے۔ جو یوحنا کے بعد دنیا میں ہوئی ہوں گی۔ یہ بھی  
یاد رہے کہ یسوع یوحنا حضرت مسیح کا حواری ہے۔ جس نے یہ مکاشفہ حضرت مسیح کے دنیا پر سے جانے کے بعد  
دیکھا تھا۔ یوحنا کہتا ہے۔ ۱۱۔ پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا۔ اور دیکھ کر (الف) ایک نفرتی گھوڑا۔  
اور اس کا سوار (ب) امانتدار اور سچا کہلاتا ہے۔ (ج) اور وہ راستی سے عدالت کرتا۔ (د) اور (تا ہے ۱۲۔ ۱۳)  
اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلے کی مانند تھیں اور اس کے سر پر ہر ایک تاج۔ (ر) اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے  
اس کے سوا کسی نے نہ جانا۔ (۱۳۔ ۱۴) اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا۔ (ط) اور اس کا نام کلام خدا  
۱۴۔ (ی) اور وہ سے فوجیں جو آسمان میں ہیں صاف اور سفید اور کتانی لباس پہنے ہوئے نفرتی گھوڑوں  
سوار اس کے پیچھے ہوئیں۔ (۱۵۔ ۱۶) اور اس کے منہ سے ایک تیز تلووار نکلتی ہے کہ وہ اس سے فوجوں کو مارے  
(ز) اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکمرانی کرے گا۔ (ح) اور وہ خود قادر و مطلق خدا کے قہر و غضب  
کی ہی کے گھوڑوں (۱۶۔ ۱۷) اور اس کے لباس اور اس کی ران پر یہ نام لکھا ہے بائبل  
کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند مکاشفہ ۱۹ باب۔

آپ میں نہایت انتہا سے اس کی تفسیر کر دینا چاہتا ہوں۔

(الف) نفرتی گھوڑے اور اس کے سوار کا ذکر مکاشفہ ۲۔ ۶ میں بھی ان الفاظ سے ہے۔ ۲۔ ۶  
ایک نفرتی گھوڑا اور وہ جو اس پر سوار تھا۔ کسان لے ہے۔ اور ایک تاج اسے لایا گیا۔ اور وہ مسیح کرتا ہوا  
اور فخر ہونے کو نکلا۔ مکاشفہ ۱۹۔ ۱۱ میں نفرتی گھوڑے کے سوار کی نام کی اور مکاشفہ ۲۔ ۶ میں اس کے  
کمان اور صاحب فتح ہونے کی علامت بیان کی گئی ہے۔ اور یہ علامات آنحضرت ہی پر صادق آتی ہیں۔  
(د) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں بھی نفرتی گھوڑا تھا۔ جس کا نام تاجر تھا۔ دیکھو کتاب طہر مسعود

آنحضرتؐ نے اپنی زیر کی اور معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر کی کہ سب خوش ہو گئے۔  
 آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھائی۔ اس پر پتھر اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔ پھر ہر ایک قبیلے کے  
 (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۲۶) آنحضرتؐ عربی کمان کو ہاتھ میں رکھتے۔ بسا اوقات خطبہ کے وقت بھی کمان ہاتھ  
 میں ہوتی۔ مسلمانوں کو کمان چلانے کی تاکید فرماتے۔ حدیث میں ہے۔ ارموا۔ خان ابا کھ کان رامینا۔  
 تیر چلایا کرو۔ تمہارے باپ اسماعیل تیر انداز تھے!

(۴) آنحضرتؐ کے لئے فتح مبین ہونے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ سب سے بڑی فتح یہ ہے کہ جس کام کے لئے  
 آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تھے۔ اُسے بدرجہ کمال پہنچا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام  
 اپنی امت کو عدہ کی زمین میں پہنچانے سے پہلے اور مسیح روح اللہ اپنی بہت سی باتیں بتلانے سے پہلے دیکھا  
 اگ ہو گئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتمام و کمال کا اعلان دیکر یہاں سے رخصت ہوئے۔ تو حضور کی فتح  
 مبین میں اور فتح مند ہونے میں کچھ شک نہیں رہ جاتا!

(۵) امانت دار اور سپا کھلاتا ہے۔ امانت دار (راہین) سچا رصاوق کا ترجمہ ہے کھلاتا ہے کے معنی یہ  
 ہیں کہ لوگ اسی نام سے بلایا کریں گے۔ اور یہی معاملہ آنحضرتؐ کے ساتھ ہوتا رہا۔  
 آج وہ راستی سے عدالت کرتا۔ یہ جہاں اباب میں بھی ہے۔ ہم وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کرتے  
 اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کیلئے انفصال کر دیتے۔ پوچھنا ہے اُسی کو دہرا کر تیار دیا۔ کہ اس کا تعلق  
 زمانہ مابعد مسیح سے ہے قرآن مجید میں ہے وَ قَبَضْنَاهُمْ اَھْلَھُمْ وَالْاَعْلٰی لَیْلَیْھِمْ کَاَنْتُمْ عَلَیھِمْ  
 (اد اور لڑتا ہے۔ راستی کے ساتھ لڑنے کی صفت بھی بتلائی گئی۔ تاکہ کوئی پادری غلطی سے اس  
 مشکافہ کو کسی اور پر چسپان نہ کرے۔ کیونکہ اُس سوار کے لئے مجاہد و غازی ہونا ضروری ہے۔

(۶) اُس کی آنکھیں آگ کے شعلے کی مانند بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ میں جو تمام پاک نوشتوں  
 میں ہے۔ آنحضرتؐ کی آنکھوں میں سُرخ کا ہونا ضرور درج ہے۔ چنانچہ ایسا ہی تھلا کمرو ملک اور کے گردا گرد  
 سُرخ دورے پڑے ہوئے تھے!

(۷) اُس کے سر پر بہتے تلخ آبِ انبیاء کے پاک گروہ کو دیکھو۔ کوئی دھڑ ہے ریلہ ماٹ کوئی بٹھیرے نہ بنی  
 کوئی مندر ہے رونٹ کوئی منجی ہے رموی۔ کوئی مناظر ہے دابر ایشم۔ کوئی مجاہد ہے رواؤد۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم میں جملہ صفاتِ مانیت کے ساتھ موجود ہیں۔ اُسی لئے اللہ پاک فرماتا ہے یا ایہا النبی انزل سلک  
 شاھداؤ و مبدئراؤ و فانی راؤ داعی الی اللہ بالذن۔ و سر اہما منیرا۔ اے نبی ہم نے تم کو شاہد  
 مذہب۔ داعی الی اللہ اور روشن کردینے والا سراج بنا کر بھیجا ہے۔ سر پرست سے تلخ ہونے کے معنی یہ ہیں۔  
 کہ وہ جامع صفاتِ انبیاء ہیں۔

(۸) اُس کا ایک نام لکھا ہے جسے اُس کے سوا کسی نے نہ جانا۔ آنحضرتؐ کا اسم پاک احمد و محمد وہ ہے جو پہلے  
 کسی کا نام نہیں پڑا۔ مسیح اور یسوع تو حضرت عیسیٰ سے پہلے بیسیوں ہوئے۔  
 آج اخون میں دو باجوا لباس و پتہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں منادی کرنے کے

عمر واد کو کہا کہ چادر کو پکڑ کر اٹھائیں۔ اسی طرح اس پتھر کو وہاں تک لائے جہاں قائم کرنا تھا۔ آنحضرتؐ نے پھر اُسے اٹھا کر کھینچے پر اور طواف کے سہارے پر لگا دیا۔  
آنحضرتؐ نے اس مختصر تہہ پیر سے ایک خوشوار جنگ کا اسلحہ کر دیا۔ ورنہ اس وقت کے اہل عرب میں ریوڑ کے پانی پلانے گھوڑوں کے دوڑانے راہنما میں ایک قوم کے دوسری قوم کو اچھا بنانے جیسی ذرا ذرا سی باتوں پر ایسی جنگ ہوتی تھی کہ سیسوں برس تک ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ وقت ایسا ہی گوارا کہ تاہم مبارک پتھر کھاتے کھاتے لہو لہان ہو گیا تھا۔ اور لباس و بدن میں جسم کا خون بہہ کر ایسا جم گیا کہ دھو کیلئے جو تہ اتارنا مشکل ہو گیا تھا۔ اور چونکہ اس سفر میں آنحضرتؐ تنہا تھے اسلئے یسیاہ ۶۳ بھی آنحضرتؐ پر ہی صادق آتا ہے۔  
۱۱۱۱ کلام خدا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ علامت حضرت موسیٰ نے اپنے رب کے آخری وعظ و کتابت بالیہ اور حضرت عیسیٰ نے اپنی آخری وعظ و حنا ۱۲ میں خصوصیت کے بیان کی تھی۔ اب یوحنا حواری نے بھی بیان کی جس سے معلوم ہوا کہ یوحنا کے مکاشفہ تک کلام خدا الی علامت کا پورا ہونا باقی تھا۔ پس یہ قرآن ہی جس کی بابت خدا خود فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وُحْيٌ يُوحٰی بنی اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ تو وہ کلام خدا ہے جو اُس پر نازل کیا گیا ہے۔  
۱۱۱۱ فرشتوں کا اور ملکوتی طاقتوں کا آنحضرتؐ کے ساتھ ہونا قرآن مجید میں بھی ہے والملائکۃ بعد ذلک ظہیر ایضے فرشتے بھی اُس کے مددگار ہیں فرشتوں کے صاف سفید کپڑے بنی صلح کے اجتماع میں ہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس ہی محبوب تھا۔ آپ کے نشان رُکُم اگر تک بھی سفید تھا۔ امتناع جنگ اور قیام صلح کے لئے بھی سفید پھر رہا ہی اڑایا کرتے ہیں۔  
۱۱۱۱ اُن کے منہ سے تیر تار نکلتی ہے یہ جہاد ہے۔ اور جن لوگوں پر جہاد کیا گیا اُن کا مذکور بھی اسی مکاشفہ ۱۹ باب کے ۱ سے ۲۱ تک بیان دیا گیا ہے۔  
۱۱۱۱ اُن کے عصا سے عمرانی کر بگاڑ زبور ۲۰ میں بھی اِس کا مذکور ہے۔ مکاشفہ میں زبور کے الفاظ دہرانے سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان الفاظ کا جو کوئی مصداق ہے۔ وہ یوحنا کے بعد آئے ہو لایا ہے۔ پس وہ یقیناً محمد رسول اللہ ہیں۔ کیونکہ پھر کوئی بھی حضور کے سوا وحی۔ نبوت اور سلطنت محکم کا جامع نہیں ہوا۔  
۱۱۱۱ ام ۱۰۱۱ قادیان کے قمر کے کوہ میں روزنامہ ہے۔ سرکش قبائل کا تباہ و خراب ہونا۔ قیصر کو سنے کو نافرمانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا اللہ خدا کے قہر ہی سے قہار۔  
۱۱۱۱ ان اس کے لباس و بدن پر پادشاہوں کا پادشاہ۔ خداوندوں کا خداوند لکھا ہو گا۔ آنحضرتؐ کے اقباط غایہ میں سے امام الانبیاء سید المرسلین بھی ہیں۔ اور یہی مراد مکاشفہ کے الفاظ کی ہے۔ محمد سلیمان۔

## ”قرب زمانہ بعثت“

\*\*\*

بعثت کے سات برس پہلے ایک روشنی اور چمک سی نظر آنے لگی تھی، اور آنحضرتؐ اس روشنی کے معلوم کرنے سے خوش ہوا کرتے تھے، اس چمک میں کوئی آواز یا صورت نہ ہوتی تھی۔ بعثت کا زمانہ جس قدر قریب ہوتا گیا۔ آنحضرتؐ صلعم کے مزاج میں غار میں عبادتیں کرنا خلوت گزینی کی عادت بڑھتی جاتی تھی۔ آنحضرتؐ اشرافیہ اور ستولے کر شہر سے کئی کنس پرے سنسان جگہ کوہ حرا کی ایک غار میں جس کا طول ۴ گز عرض پونے دو گز تھا۔ جا بیٹھے۔ عبادت کیا کرتے۔ اس عبادت میں تمجید و تقدیس الہی کا ذکر بھی شامل تھا۔ اور قدرت الہیہ پر تدبر و تفکر بھی، جب تک پانی اور ستون ختم نہ ہو جائے شہر میں نہ آیا کرتے۔

اب آنحضرتؐ کو خواب نظر آنے لگے۔ خواب ایسے سچے ہوتے تھے۔ کہ جو کچھ را کو خواب میں دیکھ لیا کرتے۔ دن میں ویسا ہی ظہور میں آ جاتا۔

## ”بعثت و نبوت“

جب آنحضرتؐ کی عمر کے چالیس سال قمری پر ایک دن اوپر ہوا۔ تو ۹ ربیع الاول

آن معین عن ابن عباسؓ

۱۲ سفر السعادت مشرح مطبوعہ افضل المطابع کلکتہ جہا پ ۱۲۵۲ء صفحہ ۱۳۱

۱۳ اب اسے جیل ڈال دیتے ہیں، مفصل حال ہمارے سفرنامہ حجاز میں ہے

۱۴ سفر السعادت ج۱ الاقوال، قصہ معین عن عائشہؓ معین عن عائشہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۱

۱۵ مجمع بخاری عن ابن عباسؓ باب بعثت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰؑ کو بھی ۴۰ سال پورا ہونے پر نبوت ملی

تھی۔ دیکھو کتاب اعمال شمولہ انجیل

۱۶ زاد المعاد صفحہ ۱۸ میں ۹ ربیع لکھی ہے۔ روایت کے دن ہر اتفاق پر چونکہ دو شنبہ کا دن ۹ رکیز تا پہلے ۹ ربیع

۱۱۔ میلادی۔ مطابق ۱۲ فروری ۱۱۷۱ء کو بروزِ دوشنبہ روح الامین خدا کا حکم نبوت لیکر آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ اُس وقت آنحضرتؐ غارِ حرا میں تھے۔  
روح نے کہا۔ محمد۔ بشارت قبول فرمائیے۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور  
میں جبریل ہوں۔

اس واقعہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوراً گھر میں آئے۔ اور لیٹ گئے۔ بیوی سے کہا کہ مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ جب طبیعت میں ذرا سکون ہوا۔ تو بیوی سے فرمایا کہ میں ایسے واقعات دیکھتا ہوں۔ کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے۔

خدیجۃ الکبریٰ کی شہادت خدیجۃ الکبریٰ نے کہا۔ نہیں۔ آپ کو ڈر کا ہے۔ کام میں دیکھتی  
آنحضرتؐ کے اعلیٰ اخلاق پر ہوں۔ کہ آپ اقربا پر شفقت فرماتے۔ سچ بولتے۔ رائیڈوں

یتیموں۔ یتیموں کی دستگیری کرتے۔ مہمان نوازی فرماتے۔ اصل مصیبت زردوں  
سے ہمدردی کرتے ہیں۔ خدا آپ کو کبھی اندوہ گین نہ فرمائے گا۔

اب خدیجۃ الکبریٰ نے کو خود بھی اپنے اطمینان قلب کی ضرورت ہوئی۔ اس  
لئے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کے اپنے رشتے کے چچیرے بھائی درقبرن  
ذفل کے پاس گئی۔

اس کتاب کے مقدمے میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ کہ نجاشی اور قیسر کی کوششوں سے  
عیسائیت عرب میں آچکی تھی۔ اس لئے بعثت محمدیؐ کے قریب عرب میں ایسے لوگ بھی  
موجود تھے جو علمائے یہود و نصاریٰ سے بہت سی معلومات کا استفادہ کر چکے تھے۔ اور  
دینِ جاہلیت کو چھوڑ کر یہ خبریں دیا کرتے تھے کہ عنقریب ایک رسول ظاہر ہونے  
والا ہے جو ابلیس اور اس کے لشکر پر غالب ہوگا۔ ان اشخاص میں عثمان بن حریث

۱۔ سفر السعادت مشرح صفحہ ۳۵۔

۲۔ اس فقرے سے حضور کا مطلب مشکلات نبوت کا بیان تھا۔

۳۔ مصیبت عن عائشہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۵۔

عبدالزید بن عمر اور ورقہ بن نوفل کے نام خصوصیت سے مشہور ہیں۔

زید بن عمرو جو عمر فاروقؓ کے چچا تھے۔ وہ بزرگوار ہیں۔ جنہوں نے رسول موعودؐ کی تلاش میں دور دور کے سفر کئے تھے۔ اور آخر یہ معلوم کر کے کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے۔ اسی مبارک انتظار میں رہ کر انتقال کر چکے تھے۔

یہ سائی عالم ورقہ بن نوفل کی الشرف حضرت جدہؐ کی درخواست پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہادت آنحضرتؐ کی بتوت پر نے ورقہ بن نوفل کے سامنے جبریلؑ کے آنے بات کئے

کا واقعہ بیان فرمایا۔ ورقہ جھٹ بول اٹھا۔ یہی ہے۔ وہ ناموس جو نبی علیہ السلام پر اُترا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ جب قوم آپ کو نکال دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کیا قوم مجھے نکال دیگی؟ ورقہ بولا۔ ہاں۔ اس دنیا میں جس کسی نے ایسی تعلیم پیش کی۔ اُس سے شروع میں اعداوت ہی ہوتی رہی کاش میں ہجرت تک زندہ رہوں۔ اور حضورؐ کی نمایاں خدمت کروں۔ کچھ دنوں کے بعد پھر فرشتہ آیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنہوں نے آپؐ کو لکھنا پڑھنا نہ سیکھا تھا خدا کا وہ پاک نام اور پاک کلام پڑھایا۔ جو سارے علموں کی کنجی اور ساری حقیقتوں کا خزانہ ہے۔ روح الامین نے ان آیات کو پڑھا تھا۔

خلاصہ تاریخ العرب پروفیسر سید یو۔

صحیحین میں عائشہؓ مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲۔ ورقہ مرحوم اس اقصیٰ سے چند دنوں بعد ہی مر گیا تھا وہ نہایت ضعیف اور ناتواں لبصر ہو گیا تھا۔ بزرگوار ورقہ نے ہجرت کا ذکر سپاہ ۴۲ باب میں پڑھا ہوگا۔ علماء کا اتفاق ہے کہ ولادت با سعادت بہاء بیچ الاول ہوئی۔ نیز اتفاق ہے کہ ہندو وحی الہیہ یسویں سال کے شروع میں ہی۔ اس کے بعد کتبہ ہے کہ بہاء وحی بھی بہاء بیچ الاول ہوئی۔ مگر قرآن مجید کی ثابت ہے کہ قرآن مجید کا نزول رمضان المبارک میں ہو گیا ہے۔ کہ اس کے نزول قرآن بہاء رمضان ہے۔ کچھ دنوں کے بعد اس عرصہ کا درمیانی فاصلہ تقریباً چھ ماہ ہے جس میں وہ روئے صادقہ آئے۔ جو نوک چھیا یسویں سال ۲۳ سال بعد نبوت کا چھیا یسویں ختمہ ۶ ماہ اٹھے۔ تاہم طبری نے نزول قرآن کی تاریخ ۱۸ یا ۱۹ رمضان روایت کی ہے۔ چونکہ ۱۸ رمضان نبوت کو یوم جموع تھا۔ مطابق ۱۸ اگست ۶۱۰ء اس کے نزول قرآن مجید شب جمعہ ۱۸ رمضان کو تھا۔



ترجمہ کائنات شروع ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ  
خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ  
وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ  
بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

شروع ہوا اللہ کے نام سے جو کمال رحمت و انہایت رحم والا ہے  
پڑھ اپنے پروردگار نام سے جس نے سب کچھ پیدا کیا ہے  
انسان کو پانی کے کیڑے سے بنایا۔ رہاں پڑھا چلا جاتا ہے  
پروردگار تو بہت کرم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی  
جسے انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

نار کا آغاز اس کے بعد روح الامین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دامن کوہ میں لایا نبی صلعم کے  
سامنے خود وضو کیا۔ اور آنحضرتؐ بھی وضو کیا۔ پھر دونوں نے ملکر نذر بھی روح الامین پڑھائی  
تبلیغ کا آغاز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر بیچ کر تبلیغ شروع کر دی۔ خدیجہ بیوی اعلیٰ بھائی  
عمر آٹھ سال ابو جحر دوست زید بن حارثہ مولے پہلے ہی دن مسلمان ہو گئے۔

اُن شخص اس کا ایمان لانا جو آنحضرتؐ کی چالیس سالہ ذرا ذرا سی حرکات و سکنات تک سے  
واقف تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صداقت اور استبازی کی قوی دلیل ہے۔

ہلال۔ عمرو بن عبسہ۔ و خالد بن سعد بن عاص بھی چند روز ہی کے بعد لمان ہو گئے۔  
ابو بکر بڑے مالدار تھے تجارت کرتے تھے کہ میں اُن کی دکان ہزاری کی تھی۔

لوگوں سے انکا بہت سیل ملاپ تھا۔ انکی تبلیغ سے عثمان غنی۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف  
طلحہ۔ سعد بن ابی وقاص مسلمان ہوئے۔ پھر ابوعبیدہ عامر بن عبد اللہ بن الجراح  
جن کا لقب بعد میں امین الائمہ ہوا۔ عبد اللہ بن ہلال۔ عثمان بن مظعون۔ عامر بن۔

اسے اس خوبی کو دیکھے۔ کہ اللہ کا کلام جو انسان کی ہدایت کے لئے اترا۔ انسان کی ابتدائی حالت سی  
سے شروع ہوتا ہے۔ اور سب سے پہلے انسان کے لئے تعلیم کی ضرورت کا اظہار کرتا ہے۔ اور یہ بھی بتلاتا  
ہے۔ کہ نبی کو خود خالق نے تعلیم دی۔ مالمہدیحلم سے آنحضرتؐ کا ان پڑھ ہونا ظاہر ہے۔ کتاب  
سیاحہ ۱۲/۹ میں ہے۔

ان پڑھ کو کتاب دی گئی کہ اسے پڑھئے قرآن مجید کے لفظ و معنی کلام الہی سمجھنے کیلئے دیکھو تشریحات۔ اور سورہ باب  
۳۷ علامہ اختلاف رہا ہے کہ علی مرتضیٰ پہلے اسلام لائے یا ابوبکر صدیق۔ میں نے اس بحث کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ  
بحث ابوبکر صدیق یا علی مرتضیٰ کی سیرت میں ہونی چاہئے نہ۔

سابقہ لادیں کے مختصر نام

فہرہ اردی۔ ابو حنیفہ بن عتبہ۔ سائب بن عثمان مطلقون اور ارقم مسلمان ہوئے۔  
 عورتوں میں خدیجہ اُمّ المؤمنین کے بعد  
 نبی صلعم کے چچا عباس کی بیوی ام الفضل۔ اسماء بنت عمیس۔ اسماء بنت ابوبکر  
 اور فاطمہ خواہر عمر فاروق نے اسلام قبول کیا۔

اُن دنوں مسلمان پہاڑ کی گھاٹی میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے ابتدائی تین سال تک لوگوں کو چُپکے چُپکے  
 سمجھایا کرتے تھے۔ اور پتھروں۔ درختوں۔ چاند اور سورج کی پوجا سے ہٹا کر خدا  
 کی بندگی سکھایا کرتے تھے۔  
 اب خدا کا حکم پہنچا۔

علائیہ تبلیغ کا حکم	يَا أَيُّهَا الْمَدَائِرُ
رگندے اعمال والوں کو ڈراؤ۔ اور	قُمْ فَأَنْذِرْهُ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَتَذَارِكْ
اپنے پروردگار کی بزرگی کو پھیلاؤ۔ اور	ذِكْرُكُمْ وَاللَّيْلِ وَالنَّجْمِ فَهَجْرُكُمْ وَلَا
پاکدامنی اختیار کرو و مخلوق پرستی کی	تَمَنُّنٌ تَسْتَكْبِرُكُمْ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ

سجاست سے علمی گئی اختیار کرو۔ احسان اس نیت سے نہ کرو۔ کہ لوگوں سے  
 اس کا فائدہ حاصل کیا جاوے۔ اپنے پروردگار کے لئے رسالت کرتے ہوئے  
 ہر ایک امتحان اور تکلیف میں استقلال رکھو۔

اِن آیات سے ظاہر ہے کہ نبی صلعم کی رسالت اور نبوت کے مقاصد  
 مندرجہ ذیل تھے:-

۱۔ نافرمانوں کو انکی خطرناک حالت سے آگاہ کرنا۔ اور انجام سے ڈرانا۔

۲۔ اذ شرا الطائرت تدثر اور دست ساخت طائرتا شبانہ خود را منتہی للارب۔ باب دہ۔ ر  
 علامہ ابوالسعود اپنی تفسیر جلد ۱۴ ص ۲۸۸ پر لکھتے ہیں۔ الذی ذرہ الامم لعظیم وعصبہ

پہاڑ کی گھاٹی میں نماز

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مقصد (۲) اللہ کی ربوبیت اور کبریا اور عظمت و جلال کا آشکارا

کرنی ہے۔

(۳) لوگوں کو اعتقاد اور اعمال اور اخلاق کی ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک رہنے

کی تعلیم دینا ہے۔

(۴) پاکیزگی۔ صفائی اور پاکدہی سیکھانا ہے۔

(۵) الہی تعلیم مفت دینا۔ نہ اُن پر احسان جتنا نہ ان سے اپنے کسی فائدہ کی توقع رکھنا

(۶) اس کام میں جس قدر بھی مصائب اور شدائد پھیلنے پڑیں۔ سب کی برداشت کرنا۔

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے حالات پر غور کرے گا۔ اُسے معلوم

ہو جائے گا کہ آنحضرتؐ نے کیسی خوبی سے ان سب مقاصد کو پورا کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا کام ہمدردی و فیل آہستہ آہستہ وسعت پکڑتا رہا

تبلیغ کے پنجگانہ مراتب | اوّل۔ قریب کے رشتہ دار اور خاص خاص احباب

دوم۔ قوم اور شہر کے سب لوگ۔

سوم۔ مکہ کے اطراف و جوانب کے قبیلے۔

چہارم۔ عرب کے جملہ حصص اور قبائل۔

پنجم۔ دنیا کی جملہ تمدن اقوام۔ اور جملہ مشہور مذاہب۔

حضرت اس تبلیغ کے لئے نہایت استحکام۔ کمال استقلال۔ اور کشادہ پیشانی و نہایت

خاطر سے ہر قسم کی مصائب برداشت کرنے میں ثابت قدمی فرمائی تھی۔ اور اپنی تعلیم

کو دلائل یقین اور براہین محکم سے ثابت کر دکھایا تھا۔

ناظرین اس کتاب میں تبلیغ کی ان پنجگانہ مراتب کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی مساعی کا ذکر معلوم کر سکیں گے۔

بعض وقت عالم کی حالت یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغِ عالم

کے لئے مبعوث ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ تمام عالم پر جہالت کی تاریکی چھا رہی تھی۔ وحشت و دور زندگی کا دنیا پر تسلط تھا۔ انسانیت، تہذیب و اخلاق کے نام شاید ان کتابوں میں نظر آسکتے تھے۔ جن کا دلوں پر کوئی اثر نہ رہا تھا۔

۱۔ (الف) بنی اسرائیل تو مسیح سے بھی پہلے سانپ اور سانپ کے بچے کھلاتے تھے۔ مسیحی ٹھہر چکے تھے۔ اب مسیح کی لعنت سے ظاہری شکل و صورت کے سوا ان میں آدمیت کا ذرا بھی نشان باقی نہ رہا تھا۔ اور ہمسایہ قوموں کے اثر سے ان میں بُت پرستی قائم ہو چکی تھی۔

(ب) یورپ میں جہالت، وحشت کا دور دورہ تھا۔

انگلستان میں برٹن اور سیکسن وحشی قومیں آباد تھیں۔

نارٹھمبر لینڈ۔ ٹریسٹ۔ کون ٹینر۔ نارفوک۔ سوفوک۔ سائیکس۔ راضل۔ انگلستان میں درڈن بُت کی پرستش ہوتی تھی۔

فرانس۔ برن ہلڈ۔ سگ برٹ۔ فرے دی گوٹن دی۔ مل ہے رک۔ نصف پھر افسانہ زمانہ میں تھا۔ جبکہ پادریوں کے ایماء سے بہت سی بیہودہ گیاں روا رکھی جاتی تھیں۔

فرانس ہمیشہ سیکسن قوم سے دریائے الب پر محرکہ آرا رہتا تھا۔ یہ لڑائی ۸۸۲ء کے بعد تک جاری رہی۔ جبکہ ساڑھے چار ہزار سیکسن قیدی نہایت پیڑھی سے شہر و رُودوں میں ہلاک کئے گئے۔ ہنگری ان دنوں انتہا درجہ کی وحشی و ناشائستہ آوارہ قوم کے ہاتھوں میں تھا۔ جس کو وحشیانہ اور ظالمانہ وسائل سے اپنے مذہب میں لایا گیا تھا۔

(ج) ایران پر ہرودکیہ کا زور تھا۔ جنہوں نے زن۔ زر۔ زمین کے وقف عام کر دیے

۱۷۔ سولی اینڈ ملٹری گزٹ مور نمبر ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء۔ ایڈیٹوریل نوٹ۔

سے اخلاق اور انسانی ترقیات کو لیا میٹ کر دیا تھا۔

(د) ہندوستان میں پُرانوں کا زمانہ شروع ہو گیا تھا۔ اور بام بارگی فرقہ قابو یافتہ تھا۔ وہ اپنے گندے اصولوں کی طرف بندگانِ خدا کی رہبری کرتے تھے۔ مندر نہیں نہ مروت کی بربادی کی مثالیں بنا کر رکھی جاتی تھیں۔ اور انہی کی پرستش کی جاتی تھی۔ عبادت خانوں کے درو دیوار پر ایسی سراپا نقش تصویریں کندہ کی جاتی تھیں جن کے تصور سے ایک مہذب شخص کو نفرت آنی چاہئے۔

(ف) چین کے باشندوں نے اپنے ملک کو آسمانی فرزند کی بادشاہت سمجھ کر خدا سے منہ موڑ لیا تھا۔ ہر کام کے بُت جُدا جُدا مقرر تھے۔ کوئی بارش کا۔ کوئی اولاد کا۔ کوئی جنگ کا۔ کوئی امن کا اور ہر ایک بُت کو سزا دینا بھی بادشاہ ہی کے اختیار میں تھا۔

کافیوشش کو چین کا مصلح سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت تک اُس کا بھی ظہور نہ ہوا تھا۔

(و) مصر میں عیسائیت زوروں پر تھی۔ مسیح علیہ السلام کی شخصیت اور انبیت کی تعریف و تحمید۔ توحید و تفریق کے متعلق روز روز نئے نئے اعتقادات پیدا ہوتے۔ نئے نئے فرقے بنتے تھے۔ ایک فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا۔ اپنے مخالف کو قتل کرنے اور آگ میں جلانے سے بھی دریغ نہ کرتا تھا۔

یہ مختصر حالت اُن ممالک کی ہے۔ جو زبردست حکومتوں اور شریعتوں کے زیر اثر تھے۔ اور جن میں سے ہر ایک کو بجائے خود علم و تہذیب کے بڑے بڑے دعوے تھے۔ (ز) عرب کا قیاس انہی ممالک پر کر لیجئے۔ اور قیاس کرتے ہوئے یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ یہ ایسا ملک تھا۔ جہاں صدیوں سے نہ کسی بادشاہ کا تسلط ہوا تھا۔ نہ کوئی اثر قانون

نے ڈالا۔ نہ کوئی ہادی انکی ہدایت کیلئے پہنچا تھا۔ اس حیوانی آزادی پر بے علمی۔ جہالت اور اقوام شہزادہ سے علیحدگی اور اجنبیت نے انکی حالت کو اور بھی زیادہ تباہ کر دیا تھا۔  
اس بدترین حالت ہی نے ان کو زیادہ تر واجب الرحم ٹھہرایا۔ اور رب العالمین نے اصلاح عالم کا آغاز اسی جگہ سے ہونا پسند فرمایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ربانی کے موافق تبلیغ عام کا کام شروع فرمادیا۔  
اپنے کنوین تبلیغ قریبی رشتہ داروں کو سمجھانے کا حکم قرآن مجید میں خصوصیت سے تھا۔  
وَالَّذِينَ زَعَمُوا أَنَّهُمْ لَا خَيْرَ فِيهِمْ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز سب کو کھاتے پر جمع کیا۔ یہ سب بنی ہاشم ہی تھے۔ انکی تعداد چالیس یا ایک کم زیادہ تھی۔ اس روز ابواب کی بجواس کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ اسلئے دوسری شب پھر انہی کی دعوت کی گئی۔ جب سب لوگ کھانا کھا کے۔ دودھ پی کے۔ فارغ ہو گئے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اپنے گھرانے کے لوگوں میں آئے حاضرین! میں تم سب کے لئے دینا اور آخرت کی بہبودی لیکر میں آنحضرت کی تقریر آیا ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ عرب بھر میں کوئی شخص بھی اپنی قوم کے لئے اس سے بہتر اور افضل کوئی شے لایا ہو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ لوگوں کو اس کی دعوت دوں۔ بتلاؤ۔ تم میں سے کون میرا ساتھ دیکھا؟  
یہ سنکے سب سب چپ رہ گئے۔ حضرت علیؑ نے اٹھ کر کہا۔ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ تم اس کی بات مانا کرو۔ اور جو کما کرے۔ سنا کرو۔ یہ فقرہ سن کر مجمع خوب کھل کھلا کر سنسا۔ اور ابوطالب سے متحر کرنے لگا۔ دیکھو! محمدؐ نے تمہیں کہہ دیا ہے۔ کہ آج سے تم اپنے فرزند کا حکم ماننا کرو۔

لے انسانانی آزادی وہ ہے جو قانون اور مذہب کی پابندی کے تحت میں ہر شخص کو حاصل ہے اور حیوانی آزادی وہ ہے جو قانون اور مذہب کے اثر کو باطل ٹھہرا کر حاصل ہوتی ہو۔ ابوالفداء صفحہ ۷۱

پہاڑی کا غلط اور ذلیل  
مکہ کو عام تبسلیغ شروع کیا۔ جب سب جمع ہو گئے۔ تو نبیؐ نے فرمایا۔ تم مجھے بتلاؤ  
کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو۔

سب نے ایک آواز سے کہا۔ ہم نے کوئی بات غلط یا یہودہ تیرے منہ سے نہیں  
سُنی۔ ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ تو صادق اور امین ہے۔

نبیؐ نے فرمایا۔ دیکھو! میں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوں۔ اور تم اسکے نیچے ہو۔ میں  
پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں۔ اور اُدھر بھی نظر کر رہا ہوں۔ اچھا۔ اگر میں یہ کہوں  
کہ رہزموں کا ایک مسلح گروہ دور سے آتا نظر آ رہا ہے۔ جو تم پر حملہ آور ہو گا۔ کیا تم اس  
کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا۔ بیشک۔ کیونکہ ہمارے پاس تیرے جیسے رہنما آدی کے جھٹکا  
کی کوئی وجہ نہیں۔ خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا  
ہے۔

نبیؐ نے فرمایا۔ یہ سب کچھ سمجھانے کے لئے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ  
موت تمہارے سر پر آ رہی ہے۔ اور تم نے خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور میں عالم  
آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جیسا کہ دنیا پر تمہاری نظر ہے۔

اس دلنشین وعظ سے مطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ نبوت کیلئے ایشال پیش  
کریں کہ کس طرح ایک شخص عالم آخرت دیکھ سکتا ہے جبکہ ہزاروں اشخاص اُسے نہیں دیکھ سکتے۔  
تبلیغ میں حضرت کی کوششیں۔ ابد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو عالم طور پر سمجھانا شروع کیا

ہر ایک مجلس میں۔ ہر ایک میلے میں۔ ہر ایک گلی کوچے میں جا جا کر لوگوں کو توحید کی خوبی  
بتلاتے۔ بتوں۔ پتھروں۔ درختوں کی پوجا سے روکتے۔ سیٹیوں کے مار ڈالنے سے

لے دیکھو مکاشفہ ۱۱

نبوت کے نشانی

آپ کے عطا کی ہوئی بڑی باتیں ہٹاتے۔ زنا سے منع کرتے۔ جو اکیلے سے لوگوں کو روکتے

تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ اپنے جسم کو نجاست سے کپڑوں کو میل کچیل سے۔ زبان کو

گندی باتوں سے۔ دل کو جھوٹے اعتقادوں سے پاک و صاف رکھیں۔ وعدہ اور اقرار

کی سخت پابندی کریں۔ لین دین میں کسی سے دغا نہ کریں۔ خدا کی ذات کو نقص سے

عیسے آلودگی سے پاک رکھیں۔ اس بات کا پختہ اعتقاد رکھیں کہ زمین آسمان۔ چاند سورج

چھوٹے بڑے۔ سب کے سب خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔ دعا کا

قبول کرنا۔ بیمار کو صحت مند۔ تڑپتی نیلہ مرادیں پوری کرنا۔ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ کی مرضی

اور حکم کے بغیر کوئی بھی کچھ کر نہیں سکتا۔ فرشتے اور نبی بھی اس کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔

مذہبوں و مصلحتوں میں عرب میں عکاظ اور یثرب۔ اور ذی الحجاز کے پہلے بہت مشہور تھے۔

آنحضرت کا تبلیغ فرمانا دور دور سے لوگ وہاں آیا کرتے تھے۔ نبی صلعم ان مقامات پر جاتے۔

اور پہلے میں آئے ہوئے لوگوں کو اسلام۔ اور توحید کی دعوت فرمایا کرتے تھے۔

قریش کی مخالفت [مغزوہ قریش کو جو عرب میں اپنے آپ کو حجت بڑے سمجھتے تھے۔ جیسے

میں بل مچھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ پسند نہ آیا۔ اسکی چند وجوہات تھیں :-

(۱) وہ نبوت کا مفہوم سمجھنے سے قاصر تھے۔ اور بیدار سمجھتے تھے کہ خدا کے حکم سے

کوئی انسان۔ انسانوں کے سمجھانے کے لئے آئے۔

(۲) وہ جزا و سزا سے اعمال کے قائل نہ تھے۔ (۳) پہلے تعلیم کہ موت کے بعد اعمال کی

جواب دہی ہوگی۔ ان کے نزدیک بالکل قابل تنقیدی۔

(۴) وہ خاندان اور شرف و بزرگیاں پر نہایت مغرور تھے۔ اور انہیں اسلامی

ساوات اور اسلامی اخوت کا قبول کرنا ایک قسم کی حقارت اور ذلت محسوس ہوتی تھی۔

(۵) ان میں اکثر قبائل بنو ہاشم سے مخالفت رکھتے تھے۔ اور بنو منقر قبیلہ کے ایک

شخص کی تعلیم پر چلنا انہیں عار و سلوم ہوتا تھا۔



(۶) وہ بُت پرستی پر بالکل قانع تھے۔ اور اس سے برتر کسی مذہب میں کسی خوبی کا اسکان بھی ان کے تصور میں نہ آتا تھا۔

(۷) وہ زنا، جوار، رہبری، قتل، غم شکنی، آوارگی ہر ایک قانون و قاعدہ کی بیزاری و قیود سے بے بہنے۔ بیشمار عورتوں کو گھر میں ڈال رکھنے کے عادی تھے۔ اور اسلام کا قانون ان کو اپنی پیاری عادات کا دشمن معلوم ہوتا تھا۔

اسلئے انہوں نے آنحضرتؐ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اور اسلام کا نام و نشان مٹا دینے

کا فیصلہ کیا۔

اسلام کے خلاف تدبیریں **اول**۔ تدبیر یہ اختیار کی گئی۔ کہ اسلام لانے والوں کو سخت اذیت دی جائے، تاکہ جو مسلمان ہو چکے ہیں وہ پسِ جاہلین، اور بے لوگ اسے اختیار نہ کریں۔ قریش نے اسلام لانے والوں پر جو مظالم کئے، انہیں تنکا لیفا اور اذیتیں میں، ان کا معقل بھائی شواربہ، مختصر طور پر ان کے عذاب ہی کے طریقوں اور چند بربر گواروں کا حال مذکور ہوتا ہے۔

اسلام لانے والوں پر **(۱)** بلال رضی اللہ عنہ حبشی تھے، امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ جب امیہ نے قریش کے جو رستم **سنا** کہ بلالؓ مسلمان ہو گئے ہیں۔ گونا گون عذاب انکے لئے ایجاد کئے گئے، ادا گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کی ہاتھ میں بجاتی، اور وہ نگہ کی پہاڑیوں میں نہیں بٹھرتے۔ رسی کا نشان گردن پر نمایاں ہو جاتا، (۲) وادی مکہ کے گرم ریت پر انہیں لٹا دیا جاتا۔ اور گرم گرم پتھر انکی چھاتی پر رکھ دیا جاتا، (۳) مشکین باندھ کر لکڑیوں سے پیٹا جاتا، (۴) دھوپ میں بٹھلایا جاتا، (۵) بھوکا رکھا جاتا، حضرت بلالؓ ان سب حالتوں میں اُحد اکھ کے نعرے لگاتے رہتے، ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید لیا۔ اور خدا کے لئے آزاد کر دیا۔

۱۔ دمشق میں سنہ ۶۲ھ سال فات پائی

(۳۱) عمارؓ اور ان کے والد یاسرؓ انکی والدہ سیمہؓ مسلمان ہو گئے۔ تھے ابو جہل نے انہیں گونا گون عذاب پہنچائے۔ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مار کھاتے عذاب سوتے دیکھا۔ فرمایا۔ اِضْرُوْا یَا اِلٰہِ یَا سِرْفَاتٍ مَّوْعِدُ کُمُ الْجَنَّةُ رِیَاسُ وَالْوَصْبُ کرو تمہارا مقام جنت ہے کبخت ابو جہل نے نبی بنی سیمہ کے اندام نہانی میں نیزہ مارا۔ اور اُسے جان سے مار ڈالا۔

(۳۲) ابو لکھ جن کا نام افلح تھا کپاؤں میں رسی باندھ کر انہیں پتھر ملی زمین پر گھسیٹا جاتا۔

(۳۳) جناب بن ارث کے سر کے بال کھینچے جاتے۔ گردن مروڑی جاتی۔ گرم پتھر سے بارہا آگ کے انگاروں پر لٹایا گیا۔

(۳۴) یعینہ۔ زمرہ۔ ہندیہ اور ام عبیس بیچاری لونڈیاں تھیں ناوران کے سنگدل آسمان کو ایسی ہی سخت وحشیانہ سزائیں دیا کرتے تھے۔

قریش کا یہ سلوک غلاموں اور ضعیفوں کے ساتھ ہی نہ تھا۔ اپنے فرزندوں اور عزیزوں کے ساتھ بھی وہ ایسی ہی سنگدلی کا برتاؤ کیا کرتے۔

(۳۵) عثمان بن عفان کے اسلام لانے کی خبر ان کے چچا کو ہوئی۔ تو وہ کبخت حضرت عثمانؓ کو کھجور کی صیف میں لپیٹ کر باندھ دیتا۔ اور نیچے سے دھواں دیا کرتا۔ (۳۶) مصدب بن عمیر کو ان کی ماں نے گھر سے نکال دیا تھا۔ اسی جرم میں کہ وہ اسلام لے آئے تھے۔

(۳۷) بعض صحابہ کو قریش کاٹے اونٹ کے بچے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے تھے۔ بعض کو وہ بے کی زرہ پہنا کر جلتے جلتے پتھروں پر گر دیا کرتے تھے۔

۱۵ جنگ صفین ۶۳۷-۶۳۸ سال شہید ہوئے ۱۵ مارچ النبوة جلد ۲ صفحہ ۵۱

۱۶ عمار التسنیل صفحہ ۵۳ ۱۵ مدینہ ۶۳۳ سال ۱۹ کو وفات پائی

۱۷ عمار التسنیل صفحہ ۵۳ ۱۵ جنگ احد میں شہید ہوئے



اٹھا۔ بنیاست بھری اوجھڑی اٹھا لایا۔ جب بنی صلعم سجدہ میں گئے تو پشت مبارک پر رکھ دی  
آنحضرت قرب العزت کی جانب متوجہ تھے۔ کچھ خبر بھی نہ ہوئی۔ کفار ہنسی کے مارے لوٹ  
جاتے تھے۔ اور ایک دوسرے پر گرے جاتے تھے۔

ابن مسعود صحابی بھی موجود تھے۔ کافروں کا ہجوم دیکھ کر انکا تو حوصلہ نہ پڑا مگر مصمم  
سیدہ فاطمہ زہراؑ انگلیں۔ انہوں نے باپ کی پشت سے اوجھڑی کو پرے پھینک دیا۔ اور  
ان سنگدلوں کو سخت سست بھی کہا۔

انبارسانی کی باقاعدہ کیٹیاں قریش مکہ نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر جو چور و تم پور پے تھے  
اُسے ہنوز نا کافی سمجھا۔ اسلئے بجائے متفرق کوششوں کے اب باقاعدہ کیٹیاں بنائی گئیں۔

مستترین کی جماعت ایک کمیٹی قائم ہوئی جس کا میزبانی ابولہب تھا۔ اور مکہ کے ۲۵ سردار اس کے  
ممبر تھے۔

اس کمیٹی میں حل طلب سوال ایک یہ بھی تھا کہ جو لوگ دور دراز سے مکہ میں آتے ہیں انہیں  
محمدؐ کی نسبت کیا کہا جائے تاکہ وہ لوگ اسکی باتوں میں پھنسنیں۔ اور اسکی عظمت کے قائل نہوں  
ایک نے کہا۔ ہم بتلایا کریں گے۔ کہ وہ کاہن ہے۔

ولید بن مغیرہ (جو ایک خراٹ بڑھا تھا) بولا۔ میں نے ہتھیارے کاہن دیکھے ہیں۔ لیکن  
کہاں تو کاہنوں کی خاک بندیاں۔ اور کجا محمدؐ کا کلام۔ کہو ایسی بات نہ کہنی چاہئے جس کے

قبائل عرب یہ سمجھ لیں۔ کہ ہم جھوٹ بھی بولتے ہیں۔

ایک نے کہا۔ ہم اُسے دیوانہ بتایا کریں گے۔

ولید بولا۔ محمدؐ کو دیوانگی سے کیا نسبت ہے؟

ایک بولا۔ اچھا ہم کہیں گے۔ وہ شاعر ہے۔

ولید نے کہا۔ ہم جانتے ہیں کہ شعر کیا ہوتا ہے۔ اصنافِ سخن بہو بخوبی معلوم ہیں۔

اسے صحیح بخاری عن ابن مسعود۔ کتاب الجہاد و السیر صحیح مسلم۔

محمدؐ کے کلام کو شعر سے ذرا مشابہت نہیں۔

ایک بولا۔ ہم بتایا کریں گے۔ کہ وہ جادوگر ہے۔

ولیدؓ نے کہا جس طہارت و لطافت و نفاست سے محمدؐ رہتا ہے۔ وہ جادوگروں میں کہاں ہوتی ہے۔ جادوگروں کی منحوس صورتیں اور نحس عادتیں الگ ہی ہوتی ہیں۔

دشمنوں کا بجز آنحضرتؐ اب سب نے عاجز ہو کر کہا بچا تم ہی تلو۔ کہ پھر کیا کہا جائے۔

ولیدؓ نے کہا۔ سچ تو یہ ہے کہ محمدؐ کے کلام میں عجب فیہرینی ہے۔ اُسکی

گفتگو نورسِ ملاوت ہے کہنے کو تو بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس کا کلام ایسا ہے۔ جس

سے باپ بیٹے۔ بھائی بھائی۔ شوہر و زن میں بُدائی ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس سے

پرہیز کرنا چاہئے۔

آخر اس کمیٹی نے مندرجہ ذیل ریزولوشن پر اتفاق کیا۔

دشمنوں کے ریزولوشن محمدؐ کو ہر طرح سے دق کیا جائے۔ بات بات میں اُسکی تہی ٹائی جائے۔

آنحضرتؐ کے خلاف متسخر اور ایذا سے اسے سخت تکلیف دی جائے۔ محمدؐ کے سچا سمجھنے

والوں کو انتہا درجہ کی تکالیف کا شکار کیا جائے۔

## ہجرت حبش

جب کفار نے مسلمانوں کو یحیٰ ستانا شروع کیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اجازت

دیدہ کی کہ جو کوئی چاہے۔ وہ اپنی جان و ایمان کے بچاؤ کے لئے حبش کو چلا جائے۔

اس اجازت کے بعد ایک چھوٹا سا قافلہ ۱۲ مرد۔ ۴ عورتوں کا رات کی

تاریکی میں نکلا۔ اور بندر گاہ شعیبہ سے جہاز میں بیٹھ کر حبش کو روانہ ہو گیا۔

حضرت عثمان کی فضیلت اس مختصر قافلہ کے سرور حضرت عثمان بن عفان تھے۔ سیدہ

رقیہ (بنت ابی سلمہ) ان کے ساتھ تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوط و ابراہیم علیہما السلام کے بعد یہ بھلا جوڑا ہے جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی ہے (رواہ حاکم)

قریش نے مسلمانوں کا حبش تک تعاقب کیا (آن سے پہلے اور بھی مسلمان (۸۳ مرد و ۸ عورتیں) مکہ سے

نکلے۔ اور حبش کو روانہ ہوئے۔ ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی جعفر طیار بھی تھے۔ قریش نے سمندر تک ان کا تعاقب کیا۔ مگر یہ کشتیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو چکے تھے۔

حبش کا بادشاہ عیسائی تھا۔ مکہ کے کافر بھی اُس کے پاس تحفے تحائف لیکر گئے۔ اور جا کر کہا۔ کہ ان لوگوں کو جو ہمارے ملک سے بھاگ کر آئے ہیں۔ ہمارے سپرد کر دیا جائے مسلمان دربار میں بلائے گئے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ نے دربار میں یہ تقریر کی :-

دربار حبش حضرت جعفرؓ اے بادشاہ۔ ہم جہالت میں مبتلا تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے۔ نہجاست

کی تقریر اسلام پر میں آلودہ تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ یہودہ بکارتے تھے۔ ہم میں

انسانیت اور سچی مہانداری کا نشان نہ تھا۔ ہمسایہ کی رعایت نہ تھی۔ کوئی قاعدہ و قانون تھا ایسی حالت میں خدا نے ہم میں سے ایک بزرگ کو مبعوث کیا۔ جس کے حسب نسب سچائی

دیا۔ تدری۔ تقویٰ پاکیزگی سے ہم خوب واقف تھے۔ اُس نے ہم کو توحید کی دعوت دی۔

اور سمجھایا۔ کہ اُس ایکے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں۔ اُس نے ہم کو پتھروں کی پوجا سے روکا۔ اُس نے فرمایا۔ کہ ہم سچ بولا کریں۔ وعدہ پورا کیا کریں۔ رحم کریں۔ گناہوں

سے دور رہیں۔ بُرائیوں سے بچیں۔ اُس نے حکم دیا۔ کہ ہم نماز پڑھا کریں۔ صدقہ دیا کریں۔ اور رونے رکھا کریں۔ ہماری قوم ہم سے ان باتوں پر بگڑ بیٹھی ہے۔ قوم سے جہاں تک سکھ

ہم کو شایا تا کہ ہم وحدۃ لا شریک کی عبادت کرنا چھوڑ دیں۔ اور لکڑی اور پتھر کی سورتوں کی پوجا کرتے لگ جاویں۔ ہم نے انکے ہاتھوں بہت ظلم اور تکلیفیں اٹھانی ہیں۔ اور حسب مجبور

دربار حبش میں تبلیغ اسلام

ہونگے۔ تب تیرے ملک میں پناہ لینے کے لئے آئے ہیں۔“

پادشاہ نے یہ تقریر سن کر کہا۔ مجھے قرآن سناؤ۔ جعفر لیٹنے سے سورہ مریم سنائی  
پادشاہ پر ایسی تاثیر ہوئی کہ وہ رونے لگ گیا۔ اور اس سے کہا کہ مجھ تو وہی رسول ہیں  
جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی۔ اللہ کا فکر ہے کہ مجھے اس رسول کا زمانہ ملا۔ پھر پادشاہ  
نے کہہ کے کافروں کو دوبارے مٹا دیا۔

جب مکہ کے کافروں نے دیکھا کہ حبش تک جانے کا بھی کچھ فائدہ نہ نکلا تو انہوں  
نے کہا۔ آؤ محمدؐ کو پہلے تو لالچ دیں۔ پھر دھکی دیں۔ کسی طرح تو ان ہی جائیگا۔ یہ شورہ  
کر کے مکہ کا مشہور مالدار سردار جس کا نام عقبہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور  
اُس نے تیریوں تقریر کی۔

میرے بھتیجے محمدؐ! اگر تم اس کارروائی سے ماں دولت جمع کرنا چاہتے ہو۔ تو ہم  
خود ہی تیرے پاس اتنی دولت جمع کر دیتے ہیں کہ تو مال مال ہو جائے۔ اگر تم عورت کے  
بھروسے ہو۔ تو اچھا۔ ہم سب تم کو اپنا رئیس مان لیتے ہیں۔ مگر حکومت کی خواہش ہے تو  
ہم تم کو بادشاہ عرب بناتے ہیں۔ جو چاہو۔ سو کر سکتے ہو۔ مگر تم اپنا یہ طریق چھوڑ دو۔  
اور اگر تمہارے دماغ میں کچھ خلل آ گیا ہے۔ تو بتلا دو کہ ہم تمہارا علاج کر لیں۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم نے میری بابت کہا وہ ذرا بھی صحیح نہیں۔  
مجھے ماں۔ عورت۔ دولت۔ حکومت کچھ درکار نہیں۔ اور میرے دماغ میں خلل بھی نہیں۔  
میری حقیقت تم کو قرآن کے اس کلام سے معلوم ہوگی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰتُوْا زَكٰتَکُمْ	یہ فرمان خدا کی حضور سے آیا ہے۔ وہ بڑی
مِنْ اَمْوَالِکُمْ الَّتِيْ رَزَقَکُمْ فَاِنَّہَا سَبِيْلٌ لِّتَنْقِیْطِ	رحمت والا اور نہایت رحم والا ہے۔ یہ برابر پڑھی
لِکِتٰبٍ دُوْنِکُمْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنُکُمْ بَيِّنٰتٍ	جانو الی کتاب ہے۔ عربی زبان میں سمجھا رہا ہوں

لَقَوْمٌ يَعْلَمُونَ ۚ بَشِيرًا وَنَذِيرًا  
فَأَعْرَضُوا عَنْهُمْ ۚ فَهَرَجُوا لَا  
يَسْمَعُونَ ۚ وَقَالُوا أَكُذِّبْنَا فِي كِتَابٍ  
مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ ۚ

کے لئے اس میں سب باتیں کھلی کھلی درج ہیں  
جو لوگ خدا کا حکم مانتے ہیں۔ اُنکے واسطے  
اس فرمان میں بشارت ہے۔ اور جو انکار کرتے ہیں  
اُن کو خدا کے عذاب سے ڈرنا ہے۔ تاہم ہر قسم سے  
لوگوں نے اس فرمان سے منہ موڑ لیا ہے۔ وہ اسے سنتے ہی نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کا ہمارے  
دل پر کوئی اثر نہیں۔ اور ہمارے کان اس کے شنوا نہیں۔ اور ہم میں اور تم میں ایک طرح کا  
پرہہ پڑا ہے۔ تم اپنی تدبیر کرو۔ ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں۔ اسے نبی اُن لوگوں کو دیکھتے کہ  
میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں۔ مگر مجھ پر وحی آتی ہے۔ اور خدا کے فرشتے نے یہ بتلادیا ہے  
کہ سب لوگوں کا معبود صرف ایک ہے۔ اسی کی طرف متوجہ ہونا۔ اور اُسی سے گناہوں کی سزا  
مانگنا لازم ہے۔ اُن لوگوں پر افسوس ہے۔ جو شرک کرتے ہیں۔ اور صدقہ نہیں دیتے۔ اور  
آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ خدا پر ایمان لائے۔ اور انہوں نے نیک کام  
اُن کیلئے آخرت میں بڑا اجر ہے۔“

کلام پاک کے سننے سے عتبہ پر ایک محوِ بیت کا عالم طاری ہو گیا۔ وہ ہاتھوں پر  
سہارا دے گردن پشت پر ڈالے ہوئے سنتا رہا۔ اور بالآخر چپ چاپ اٹھ کر چلا گیا۔  
قریش جو نتیجہ ملاقات معلوم کرنے کے مشتاق بیٹھے تھے۔ سردارِ عتبہ کے پاس جمع ہو گئے  
پوچھا۔ کیا دیکھا۔ کیا کہا۔ کیا سنا۔

عتبہ بولا۔ معشرِ قریش میں ایسا کلام سُنا کہ کیا ہوں۔ جو نہ کہانت ہے۔ نہ شعر ہے۔ نہ  
جاد ہے۔ نہ منتر ہے۔ تم میرا کہا مانو۔ میری رائے پر چلو۔ مجھ کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ لوگوں  
نے یہ رائے سُنا کہ عتبہ پر بھی محمد کی زبان کا جادو چل گیا۔  
جب اللہ کی تدبیر نہ چلی۔ تب سارے قبیلوں کے سردار اکٹھے ہوئے۔ اور نبی



کے چچا ابوطالب کے پاس آ کر یوں تقریر کی :-

”ہم نے آپ کا بہت ادب کیا۔ آپ کا بھتیجا ہمارے ٹھا کر دس اور بتوں کو جنہیں ہمارے باپ دادا پر چھوئے اتنا سخت سُست کئے لگا ہے کہ اب ہم صبر نہیں کر سکتے۔ آپ اسے سمجھا کر چپ رہنے کی ہدایت کر دیں۔ ورنہ ہم اسے جان سے مار ڈالیں گے اور تم اکیلے ہم سب کا کچھ نہیں کر سکو گے!“

سارے ملک کی عداوت کو دیکھ کر چچا کا دل دردِ واہ و محبت سے بھر گیا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور بھائی لگے بت پرستی کا رونا کیا کرو۔ ورنہ میں بھی تمہاری کچھ حمایت نہیں کر سکتا تھا۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”چچا! اگر یہ لوگ سوچ کو میرے دہنے ہاتھ پر لڑا رکھیں، اور چاند کو بائیں ہاتھ پر تب بھی میں اپنے کام سے نہ ہٹوں گا۔ اور خدا کے حکم میں سے ایک حرف بھی کم و بیش نہ کروں گا۔ اس کام میں خواہ میری جان بھی جانی رہے!“

اس ناکامی کے بعد قریش مکہ نے مشورت کی کہ محمد کو قوم کے سامنے بلا کر سمجھانا چاہئے۔ اس مشورت کے بعد انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ سردارانِ قوم آپ سے کچھ بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ اور کعبہ کے اندر جمع ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش خوش وہاں گئے۔ کیونکہ حضور کو اُنکے ایمان لے آئے کی بڑی ہی آرزو تھی۔ جب آنحضرت وہاں جا بیٹھے۔ تو انہوں نے گفتگو کا آغاز اس طرح کیا۔

اے محمد! ہم نے تجھے یہاں بات کرنے کے لئے بلایا ہے۔ بخدا ہم نہیں جانتے کہ کوئی شخص اپنی قوم پر اتنی مشکلات لایا ہو۔ جس قدر تو نے اپنی قوم پر ڈال رکھی ہیں۔ کوئی غریبی ایسی نہیں جو تیری وجہ سے ہم پر نہ آ چکی ہو۔ اب تم یہ بتلاؤ کہ اگر تم اپنے اس نئے دین سے مال جمع کرنا چاہتے ہو۔ تو ہم تیرے لئے مال جمع کر دیں۔ اتنا کہ ہم میں سے کسی کے پاس اتنا روپیہ نہ نکلے۔ اور اگر شرف و عزت کے خواستگار ہو تو ہم تجھے اپنا سردار بنالیں۔“

اور اگر تم سلطنت طالب ہو تو مجھے اپنا بادشاہ مقرر کر لیں۔ اور اگر تم سمجھتے ہو کہ جو چیز تمہیں دکھائی دیتی ہے۔ وہ کوئی جن ہے جو غالب آ گیا ہے۔ تو ہم ٹوٹنے ٹوٹکوں کیلئے مال صرف کریں۔ تاکہ تم تندرست ہو جاؤ۔ یا قوم کے نزدیک معذور سمجھے جاؤ۔“

رسول اللہ نے فرمایا تمہنے جو کچھ کہا۔ میری حالت کے ذرا بھی مطابق نہیں۔ جو تعلیم میں لیکر آیا ہوں وہ نہ طلب مال کے لئے ہے۔ نہ جلب شرف یا حصول سلطنت کے واسطے ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا نے مجھے تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے پر کتاب اتاری ہے۔ مجھے اپنا بشیر و نذیر بنایا ہے۔ مینے اپنے رب کے پیغام تم کو پہنچا دیئے ہیں۔ اور تمہیں بخوبی سمجھا دیا ہے۔ اگر تم میری تعلیمات کو قبول کرو گے تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے۔ اور اگر رد کرو گے تب میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا کہ وہ میرے لئے اور تمہارے لئے کیا حکم بھیجتا ہے؟

قریش نے کہا: اچھا محمد! اگر تم ہماری ان باتوں کو نہیں مانتے۔ تو ایک اور بات سنو۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کس قدر سختی و تنگی سے دن کاٹ رہے ہیں۔ پانی ہمارے پاس سب کے کم ہے۔ اور گردان ہماری سب کے زیادہ تنگ ہے۔ اب تم خدا سے یہ سوال کرو۔ کہ ان پہاڑوں کو ہمارے سامنے سے ہٹا دے؛ تاکہ ہمارے شہر کا میدان کھل جائے۔ نیز ہمارے لئے ایسی نہریں جاری کر دے۔ جیسی شام و عراق میں جاری ہیں۔ نیز ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر دے۔ ان زندہ ہونے والوں میں قصی بن کلاب ضرور ہو۔ کیونکہ وہ ہمارا سردار تھا۔ اور بیچ بولا کرتا تھا۔ ہم اس سے تیری بابت بھی پوچھ لیں گے۔ اگر

اُس نے تیری باتوں کو سچ مان لیا۔ اور تو نے ہمارے دوسرے سوالوں کو بھی پورا کر دیا۔

اے منکران کہ تو صرف کہ پہاڑوں کو پیچے ہٹا کر اپنا صحن کھلوانا چاہتے تھے۔ لیکن ان والوں کے لئے جبرائیل سے لیکر کوہ قاف تک کوئی پہاڑ بھی روک نہ بن سکا اور تمام رشتے زمین گھس گھس بن گیا۔ اے آنحضرت! کہ ادا و اعینف کے ادا کا نام ہے جس نے جو جو ہم کو مکہ سے نکالا۔ اور قریش کے قبیلوں کو پھر اکٹھا کر کے مکہ لے آیا۔ اور رفاہ۔ ویت۔ تنہایہ۔ تو۔ سفارت۔ حجابہ۔ ازلام کی خدا کو تعظیم یا تھا۔ دیکھو حجۃ اللہ العین

تب ہم بھی تجھے سچا جان لینگے۔ اور ان لینگے۔ کہ ہاں خدا کے ہاں تیرا بھی کوئی درجہ ہے اور اُس نے فی الحقیقت تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جیسا کہ تو کہہ رہا ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا: میں ان کاموں کے لئے رسول بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو اس تعلیم کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور میں نے خدا کے پیغامات تمہیں سناوئے ہیں اگر تم اس تعلیم کو قبول کر لو گے۔ تو یہ تمہاری دنیا و آخرت کیلئے سرمایہ ہے۔ اور اگر رد کرو گے تو میں حکم خدا کا انتظار کروں گا۔ جو کچھ اُس نے میرا اور تمہارا فیصلہ کرنا ہو گا فرمائے گا۔ قریش نے کہا: اچھا۔ اگر تم ہمارے لئے کچھ نہیں کرتے۔ تو خود اپنے ہی لئے خدا سے سوال کرو۔ (۱) کہ وہ ایک فرشتے کو تمہارے ساتھ مقرر کر دے۔ جو یہ کہتا رہا کرے کہ یہ شخص سچا ہے۔ اور ہم کو تیری مخالفت سے منع بھی کر دے۔

(۲) ہاں تم اپنے لئے یہ بھی سوال کرو۔ کہ باع لاک جائیں۔ بٹے بٹے محل بن جائیں خزانہ میں سونا۔ چاندی جمع ہو جائے۔ جس کی تجھے ضرورت بھی ہے۔ اتنا کہ خود ہی بازار میں جاتا اور اپنی معاش تلاش کیا کرتا ہے۔ ایسا ہو جانے کے بعد بھی ہم تیری فضیلت اور شرف کی پہچان حاصل کر سکیں گے اور تجھے خدا کا رسول سمجھ سکیں گے۔

رسول اللہ نے فرمایا: میں ایسا نہ کروں گا۔ اور خدا سے بھی ایسا سوال نہ کروں گا۔ اور ان باتوں کے لئے میں سبوت بھی نہیں ہوا۔ مجھے تو اللہ نے بشیر و نذیر بنایا ہے۔ تم مان لو تو تمہارے لئے ذخیرہ دارین ہے۔ ورنہ میں صبر کروں گا۔ اور خدا کے فیصلہ کا منتظر رہوں گا۔ قریش نے کہا: اچھا۔ تم آسمان ہی کا ٹکڑا توڑ کر ہم پر گرا دو۔ کیونکہ تمہارا زعم یہ ہے کہ اگر خدا چاہے۔ تو ایسا کر سکتا ہے۔ پس جب تک تم ایسا نہ کرو گے۔ ہم ایمان نہیں

لاؤ۔ دینی ثروت و امارت۔ محل و بستان سدا وغیرہ جن کو اہل مکہ نے صداقت کا نشان ٹھہرایا تھا۔ وہ نشان ایمان والوں کے ساتھ خدا نے پورے کئے اور معلوم ہو گیا۔ کہ آنحضرت کی تعلیم فی الحقیقت دنیا کی بہتری کیلئے بھی سرمایہ ہے جیسا کہ آخرت کیلئے وہ بالضرور ذخیرہ ہے۔

نہیں لائے کے۔“

رسول اللہ نے فرمایا: یہ خدا کے اختیار میں ہے، وہ اگر چاہے۔ تو ایسا کرے۔  
قریش نے کہا: محمد! یہ تو بتاؤ کہ تیرے خدا نے تجھے پہلے سے یہ نہ بتلایا کہ ہم تجھے  
بلائینگے۔ ایسے ایسے سوال کریں گے۔ یہ یہ چیزیں طلب کریں گے۔ ہماری باتوں کا یہ جواب  
ہے۔ اور خدا کا منشاء ایسا ایسا کرنے کا ہے؟

چونکہ تیرے خدا نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم سے سنا ہے۔  
وہ صحیح ہے کہ ہمارے ایک شخص رہتا ہے۔ اس کا نام حزن ہے۔ وہی تجھے ایسی باتیں  
سکھاتا ہے، ہم تو حزن پر کبھی ایمان نہیں لانے کے۔ محمد! دیکھو آج ہم نے اپنے سب  
عذرات سنا دیئے ہیں سب ہم تجھ سے قسمتہ یہ بھی کہے جیتے ہیں کہ ہم تجھے اس تعلیم کی  
اشاعت کبھی کرنے دینگے حتیٰ کہ ہم مرجائیں۔ یا تو مر جائے۔“

یہاں تک بات چیت ہوئی تھی کہ ایک اُن میں سے بولا کہ: ”ہم ملائکہ کی عبادت  
کرتے ہیں جو خدا کی بیٹیاں ہیں“ دوسرا بولا: محمد! ہم تیری بات کا یقین نہیں کریں گے  
جب تک کہ خدا اور فرشتے ہمارے سامنے نہ آجائیں۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری بات سن کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ نبی کے ساتھ عید اللہ  
بن ابوامیہ بن منیر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ آپ کا بھوپھی زاد بھائی رعنا تکدیت عبدالمطلب کا  
بیٹا تھا۔ اس نے کہا: محمد! دیکھو تمہاری قوم نے اپنے لئے کچھ چیزوں کا تم سے سوال کیا  
وہ بھی تو نے نہ مانا پھر انہوں نے یہ چاہا کہ تو خود اپنے ہی لئے ایسی علامات کا اظہار کرے

۱۔ جس عذاب کی درخواست ان لوگوں نے کی تھی۔ جنگ برسرِ کون وہ اپنا تڑا اور انکار کرنے والوں کو  
تسخیر کرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ بچا۔

۲۔ خدا کے جواسماء حسنہ اسلام سے تلاتے ہیں۔ اُن میں حزن ایسا نام ہے جس سے عرب ہرگز واقف نہ تھے  
اس لئے وہ خدا کے نام حزن سے بہت چڑا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے کہ یہ کسی گناہم شخص کا نام ہو گا۔ حزن حیرت  
سے مسالہ کا عینہ ہے۔ نبی کمال رحمت والا۔



ابو جہل وہاں پہنچ گیا اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے تو گالیاں دیں اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم گالیاں سن کے چپ بچے۔ تو اُس نے ایک پتھر حضور کے سر پر پھینک مارا۔ جس سے خون چلنے لگا۔ نبی صلعم کے چچا حمزہؓ کو خبر ہوئی۔ وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے قریب کے جوش میں ابو جہل کے پاس پہنچے۔ اور اس کے سر پر اس زور سے کمان کھینچ ماری کہ وہ زخمی ہو گیا۔ حمزہؓ پھر نبی صلعم کے پاس گئے۔ اور کہا: "بھتیجے تم یہ شکر خوش ہو گئے کہ میں نے ابو جہل سے تمہارا بدلہ لے لیا" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا یہاں تم مسلمان ہو جاؤ۔ تو مجھے بڑی خوشی ہو" حمزہؓ اُسی وقت مسلمان ہو گئے۔

ایمر حمزہؓ سے تین دن پہلے عمر بن خطابؓ مسلمان ہوئے یہ بڑے دلیر اور بہادر تھے قریش کی طرف سے بیرونی ممالک کی سفارت کا کام ان سے متعلق تھا۔ ایک دن عمرؓ اپنی ہمداری کے بھروسے پر نبیؐ کے قتل کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے۔ بدن پر سب ہتھیار سجا رکھے تھے۔ رستے میں ان کو پتہ لگا کہ بہن اور سنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر بہن کے گھر گئے۔ اور ان دونوں کو خوب مارا۔ انکی بہن فاطمہؓ نے کہا: "عمر! تم پہلے ہاتھ کتاب سن لو جسے سنکے ہم ایمان لے آتے ہیں۔ اگر وہ تم کو اچھی نہ لگے۔ تو ہمارا ڈالنا عمرؓ نے کہا: "اچھا اُس وقت اُنکے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی بھی تھا۔ جو عمرؓ کے آجانے سے چھپ گیا تھا۔ اس نے قرآن مجید (طہ کا پہلا رکوع) سنایا۔ عمرؓ قرآن سن رہا تھا۔ اور بے اختیار رو رہا تھا۔ غرض عمرؓ اسی وقت سے نبیؐ پر اور قرآن پر ایمان لے آیا۔ جو گھر سے قاتل بن کر نکلا تھا وہ جان شار بن گیا۔ آگے چل کر ان کا لقب "فاروق" ہوا۔

اس وقت تک مسلمان ناز اپنے گھروں میں چھپ چھپ کر پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔ کافر یہ دیکھ کر اور بھی زیادہ جلے۔ اور مسلمانوں کو بتیہ کلیف

۱۔ فاطمہ بنت الخطابؓ خواہر عمر فاروقؓ اور زوجہ سعید بن زیدؓ ہیں سیدہ خدیجہؓ سے ہیں۔ وہ تین سکنہ الاولاد میں سے ہیں۔ سعید کے والد زید وہ ہیں جنہوں نے دین ابراہیمی کی تلاش میں شام و فلسطین کا سفر کیا تھا۔ بالآخر یہ وہ نصاریٰ کی یہ بشارت پا کر کہ نبی آخر الزمانؐ مکہ میں آگئے تھے۔

دینے لگے۔ اور نبی صلعم کے ساتھ بھی گستاخی سے پیش آتے تھے۔

نبی اپنے قبیلہ بنی مینہ میں تین سال تک  
پہاڑ کی گھاٹی کے اندر محصور ہے

جب کفار نے دیکھا کہ ایسی اذیتوں اور تکلیفوں پر بھی  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تعلیم پر قائم ہے۔ اور بے نظیر  
جرات اور اتھاک محض کے اپنا کام کئے جاتا ہے۔ تو باہر محرم کعبہ نبوت انہوں نے کہا کہ  
”ہو ہاشم جو نبی کا قبیلہ ہے۔ اگر یہ مسلمان نہیں ہوا۔ پھر بھی نبی کا ساتھ نہیں چھوڑنا  
آؤ۔ ان سے ناٹہ رشتہ کرنا چھوڑ دو۔ انہیں گلی بازاریں پھرنے نہ دو۔ ان کو کوئی  
چیز مول بھی نہ دو۔“

اس بات کا معاہدہ لکھا گیا۔ اور کعبہ پر لٹکایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا قبیلہ مجبور ہو گئے۔ گھر بار چھوڑ کر پہاڑ کی گھاٹی  
میں محبوس و محصور ہو گئے۔ قریش نے اجناس خوردنی کا جانا بھی بند کر دی۔  
ہاشم کے بچے بھوک کے مارے اس قدر رویا کرتے کہ ان کی آواز گھاٹی کے باہر تک سنی دیتی۔  
تین برس تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خاندان نے اسی طرح کاٹے۔ اور جو مسلمان  
تھے وہ بھی اپنے گھروں میں قیدی بن گئے۔ حج کے دنوں میں جب کافر بھی من  
رہنا حرام جانتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی سے باہر نکلا کرتے تھے۔ اور لوگوں  
کو خدا پر ایمان لانے کا وعظ سنایا کرتے تھے۔ کم بخت الوہب۔ صبح سے شام تک نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے پھرا کرتا اور کہا کرتا۔ ”لو کہ یہ دیوانہ ہے۔ اس کی بات  
نہ سناؤ۔ جو کوئی اس کی بات سنے گا اور مائے گا۔ وہ تباہ ہو جائے گا۔“

تین برس تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سختی کو نہایت صبر و استقلال سے  
کیا۔ جب ان کا قہر لگھاٹی پر پہنچا تو ان کے کانٹے اور دیکھنے ان کے معاہدہ کے کاغذ  
کو کھالیا۔ جو کعبہ پر لٹکایا گیا تھا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے۔ اور پھر وعظ کا

سلسلہ شروع کر دیا۔

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ وہاں مندرجہ بالا بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو جہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور تمخر سے کہا: "عبد مناف والو! دیکھو تمہارا نبی آگیا۔"

عقبہ بن ربیعہ بولا: "ہمیں کیا انکار ہے۔ ہم ہیں سے کوئی نبی بن بیٹھے۔ کوئی فرشتہ اُکلائے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ باتیں سن کے لوٹے اور انکے پاس آئے۔ پہلے عقبہ سے فرمایا: "عقبہ! تو نے خدا و رسول کی حمایت کبھی بھی کی۔ تو اپنی ہی بات کی بچ پر اڑا رہا۔"

پھر ابو جہل سے فرمایا: "تیرے لئے وہ وقت بہت قریب آ رہا ہے۔ دور نہیں رہا ہے۔ کہ تو تھوڑا ہنسے گا۔ اور بہت روئیگا۔"

پھر قریش سے فرمایا: "مہارے لئے وہ ساعت نزدیک آ رہی ہے کہ جس دین کا تم انکار کرتے ہو۔ آخرش اُسی میں داخل ہو جاؤ گے۔"

ناظرین اسی کتاب میں دیکھیں گے کہ یہ پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی۔

ابوطالب کا انتقال ۱ سلسلہ نبوت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا جو علی مرتضیٰ کے والد تھے۔ انتقال ہو گیا۔ ابوطالب نے لڑکپن سے نبی کی تربیت کی تھی۔ اور جب آنحضرتؐ نے نبوت کی دعوت اور منادی شروع کی تھی۔ وہ برابر مددگار رہا تھا۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مرنے کا حدرمہ ہوا۔

ان سے تین دن پیچھے نبی کی پیاری بیوی طاہرہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے

خدیجہ الکبریٰ کا انتقال ۲ انتقال فرمایا۔ اس بیوی نے اپنا سارا مال و زر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی پر قربان اور راہ خدا میں صرف کر دیا تھا۔ سب سے پہلے اسلام لائی تھی۔ پھر نبی نے اس بیوی کو خدا کا سلام پہنچایا تھا۔ اس بیوی کے گزر جانے کا رنج نبی صلی اللہ



علیہ وسلم کو ہر ت ہوا۔

اب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تر ستانا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ ایک  
شریر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کپڑا پھینک دی۔ آنحضرتؐ اس طرح گھر میں داخل  
ہوئے۔ بیٹی کی بیٹی اٹھی۔ وہ سر و صلائی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی، انہی نے فرمایا: پیاری  
بیٹی! تم کیوں روتی ہو۔ تیرے باپ کی حفاظت خدا خود فرمائے گا۔

بنی سلم کا تبلیغ کے لئے مختلف اگرچہ ابوطالب کا سہارا جاتا رہا، اگرچہ حدیچہ جیسی بھوی  
قبائل کی جانب سفر فرماتا جو مصیبتوں اور تکلیفوں میں نہایت نکل سار تھی۔ جدا ہو گئی

مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اب زیادہ جوش سے وعظ کا کام شروع کر دیا۔  
چنانچہ تھوڑے ہی دنوں بعد نبی اللہ مکہ سے نکلے۔ اور سیر و بجات کے وعظ کو تشریف  
لیگئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سفر میں زید بن حارثہ تھے۔ مکہ اور طائف کے  
درمیان جتنے قبیلے تھے۔ سب کو وعظ سنانے۔ توحید کی منادی کرتے ہوئے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم پیادہ پا طائف پہنچے۔ طائف میں بنو ثقیف آباد تھے۔ سرسبز ملک اور سردینا  
پر بہنے کی وجہ سے ان کے غرور کی کوئی حد نہ تھی۔ عبد یاسیل۔ مسعود۔ جیسے تینوں بھائی  
وہاں کے سرور تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ان ہی سے ملے۔ اور انہیں اسلام کی دعوت  
فرمائی۔ ان میں سے ایک بولار میں کعبہ کے سامنے ڈاڑھی منڈوا دوں۔ اگر تجھے اللہ نے  
رسول بنایا ہو۔ دوسرا بولا۔ کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی بھی رسول بنائے گا۔ نہ ملا جسے  
چڑھنے کو سواری بھی تیسرے نہیں۔ اس نے رسول بنانا تھا۔ تو کسی حاکم یا سرور کو بنایا ہوتا  
تیسرا بولا۔ میں تجھ سے کبھی بات ہی نہیں کرتے گا۔ کیونکہ اگر تو خدا کا رسول ہو جیسا کہ  
تو کہتا ہے۔ تب تو یہ بہت خطرناک بات ہے۔ کہ میں تیرے کلام کو رد کروں۔ اور اگر تو  
خدا پر جھوٹا بولتا ہے۔ تو مجھے نشانیاں نہیں۔ کہ تجھ سے بات کروں۔

نبی اللہ نے فرمایا۔ اب میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات اپنی ہی پاس رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ خیالات دوسروں کے ٹھوکر کھانیکا سبب بن جائیں۔ نبی اللہ نے وعظ کنا شروع فرمایا۔ ان سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے لوگوں کو سکھلا دیا۔ وہ لوگ وعظ کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے پتھر پھینکتے کہ حضور لہو میں تریہ تر ہو جاتے۔ خون بہہ کر جوتے میں جم جاتا اور وضو کیلئے پاؤں سے جوتا نکالنا مشکل ہو جاتا۔

ایک دفعہ بدعاشوں اور باشوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر گالیاں دیں، تالیاں بچائیں، چھین لگائیں کہ خدا کے نبی صلعم ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہوئے۔ یہ جگہ عقبہ و شبیہ فرزندان ربیعہ کی تھی۔ انہوں نے دوہ سے اس حالت کو دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ترس کھا کے اپنے غلام عداس کو کہا کہ ایک پلیٹ میں انگور رکھ کر اس شخص کو دے آؤ۔ غلام نے انگور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوروں کی طرف ہاتھ پڑھایا اور زبان سے فرمایا "بسم اللہ" اور پھر انگور کھانے شروع کئے۔

عداس نے حیرت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور پھر کہا یہ ایسا کلام کہ یہاں کے باشندے نہیں بولا کرتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہاں کے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے؟  
عداس نے جواب دیا میں عیسائی ہوں، نادریثی کا باشندہ ہوں۔  
نبی نے فرمایا کیا تم مرو صالح یونس بن مہدی کے شہر کے باشندے ہو؟  
عداس نے کہا آپ کو کیا خبر ہے کہ یونس بن مہدی کون تھا اور کیسا تھا؟  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرا بھائی ہے وہ بھی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں؟  
عداس یہ سنتے ہی جھک پڑا اور اس نے نبی کا سر ہاتھ قدم چوم لئے۔

عقبہ و شیبہ نے دور سے غلام کو ایسا کرتے دیکھا اور آپس میں کہنے لگے۔ لو غلام تو ہاتھوں سے بکل گیا۔ جب عداس اپنے آقا کے پاس ٹوٹ کر گیا تو انہوں نے کہا کہ بخت مجھے کیا ہو گیا تھا کہ اس شخص کے ہاتھ پاؤں سر جو منے لگ گیا تھا۔  
عداس نے کہا۔ ”محضور عالی! آج اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی بھی نہیں اس نے مجھے ایسی بات بتلائی جو صرف نبی ہی بتلا سکتا ہے۔“

انہوں نے عداس کو ڈانٹ دیا کہ خیر دار! کہیں اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا۔ تیرا دین تو اُس کے دین سے بہتر ہے۔“

اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ کرتے ہوئے خدا کے رسول کے انہی چوٹیں لگیں۔ کہ حضور یہ ہوش ہو کر گر پڑے! زبیر نے اُن کو اپنی پیٹھ پر اٹھایا! آبادی سے باہر لے گئے۔ یانی کے چھینٹے دینے سے ہوش آیا۔“

اس سفر میں اتنی تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کے رنج اور صدمہ کے وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خدا کی عظمت اور محبت سے بھر پور تھا اس وقت جو وہاں حضور نے مانگی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَشْكُوْ ضَعْفَ قُوَّتِيْ	الہی اپنی کمزوری پہ سروسامانی اور لوگوں کی تحقیر کی
وَقِلَّةَ جَبَلَتِيْ وَهُوَ اِلٰهِي عَلٰى النَّاسِ	بابت تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں، تو سب رحم
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ امنت رب	کر بنیو لوں زیادہ رحم کر بنو لا ہے، دراندہ عاجزون
اَلْمُسْتَضْعِفِيْنَ وَامنت ربِّيْ اِلٰهِي مِنْ	کا مالک تو ہی ہے۔ اور میرا مالک بھی تو ہی ہے
تُكَلِّفِيْ اِلٰهِي بَعِيْدًا يَّجْهَنِيْ اَوْ اِلٰهِي	مجھے کس کے سپرد کیا جاتا ہے۔ کیا یہ گناہ ترش رو کے
عَدُوِّ مَلَكْتَهُ اَمْوِي۔ اِن لَمْ يَكُنْ	یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے لیکن جب

لے طبریؒ نے لفظ بید روایت کیا ہے جس کا ترجمہ بیگانہ کیا گیا ہے۔ ابن ہشام و ابن ابی شیبہ نے

لفظ عدا روایت کیا ہے۔ جس کے معنی دوست کے ہو سکتے ہیں۔

عَلَى غَضَبٍ فَلَا أُبَالِي وَ لَكِنْ  
عَافِيَتِكَ هِيَ أَوْ سَعَى اِعْوَدِ  
بِنُورٍ وَ جَهْلِكَ الَّذِي ائْتَمَرْتُ  
لَهُ الظُّلُمَاتِ وَ صَلَاحِهِ  
أَمْرُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ - مَنْ  
أَنْ يَنْزِلَ بِي غَضَبُكَ أَوْ  
يَجْعَلَ عَلَيَّ سَخَطَكَ لَكَ  
الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى وَ لَا حَوْلَ  
وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

مجھ پر تیرا غضب نہیں، تو مجھے اس کی کچھ پروا  
نہیں کیونکہ تیری عافیت میرے لئے زیادہ  
وسیع ہے میں تیری انکے زور و پناہ چاہتا ہوں  
جس سے سب تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور دنیا  
و دین کے کام اس سے ٹھیک ہوتے جاتے ہیں کہ تیرا  
غضب مجھ پر اترے یا تیری نارضا مندی مجھ  
پر وارد ہو۔ مجھے تیری ہی رضا مندی اور خوشنودی  
درکار ہو۔ اور نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت  
مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپس ہوتے ہوئے یہ بھی فرمایا میں ان لوگوں  
کی تمنا ہی کے لئے کیوں دعا کروں۔ اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لائے۔ تو کیا ہوا امید ہے  
کہ انکی آئندہ نسلیں ضرور ایک خدا پر ایمان لانے والی ہوں گی۔

مختلف مقامات پر نبی صلعم  
کا تبلیغ کے لئے جانا۔ مختلف قبیلوں کی سکونت گاہوں میں تشریف لیجاتے یا مکہ سے

باہر چلے جاتے اور جو کوئی مسافر آتا جاتا مل جاتا اسے ایمان اور خدا پرستی کا وعظ فرماتے  
اسی ایام میں قبیلہ بنو کندہ میں تشریف لیگئے۔ سردار قبیلہ کا نام لیج تھا۔ نیز قبیلہ بنو عبد اللہ  
کے ہاں بھی پہنچے۔ انہیں فرمایا کہ تمہارے باپ کا نام عبد اللہ تھا۔ تم بھی اسم بائیسے  
ہو جاؤ۔ قبیلہ بنو صلیفہ کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے سارے عرب بھر میں  
سب سے بدتر طریق پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کے پاس گئے  
سردار قبیلہ کا نام پیغمبر بن فراس تھا۔ اس نے دعوت اسلام سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا

لے صحیح مسلم عن عائشہ رضی اللہ عنہا

بھلا اگر ہم تیری بات مان لیں؟ اور تو مخالفین پر غالب جائے تو کیا تو یہ وعدہ کرتا ہے کہ میرے بعد یہ امر مجھ سے متعلق ہو گا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہے گا۔ میرے بعد اسے مقرر کرے گا۔ بخیر و بولہ خوب اس وقت تو عرب کے سامنے سینہ سپر ہم بنیں۔ اور جب ہمارا کام بن جائے تو مزے کوئی اور اڑائے جاؤ ہم کو تیرے کام سے کچھ سروکار نہیں۔ قبائل کے سفر میں حضور کے رفیق طریق ابو بکر صدیق تھے۔

سوید بن صامت کا ایمان لانا انہی ایام میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو سوید بن صامت ملے اس کا لقب اپنی قوم میں کامل تھا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعوتِ اسلام فرمائی۔ وہ بولا شاید آپ کے پاس وہی کچھ ہے جو میرے پاس بھی ہے؟ بنی سلمہ نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے۔ وہ بولا حکمت النہان بنی نے فرمایا بیان کرو اس نے کچھ عمدہ اشعار اپنے سنائے۔ بنی نے فرمایا یہ اچھا کلام ہے لیکن میرے پاس قرآن ہے جو اس سے افضل ہے۔ اور ہدایت و نور ہے۔ اس کے بعد بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن سنایا اور وہ بے تامل اسلام لے آیا۔ جب یثرب لوٹ کر گیا تو قوم غریح نے اسے قتل کر ڈالا۔

سفارتِ یثرب میں تبلیغ فرمانا انہی ایام میں ابو الجحشہ انس بن رافع مکہ آیا اس کے ساتھ ایاس بن معاذ کا راہِ پیادہ لانا بنی عبدالمطلب کے بھی چند نوجوان تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ یہ لوگ قریش کے ساتھ اپنی قوم خزرج کی طرف سے معاہدہ کرتے آئے تھے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور جا کر فرمایا۔

”میرے پاس ایسی چیز ہے جس میں تم سب کی بہبودی ہے۔ کیا تمہیں کچھ رغبت ہے؟“ وہ بولے ”ایسی کیا چیز ہے؟“ فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، مخلوق کی طرف مبعوث ہوں، بندہ گانِ خدا کو دعوت دیتا ہوں کہ خدا ہی کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں۔ مجھ پر خدا نے کتنا نازل کیا ہے؟ پھر ان کے سامنے اسلام کے اصول بیان فرمائے۔ اور قرآن مجید بھی پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ جو ابھی نوجوان تھا سنتے ہی بولا اے میری قوم۔ بخدا تمہارا

لئے اس مقصد سے بہتر ہے جس کے لئے تم یہاں آئے ہو۔  
 انس بن رافع نے کفریوں کی ٹٹھی بھر کر اٹھائی۔ اور ایاس کے منہ پر پھینک ماری  
 اور کہا۔ بس چپ رہ۔ ہم اس کام کے لئے تو نہیں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے کر  
 چلے گئے۔ یہ واقعہ جنگ بعاث سے جو اوس و خزرج میں ہوئی۔ پہلے کا ہے۔ ایاس  
 واپس جا کر چند روز کے بعد مر گیا۔ مرتے وقت اس کی زبان پر تسبیح و تحمید و تہلیل  
 تکبیر جاری تھی۔ مرحوم کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی وعظ سے اسلام کا بیج بویا  
 گیا تھا۔ جو مرتے وقت پھل پھول لے آیا تھا۔

انہی ایام میں ضما و ازوی مکہ میں آیا۔ یمن کا باشندہ اور عرب کا مشہور افسوں گرفتار  
 جب اُس نے سنا کہ محمد پر جنات کا اثر ہے۔ تو اُس نے قریش سے کہا کہ میں محمد کا علاج  
 اپنے منہ سے کر سکتا ہوں۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ محمد! آؤ تمہیں  
 منتر سنائوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے مجھ سے سن لو پھر حضرت نے اُسے سنایا۔  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَحْمَدُهُ وَكَسْتَعِينُهُ  
 مَنْ يَهْدِيهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ  
 وَمَنْ يُضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ لَهُ  
 وَاشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ  
 وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاشْهَدُ  
 اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ  
 اَمَّا بَعْدُ  
 شکر کرتے ہیں۔ اور ہر کام میں اُسی کی اعانت چاہتے  
 ہیں۔ جسے خدا راہ دکھاتا ہے اُسے کوئی گمراہ نہیں  
 کر سکتا۔ اور جسے خدا ہی رستہ نہ دکھلائے اُسکی  
 کوئی رہبری نہیں کر سکتا میری شہادت یہ ہے  
 کہ خدا کے سوا عبادت کے لائق کوئی بھی نہیں۔ وہ سب  
 ہے اس کا کوئی شریک نہیں میں بھی ظاہر

کر رہا ہوں کہ محمد خدا کا بندہ اور رسول ہے۔ اس کے بعد مدعا یہ ہے۔

ضما و نے اسی قدر سننا تھا۔ بول اٹھا کہ انہی کلمات کو پھر سننا دیجئے۔ دو تین دفعہ  
 اس نے انہی کلمات کو سنا۔ اور پھر بے اختیار بولی اٹھا میں نے بہتر سے کاہن دیکھے

خدا کا حال

وساحر دیکھے۔ شاعر نے لیکن ایسا کلام تو میں کسی سے بھی نہ سنا۔ یہ کلمات تو ایک اتھاہ سمندر جیسے ہیں، محمدؐ اذرا اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں اسلام کی بیعت کر لوں!

\*\*\*

## معراج

۴۔ رجب ۱۲ نبوت کو معراج ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکوت السموات والارض کی سیر کرائی۔  
اول مسجد الحرام سے بیت المقدس تک تشریف لگئے۔ وہاں امام بن کرجاعت انبیاء کو نماز پڑھائی پھر آسمانوں کی سیر کرتے۔ اور انبیاء سے اُن کے مقامات پر ملتے ہوئے سیدۃ المنتہیٰ اور بیت معمور تک پہنچے۔ اور وہاں سے قرب حضوری خاص حاصل ہوا اور گوناگوں وحی سے مشرف ہوئے۔  
شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

واسری بہ الی المسجد الاقصی	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب قصبے تک پھر سیدۃ
ثم الی سدرۃ المنتہی والی	المنتہی تک اور جہان تک کہ خدا نے چاہا۔ سیر کرائی
ماشاء اللہ وکل ذلک یحسدہ	گئی۔ یہ سب کچھ جسم کے ساتھ بیداری میں تھا

۱۔ علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں حضرت عائشہؓ و معاویہؓ و امام حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ اسریؑ روح مبارک کو ہوا تھا۔ اور جسم مبارک اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ ہوا تھا۔ علامہ موصوف کہتے ہیں کہ اسراء روحی میں اور خواب میں بہت تفاوت ہے۔ اسراء روحی سے مراد تو یہ ہے کہ روح مبارک کو ان جملہ مقامات کی سیر کرائی گئی۔ اور خواب میں یہ بات نہیں ہوتی۔ یہ روح اتم و اکمل اشرف و اعلیٰ ہے۔ علمائے جمہور کا قول ہے کہ اسراء بدن و روح کے ساتھ تھا۔ زاد المعاد صفحہ ۳۰۱۔ واضح ہو کہ عروج جسدی کا انکار انجیل کے فلسفہ خشک کی بنیاد پر نفی ہے۔ کیونکہ جس فاعل و مطلق نے اجرام سادہ کے بھاری بھر کم اجسام کو خلا میں تھام رکھا ہو۔ وہ جسم انسانی کے صغیر جرم کو خلا میں لیجائے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ آج کل بیروجن کی طاقت سے جو اتنی جہاز اور جہازوں کے اندر آدمی اُڑ رہے ہیں۔ اسلئے خداوند کریمؑ کا اپنے نبی کریمؐ کو بھاری بھاری برق سے شوق اور الکترسٹی کی طاقت مخفیہ کی جانب اشارہ کرنا ہے۔ ملکوت السموات کی سیر کرنا کچھ بھی مستعجب نہیں میرا اعتقاد یہ ہے کہ معراج جسم کے ساتھ اور کائنات بیداری تھی۔ جہد سلیمانؑ ص ۱۱۱ جہد اعدا البانہ صفحہ ۳۰۴ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَقِظَةِ  
وَلَكِنْ ذَلِكَ فِي مَوْطِنٍ هُوَ بَرَزْ  
بَيْنَ الْمَثَالِ وَالشَّهَادَةِ جَامِعٍ  
لِأَحْكَامِهَا. نَظْهَرُ عَلَى الْجَسَدِ  
أَحْكَامَ الرُّوحِ وَتَمَثَّلُ الرُّوحُ وَالْمَعَانِي  
الرُّوحِيَّةُ أَجْسَاداً وَلِذَلِكَ بَانَ لِكُلِّ  
وَاقِعَةٍ مِنْ تِلْكَ الْوَقَائِعِ تَعْبِيرٌ  
أَمَّا شَقُّ الصِّدْرِ وَعِلَاكَ إِيْمَانُنَا  
فَحَقِيقَتُهُ غَلِيَّةُ الْنَوَارِ الْمَلِكِيَّةِ وَ  
انْطِفَاءُ لَهَبِ الطَّبِيعَةِ وَخُضُوعُهَا  
لِمَا يَفِضُّ عَلَيْهَا مِنْ خَطِيرَةِ الْقَدَسِ  
وَأَمَّا رُكُوبُهُ عَلَى الْبَرَقِ فَحَقِيقَتُهُ  
اسْتَوَاءُ نَفْسِهِ النُّطْقِيَّةِ عَلَى تَسْمِيَّتِهِ  
الَّتِي هِيَ الْكَمَالُ الْحَيَوَانِيُّ فَاسْتَوَى  
رَاكِبًا عَلَى الْبَرَقِ كَمَا غَلَبَتْ أَحْكَامُ  
نَفْسِهِ النُّطْقِيَّةِ عَلَى الْبَهِيمِيَّةِ  
وَتَسَلَّطَ عَلَيْهَا؛

وَأَمَّا سِرَّائِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى  
فَلَا نَدَى لِحُلِّ ظُهُورِ شَعَائِرِ اللَّهِ  
وَمَتَعَلِّقِ هَمِّهِ الْمَلَأَاءِ لَا عِلَّةَ  
وَمُطَمِّنِ انْظَارِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

لیکن یہ ایک مقام ہے جو مثال اور شہادت کے  
درمیان برزخ ہے۔ اور ہر دو عالم ذکرہ کے  
احکام کا جامع ہوتا ہے۔ پس جسم پر روح کے  
احکام ظاہر ہوئے۔ اور روح اور معانی نے  
جسم قبول کر کے تمثیل اختیار کیا۔ اسی لئے  
ان واقعات میں سے ہر واقعہ کی ایک حقیقت  
ہے۔

۱) صدر کا چاک کرنا۔ اسے ایمان سے بھر دیا جانا۔  
اس کی حقیقت ہے انوار ملکیت کا غلبہ ہو جانا۔ اور  
شعلہ طبیعت کا بجھ جانا۔ اور جو کچھ خطیرۃ القدس کے  
طبیعت کو فیضان ہوتا ہے۔ اس کیلئے طبع بجا نا  
(۲) براق پر سوار ہونے کی حقیقت یہ ہے۔ کہ  
نفس ناطقہ نسب پر جو کمال حیوانی ہے۔ غالب  
آجائے۔ پس آنحضرت براق پر ایسی ہی خوبی  
سے سوار ہوئے۔ جیسا کہ حضور کے نفس  
انسانی کے احکام قوت بہیمیہ پر غالب و  
تسلط تھے۔

(۳) مسجد اقصیٰ تک سیر اسلئے ہے۔ کہ وہ شعائر  
الہیہ کے ظہور کا محل ہے۔ ملاء اعلیٰ کی ہمتیں  
اس سے شعلہ ہیں۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام  
کے نگاہوں کی نظر گاہ ہے۔ گویا وہ ملکوت کی



فَكَانَ كَوْنَهُ إِلَى الْمَلَكُوتِ -

واما ملاقاتہ مع الانبیاء  
صلوات اللہ علیہم ومفاخرتہ  
معہم فحقیقتہا اجتماعہم  
من حیث ارتباطہم بحظیرۃ  
القدس وظہور ما اختص بہ  
من بینہم من وجوہ الکمال  
واما رقیہ إِلَى السَّمَوَاتِ سَمَاءً  
بَعْدَ سَمَاءٍ فحقیقتہ الاسلاخ  
إِلَى مَسْتَوًی الرَّحْمَنِ مَنَزَلَةً  
بَعْدَ مَنَزَلَةٍ - ومعرفۃ حال  
الْمَلِیْکَةِ الْمُوَكَّلَةِ بِهَا وَمِنْ لَحَاقِ بِهِمْ  
مِنْ أَفْضَلِ الْبَشَرِ وَالتَّوْبِیْلِ الَّذِی  
أَوْحَاهُ اللَّهُ فِيهَا وَالْإِخْتِصَامَ الَّذِی  
يَحْصُلُ فِي مَلَأَ هَا -

واما بقاء موسیٰ بنعلیٰ بحسد  
ولکن مثال یفقد عموم الدعوة  
وبقاء کمال لم یحصلہ سماہو  
فی وجہہ

واما السدرة المنتہی فشحرة  
الکون وترتب بعضها علی بعض

جانب ایک روزن ہے۔

۴۴) انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ملاقات اور  
مفاخرت کی حقیقت یہ ہے۔

کہ حظیرۃ القدس سے اُن کو اجتماعی ربط و ضبط  
حاصل ہوا اور پھر ان اجماعی امور کی خصوصیات کا  
نہایت کاملیت اور خصوصیت کے ساتھ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور ہوا ہے۔

۴۵) آسمانوں پر یکے بعد دیگرے چڑھنے کی حقیقت  
درجہ بدرجہ تعلقات طبعی سے نکل کر ستویٰ  
رحمن کی طرف ہونا ہے۔ نیز احوال ملائکہ کی معرفت  
جو اس مقام سے خصوصیت رکھتی ہیں ملائکہ اور نسل  
انسانی کے اُن بزرگوں کے احوال کی شناخت  
جو ملائکہ سے ملے ہوئے ہیں نیز اُن تدبیر کلیہ کی  
کی معرفت جو مقام مذکور میں وحی بانی سوتائی گئی۔  
نیز اُن امور کی شناخت جن پر ملائکہ سابقت کیا کرتے ہیں۔

۴۶) واضح ہو کہ گریہ موسیٰ سے حسد کا اظہار  
مراد نہیں۔ بلکہ اظہار اس امر کا ہے کہ انکی رست  
تمام دنیا کیلئے عام نہ تھی۔ اور اس طرح ایک کمان باقی  
تھا جو حضرت موسیٰ کو حاصل نہ تھا۔

۴۷) سدرۃ المنتہی درخت عالم ہے کہ  
ایک وجود دوسرے وجود پر مترتب۔ اور

و انجماعها فی تدبیر واحد کا انجماع  
الشجر فی الغاذیة والنامیة وفروعها  
ولم تشمل حیوانا لان التدبیر  
الجمعی الاجمالی لشئیهة للسیاسة  
الکلی فواحدة وانما اشبه الاشیاء به  
الشجرة دون الحیوان فان الحیوان  
فیه قوی تفصیلیة والارادة فیه  
اصرح من سنن الطبیعة

پھر سب کے سب بیرواصد کے اندر جمع ہیں  
جیسا کہ زحمت کا بھی غذا و نمویں ہی حال ہے  
واضح رہے کہ کسی حیوان کے اسکی تمثیل نہیں کی گئی  
کیونکہ وہ تدبیر کلیہہ جملہ حیوانیہ سیاست کلیہہ و مشا  
رکتی ہے وہ بھی مغربہ اور اسی لئے بہترین  
مشابہت اسکی زحمت میں پائی جاتی ہے کہ اگر ایک  
ہی تہہ پر مختلف شاخیں، ڈالیاں، ٹہنیاں،  
اور پتے ہوتے ہیں اور غذا و نمویں برابر سب

مستفیض ہیں، اور حیوان میں یہ مشابہت پائی نہیں جاتی، کیونکہ حیوان میں قوی تفصیلیہ  
بھی ہیں اور قوہ ارادہ بھی ہے اور یہ سنن طبعیہ سے زیادہ صریح ہیں۔

واما الانصار فی اصلها رحمة  
فانقذتہ فی المملکت حذ والشهادة  
وحیوة راتما فلذلك تعین هنالك  
بعض الامور النافعة فی الشهادة  
کا لیل والفراة

وہ دریاؤں کی اصل وہ حرمت فائض ہے جو  
عالم شہادت کے محاذی عالم ملکوت میں موجود ہے  
نیز حیات اور نمویں بھی اسی اصل میں شامل ہیں۔  
اسی لئے ظاہر چند اسباب ناقصہ نفل فرات وغیرہ  
کا تعین کیا گیا ہے۔

واما الانوار الٹی غشیتہا  
فمندیات الہیة وتدابیرات  
رحمانیة تلطعت فی الشهادة  
حیثما استعدت لها

اور ہے وہ انوار جنہوں نے اسے ڈھانپ لیا  
تھا یہ وہ تدلیات رحمانی اور تدبیرات الہیہ ہیں  
جو عالم ظہور میں جلوہ گزشتہ نور پر ہیں جہاں تک  
اس عالم میں انکی استعداد پائی جاتی ہے۔

واما البیت المعہور فحقیقۃ  
التجلی الالہی لذل یبتوجہ الیہ

اور بیت المعہور کی حقیقت وہ الہی تجلی ہے جس  
کی طرف بندگان خدا کی عاؤں و سجدوں کا

سجدة البشیر وکضر عا تحساً  
 یتمثل بیتاً علی حد و ما عندہم  
 من الکعبۃ و بیت المقدس  
 ثم انی باناء من لبن و اناء  
 من خمر فاختر اللبـن۔ فقال  
 جبریل ہدیت للفطرۃ ولو  
 اخذت الخمر لغوت امتک  
 فكان هو صلی اللہ علیہ وسلم  
 جامع امتہ و منشاء ظہورہم  
 و کان اللبن اختیارہم الفطرۃ  
 و الخمر اختیارہم لذات الدنیا  
 و امر بخمس صلوات بلسان  
 التمجیز لانہا خمسون باعتبار  
 الثواب ثم اوضح اللہ مرادہ  
 تدریجاً لیسلم ان الخمر مرفوع  
 و ان النعمۃ کاملۃ و تمثل هذا المعنی

نسخ ہوتا ہے۔ اور وہ نماز کعبہ بیت المقدس کے  
 میں جیسا کہ لوگوں کا ان ہر دو کی بابت اعتقاد  
 ہے۔ ایک گھر کا نقل لئے ہوئے ہے۔

۱۱۱) ثرب معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک  
 برتن وودھ کا۔ ایک برتن شراب کا پیش کیا گیا  
 اور آنحضرت نے وودھ کو پسند فرمایا۔ اور جبریل نے  
 بتلادیا کہ آپ فطرۃ صلی علیہ وسلم فرمایا۔ اگر شراب کا  
 برتن آپ لیتے۔ تو آپ کی امت بھٹکت جاتی۔ دیکھو  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو فطر پر جمع کر بیٹھے تھے۔  
 اور وودھ مراد یہی ہے کہ امت فطرۃ کو پسند کرے  
 اور خمر سے یہ مراد تھی کہ لذات دنیا کو پسند کرے۔  
 ۱۱۲) پانچ نمازوں کا اقرار بھی زبان تجویزی سے ہوا  
 یہ پانچ نواب میں پچاس کے برابر ہیں گو یارب  
 کریم نے آہستہ آہستہ یہ سمجھایا ہے کہ نواب تو  
 وہ کے برابر کام کامل ہے۔ اور حرج اور مرج  
 اٹھا دیا گیا ہے۔ یہ مطلب حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے معراج کا ذکر بعد از واپسی طائف کیلئے گرام طبری نے اپنی کتاب تاریخ طائف  
 والامامین میں ابتدائے نبوت سے دو سو و پندرہ دن ای معراج کا ہونا تحریر کیا ہے۔ انکی تائید اس میں بھی ملتی  
 ہوتی ہے کہ جب فرضیت نماز کا حکم شب معراج میں ہوا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسلمانان  
 اس وقت سے ہی برابر نماز پڑھتے تھے۔ تو نماز کی فرضیت کا حکم گیارہ سال تک کیونکر متاخر  
 ہو سکتا ہے۔ لیکن حسب بیان شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۱۱۱ھ رمانہ شرح سفر معلقات  
 صفحہ ۳۶۶ کہ پہلے صرف در نمازیں فجر و عصر کی فرض ہوتی تھیں۔ اور شب معراج کو پانچ نمازیں  
 فرض ہوئیں۔ کوئی اشکال نہیں رہ جاتی۔

مستنداً الی مونی علیہ السلام خانہ اکثر الانبیاء معالجات للامۃ ومعرفتہ بسیا ستھما	علیہ السلام کی سند سے متصل کیا گیا ہو کیونکہ جناب ممدوح امت کی اصلاح و دوستی اور اصول سیاست امت کی شناخت میں اکثر انبیاء سے بڑھے ہوئے ہیں
--	--

\*\*\*

## طفیل بن عمرو سی کا ایمان لانا

انہی دنوں طفیل بن عمرو مکہ میں آیا۔ یہ قبیلہ دوس کا سردار تھا۔ اور نواحِ یمن میں انکے خاندان میں رئیسانہ حکومت تھی۔ طفیل بذات خود شاعر و دانشمند شخص تھا۔ اہل مکہ نے آبادی سے باہر جا کر اس کا استقبال کیا اور اعلیٰ پیمانے پر اسکی خدمت اور تواضع کی۔ طفیل کا اپنا بیان ہے کہ ”مجھے اہل مکہ جتنے یہ بھی بتلایا کہ یہ شخص جو ہم میں سے نکلا ہے۔ اس سے ذرا بچنا۔ اسے جا دو آتا ہے۔ جلو سے باپ بیٹے۔ شوہر و زن۔ بھائی بھائی میں جدائی ڈال دیتا ہے۔ ہماری جمعیت کو پریشان اور ہمارے کام اتر کر دیتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہاری قوم پر بھی ایسی ہی کوئی مصیبت پڑے۔ اسلئے ہماری زور سے یہ نصیحت ہے کہ نہ اس کے پاس جانا۔ نہ اس کی بات سننا۔ اور نہ خود بات چیت کرنا۔“

یہ باتیں انہوں نے ایسی عمدگی سے میرے ذہن نشین کر دیں کہ جب میں کعبہ میں جانا چاہتا تھا تو کانوں کو روٹی بہنہ اسے بند کر لیتا۔ تاکہ محمدؐ کی آواز کی بھنک بھی میرے کان میں نہ پڑ جائے۔ ایک روز میں صبح ہی خانہ کعبہ میں گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ چونکہ خدا کی مشیتِ یقینی کہ اُن کی آواز میری سماعت تک ضرور پہنچے۔ اس لئے میں نے سنا کہ ایک نہایت عجیب کلام وہ پڑھ رہے ہیں۔ اس وقت میں اپنے آپ کو طاعت کرتے رکھ کر میں خود شاعر ہوں۔ با علم ہوں۔ اچھے شاعر کی تمیز رکھتا ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے؟

اور کونسی روک ہے کہ میں اسکی بات نہ سُنوں۔ اچھی بات ہوگی۔ تو انوں کا۔ ورنہ ہمیں  
 مانوں کا! میں یہ ارادہ کر کے ٹھہر گیا۔ جب بنی صلی اللہ علیہ وسلم واپس گھر کو چلے۔ تو میں  
 بھی پیچھے پیچھے ہو گیا۔ اور جب مکان پر حاضر ہوا۔ تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا واقعہ  
 کہہ میں آئے۔ لوگوں کے ہر کانے پہنہ ور گوش رہنے اور آج حضور کی زبان سے کچھ سُن  
 پانے کا کہہ سنایا۔ اور عرض کیا کہ مجھے اپنی بات سنائے: بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن  
 پڑھا۔ بخدا! میں نے ایسا پاکیزہ کلام کبھی سنا ہی نہ تھا۔ جو اس قدر نیکی اور انصاف  
 کی ہدایت کرتا ہو!

الغرض طفیل اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ جسے قریش بات بات میں خدمت و مطاع  
 کہتے تھے۔ وہ بات کی بات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل و جان سے خادم اور مطیع بن گیا  
 قریش کو ایسے شخص کا مسلمان ہونا نہایت ہی شاق اور ناگوار لگتا تھا۔

\*\*\*

## ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے شہر شرب ہی میں تھے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے متعلق کچھ اڑتی سی خبر سنی۔ انہوں نے اپنے بھائی سے کہا۔ تم جاؤ۔ مکہ میں اس شخص سے  
 مل کر آؤ۔ اور پھر مجھے بتلاؤ۔

انہیں براہِ راست ابوذر ایک مشہور فصیح شاعر زبان آور تھا۔ وہ مکہ میں آیا۔ نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے ملا۔ پھر بھائی کو بجا بتلایا کہ میں نے محمد کو ایک ایسا شخص پایا۔ جو نیکیوں  
 کے کرنے کا اور شر سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔

ابوذر بولے۔ اتنی بات سے تو کچھ تسلی نہیں ہوتی۔ آخر خود پیدل چل کر پہنچے  
 حضرت ابوذر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت نہ تھی اور کسی سے دریافت کرنا بھی ہنس نہ کرتے

تھے۔ زمزم کا پانی پنی کر کعبہ ہی میں لیٹ رہے۔ علی مرتضیٰ آئے۔ انہوں نے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ یہ تو کوئی مسافر معلوم ہوتا ہے۔ ابوذر بولے ہاں۔ علی مرتضیٰ نے کہا۔ اچھا میرے ہاں چلو۔ یہ رات کو وہیں رہے۔ نہ علی مرتضیٰ نے کچھ پوچھا۔ نہ ابوذر نے کچھ کہا۔ صبح محمد ابوذر پھر کعبہ میں آگئے۔ دل میں آنحضرت کی تلاش تھی۔ مگر کسی سے دریافت نہ کرتے تھے۔ علی مرتضیٰ پھر آٹھپنچے۔ انہوں نے فرمایا۔ شاید تمہیں اپنا ٹھکانہ نہ ملا۔ ابوذر بولے۔ ہاں علی مرتضیٰ پھر ساتھ لے گئے۔ اب انہوں نے پوچھا۔ تم کون ہو۔ اور کیوں یہاں آئے ہو۔ ابوذر نے کہا۔ راز رکھو۔ تو میں بتلا دیتا ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا۔

ابوذر نے کہا میں نے سنا تھا کہ اس شہر میں ایک شخص ہے۔ جو آپ اپنے کو نبی اللہ بتلاتا ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا۔ وہ یہاں سے کچھ نقلی بات لے کر نہ گیا۔ اس لئے خود آیا ہوں۔

علی مرتضیٰ نے کہا۔ تم خوب آئے۔ اور خوب ہو۔ کہ مجھ سے ملے۔ دیکھو۔ میں انہی کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ میرے ساتھ چلو۔ میں پہلے اندر جا کر دیکھ لوں گا۔ اگر اس وقت ملنا مناسب نہ ہوگا تو میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو جاؤں گا۔ گویا جوتا کو درست کر رہا ہوں۔

الغرض ابوذر علی مرتضیٰ کے ساتھ خدمت نبوی میں پہنچے۔ اور عرض کیا کہ مجھے بتلایا جائے کہ اسلام کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بابت بیان فرمایا۔ اور ابوذر اُسی وقت مسلمان ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوذر تم ابھی اس بات کو چھپائے رکھو۔ اور اپنے وطن کو چلے جاؤ۔ جب تمہیں ہمارے ظہر کی خبر مل جائے۔ تب آجانا۔ ابوذر بولے۔ بخدا۔ میں تو ان دشمنوں میں اعلان کر کے جاؤں گا۔ اب ابوذر کعبہ کی طرف آئے۔ قریب جمع تھے۔

انہوں نے سب کو سنا کر آوارہ بلند کلمہ شہادت پڑھا قریش نے کہا۔ اس بے دین کو مارو لوگوں مار ڈالنے کیلئے مجھے مارنا شروع کیا۔ عباسؓ نے آگے۔ انہوں نے مجھے جھک کر دیکھا۔ کہا۔ کمبختو یہ تو قبیلہ غفار کا آدمی ہے۔ جہاں تم تجارت کو جاتے۔ اور بکھو ریں لاتے ہو۔ لوگ ہٹ گئے۔ اگلے دن انہوں نے پھر سب کو سنا کر کلمہ پڑھا پھر لوگوں نے مارا اور عباسؓ نے ان کو چھڑا دیا۔ اور یہ اپنے وطن کو چلے آئے۔

✽✽✽

## اسباب ہجرت

آلہ نبوت کے موسم حج کا ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی تاریکی میں شہر مکہ سے چٹائی میل پر سے مقام عقبہ پر کچھ لوگوں کو باتیں کرتے سنا۔ اس آواز پر خدا کا نبیؐ ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ یہ چھ آدمی تھے۔ اور شرب سے آئے تھے۔ ان کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی عظمت و جلال کا بیان شروع کیا۔ انکی محنت کو خدا کے ساتھ گرایا۔ بتوں سے ان کو نفرت دلائی۔ نیکی و پاکیزگی کی تعلیم دیکر گناہوں اور برائیوں سے منع فرمایا۔ قرآن مجید کی تلاوت فرما کر ان کے دلوں کو روشن فرمایا۔ یہ لوگ اگرچہ بت پرست تھے لیکن انہوں نے اپنے فہم کے یہودیوں کو بارہا یہ ذکر کرتے سنا تھا۔ کہ ایک نبی عنقریب ظاہر ہوئے گا واللہ۔ اس تعلیم سے وہ اُسی وقت ایمان لے آئے۔ اور جب اپنے وطن کو لوٹ کر گئے۔ تو دین حق کے سچے مناد بن گئے۔

۱۔ صحیح بخاری عن ابن عباسؓ کہ کتاب المناقب، مارج النبوة میں ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ قریباً ایک ماہ تک آبدھرم ہی پر رہے۔ اس پانی نے پانی اور غذا کا کام کیا۔ ان کی تو منہ کل آئی۔  
۲۔ یہ مقام انحر۔ اور متنی کے درمیان واقع ہے۔  
۳۔ ابو امامہ اسد بن زرارہ۔ خوف بن الحارث۔ رافع بن مالک۔ قطیبہ بن عامر بن حدیدہ۔ عقبہ بن عامر بن ثابی۔ سعد بن ربیع الاستیعاب  
۴۔ زاد المعاد صفحہ ۳۰۳۔ جلد ۱۔

وہ نہی! وہ ہر ایک کو یہ خوشخبری سناتے تھے کہ وہ نبی جس کا تمام عالم کو انتظار تھا آگیا ہمارے کانوں نے اُس کا کلام سنا۔ ہماری آنکھوں نے اُس کا دیدار دیکھا۔ اور اُس نے ہم کو اُس زہر پینے والے خد سے ملا دیا ہے کہ دنیا کی زندگی و موت اب ہمارے سامنے یہی ہے!

\*\*\*

## بیعت عقبہ اولیٰ

ان لوگوں کی بشارت لی جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ شرب کے گھر گھر میں آنحضرت کا ذکر ہونے لگا۔ اور اگلے سال ۱۲ ہجرت کو شرب کے ۱۲ بائسنے مکہ میں حاضر ہوئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے دولت ایمان حاصل کی۔

ان لوگوں نے جن باتوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ وہ یہ ہیں :-  
[۱] ہم خدا کے واحد کی عبادت کیا کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔

[۲] ہم چوری اور زنا کاری کبھی نہیں کریں گے۔

[۳] ہم اپنی اولاد اور لڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے۔

[۴] ہم کسی پر جھوٹی شہادت نہیں لگائیں گے۔ اور نہ کسی کی چغلی کیا کریں گے۔

۱۵ ناظرین لفظ ”وہ نبی“ کا مطلب سمجھنے کے لئے انجیل یوحنا باب اول کو ۹ سے ۲۸ اور سن تک پڑھیں۔ یہ ہزار چھپنے والے قرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں ۲۱۔ انہوں نے پوچھا کیا تو الیاس ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو ”وہ نبی“ ہے۔ اُس نے جواب دیا نہیں۔ اس سے مطلب نکلا کہ علمائے یہود اُس زمانہ میں تین انبیاء کی آمد و ظہور کے منتظر تھے (۱) الیاس (۲) مسیح (۳) وہ نبی۔ انجیل سے ثابت ہے کہ یہ مسلمان یسوع کو مسیح بتا دیا اور مسیح نے یوحنا کو الیاس کہا۔ اب تیسرے کا ظہور باقی تھا۔ جو کتب سابقہ میں وہ نبی اور مسلمانوں کی زبان پر ”آنحضرت“ کے خطاب سے یاد کئے گئے ہیں۔ اگر آنحضرت ”وہ نبی“ نہیں۔ تو پادری بتلائیں کہ مسیح کے بعد ”وہ نبی“ کس لئے والا کون ہوا؟

۱۶ ابوالہریرہ عوف بن الحارث رافع بن مالک۔ قتبہ بن عامر عقبہ بن عامر معاذ بن حارث۔ ذکوان بن عبد قیس خالد بن خالد۔ عبادہ بن صامت۔ عباس بن عبادہ۔ ابوالشیم۔ عوف بن سارہ۔



وہ ہم قبی کی اطاعت ہر ایک اچھی بات میں کیا کرتے تھے۔  
 جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو حضرتؐ انکی تعلیم کے لئے مصعب بن عمیرؓ  
 مصعب بن عمیرؓ کو ساتھ کر دیا۔ مصعب بن عمیرؓ میر گھرانے کے لاڈلے بیٹے تھے۔ جب گھوڑے  
 پر سوار ہو کر نکلتے۔ تو آگے پیچھے غلام چلا کرتے تھے۔ بدن پر دوسو روپیہ سے کم کی پوشاک  
 کبھی نہ پہنتے۔ مگر جب ان کو اسلام کے طفیل وحانی عیش حاصل ہوا۔ تب ان جہانی آرائشوں  
 اور نمائشوں کو انہوں نے بالکل چھوڑ دیا۔ کھانا جن دنوں یہ مدینہ میں دین حق کی منادی کستے  
 اور اسلام کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ان دنوں ان کے کنارے پر صرف کبیل کا ایک چھوٹا سا  
 ٹکڑہ ہوتا تھا جسے اگلی طرف سے کیکر کے کانٹوں سے اٹکایا کرتے تھے۔

### بَیْعَتِ عَقَبَةِ ثَانِيَةِ

مصعبؓ مدینے میں اسعد بن زرارہ کے گھر جا کر اترے تھے۔ اور انکو مدینے والے  
 انفقہ پر پڑھانے والا استاد کہا کرتے تھے۔ ایک دن مصعبؓ واسعدؓ اور چند مسلمان  
 بیڑمق پر جمع ہوئے۔ یہ غور کرنے کے لئے کہ بنی عبدالاشمل اور بنی ظفر ہیں کیوں کر  
 اسلام کی منادی کی جائے۔

اسعد بن معاذ اور اسید بن حبیران قبائل کے سردار تھے۔ اور ابھی مسلمان نہ ہوئے  
 تھے۔ انہیں بھی خبر ہوئی۔ اسعد بن معاذ نے اسید بن حبیر سے کہا  
 "تم اس غفلت میں پڑے ہو۔ دیکھو یہ دونوں ہمارے گھروں میں آکر ہمارے پوتوں  
 کو بہکانے لگے ہیں۔ تم جاؤ۔ انہیں جھڑک دو۔ اور کہہ دو کہ ہمارے محلوں میں پھر کبھی نہ  
 آئیں میں خود ایسا کرتا مگر اس لئے خاموش ہوں۔ کہ اسعد میری خالہ کا بیٹا ہے۔"

اسید بن حصیر اپنا ہتھیار لیکر روانہ ہوا۔ اسعد نے مصعبؓ کو کہا: دیکھو یہ قبیلے کا سردار آرہا ہے۔ خدا کرے کہ وہ تیری بات مان جائے۔ مصعبؓ نے کہا: اگر وہ آکر بیٹھ گیا تو میں اس سے ضرور کلام کروں گا۔ اتنے میں اسیدؓ پہنچا اور کھڑا کھڑا گالیاں دیتا رہا۔ اور یہ بھی کہا کہ تم ہمارے حق نادان لوگوں کو پھسلانے آئے ہو۔ مصعبؓ کے غصہ پر اسیدؓ کا ایمان لانا مصعبؓ نے کہا: کاش آپ بیٹھ کر کچھ سن لیں۔ اگر میں نے آئے قبول فرمائیں، ناپسند ہو تو اسے چھوڑ جائیں۔ اسیدؓ نے کہا: خیر کیا مضائقہ ہے۔ مصعبؓ سمجھا کہ اسلام کیا ہے۔ اور پھر اسے قرآن مجید بھی پڑھ کر سنایا۔ اسیدؓ سب کچھ چُپ چاپ سُنا۔ بالآخر کہا: ہاں یہ تو بتلاؤ کہ جب کوئی تمہارے دین میں داخل ہونا چاہتا ہے تو تم کیا کرتے ہو؟

انہوں نے کہا: نہلا کر پاک کپڑے پہنا کر کلمہ شہادت پڑھا دیتے۔ اور دُعا کرتے۔ نفل پڑھوا دیتے ہیں۔ اسیدؓ اٹھا کپڑے دھوئے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور نفل ادا کئے۔ پھر کہا: میرے پیچھے ایک دشمن ہے۔ اگر وہ تمہارا پیرو ہو گیا تو پھر کوئی تمہارا مخالف رہے گا۔ اور میں جا کر ابھی تمہارے پاس اسے بھیج دیتا ہوں۔ اسیدؓ یہ کہہ کر چلا گیا۔ اُدھر سعد بن معاذ اس کے انتظار میں تھا۔ دور سے چہرہ دیکھتے ہی بولا: دیکھو اسیدؓ کا وہ چہرہ نہیں جو جاتے وقت تھا۔ جب اسیدؓ آ بیٹھا تو سعدؓ نے پوچھا: کیا ہوئی؟ اسیدؓ بولا: میں نے انہیں سمجھا دیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری منشاء کے خلاف کچھ نہیں کر رہے۔ مگر وہاں تو ایک حادثہ پیش آیا۔ بنو حارثہ وہاں آ گئے تھے۔ اور وہ اسعد بن زرارہ کو اسلئے قتل کرنے پر آمادہ ہیں کہ وہ تیرا بھائی ہے۔ یہ سن کر سعد بن معاذ غصہ میں بھر گیا۔ اور مصعبؓ کے غصہ پر سعد بن اپنا حربہ بھال کے کھڑا ہو گیا۔ اُسے ڈر تھا کہ بنو حارثہ اسلئے بھائی معاذ کا ایمان قبول کرنا کو مار نہ ڈالیں۔ اس نے چلتے وقت یہ بھی کہا کہ اسیدؓ! تم تو کچھ بھی کام نہ بنا کر آئے! سعدؓ وہاں پہنچا۔ دیکھا کہ مصعبؓ و اسعدؓ دونوں باطمینان بیٹھے

ہوئے ہیں سعد سمجھا کہ اسید نے مجھے ان کی باتیں سننے کے لئے بھیجا ہے۔ یہ خیال آتے ہی انہیں گالیاں دینے لگا اور اسعد کو یہ بھی کہا کہ اگر میرے تمہارے درمیان قرابت نہ ہوتی تو تمہاری کیا مجال تھی کہ ہمارے محلے میں چلے آتے۔ اسعد نے مصعب سے کہا دیکھو یہ بڑے سردار ہیں۔ اور اگر ان کو سمجھا دو تو پھر کوئی دو آدمی بھی تمہارے مخالف نہ رہ جائینگے۔ مصعب نے سعد سے کہا۔ آئے بیٹھ جائیے۔ کوئی بات کریں۔ ہماری بات پسند آئے تو قبول فرمائے۔ ورنہ انکار کیجئے! سعد حربہ رکھ کر بیٹھ گیا۔ مصعب نے اس کے سامنے اسلام کی حقیقت بیان کی۔ اور قرآن مجید بھی سنایا۔ آخر سعد نے بھی ہی سوال کیا۔ جو اسید نے کیا تھا۔ الغرض سعد اٹھا۔ نہ پایا کپڑے دھوئے۔ کلمہ پڑھا۔ نفل ادا کئے۔ اور ہتھیرا لے کر اپنی مجلس میں واپس آیا۔ آتے ہی اپنے قبیلے کے لوگوں کو پکار کر کہا۔

آئے بنی عبد الاشمل تم لوگوں کی میرے بارے میں کیا رائے ہے؟  
 سب نے کہا تم ہمارے سردار ہو۔ تمہاری رائے۔ تمہاری تلاش بہتر اور اعلیٰ ہوتی ہے  
 سعد بولا غنم۔ خواہ کوئی نمرد ہے یا عورت میں اُس سے بات کرنا حرام سمجھتا ہوں  
 جب تک کہ وہ خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے۔

تمام قبیلہ ایک دن میں مسلمان ہوا اس کہنے کا اثر یہ ہوا کہ بنی عبد الاشمل میں شام تک کوئی عورت کوئی مرد اسلام سے خالی نہ رہا۔ اور تمام قبیلہ ایک دن میں مسلمان ہو گیا۔  
 مصعب کی تعلیم سے اسلام کا چرچا اسی طرح انصار کے تمام قبیلوں میں پھیل گیا۔ اور اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال ۳ء نبوت کو ۷۷ مرد و ۲ عورتیں یشرب کے قافلے میں مل کر مکہ آئے اُن کو یشرب کے اہل ایمان نے اس لئے بھیجا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دیں۔ اور بنی اسے منظور سی حاصل کریں۔  
 یہ راستیا زوں کا گروہ اُسی متبرک مقام پر جہاں دو سال سے اس شہر یشرب کے

مشتاق حاضر ہوا کرتے تھے۔ رات کی تاریکی میں پہنچ گیا۔ اور خدا کا برگزیدہ رسول بھی اپنے چچا عباس کو ساتھ لئے ہوئے وہاں جا پہنچا۔

حضرت عباس نے رجا بھی مسلمان نہ ہوئے تھے، اس وقت ایک بات کام کی کسی ماہیوں نے کہا، لوگو تمہیں معلوم ہے کہ قریش مکہ محمد کے جاتی دشمن ہیں۔ اگر تم ان سے کوئی عہد و قرار کرنے لگے ہو۔ تو پہلے سمجھ لینا کہ یہ ایک نازک اور مشکل کام ہے۔ مجھ سے عہد و پیمان کرنا۔ سرخ و سیاہ لڑائیوں کو دعوت دینا ہے۔ جو کچھ کرو۔ سوچ سمجھ کر کرو۔ ورنہ ہتھر ہے۔ کہ کچھ بھی نہ کرو۔

ان راستبازوں نے عباس کو کچھ بھی جواب نہ دیا۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ حضور کچھ ارشاد فرمائیں۔

عقبتاً پیر آنحضرت کا وعظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو خدا کا کلام جو خدا کا پیغام انسان کی طرف سے پُر کرنا ہے، جسکے سننے سے وہ ایمان و ایقان کے نور سے بھرپور ہو گئے۔ اب سب لوگوں نے عرض کی۔ کہ خدا کا نبی ہمارے شہر میں چل کر بے تالا ہمیں پورا پورا فیض حاصل ہو سکے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

راگیا تم دین حق کی اشاعت میں، میری پوری پوری مدد کرو گے؟  
(۱۲) اور جب میں تمہارے شہر میں جا بسوں۔ کیا تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل و عیال کی مانند کرو گے؟  
ایمان والوں نے پوچھا۔ ایسا کرنے کا ہم کو معاوضہ کیا ملیگا؟

طبری صفحہ ۲۴۲

سرخ لڑائی سے مراد سخت خونریز لڑائی اور سیاہ لڑائی سے تاریک انجام والی لڑائی مراد ہوتی ہے۔  
سے دیکھو بطرس کا سوال مسیح سے۔ متی ۱۹-۲۷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشت اور نجات اور خدا کی خوشنودی کا محل ہے۔ ایمان والوں نے عرض کیا اے خدا کے رسولؐ یہ تو ہماری تسلیٰ فرما دیجئے۔ کہ حضور ہم کو کبھی چھوڑ تو نہ دیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میرا جینا میرا مرننا تمہارے ساتھ ہو گا۔ اس آخری فقرے کا سننا تھا کہ عاشقانِ صداقت عجب سرور و نشاط کے ساتھ جان شاری کی بیعتِ اسلام کرنے لگے! براہِ بنِ معرور وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس شب سب سے پہلے بیعت کی تھی!

ایک شیطان نے پہاڑ کی چوٹی سے یہ نظارہ دیکھا اور چیخِ زاریں مکنہ کو پکا کر کہا۔ لوگو! آؤ دیکھو کہ محمد اور اس کے فریقے کے لوگ تم سے لڑائی کے مشورے کر رہے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس آواز کی پرواہ نہ کرو۔ عباس بن عبدہ نے کہا اگر حضور کی اجازت ہو تو ہم کل ہی مکہ والوں کو اپنی تلوار کے جوہر دکھا دیں۔ رسول اللہ نے فرمایا نہیں مجھے جنگ کی اجازت نہیں!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ۱۲ اشخاصوں کا انتخاب کیا۔ کہ ۱۲ لقیب اور ان کا نام لقیب رکھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس طرح عیسیٰ بن مریم نے اپنے لئے ۱۲ اشخاصوں کو چن لیا تھا اسی طرح میں تمہیں انتخاب کرتا ہوں۔ تاکہ تم اہل شہر میں جا کر دین کی اشاعت کرو۔ مکہ والوں میں میں خود یہ کام کروں گا! ان کے نام یہ ہیں:-

قبیلہ خزرج کے ۹۔ اسعد بن زرارہ۔ رافع بن مالک۔ عبادہ بن صامت۔ زید بن

عقبہ اولیٰ میں بھی تھے۔ اسعد بن ربیع۔ منذر بن عمرو۔ عبد اللہ بن رواحہ۔ براہ بن معرور۔

۱۰۔ وہ فرشتہ پر ابڑا کہ نور تار کی بیس چمکتا ہے! انجیل یوحنا باب ۱۰

۱۱۔ زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۴۰۳

عبداللہ بن عمرو بن حرام۔ سعد بن عبادہ

قبیلہ اوس کے تین، اسید بن حصیر، سعد بن خثیمہ، ابوالثیم بن یہمان

قریش کو دن نکلنے کے بعد کچھ بھنک سی معلوم ہوئی۔ وہ اہل ثرب کی تلاش میں نکلے

قریش نے شیر کے پتے لیکن انکا قافلہ صبح ہی روانہ ہو چکا تھا۔ قریش نے سعد بن عبادہ

مسلمانوں کو گرفتار کیا اور منذر بن عمرو کو وہاں پایا۔ منذر تو بھاگ گیا۔ اور ان کے ہاتھ نہ آیا

مگر سعد بن عبادہ کو انہوں نے پکڑ لیا۔ اسکی سواری کے اونٹ کا تنگ کھول کر اس کی

مٹکیں باندھ دیں، مکہ میں لاکر لے مارے۔ اور اسکے سر کے لمبے لمبے بالوں کو کھینچتے تھے

یہ سعد بن عبادہ وہی ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن ۱۲ اشخاص میں سے ایک لقب

ٹھہرایا تھا، انکا پنا بیان ہے کہ جب قریش انہیں زور کو بکر رہے تھے۔ تو ایک سرخ و

سفید شیر میں شامل شخص انہیں اپنی طرف آتا ہوا نظر آیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر

اس قوم میں کسی شخص سے مجھے بھلائی ہو سکتی ہے۔ تو وہ یہی ہو گا۔ جب وہ میرے پاس آ گیا

تو اُس نے نہایت زور سے منہ پر طیانچہ لگا دیا۔ اس وقت مجھے یقین آ گیا کہ ان میں کوئی بھی

ایسا شخص نہیں جس سے امید خیر کی جا سکے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اُس نے میرے ماتن

ترس کھایا اور کہا کیا قریش کے کسی بھی شخص کے ساتھ تجھے حق ہمسائیت حاصل نہیں

اور کسی سے بھی تیرا عہد پیمان نہیں۔ میں نے کہا ہاں، جبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ

جو عبد مناف کے پوتے ہیں۔ وہ تجارت کیلئے ہمارے ہاں جایا کرتے ہیں، اور میں بارہا

انکی حفاظت کی ہے۔ اس نے کہا کہ پھر انہی دونوں کے نام کی دہائی تجھے دینی اور اپنے

تعلقات کا اعلان کرنا چاہئے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہی شخص ان دونوں کے پاس

پہنچا اور انہیں بتلایا کہ خزیج کا ایک آدمی پٹ رہا ہے۔ اور وہ تمہارا نام لے لے کر تمہیں

پکار رہا ہے۔ ان دونوں نے پوچھا وہ کون ہے۔ اس نے بتلایا، سعد بن عبادہ۔ وہ بولا

ہاں۔ اس کا ہم پر احسان بھی ہے۔ انہوں نے اگر سعد بن عبادہ کو چھوڑ دیا اور یہ ثابت قدم بزرگ شرب کو سدھار گیا۔

مسلمانوں کو ترک وطن عقبہ ثانیہ کی بیعت کے بعد بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کو جو بھی کہنے کی اجازت نکلی سے باہر نہ گئے تھے۔ لیکن جن پر اب اتنے ظلم و ستم ہونے لگے تھے۔ کہ پیارا وطن ان کے لئے آگ کا پہاڑ بن گیا۔ شرب چلے جانے کی اجازت فرمادی۔ ان ایمان والوں کو گھر بار خویش اقرار۔ باپ بھائی۔ زن و فرزند کے چھوڑنے کا ذرا غم نہ تھا۔ بلکہ خوشی یہ تھی کہ شرب جا کر فدا لئے وعدہ لاشریک کی عبادت پوری آزادی سے کر سکیں گے۔

ہجرت کرنے والوں۔ اور گھر چھوڑ کر جانے والوں کو قریش مکہ کی سخت مزاحمت کا مقابلہ ہجرت میں دشواریاں کرنا پڑتا تھا۔

ذوالصہیب رومی رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے جانے لگے۔ تو کفار نے انہیں گھیر لیا۔ صہیب جب تو مکہ میں آیا تھا۔ تو مفلس و تلاش تھا۔ یہاں ٹھہر کر تو نے ہزاروں کمائے۔ آج یہاں سے جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ سب مال و زر لیکر چلا جائے۔ یہ تو کبھی نہیں ہونے کا۔

صہیب نے کہا۔ اچھا۔ اگر میں اپنا سارا مال متاع تمہیں دیوں۔ تب مجھے تم جانے دو گے۔ قریش بولے۔ ہاں۔

حضرت صہیب نے سارا مال انہیں دیدیا۔ اور شرب کو روانہ ہو گئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے

سعد بن عبادہ کے حال سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کیا سبق ملتا ہے؟ کہ اسلام کے ساتھ ہی خدا کی طرف سے آزمائش شروع ہوجاتی ہے۔ جھوک پیاس کی آزمائش۔ قوم و ملک کی عداوت کی آزمائش۔ طرہ سانی و تقہ سان مالی کی آزمائش وغیرہ وغیرہ۔ اور جب کوئی شخص ان آزمائشوں میں پورا اترتا ہے۔ تب وہ فدا لئے اس ابدی وعدہ کا مستحق ٹھہر جاتا ہے جو قرآن و توراہ میں مومنین سے کیا گیا ہے۔ کہ اس کی دنیا بھی عمدہ ہوگی۔ کیا کوئی شخص ان بزرگوں کی نسبت جو ایسی آزمائشوں کے بعد اسلام کے شیریں ثمر ثابت ہوئے۔ کہ وہ سکتا ہے۔ کہ یہ بزرگ شہید مسلمان کئے گئے تھے۔ یا یہ کہ سکتا ہے کہ ایسے بزرگ کسی دوسرے کو بزرگ شہید مسلمان کیا کرتے تھے؟

یہ قہقہہ سنکر فرمایا کہ اس سودے میں صیبت نے نفع کمایا!

(۲) حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں: میرے شوہر ابوسلمہ نے ہجرت کا ارادہ کیا۔ مجھے اونٹ پر چڑھایا، میری گود میں میرا بچہ سلمہ تھا۔ جب ہم چل پڑے تو بنو مغیرہ نے آکر ابوسلمہ کو گھیر لیا کہا تو جا سکتا ہے، مگر ہماری لڑکی کو نہیں لے جا سکتا۔ اب بنو عبد الاسد بھی آگئے، انہوں نے ابوسلمہ سے کہا کہ تو جا سکتا ہے مگر بچہ کو جو ہمارے قبیلہ کا بچہ ہے۔ تو نہیں لے جا سکتا۔ غرض انہوں نے ابوسلمہ سے اونٹ کی ہمارا لیکر اونٹ بٹھا دیا، بنو عبد الاسد تو گود کے بچہ کو ماں سے چھین کر لے گئے، اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے آئے۔ ابوسلمہ یو دین کے لئے ہجرت کرنا فرض سمجھتا تھا۔ زن و بچہ کے بغیر روانہ ہو گیا!

ام سلمہ روز شام کو اسی جگہ جہاں بچہ اور شوہر سے وہ الگ کی گئی تھی اپنی بیچ جاتی گھنٹوں رو دھو کر واپس آ جاتی۔ ایک سال اسی طرح روتے چلاتے گزر گیا۔ آخر ان کے ایک چچیرے بھائی کو رحم آیا اور ہر دو قبائل سے کہہ سنکار ام سلمہ کو اجازت دلا دی کہ اپنے شوہر کے پاس چلی جائے۔ بچہ بھی ان کو واپس دیدیا گیا۔ ام سلمہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کو تنہا چل دیں!

ایسی ہی مشکلات کا سامنا تقریباً ہر ایک صحابی کو کرنا پڑا تھا۔

(۳) حضرت عمر فاروقؓ کا بیان ہے کہ عیاش اور ہشام صحابی بھی ان کے ساتھ مدینہ چلنے کو تیار ہوئے تھے۔ عیاش بن ابی ربیعہ توروانگی کے وقت جائے مقرہ پر پہنچ گئے۔ مگر ہشام بن عاصی کی بابت کفار کو خبر لگ گئی، ان کو قریش نے قید کر دیا۔ عیاش مدینہ جا پہنچے تھے کہ ابو جہل سے اپنے برادر حرث کے مدینہ پہنچنے پر عیاش ان کے چچیرے بھائی تھے، اور تینوں کی ایک ماں تھی!

ابو جہل حرث نے کہا کہ تمہارے والدہ کی بُری حالت ہو رہی ہے۔ اس نے

لے سیرۃ بن ہشام صفحہ ۱۶۸، صیبت شوال ۳۸ھ میں ۳۷ سال مدینہ میں وفات پائی لے سیرۃ بن ہشام صفحہ ۱۶۸



قسم کھالی ہے کہ عیاش کا منہ دیکھنے تک نہ سر میں کنگھی کرونگی! نہ سایہ میں بیٹھوں گی! اس لئے بھائی تم چلو اور ماں کو متکین دیکر آجانا!

عمر فاروق نے کہا عیاش مجھے تو یہ فریب معلوم ہوتا ہے تمہاری ماں کے سر پر کوئی ٹخن بڑ گئی تو وہ خود ہی کنگھی کر لیتی! اور مکہ کی دھوپ کے ذرا خمری! تو وہ خود ہی سایہ میں جا بیٹھے گی میری رائے تو یہ ہے کہ تم کو جانا نہیں چاہئے!

عیاش پوئے نہیں میں والدہ کی قسم پوری کر کے واپس آجاؤنگا! عمر فاروق! اچھا! اگر یہی رائے ہے تو سواری کے لئے میری ناقہ لے جاؤ یہ بہت تیز رفتار ہے۔ اگر راستہ میں تمہیں ذرا بھی ان سے شبہ گزرے۔ تو تم اس ناقہ پر تباہی ان کی گرفت سے بچ کر آسکو گے!

عیاش نے ناقہ لے لی نہ تینوں چل پڑے۔ ایک روز راہ میں (مکہ کے قریب) ابو جہل نے کہا بھائی ہمارا اونٹ تو ناقہ کے ساتھ چلتا چلتا رہ گیا! بہتر ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ سوار کرالو عیاش بولا بہتر جب عیاش نے ناقہ بٹھلائی۔ تو دونوں بھائیوں نے اسے پکڑ لیا! مشکیں کس لیں! اور مکہ میں اسی طرح لیکر داخل ہوئے!

یہ دونوں بڑے فخر سے کہتے تھے کہ دیکھو! یہو قوفوں! احمقوں کو یوں سزا دیا کرتے ہیں۔ اب عیاش کو بھی ہشام بن عاصی کے ساتھ قید کر دیا گیا!

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم، بیتہ منورہ پہنچ گئے۔ تب حضور کی تمنا پوری کرنے کے لئے ولید بن مغیرہ مکہ میں آئے۔ زندان خائے سے دونوں کو خباشبہ نکال کر لے گئے!

ان ہر تہہ حرکات سے ناظرین یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ہجرت کے وقت بھی مسلمانوں کو کیسی سخت محبتوں پر غالب آنا پڑتا تھا۔ گھر چھوڑنا بھی بلا خاص جبر و جہد اور ابتلا و امتحان کے آسان نہ تھا!

## ہجرت

جب مسلمان مکہ میں گنتی کے رہ گئے۔ اور مشہور صحابہ میں سے صرف ابو بکر و علی ہی باقی رہے؛ تو قریش مکہ نے کہا کہ اب محمدؐ کے قتل کر دینے کا اچھا موقع ہے۔

آنحضرتؐ کو قتل کرنے کیلئے قریش نے تہ تیغ قتل پر غور کرنے کے لئے دار الندوہ میں خفیہ اجلاس سرداروں کی کمیٹی کا اجلاس ہوا ہوا دار الندوہ کو قصی بن کلاب نے قائم کیا تھا۔ یہ گویا قریش کا دیوان پارلیمنٹ تھا اس اجلاس میں نجد کا ایک تجزیہ کار بوڑھا شہنشاہ بھی آکر شامل ہوا تھا اور قریش کے مشہور مشہور قبائل میں گندرجیل مشہور مشہور سردار موجود تھے؛

۱) بنو عبد شمس میں۔ قیسہ و عقبہ۔ فرزدان رسیہ۔ اور ابوسفیان بن حرب؛

۲) بنو ذفل میں۔ طعیہ بن عاری۔ جیسر بن معلم۔ حارث بن عامر؛

۳) بنو عبد الدار میں۔ نصر بن حارث بن کلدہ؛

۴) بنو اسد بن عبد العزیٰ میں۔ ابوالختری بن ہشام۔ زمر بن اسود حکیم بن خزام؛

۵) بنو مخزوم میں سے۔ ابو جہل بن ہشام؛

۶) بنو سہم میں سے۔ بنیہ و متیہ فرزدان جملج؛

۷) بنو جمح میں سے۔ امیہ بن خلف؛

حل طلب سوال یہ تھا کہ محمدؐ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؛

ایک بولا۔ اسے پکڑ کر گلے میں طوق و زنجیر ڈال کر ایک مکان میں قید کر دو اور سگا

کا دروازہ تہ تیغ کر دو تاکہ یہ بھی نہ ہیر و نا بلفہ شاعروں کی موت کا مزا چکھتا ہوا مر جائے؛

بوڑھا نجدی بولا۔ نہیں یہ ٹھیک نہیں۔ محمدؐ کے قید ہونے کی خبر باہر نکلے بغیر نہ ہوگی؛

لہذا قریش میں سے یکے بعد دیگرے ایک ایک کافر بن اسلام ویدادہ تدبیریں کرتے ہیں خدا بھی تدبیر کرتا ہے۔ اسے نبی آپ ان کو غری و آدمی سے چھوڑ دیکھے۔ اس وقت کے سابقہ ان ۱۴ سرداروں کا انجام آپ دیکھئے کہ گیارہ سردار ایک دن میں (جنگ بدر) قتل ہوئے تھے۔ اور تین ابوسفیان بن حرب۔ ابوسیر بن مطعم و حکیم بن خزام جز قتل سے بچے۔ وہ بالآخر مسلمان ہو گئے تھے؛

مسلمان اسے بھی چھڑا لے جائینگے۔ اور طاقت پا کر تمہیں بھی فنا کر دیں گے۔  
دوسرا بولا۔ ایک سرکش اونٹ پر بھلا کر ہم اسے یہاں سے نکالیں۔ ہماری  
طرف سے کہیں جائے۔ کہیں رہے۔ جنے خواہ مرے۔

دوسرا بولا۔ نہیں یہ رائے بھی ٹھیک نہیں۔ کیا تم محمدؐ کی دلاویز باتوں کو  
بھول گئے ہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ جس سے بات کرتا ہے اُسی کو اپنا بنا لیتا ہے۔ وہ  
دلوں پر کیسی آسانی سے قابو پالیتا ہے۔ جہاں جائیگا وہیں کے باشندے اُس کے ساتھ  
لگ جائینگے۔ اور وہ بالآخر تم سے اپنے بنی کا بدلے لے کے چھوڑیں گے۔

نبی کے قتل کی تدبیر آخر ابو جہل نے ایسی تدبیر بتلائی۔ جسے تمام جلسے بالاتفاق منظور  
قائمان کے انتخاب کا طریق کر لیا۔ بخویر اور ندبیر یہ تھی۔

(۱) عرب کے ہر ایک مشہور قبیلہ سے ایک ایک جوان فرد مانا انتخاب کیا جائے۔

(۲) یہ سب بہادر رات کی تاریکی میں محمدؐ کے گھر کو گھیر لیں۔

(۳) جب محمدؐ صبح کی نماز کے لئے باہر نکلے، اُس وقت یہ سب بہادر اپنی اپنی تلوار  
سے اُس پر وار کریں۔ اور اس کی بوٹی بوٹی کر دیں۔

اس تدبیر کا یہ فائدہ بتلایا گیا کہ جس قتل میں تمام قبیلے شامل ہونگے۔ اس کا بدلہ  
تو محمدؐ کا قبیلہ لے سکیگا۔ اور نہ محمدؐ کو سچا ماننے والے کچھ شر و فساد اٹھا سکیں گے۔

انسانی تدبیر کے مقابل میں الہی تدبیر انسانی تدبیر کے مقابلے میں اب الہی طاقت اور بانی حمایت  
کو دیکھئے۔ کہ جب رات کو ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر آگھرا۔ اُس وقت خدا کے نبیؐ  
نے پیارے بھائی علیؑ سے فرمایا۔ تم میرے بستر پر میری چادر لے کر سو رہو۔ ذرا نکر نہ کرنا  
کوئی شخص تیرا بال سیکانہ کر سکے گا۔ حضرت علیؑ تو ان تنواروں کے سائے میں نہایت  
بے فکری سے مزے کی نیند سو رہے اور خدا کا رسولؐ خدا کی حفاظت میں باہر نکلا۔  
اور ان دنوں کے اندھوں کی آنکھوں میں خاک ڈالتا ہوا اور سورہ آلین پر پڑھتا ہوا صاف

نکل گیا کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے نہ دیکھا۔ یہ واقعہ ۲۷ صفر ۳۱ ہجرت  
روز پچیسشنبہ (۲۲ ستمبر ۶۱۰ء) کا ہے۔

خدا کا نبی پیارے دوست ابو بکرؓ کے گھر پہنچا۔ انہوں نے جلدی سے سفر کا  
ضروری سامان درست کیا۔ ابو بکرؓ کی بیٹی اسماءؓ نے اپنا کمر بند کاٹ کر سنتوں کے تھیلے  
کا منہ باندھا۔ اُسی شب کی تاریکی میں دونوں بزرگوار چل پڑے۔ مکہ سے چار پانچ میل کے  
فاصلہ پر کوہ ثور ہے۔ اسکی چڑھاٹی سر توڑ ہے۔ راستہ سنگلاخ تھا۔ تھیلے پتھر نبی صلیم کے  
پائے نازک کو زخمی کر رہے تھے۔ اور ٹھوکر لگنے سے بھی تکلیف ہوتی تھی۔ ابو بکرؓ نے نبی صلیم  
کو اپنے کندھے پر اٹھالیا۔ آخر ایک غارت تک پہنچے۔ ابو بکرؓ نے نبی صلیم کو باہر ٹھہرایا  
خود اندر جا کر غار کو صاف کیا۔ تن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے روزن بند کئے۔ اور  
پھر عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لے آئیں۔

صبح ہوئی۔ حضرت علیؓ شصت معمول خواہے بیدار ہوئے۔ قریش نے قریب جا کر  
انہیں پہچانا۔ پوچھا۔ محمد کہاں ہے علیؓ نے جواب دیا۔ مجھے کیا خبر۔ کیا میل پرہ تھا ہنرم  
لوگوں نے انہیں نکل جانے دیا۔ اور وہ نکل گئے۔ قریش غصہ اور زحمت کے علیؓ پر چل پڑے  
انکو مارا اور خانہ کعبہ تک کپڑا لائے۔ اور تھوڑی دیر تک جس بیجا میں رکھا۔ آخر چھوڑ دیا۔  
اب وہ ابو بکرؓ کے گھر آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اسماءؓ انت ابو بکرؓ باہر نکلی۔ ابو جہل نے

پوچھا۔ لڑکی تیرا پکڑ کر رہے۔ وہ بولی۔ بخدا مجھے معلوم نہیں۔

بد زبان و درشت خواہ ابو جہل نے ایسا تپا پنچہ کھینچ کر مارا کہ آسمان کے کان کی ہالی

نیچے گر گئی۔

لے خدا کے برگزیدہ داؤدؑ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت۔ داؤدؑ کھڑکی سے بھاگ کے بچ رہا۔ یہ نکلنے  
ایک پتلا پتنگ پر لٹا رکھا۔ اور بکریوں کی کھال تکیہ کی جگہ۔ اور اوپر سے چادر اوڑھادی۔ اور جب ساؤں سے

ہر کار سے داؤدؑ کے کپڑے کو بھیجے تو یہ بولی۔ کہ وہ بیمار ہے۔ انکو کتاب اسماعیل ۱۲-۱۳ باب ۱۹ درس ۱

۲۵ طبری صفحہ ۲۴۲ سے ۲۳ طبری صفحہ ۲۴۲

یہ چاند اور سورج دونوں تین روز تک اُسی غار میں رہے۔ رات کی تاریکی میں اس ماہِ ثبوت ابو بکرؓ گھر سے روٹی بے جاتی۔ عبد اللہ بن ابو بکرؓ اہل مکہ کی باتیں سُنا جاتا! عامر بن نفیرہ جو حضرت عائشہؓ کے بھائی کا غلام تھا اور جس کے پاس ابو بکرؓ کا ریوڑ تھا۔ وہاں غار کا قیام بکریاں لے آتا۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم دودھ اقدر ضرورت لے لیتے۔ اور وہ کچھ ریوڑ سے آنے والوں کے نقش قدم کو تمام رستے سے مشاویہ

فدائے ابو بکرؓ کے اس صدق و خلوص کا یہ اجر دیا کہ اللہ مَخْافاً فرما کر جس معیتِ الہی میں نبیؐ و اصل تھے، اسی میں ابو بکرؓ کو بھی شامل کر دیا

غارتِ روانگی | چوتھی شب ابو بکرؓ کے گھر سے دواڑ ٹھنیاں آ گئیں۔ جن کو اسی سفر کے لئے خوب قرعہ اور تیار کیا گیا تھا۔ ایک پر بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ۔ دوسری پر عامر بن نفیرہ اور عبد اللہ بن الرقیط جسے رستہ بتانے پر ذکر رکھ لیا گیا تھا، سوار ہوئے۔ اور مدینہ کی جانب یحکم بیچ الاول روز و شب (۶ اکتوبر ۱۱ھ) کو روانہ ہوئے۔

ہجرتِ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء سابقین کی سنت کو پورا کیا۔ حضرت ابراہیمؑ طلیل الرحمن اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤد علیہم السلام کی ہجرت کے واقعات یا نبیل میں جو ہیں۔ بنی کریم کے ساتھ ہجرت کے بعد نصرت الہی کی معیت کا ظہور ہوا جیسا کہ پہلے نبیوں کے ساتھ بھی ہوتا رہا تھا۔

ایک لڑکی کی ایامی قوت | ہجرت کے متعلق ایک چھوٹی سی بات قابل ذکر ہے۔ اسماء بنت ابوبکر صدیقہؓ کہنی میں کہ میرے والد جاتے ہوئے گھر سے نقد روپیہ سب اٹھائے گئے تھے۔ یہ پانچ یا چھ ہزار روپے تھے۔ والد کے چلے جانے کے بعد میرے دادا ابو قحافہؓ نے کہا۔ بیٹی۔ میں سمجھتا ہوں

لے یوقن بنی لے داؤد کو لہنا۔ جب تیری غیر حاضری پر تین دن گزر جائیں تو تو وہاں... ہائیو ہمزلن بید و دل! راہ ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۰۱۔ ۱۰۲ بخاری عن عائشہ کتاب المغازی صفحہ ۱۶۔ وہاب ہجرت! ۱۰۳ ابو قحافہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ نہج ندیکہ دن یہ مسلمان ہوئے تھے۔ ابو بکر صدیق کے خاندان کو جلد صحابہ میں یہ خاص خصوصیت حاصل ہے کہ ان کے خاندان کی چار نسلیں صحابی ہیں۔

کہ ابو بکرؓ نے تم کو دوسری تکلیف میں ڈال دیا ہے۔ وہ خود بھی چلا گیا۔ اور نقد و مال بھی ساتھ لے گیا۔

اسماء بولی۔ نہیں دادا جان۔ وہ ہمارے لئے کافی روپیہ چھوڑ گئے ہیں۔  
اسمار نے ایک پتھر لیا۔ اس پر کپڑا بٹینا۔ اور جس گڑھے میں روپیہ ہڑا کرتا تھا۔ وہاں رکھ دیا۔ اور پھر دادا کا ہاتھ پکڑ کر لے گئی۔ ابو قحافہ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ کہا دادا جان ہاتھ لگا کر دیکھو کہ مال موجود ہے۔ بوڑھے نے اُسے ٹٹولا۔ اور پھر کہا

خیر۔ جب تمہارے پاس سرمایہ کافی ہے۔ تو اب ابو بکرؓ کے جانے کا چنداں غم نہیں۔  
یہ ابو بکرؓ نے اچھا کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے لئے کافی انتظام کر گیا ہے۔

اسماء کہتی ہیں کہ یہ تدبیریں نے بوڑھے دادا صاحب کے اطمینان قلب کیلئے کی تھی۔ سو والدہ بزرگوار تو سب کچھ ربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے ساتھ لے گئے تھے۔

غار سے نکل کر پہلے ہی دن اس مبارک قافلے کا گزر خیمہ ام مہجد پر ہوا۔ یہ عورت قوم خزاعہ سے تھی۔ مسافروں کی خبر گیری اور ان کی تواضع کے لئے مشہور تھی۔ سر راہ پانی پلایا کرتی تھی۔ اور مسافروں کو ٹھہر کر سستایا کرتے تھے۔

یہاں پہنچ کر بوڑھے سے پوچھا کہ اس کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ وہ بولی۔ نہیں اگر کوئی شے موجود ہوتی۔ تو دریافت کرنے سے پہلے میں خود حاض کر دیتی۔

خیمہ ام مہجد پر آنحضرتؐ کا آرام لینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے گوشہ میں ایک بکری دیکھی۔ پوچھا یہ بکری کیوں کھڑی ہے؟ ام مہجد نے کہا۔ بگڑ رہی ہے۔ ریوڑ کے ساتھ نہیں چل سکتی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اجازت ہے کہ ہم اسے دوہ لیں۔

ام مہجد نے کہا۔ اگر حضور کو دوہ معلوم ہوتا ہے تو وہ لیجئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہہ کر بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگا لیا۔ بتن مانگا۔ وہ

لے ابن ہشام جلد اول صفحہ ۷۷۳

ایسا بھر گیا کہ دودھ اچھل کر زمین پر بھی گر گیا۔ یہ دودھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمراہیوں نے پی لیا، دوسری دفعہ پھر کبریٰ کو دوا گیا۔ برتن بھر گیا۔ یہ بھی ہمراہیوں نے پیاتیرسی دفعہ پھر برتن بھر لیا اور وہ ام مہجد کے لئے چھوڑ دیا اور آگے کو روانہ ہو گئے۔

کچھ دیر کے بعد ام مہجد کا شوہر آیا، خیمہ میں دودھ کا بھر برتن دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ کہاں سے آیا ام مہجد نے کہا کہ ایک بابرکت شخص یہاں آیا تھا اور یہ دودھ اُس کے قدم کا نتیجہ ہے، وہ بولا کہ یہ تو وہی صاحب قریش معلوم ہوتا ہے جس کی مجھے تلاش تھی اچھا تم ذرا اسکی توصیف تو کرو۔

ام مہجد بولی۔

## حلیہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خوانہ، توند بھلی ہوئی، تہ چند یا کے بال گرے ہوئے، زیبا صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و ذرا رخ، بال لمبے اور گھنے۔

آوازیں بھار اپن، بلند گردن، روشن مروک سرگین، چشم باریک، پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریلا بال، خاموش وقار کے ساتھ۔

گویا دل بستگی لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زینبہ و ولفریب، قریب سے نہایت شیریں، دکان حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ کلام، کئی بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی

ظاہر الوضادۃ۔ اباج الوجہ حسن المخلق۔ لم تعبد شجلا ولم تر ربہ صعلتہ وسیم قسیم فی عینیدہ دیم۔ وفی شعارہ وطف

وفی صوتہ صعل۔ وفی عنقہ سطح احور۔ اکحل۔ ازج۔ اقرن۔ شدید سواد الشعار۔ ذاصمت علاہ الوقار وان تکلم علاہ الیہا۔ اجمل الناس وابہا ہم من جمید۔ واحسنہ واحلاہ من قریب حلوا المنطق۔ فصل لا تر۔ ولا ہذر۔ کان منطقہ

ام مہجد نے آنحضرت کا طہر بیان کیا

خُرَزَاتُ لَظْمٍ يَتَّحَدُونَ رُبْعَةً  
لَا يَفْجُرُهُ عَيْنٌ مِنْ قَصْرِ وَلَا يَشْنَأُ مِنْ  
طُولٍ - غَمَصْنَ بَيْنَ غَضَنَيْنِ - فَهَوَّ  
النَّضْرَ لثَلَاثَةِ مَنْظَرٍ وَأَحْسَنَهُمْ قَدْرًا  
لَهُ رَفْعًا يَحْفُونَ بِهِ إِذَا قَالَ سَمِعُوا  
لِقَوْلِهِ وَإِذَا أَمَرَ تَبَادَرُوا إِلَى أَمْرٍ -  
مَحْفُودٌ - مَحْشُودٌ - لَا عَابِسَ وَلَا مُنْقَدَّ

طی جیسی پرونی ہوئی، میانہ فذ کہ کوتاہی سے  
حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آکھٹے نفرت  
کرتی، زمیندہ نہال کی تازہ شاخ زمیندہ منظر و قلا  
رفیق ایسے کہ ہر وقت اسکے گرد پیش ہستے ہیں۔  
جب ہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں جب  
حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لئے چھپتے ہیں مخدوم  
مطاع۔ نہ کوئے سخن۔ نہ فضول گو۔

یہ صفت سنکر وہ بولا کہ یہ تو ضرور صاحب قریش ہے۔ اور میں اُسے ضرور جا کر ملوں گا

## نبوت کے تیرہ سال مکہ میں

سابقین و اولین کی شان جس طرح گزری۔ اُن کا مختصر حال یہ تھا۔ جو لکھا گیا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے۔

کہ اس عرصہ میں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد چند سینکڑوں سے زیادہ نہیں بڑھی تھی لیکن  
یہ بھی عجیب کامیابی تھی کہ ان ایمان لانے والوں میں:

۱) اعلیٰ ابو بکرؓ عثمانؓ عمرؓ کی شان کے بزرگوار تھے، جنکی علمی فضیلت عملی کشش و  
طاقت۔ روشنی میری اور برترین قابلیت کے اوصاف نے چار دانگ عالم کی رہنمائی کی۔

۲) یا مصدقؓ بن عبید بن جعفر طیارؓ اور ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ کی سی اعلیٰ استعداد کے تھے

جنہوں نے یرب و حبش و بخران کو وعظ کے ذریعے سے مسلمان کر لیا۔

۳) یا عبد اللہ بن مسعودؓ و عبد الرحمن بن عوفؓ کے منصب کے تھے۔ جن کی علمی دایا

سینکڑوں علمی نکات کی مخزن ہیں۔

۴) زاد المعاد صفحہ ۳۰۔ جلد اول، مکہ سے باہر بدی غیر مسلم قبائل میں آنحضرتؐ کو لوگ صاحب قریش کہتے تھے۔



(۴) یازبیر و ظلم و عمار یا سر کے درجے کے جن کی چان شاری و حق پسندی کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہے؛

(۵) یا بلال، سمیہ، یاسر اور کعب بن جراح کے نمونے کے جنہوں نے اپنے استقلال و استقامت کے فرعون طبیعت ظالموں کو ظلم کرنے کرتے ٹھکا دیا تھا

(۶) یاسکران، ثموس، رام حبیبہ، و غنیمت کے حوصلے کے جنہوں نے دین حق کے لئے خولش و آفتاب، وطن و مولد، نو چھوڑ کر حبش میں جا اقامت کی تھی؛

(۷) یا البید، اور سوید بن صامت الملقب کامل، و انیس برادر ابوذر حبیبہ فصیح و بلیغ جو ایک ایک تقریر یا ایک ایک قصیدے سے کئی کئی قبیلوں پر قابو حاصل کر لیتے تھے اور جو دنیا میں اپنے سے بڑھ کر کسی کو حقائق دان، معانی رس اور انسانی طبیعت کا رمز شناس نہ جانتے تھے؛

انہی ایام میں اسلام مکہ سے باہر بھی پھیل گیا تھا؛

جس کی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں؛

(۸) طفیل بن عمرو دوسی جو ملک یمن کے ایک حصہ کا فرمانروا تھا، مکہ میں مسلمان ہوا تھا اور اس طفیل کے طفیل اس کے ملک میں بھی اسلام پھیل گیا تھا؛

(۹) ابوذر غفاریؓ ان کا بھائی انیس، ان کی ماں، اور نصف قبیلہ غفار؛

(۱۰) عیسائیوں بخمران میں سے ۲۰ کس؛

(۱۱) ضام و الازوی، یمن کا مشہور کاہن۔

(۱۲) قبیلہ بنی الاشہل

(۱۳) تیم و نعیم، اور کچھ باشندگان مکہ شام؛

(۱۴) حبش کے بہت لوگ؛

وغیرہ وغیرہ

اثنار راہ میں بریدہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یثرب کو جارہے تھے کہ اثنار راہ میں بریدہ آسکے ملا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ قریش نے آنحضرت

کی گرفتاری پر ایک سواونٹ کا انعام پیش کیا تھا۔ اور بریدہ اسی انعام کے لالچ سے آنحضرت کی تلاش میں نکلا تھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا، اور حضور سے ہم کلام ہونیکا موقع بھی ملا تو بریدہ ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ اپنی گڑھی انا کر نیرہ پر باندھ لی، جس کا سفید پھیرہ ہوا میں لہراتا اور بشارت سنا تا تھا کہ اس کا بادشاہ صلح کا حامی، دنیا کو عدالت اور انصاف سے بھرپور کر نوا لاتا شریف لا رہا ہے۔

راستہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زمیر بن العوام ملے۔ یہ شام سے آ رہے تھے اور مسلمانوں کا تجارت پیشہ گروہ بھی ان کے ساتھ تھا، انوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے لئے سفید پارچات پیش کیے۔

قبائیں پہنچنا ۸ ربیع الاول ۳۳۰ نبوت روز و شنبہ (۲۳ ستمبر ۶۲۲ء) مطابق ۱۲ بشری

۳۸۲ء یہ ہوا تھی کہ خدا کا نبی قبائیں پہنچ گیا، اہل یثرب نے جب سنا تھا کہ آنحضرت نے مکہ چھوڑ دیا ہے، روز صبح سوسراہ ہمہ چشم بنکر بیٹھ جاتے اور جب تک ٹھیک دوپہر نہ ہو جاتی، بیٹھے رہتے، یہ بزدلار بھی واپس ہی گئے تھے کہ حضور نے پہنچ گئے، اور ایک شخص کے پکارنے سے سب جمع ہو گئے، اور خیر مقدم، اللہ اکبر کے ترانے لگاتے ہوئے، آفتاب رسالت کو گردا گرد نور خیر شعاعوں کی طرح جمع ہو گئے، اکثر مسلمان ایسے تھے جنہوں نے ہنوز دیدار پر انوارِ چشمہ ظاہر بین کو روشن نہ کیا تھا، انیں نبی اللہ اور حضور کے رفیق ابوبکر صدیق کی شناخت میں اشتباہ ہو جاتا تھا، حضرت صدیق اس ضرورت کو مٹا گئے اور سر مبارک پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔

۱۰ بخاری عن عروہ ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی المتوفی ۱۱۷۷ ۱۲ صحیح بخاری، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳

خدا کا رسولؐ پچھننے تک یہاں ٹھہرا، اور اس سہ روزہ قیام ہی میں سب سے پہلا کام یہاں یہ کیا، کہ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کے لئے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔

اسی جگہ شیر خدا علیؑ شرف تھا بھی مکہ سے پیادہ پا سفر کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت علیؑ چند روز تک مکہ میں حبیب الارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے تھے کہ جن لوگوں کی امانتیں آنحضرتؐ کے گھر میں موجود تھیں، وہ بالکل کو داس کر دیجائیں۔

۱۲۔ ربیع الاول سال ہجرت کو جمعہ کا دن تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیام سے سواہر ہو کر بنی سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ یہاں انوادیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا، یہ اسلام میں پہلا جمعہ تھا۔

### خطبہ

<p>رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا خطبہ جو مدینہ پہنچ کر کے بنی سالم بن عوف میں حضورؐ نے پڑھا تھا۔</p> <p>حمد و ستایش خدا کیلئے ہو، میں اُسکی حمد کرتا ہوں حمد بخش اور ہدایت اُسی سے چاہتا ہوں، سیرا بکین اُسی سے ہے میں اُسکی نافرمانی نہیں کرتا۔ اور نافرمانی کرنے والوں سے عداوت رکھتا ہوں، سیری شہادت ہے، کہ خدا سوا علیؑ کے لائق کوئی بھی نہیں۔ وہ کتنا ہی اُسکا کوئی شریک نہیں۔ محمدؐ اسکا بندہ اور رسول ہے اُسی نے محمدؐ کو ہدایت۔ نور اور نصیحت کیسا تھا</p>	<p>خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اول جمعہ جمعہ بالمدينة فی بنی سالم بن عوف۔</p> <p>الحمد لله احمداً واستعينه واستغفره واستهدى به واومن به ولا كفره۔ واعادي من يكفره واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمداً عبده ورسوله۔</p> <p>ارسله بالهدى والنور</p>
---	--

لے تفسیر علامہ ابی السعود صفحہ ۵۲ جلد ۸، مگر صحیح بخاری میں بعض عشر لیلیہ لکھا ہے۔

لے مطابق ۲۷ ستمبر ۶۱۲ء۔ زاد واد صفحہ ۲۵ میں ۱۲۔ ربیع کو دو شنبہ لکھا ہے۔ یہ غلط ہے۔

والموعظة على فترة من الوسل و  
 قلة من العلم وضلالة من الناس  
 وانقطاع من الزمان ودنو من  
 الساعة وقرب من الاجل -  
 من يطعم الله ورسوله فقد  
 رشد ومن يخصصها فقد غوى و  
 فرض وضل ضلالاً بعيداً - و  
 اوصيكم بتقوى الله فان خير كما اوصى  
 به المسلم المسلم ان يحضه على  
 الآخرة وان يامر به بتقوى الله -  
 فاحذروا ما احذر الله من  
 نفسه ولا افضل من ذلك  
 نصيحة ولا افضل من ذلك ذكراً -  
 وان تقوى الله لمن عمل على وجه  
 ومخافة من ربّه عون صدق على  
 ما تبغون من الامور الآخرة ومن  
 يصلم الذي بينه وبين الله ما امره  
 في السر والعلانية - ان ينوي بذلك  
 الا وجه الله يكن له ذكراً عاجل  
 امره وذخراً في ما بعد الموت - حين

ایسے زمانے میں بھیجا ہے جبکہ مدقوں کو کوئی  
 رسول دنیا پہنچا دیا تھا۔ علم گھٹ گیا اور گمراہی  
 بڑھ گئی تھی، اسے آخری زمانے میں قیامت کے  
 قرب اور موت کی نزدیکی کے وقت بھیجا گیا ہے  
 جو کوئی خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہے، وہی  
 راہ یاب ہے۔ اور جس نے انکار حکم نہ مانا، وہ بھٹک  
 گیا، اور جبر سے گر گیا، اور سخت گمراہی میں پھنس گیا ہے۔  
 مسلمانو! میں تمہیں اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا  
 ہوں بہترین وصیت جو مسلمان مسلمان کو کر سکتا ہے  
 یہ ہے کہ اسے آخرت کیلئے آمادہ کرے۔ اور اللہ تقویٰ  
 کیلئے کہے۔ گو کہ جن باتوں سے خدا تمہیں پرہیز کرنے  
 کہہ رہا ہے ان سے بچتے رہو۔ اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت  
 ہے، اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی ذکر ہے۔  
 یاد رکھو کہ امور آخرت کے بارے میں اس شخص کیلئے  
 جو خدا سے ڈر کر کام کر رہا ہے، تقویٰ بہترین  
 مدد ثابت ہوگا۔ اور جب کوئی شخص اپنے اور  
 خدا کے مابین معاملہ خفیہ و ظاہر میں درست  
 کر لے گا، اور ایسا کرنے میں اسکی نیت خالص ہوگی  
 تو ایسا کرنا اس کے لئے دنیا میں فکرا اور موت کے بعد  
 (جبکہ انسان کے اعمال کی ضرورت و قدر معلوم ہوگی)

سے تقویٰ۔ اس انسان کیلئے کام ہے، جو انسان کو نسیات و منکرات سے روکتا ہے۔ از محط المحیط +

يُفْتَقِرُ الْمَرْءُ إِلَى مَا قَدَّمَ -

وَمَا كَانَ سِوَى ذَلِكَ - يُوَدُّ لَوْ

أَنَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مَدْلٌ بَعِيدًا - وَيَحْتَدُّ

كَمَا أَنَّ اللَّهَ نَفْسُهُ وَاللَّهُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ -

وَالَّذِي صَدَقَ قَوْلُهُ وَانْحِزْ

وَعَدْلُهُ لَا خَلْفَ لَكَ فَإِنَّهُ

يَقُولُ عَنِّي وَجَلَّ - مَا يَبْدُلُ الْقَوْلَ

لَدُنِّي وَمَا أَنَا بِظَلَامٍ لِلْعَبِيدِ -

فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي عَاجِلِ أَمْرِكُمْ وَالْجَلَّ

فِي السَّعْرِ وَالْعِلَافَةِ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّقَى اللَّهَ

يَكْفُرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا -

وَمَنِ اتَّقَى اللَّهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا -

وَأَنَّ تَقْوَى اللَّهِ يُوَفِّي مَقْتَهُ وَيُؤْتِي

عُقُوبَتَهُ وَيُؤْتِي سَخَطَهُ -

وَأَنَّ أَقْوَى اللَّهِ تَبِيضُ لَوَجْهِهِ

وَيَرْضَى الرَّبُّ وَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ

خَذَلُوا لِحَظَكُمْ وَلَا تَفْرَطُوا فِي

جَنْبِ اللَّهِ - قَدْ عَلِمَ اللَّهُ كِتَابَهُ

وَنَجَّيْكُمْ سَبِيلَهُ لِيَعْلَمَ الَّذِينَ

صَدَقُوا وَيَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ فَاحْصُوا

كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ وَعَدُوا أَعْدَاءُ اللَّهِ

ذَخِيرَهُ بِخَالِكَ -

لیکن اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو اس کا ذکر اس آیت میں ہے

انسان پسند کرے گا کہ اس کے اعمال اس سے دور ہی کھو جائیں

خدا کو اپنی طرف سے دے گا اور خدا تو اپنی بندوں پر نہایت

مہربان ہے۔ اور جس شخص نے خدا کے حکم کو سچ جانا

اور اس کے وعدوں کو پورا کیا تو اس کی بابت یہ ارشاد

الہی موجود ہے تمہارے ہاں بات نہیں بدلتی

اور ہم اپنے ناچیز بندوں پر ظلم نہیں کرتے۔

مسلمانو! اپنے موجودہ اور آئندہ ظاہر و خفیہ

کاموں میں اللہ سے تقویٰ کو پیش نظر رکھو کیونکہ

تقویٰ والا بنی بے دیاں چھوڑ دیتا ہے اور اجر

بڑھا دیا جاتا ہے۔ تقویٰ والے وہ ہیں جو بہت

بڑی مراد کو سچھا دیکھتے۔ یہ تقویٰ ہی ہے جو

اللہ کی بیزاری، عذاب اور عرصہ کو دور کر دیتا ہے

یہ تقویٰ ہی ہے جو چہرہ کو درخشاں پروردگار

کو خوشنود اور درجہ کو بلند کرتا ہے۔

مسلمانو! حفاظت کرو۔ مگر حقوق الہی میں فراموشی نہ

کرو۔ خدا نے ہی ایسی نیکوئی کتاب کھلائی اور اپنا

رستہ کھلایا کہ استبازوں اور کاذبوں کو الگ الگ

کر دیا جائے۔ لوگو! خدا تمہارے ساتھ ہے نہ کہ تمہاری

بھی نیکوں کے ساتھ ایسا ہی کرو اور جو خدا کے دشمن

و جاهدوا فی اللہ حق جہادہ  
ہو اجتہادکم و ستماکم للسلامین۔

لیہلک من ہلک عن  
بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ  
ولا قوۃ الا باللہ فاکثروا  
ذکر اللہ و اعملوا لما بعد الیوم  
فانہ من یصلح ما بینہ و  
بین اللہ یکفر اللہ ما بینہ و  
بین الناس ذلک بان اللہ  
یقضی علی الناس ولا یقضون  
علیہ و یملک من الناس ولا  
یملکون منہ۔ اللہ اکبر  
ولا قوۃ الا باللہ العظیم

ہیں انہیں دشمن سمجھو اور اللہ کو رستے میں نور ہمت  
اور توجہ سے کوشش کرو۔ اسی نمک و برگزیدہ بنایا اور  
تمہارا نام مسلمان رکھادی۔ تاکہ ہلاک ہو نہ والا بھی دشمن  
دلائل پر ہلاک ہو اور زندگی پائیو والا بھی روشن  
دلائل پر زندگی پائے۔ اور نیکیاں اللہ کی مدد سے ہیں  
لوگو! اللہ کا ذکر کرو، اور اپنے زندگی کیلئے عمل کرو کیونکہ  
جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان کا معاملہ درست کر  
لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان  
کے معاملے کو درست کر دیتا ہے۔ ہاں خدا  
بندوں پر حکم چلاتا ہے، اور اُس پر کسی کا حکم  
نہیں چلتا، خداوند کا مالک ہے اور بندوں کو اس پر  
کچھ اختیار نہیں، خدا سب سے بڑا ہے، اور ہم کو  
(نیکی کر نیکی) طاقت اسی عظمت والے سوتلی ہے

مدینہ کا داخل نماز جمعہ سے فارغ ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر شرب کے جنوبی جانب  
سے شہر میں داخل ہوئے۔ اور آج ہی سے شہر کا نام مدینۃ النبی ہو گیا، جیسے مختصراً  
مدینہ کہا جاتا ہے۔

داخلہ عجیب شاندار تھا۔ گلی کوچے تحمید و تقدیس کے کلمات گونج رہے تھے  
مرد۔ عورت۔ بچے۔ بوڑھے ذریعہ خدا کا جلوہ دیکھنے کیلئے سراپا چشم بن گئے تھے  
تشریف آوری کے اس شکوہ و غشام کو دیکھ کر اہل کتاب کے عالم سمجھ گئے کہ حقوق  
نبی کی کتاب باب ۴ درس ۴ کا مطلب آج کھلا۔

”اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا۔  
اُسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اُس کی حمد سے  
معور ہوئی“

انصار کی معصوم لڑکیاں پیار سے لہجہ اور پاک زبانوں سے اُس وقت یہ چند  
اشعار گارہی تھیں:-

اُن پہاڑوں سے جو ہیں سو جنوب  
چودھویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا  
کیسا عمدہ دین اور تسلیم ہے  
شکر و ابرہہ ہمیں اللہ کا  
ہے اطاعت فرض تیر حکم کی  
بھیجئے والا ہے تیرا کب آیا

اشراق البدر علینا  
من ثنیات الوداع  
وجوب الشکر علینا  
مادعی اللہ داع  
ایہا المبعوث فینا  
جئت بالامر المطاع

اس مجموعہ اشعار میں جس قدر کتاب میں پہلے انبیاء کی ہیں۔ اُن میں کہ کا نام فاران ہے۔ کیونکہ اس جگہ پر فاران  
بن خوف بن حمیر نے اپنا لقب کیا تھا تو قرآن کی کتاب میں لایش باب ۱۱۱ درس میں ہے۔ آج کل فاران کو کیا بان  
میں لایا قرآن مجید و شاربہ شمس کہ لایا ہوا ہے۔ اس میں کیا بان میں یہ مسجودہ کی جواب کعبہ کے نام سے شہر ہو  
ہے۔ پس قرآن و قرآن ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہوئے ثابت کرتے ہیں کہ فاران کہ کا نام ہے۔ فاران  
کا ذکر قرآن کی کتاب اصداۃ باب ۱۲ درس اور کتاب اس مشہور باب ۱۲۳ درس میں بھی لکھا ہے۔ اور ان  
سب حوالہ جات سے بصراحت ثابت ہے۔ کہ فاران کہ کا نام ہے۔  
اس کتاب میں صیحاہ باب ۱۱۲ درس میں ہے کہ سلع کے باشندے ایک گیت گائینگے۔ دین کا نام انبیاء  
سابق کی کتابوں میں سلع ہے۔ سورج طبری کے بیان و ثابت ہے کہ جنگ خندق میں مسلمانوں نے جس  
جگہ خندق کھودی تھی وہاں ایک ٹیلہ کوہ کا ہے جس کا نام اہل مدینہ کی زبان پر سلع ہے۔  
سُن ثنیات جمع ہے ثنیہ کی۔ ثنیہ ٹیلہ کو کہتے ہیں۔ سفر ہجرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنیہ الاول  
ثنیہ الجابر۔ ثنیہ مروان سے عبور فرمایا تھا۔ ثنیہ دواع مدینہ کے قریب ایک ٹیلہ ہے۔ اہل مدینہ  
درست کو یہاں تک چھوڑنے لگے کہ اس لئے اس نام سے مشہور ہوا۔ ان ثنیات کا ذکر  
صیحاہ ۱۱۲-۱۱ میں ہے۔ سلع کے باشندے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چھٹیوں پر  
سے لکائیں گے۔

یہ انصار جن کی لڑکیوں نے یہ ترانہ سنجی کی ہے، وہی ہیں، جنہوں نے ۱۳۱۱ھ میں نبوت میں مکہ معظمہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یادہ ہیں جو مصعب بن عمیر یا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کی ہدایت سے اور تعلیم سے مدینہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔

بزرگ انصار کچھ بڑے الدار یا صاحب ثروت یا کسی بڑی جاگیر والاک کے ملک نہ تھے مگر دل کے ایسے غنی۔ اسلام کے ایسے خدائی۔ مسلمان بھائیوں پر اتنے قربان تھے کہ جب کوئی مسلمان ہاجر مشرکی تلواریں پہنچی ہوئی کمانوں و جان بچا کر، بھوکا پیاسا مدینہ

صلوات اقدسہ کے معنی مدوکار ہیں۔ اسلام میں یہ لقب اہل مدینہ کا ہے۔ ہاجر کے معنی ہجرت کرنے والے کے ہیں۔ اسلام میں یہ لقب اہل مکہ کا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ گئے تھے۔ یہ سچا سچا ہجرت کا ذکر ہے۔ اول ہم اس کتاب کے درس نقل کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعض الفاظ کی صراحت کریں گے۔

۱۳۔ عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحابہ میں تم رات کاٹو گے۔ اسے دو اینوں کے قافلہ۔

۱۴۔ پانی سے کے پیاسے کا استقبال کرنے اور۔ تمہاری سرزمین کو باشندہ۔ روٹی لیکے بھانڈو لے کے لے کر نکلو۔

۱۵۔ کیونکہ شے تلواروں کو سلنے سے ٹکلی کو اڑے اور چھٹی ہوئی نمان ہے۔ اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔

۱۶۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو فرمایا ہنوز ایک سو۔ ہاں مزدور کے سوا ایک شہیدان میں قیدار کی ساری شہادت پائی ہوئی۔

۱۷۔ اور تیر اندازوں کی جو قاتی ہے۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے۔ کہ خداوند اسرائیل کو خدائے یوں فرمایا۔

مندرجہ بالا آیات میں آیت ۱۵ میں ہاجرین کا ذکر ہے جو ظالم قریش کے سامنے سوجان و ایمان بچا کر بھاگے تھے۔ اور مدینہ

گئے تھے۔ آیت ۱۳ میں دو اینوں اور ۱۴ میں تیمار والوں کو حکم ہے کہ انکا استقبال کریں اور روٹی پانی سے انکی تواضع

کریں۔ واضح ہو کہ دو ان نام سے حضرت ابراہیم کے پوتے۔ یحسان کے بیٹے۔ سبا کے بھائی کا۔ سبا اور دو ان کی اولاد ملکین میں آباد ہوئی تھی۔ قبیل عزم کے آٹھ سو یہ قبائل متفرق ہوئے۔ اوس و خزرج کے قبائل جو انصار کہلا

ہیں انہیں یہ ہیں۔ سورج ابن عدلون کو اسے صراحت سے بیان کیا ہے۔ اس آیت میں جیسا کہ یہ پیشگوئی ہو کہ ہاجرین

کی ہجرت قریش کی تلواروں اور کمانوں کی وجہ سے ہوگی۔ ایسے ہی یہ پیشگوئی ہے کہ ان کو انصار نسل دو ان کے ہونے

جیسا کہ ہوا۔ تیمار نام سے حضرت اسماعیل کے آٹھ سو فرزند کا چٹکی اولاد مدینہ کے عقب آباد ہوئی۔ اہل مدینہ و حوالی مدینہ کو

انصرت و انیکا کہہ دینے کے بعد آیت ۱۶ وہ ہیں ان ظالموں کا انجام بتلایا ہے یعنی قریش کا انجام۔ اس جگہ قریش کو قیدار

والی بتلایا ہے۔ قیدار حضرت اسماعیل کے دو متفرق فرزند کا نام ہے۔ قریش انہی کی نسل میں سے ہیں۔ بتلایا گیا ہے کہ اس واقعہ

ہجرت کے ایک سال بعد قیدار کے بہادر کمان انداز گھٹ جائیں گے اور انکی شوکت کم ہو جائیگی چنانچہ ہجرت کو ایک ہی سال

کے بعد جنگ بدر کا واقعہ ہوا جس میں قریش کو نامی سردار شہور بہادر اس کے گئے اور ان کو عقب داب۔ حشر و عزت کو

بہت نقصان پہنچا تھا۔ جملہ آیات میں صاف صاف نام بتا کر پیشگوئی کی گئی ہے۔



میں چاہتے تھے تاہم ایک انصاری یہ چاہتا تھا کہ وہ ہمارے اسی کے پاس ٹھہرے۔ آخر قرعہ اندازی  
 ہوتی تھی اور جسکو نام پر قرعہ نکل آتا وہ ہمارے بھائی کو اپنے گھر لیجاتا۔ مکان۔ اسباب۔ روپیہ زمین  
 مویشی غرض جو کچھ اسکی ملک میں ہوتا اسکا آدھا حصہ اسی دن تقسیم کر کے دیدیتا۔ اور پھر اسی  
 دن اُس کی خدمت کے لئے مستعد رہتا۔ اپنی خوش قسمتی پر شکر کرتا کہ خدا نے دیکھ لیا کہ اسی کو اُس  
 کا حصہ دار بنایا۔

**= مکہ اور مدینہ کے حالات کا مطالعہ =**

مکہ میں صرف ایک قوم قریش کا زور اور حکومت تھی۔ اور سب کا مذہب بھی (زیادہ تر)  
 بت پرستی تھا، مدینہ مختلف اقوام اور مذاہب کا مجموعہ تھا، وہاں بت پرست بھی تھے اور  
 یہودی بھی۔ اور مکہ و مدینہ عیسائی بھی۔ یہودیوں کے کئی زبردست قبیلے بنو نضیر  
 بنو قنیقاع، بنو قریظہ تھے۔ جو اپنے جداگانہ قلعوں میں ہار تے۔ تجارت اور سود خوری کی  
 وجہ سے بہت مالدار تھے۔

**جب خدا کی برگزیدہ نبی موسیٰ علیہ السلام نے اپنے وعظ میں یہود کو یہ بشارت سنائی تھی**

۱۔ کتاب التثنا ۱۸ باب ۱۵ اور ص ۱۵۰ خداوند تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے تم کو یہودیوں میں سے  
 میں سے میری مانند ایک نبی پر کرے گا۔ اسی باب ۱۸ اور ص ۱۵۰ میں زیادہ صاف ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ۱۸۔ میں ان کے لئے  
 ان کے بھائیوں میں سے ایک نبی پر کرے گا۔ اور اپنا کلام اسی میں سنیں گے اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔  
 وہ سب ان کے لئے گا۔ ۱۹۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہے گا۔ نہ سنے گا۔ تو  
 میں اس کا حساب اس کو کرے گا۔ ان آیات کے تسک و مسلمانوں کا استدلال یہ ہے۔

(الف) کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں۔ (دیکھو کتاب پیدائش باب ۱۶-۱۷ و باب ۲۵-۱۸)۔

(ب) بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں ہوگا (دیکھو کتاب التثنا باب ۳۲-۱۰)۔

اسلویہ پیشگوئی بھائی بنی اسماعیل کے لئے صاف ہے۔ حضرت کا یہ یہ دیا گیا ہے کہ اپنا کلام اس کے سامنے  
 ڈالو گا۔ یہ پتہ آنحضرت کا ہی خاص ہے کہ چونکہ قرآن مجید کے سوا۔ باقی کوئی کتاب (تورہ۔ انجیل) ایسی نہیں  
 جس میں کلام الہی کے الفاظ محفوظ رہیں ہوں جسکی وحی لفظاً و معنیاً پہنچی ہو۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو قرار ہے  
 اور انکار نہیں کہ موسیٰ کے دسی حکام کو سوا اور کوئی عبارت تورات کی خدا کے لفظوں میں محفوظ نہیں۔ اور موسیٰ کے سوا  
 دوسرے انبیاء کو صحیفوں میں جو موصوٰفہ انجیل میں سمائی وحی سے آتے ہوئے خدا کے الفاظ نہیں۔ اس قرار کے بعد  
 انبیاء میں صرف حضرت موسیٰ ہی رہ جاتے ہیں۔ جبکہ کلام کے باب میں بنی اسماعیل علیہ وسلم سے مماثلت ہے۔

ہمارے بنی اور حضرت موسیٰ میں باہمی مماثلت و شباهت تو یہ ہیں کہ مثلاً دونوں کا صاحبِ ہمت و صاحبِ

یہود مدینہ نبی موعود کے منتظر تھے کہ خدا موسیٰ کے بھائیوں میں سے موسیٰ جیسا نبی پیدا کرے گا اس وقت سے یہود امید کئے ہوئے اور اسی امید پر مدینہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہ بنی اسماعیل میں پیدا ہونے والا نبی۔ یہود کے ادبار قومی کو دور کرنے والا۔ انکی گزشتہ شان و شوکت، حکومت و سلطنت کو دوبارہ زندہ کرنے والا ہو گا۔ اور جب یہود کو شام سے نکال دیا گیا اور فلولت و غلامی کے گڑھے میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس وقت کے بنی موعود کے ظہور پر ان کی آنکھیں اور بھی زیادہ لگی ہوئی تھیں۔

ایسا تعلیمی بنی کا کہ بنی تشریف لانا ٹنکر یہودی بالخصوص بہت خوش ہوئے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ توسیع کو راستہ باز ٹھہراتا۔ اسکی تعلیم کو سچا بتلاتا مسیح پر ایمان لانے کو اسلام کا ضروری و لاینفک جزو قرار دیتا۔ اور اسکی بزرگی کے یہودیوں کو انصاف و ملزم ٹھہراتا ہے تو اس سبب ہی ہمارے بنی کے فوجیوں کو جسے خدا کے بزرگ و بڑے بنی علیہ السلام نے سب آخری عطا فرمایا ہے تسلی دینے والا عیسائیان مدینہ نبی موعود کے منتظر تھے کہ آئے کی خبر دی تھی جو دنیا کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ اور جو دنیا کو سب چیزیں سکھلائے گا۔ اور عیسائیوں کو اسکے حکم پر چلنے کی تاکید کی تھی۔

تشریف صاحب جہاد ہونندوں کو اکتالیس سال کے شروع میں نبوت ملتا اور یہ امور وہ ہیں جو حضرت موسیٰ کے بعد مجموعی طور پر بنی اسرائیل کے کسی بنی میں پائے جاتے۔ مگر ہمارے بنی میں پائے جاتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن اس جگہ صرف اسی حالت پر غور کرنا چاہئے۔ جسے کتاب تشنہ نے خود بیان کیا ہے۔ ترجمہ اسکی تصدیق یوں کرتا ہے۔ وہما یملق عن الہوی۔ انھو الا وحی یوحی محمد بنی خواش نہیں بول رہا ہے۔ یہ تو وہ کلام ہے جو خدا نے اُس کے پاس بھیجا اور اُس کی ناطقہ پر جاری ہوا۔

آپ جدید و قدیم عہد نامہ کی تمام کتابوں کو دیکھ جائیں۔ ترجمہ کے سوا اس پیشگوئی کا کسی نے بھی جواب نہیں دیا اور دلیل نہیں دے دی۔ بیشک یہ صفت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بہت ہی خاص ہے۔ ۱۲۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ درس میں لفظ تیرے ہی درمیان سے "الحاقی ہیں۔ اس کیلئے تین روشن لائل ہیں داہیونانی توراہ میں یہ لفظ موجود نہیں (تو) اسی باب کے درس ۱۸، ۱۹ میں کل پیشگوئی کو دہرایا گیا ہے اس میں یہ لفظ موجود نہیں (درس ۲۰) تو اسی آیت کو اعمال ۲۰ و ۲۱ میں صریح کیا ہے اور اُس میں "تیرے ہی درمیان" کے الفاظ نہیں لکھے۔

لہذا وہ دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا۔ وہ میری نگرانی کرے گا۔ نہیں سی سچائی کی راہ بتلا دے گا۔ ۱۴ باب ۱۶۔ انجیل یوحنا ۱۶۔

مسب یوسانی بھی اس نبی کا انتظار کر رہے تھے جو یہود سے انکے ظلموں کا بدلہ لینے والا عیسا مہیلا کو بدلاؤ بخشے والا مسیح کی صداقت ظاہر کرتے والا ہوئے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے خود ساختہ مسائل، اہمیت، تشلیث، کفارہ، رہبانیت، داؤد پوپ کے اسی اقتدارات کا رد کیا تب بھی چارے نبی کے دشمن ہو گئے!

مہینے کی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے ناظرین کو عبد اللہ بن ابی بن سلول کے حال پر بھی ایک مختصر نظر ڈال لینا ضروری ہے، یہودیوں کے سوا مدینہ کا ممتاز ذمی اثر شخص یہی تھا، اوس و خروج کے قبیلوں پر اس کا پورا رعب تھا، اور اس کو توقع تھی کہ ان طاقتور قبیلوں کی مدد سے مدینے کی سب سے اعلیٰ طاقت میں ہی بن جاؤں گا، جب اُس نے دیکھا کہ اوس و خروج مسلمان ہو رہے ہیں تو خود بھی (بعد از جنگ بدر) بظاہر حال مسلمانوں سے مل گیا۔ لیکن جب

سلاؤ اکثر دوسیر نے اپنی کتاب سومہ مذہب و سائنس لکھا ہے کہ عیسائی مذہب اپنی ابتدا میں سالہا سال تک تین اصولوں کی تلقین کرتا رہا، حق اللہ یعنی انسان کو چاہئے کہ خدائے بزرگ و برتر کی تعظیم کرے، حق الذات یعنی انسان کو چاہئے کہ ذاتی طور پر نیک ہو، حق العباد لازم ہے کہ انسانے بنس کے ساتھ بھلائی کرے، اسکے بعد ڈاکٹر مودون نے لکھا ہے کہ ان ترمیمات و اصلاحات کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے جو مذہب عیسوی میں بیرونی عناصر کی آمیزش سے پیدا ہوئے اور جن کا قائم ہیں، اول طریق کی غمخیز مقرر نہ ہو دیکھی چاہئے جو اس نے قصر سیوریس کے زمانہ میں جبکہ عیسائیوں پر طرح طرح کے ظلم ہو رہے تھے، بمقام رومانولینڈ کی تھی، اس تحریر میں تفلث کا ذکر نہیں ہے، اور کفارہ کا تو رویا جاتا ہے، کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں خدا نے انسان کے اعمال حسنہ و بدہ کے لحاظ سے جزا و سزا مقرر کی ہے، جو نیک ہو گئے، انہیں لذت جاودانی عطا فرمائے گا، اور جو بد ہو گئے، انہیں ابدی شعلوں میں جھونک دیا جائے گا، ڈاکٹر مودون نے پھر لکھا ہے کہ قصر قسطنطنیہ کے عہد میں عیسائیت میں بت پرستی شام ہوئی، اور پادریوں کی پہلی کونسل، اسی کی صدارت سے ۳۲۵ء میں قائم ہوئی، پھر کونسلوں کے انعقاد کی رسم چو گئی، ہر ایک کونسل مذہب اور اعتقاد میں نئی نئی ترمیمات و اصلاحات عمل میں لانے لگی، واسطے ہم نے جو متن میں لفظ عیسائیوں کے خود ساختہ مسائل درج کیا ہے بالکل صحیح ہے، یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے جن مسائل میں اصلاح فرمائی تھی، آہستہ آہستہ اور جزا جزا مختلف طور پر عیسائیوں کے مختلف فرقوں نے بھی ان اصلاحات کو قبول کر لیا ہے، اور اپنے مذہب کا جو دنیا بیا ہے، اگرچہ وہ اپنا تک اپنے اس سے محسن محمد رسول اللہ کے فکر گزار نہیں ہے، شلاً زبیر بن کوفہ نے، کردہ مسیح کو بن اللہ تسلیم نہیں کرتے، پرانے فرقہ اسلام کے بعد پیدا ہوا جو رہبانیت (دریوچے اسی) آقا کا سخت منکر ہے، وغیرہ وغیرہ

جب اُس نے دیکھا کہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو گئے ہیں تو اُس نے چاہا کہ یہودیوں پر بھی اس کا پہلا اثر قائم ہے۔ اور مسلمان ہو جانے والے قبائل بھی بدستور زیر اقتدار رہیں اسلئے اُس نے یہ روٹیہ اختیار کیا کہ مسلمانوں میں بیٹھ کر ان سے اپنی رفاقت کا اقرار کرتا۔ اور دیگر اقوام کے سامنے اُن کے ساتھ اپنے اتحاد و صداقت کا دعویٰ کیا کرتا۔

اور چونکہ وہ فی الحقیقت اسلام کو اپنی آرزوؤں کا پامال کنندہ سمجھتا تھا۔ اسلئے جو نفع ملتا تو مسلمانوں کی ضرر رسانی میں بھی دریغ نہ کرتا اس گروہ کا نام مسلمانوں نے منافق رکھا۔ دینے کی یہ حالت تھی۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کی دعوت اور منادی کے لئے اس جگہ بھی بہت سی دشواریوں کا سامنا تھا۔ ایک منصف اور غور کرنے والی طبیعت فیصلہ کر سکتی ہے کہ ان سب موافق پر غالب آنا اسلام کی صداقت کی عمدہ دلیل ہے اور اُفت اسلام میں جو کامیابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں بمقابلہ مکہ معظمہ ہوئی اُس کا ذکر قرآن نے پہلے سے بطور پیشگوئی فرما دیا تھا۔ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ بِحَبْلٍ مُّوَسَّسٍ تیرے لئے پہلے سے بہتر ہو گا۔

## باب

استحکام امن کے لئے بین الاقوامی معاہدہ - قریش کی شہزادیں - سازشیں اور حملے!

یہود کی عمدہ شکنجہ - سازشیں اور حملے - مسلمانوں کی کامیابی - منادی اسلام کو حفظ

وانذار میں آزادی ملنا۔ اسلام کی وسعت - امن بسیط کا قیام۔

یہ ذکر ہو چکا ہے کہ مدینے میں مختلف نسلوں کے لوگ آباد تھے۔ انکے مذاہب بھی الگ الگ تھے۔ یہودیوں کے متحد قبیلے خصوصاً بہت طاقتور تھے۔ اور اپنے جداگانہ قلعوں میں ہارنے لگے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پہنچ کر پہلے ہی سال یہ مناسب خیال فرمایا کہ

جملہ اقوام سے ایک معاہدہ بین الاقوامی اصول پر کر لیا جائے تاکہ نسل و نژاد کے اختلاف میں بھی قومیت کی وحدت قائم رہے۔ اور سب کو تمدن و تہذیب میں ایک دوسرے سے دوستانہ ملتی رہے۔

اس معاہدہ کے جستہ جستہ فقرات درج کئے جاتے ہیں :-

(۱) ہذا کتاب من محمد النبی صلعم  
بین المؤمنین والمسلمین من قریش  
و یثرب ومن تبعہم فلیحق بہم  
وجاہد معہم

یہ تحریر یہ محمد النبی کی جانب سے مسلمانوں کے  
درمیان جو قریشی یا غیر کے باشندہ ہیں۔ اور ان  
لوگوں کے ساتھ جو مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے اور  
کاروبار میں ان کے ساتھ شامل ہیں۔

(۲) انہم امة واحدة  
(۳) وان یهود بنی عوف متہم المؤمنین  
(۴) وان یلینہم النصر علی من حارب  
افضل هذه الصیغ

کہ یہ سب لوگ ایک ہی قوم سمجھے جائیں گے۔  
بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں  
اور جو کوئی اس معاہدہ کو نبیوالی قوموں کے ساتھ جنگ کرے گا  
تو اس کے برخلاف سب کے سب مل کر کام کریں گے

(۵) وان یلینہم النصح والنصیحة  
والبر دون الا شہد  
(۶) وان الیہود یفقدون مع المؤمنین  
ماداموا محاربین

مسلمان اسکی نصرت کریں گے۔  
معاہدہ اقوام کی باہمی تعلقات باہمی خیر خواہی۔  
خیر اندیشی، رفائدہ رسانی کے ہو گئے ضرور گناہ کے ہو گئے

(۷) وان الیہود یفقدون مع المؤمنین  
ماداموا محاربین

جنگ کے دنوں میں یہودی مسلمانوں کے ساتھ مصار  
میں شامل رہیں گے۔

(۸) وان بطانة یہود کانفسہم  
(۹) وان النصر لثمارہم بحلیفہ  
(۱۰) وان النصر للمظلوم

یہودیوں کی دستدار قوموں کے حقوق یہودیوں کے برابر سمجھے جائیں گے۔  
کوئی شخص اس معاہدہ کے ساتھ نفاقانہ کارروائی نہ کرے گا  
مظلوم کی مدد نصرت کی جائے گی

(۱۰) وان یأثر ب حرام جو فہما  
لاہل ہذہ الصحیفۃ ؛

(۱۱) وان الجارک لنفس غیرہ مضار ولا اثم

(۱۲) وانہ ماکان بین اہل ہذہ  
الصحیفۃ من حدیث او اشتغال

بجفاف فسادہ فان مردۃ الی اللہ  
عز وجل۔ والی محتمد رسول اللہ

دینے کے اندر گشت خون کرنا اس معاہدہ کرنے  
والی سب قوموں پر حرام ہوگا؛

زہناری کی ہر معاہدہ قوموں جیسے سمجھے جائیں گے؛

اس معاہدہ کی قوموں کے اندر اگر کوئی ایسی نئی بات  
یا جھگڑا پیدا ہو جائے جس میں فساد کا خوف ہو

تو اس کا فیصلہ خدا اور اس کے رسول پیغمبر رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے مشعلق سمجھا جائیگا

گرد و نواح کے قبائل اس معاہدہ پر دینے کی تمام آباد قوموں کے دستخط ہو گئے۔ اسکے بعد نبی  
پہ معاہدہ کی توسیع صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا کہ گرد و نواح کے قبیلوں کو بھی اسی معاہدہ میں  
شامل کر لیا جائے۔ اس سے دو فائدے ہو گئے؛

(۱) جو خانہ جنگی قبائل کے درمیان ہمیشہ جاری رہتی اور خلق خدا کے خون سے خدا  
کی زمین رنگین رہتی ہے۔ اس کا انسداد ہو جائے گا

(۲) قریش کہ ان لوگوں کو جن کے معاہدہ ہو جائیگا مسلمانوں کے خلاف براہ کشتہ نہ کر سکیں گے  
(الف) اس مبارک اور امن بخش ارادہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پہلے سال

وودان تک رجو مکہ اور مدینے کے درمیان ہے اس سفر فرمایا۔ اور قبیلہ بنی حمزہ بن مکہ بن عبد مناف  
کو اس معاہدہ میں شریک کر لیا۔ اس عہد نامہ پر عمرو بن مخشیش الضمری نے دستخط کیے تھے؛

(ب) اسی ارادہ سے براہ ربیع الاول سنہ ہجرت خدا کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رضوی  
کی طرف گیا اور کوہ بواط کے لوگوں کو شریک معاہدہ کر لیا؛

(ج) اسی سنہ میں براہ حمادی الاخری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی العشرہ تشریف  
یہ مقام ینبوع اور مدینے کے درمیان ہے۔ اور بنو مدح سے معاہدہ لیکر مدینے تشریف لائے؛

اس مبارک آلہ کی تکمیل کیلئے اگر کافی وقت مل جاتا تو دنیا کو آشکار ہو جاتا کہ  
رحمۃ للعالمین بنیامین تلوار چلنے کو نہیں بلکہ صلح پھیلانے اور امن قائم کرنے کے لئے آیا ہے۔

قریش نے مدینہ پہنچ کر مسلمانوں | قریش مکہ کو ایمان والوں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدشمنی  
پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا | تھی کہ اُنکے دُشمن چھوڑ کر ۳۰ میل پرے چلے جاتے کے بعد

بھی اُن کو چین نہ آیا پہلے بھی جب سلمان حبش جا رہے تھے اس وقت قریش نے حبش  
پہنچ کر اُن کے گرفتار کر لانے کی کوششیں کی تھیں مگر وہ ملک ایک بادشاہ کے ماتحت تھا  
اور سمندر درمیان حائل تھا۔ اسیلئے وہاں کچھ اور زیادہ کارروائی نہ کر سکے۔ اب جو مسلمان مدینہ  
جا رہے تو سب نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا۔ قریش مکہ نے پہلے تو عبد اللہ بن  
ابی اور اس کے رفقاء کو جو آؤس و خزرج میں سے سنو زب پرست تھے لکھ بھیجا۔

مسلمانوں کے خلاف قریش | تم نے ہمارے شخص کو اپنے ہاں ٹھہرا لیا ہے اب لازم ہے کہ تم اس  
کی پسلی سازش سے لڑو یا وہاں سے نکال دو ورنہ ہم نے قسم کھالی ہے کہ ہم سب  
یکجا لگی تم پر حملہ کر دیں گے تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر  
قبضہ کر لیں گے۔

اس خط کے آنے پر ابن ابی اور اس کے رفقاء نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کا  
ارادہ کیا۔ آنحضرتؐ کو بھی اسکی اطلاع مل گئی۔ آپ نے اس حملہ کو نہیوالے مجمع میں جو جازائشہ فرمائی  
بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش نے تم سے ایسی چال کھیلی ہے کہ اگر تم انکی دھمکی میں  
تو تمہارا نقصان بہت زیادہ ہو گا۔ بہ نسبت اسکے کہ تم انکی بات سے انکار کر دو گے۔ کیونکہ اگر تم  
مسلمانوں سے لڑو گے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی بھائیوں و فرزندوں کو جو مسلمان ہو چکے  
ہیں قتل کر دو گے۔ اگر تمہیں قریش سے لڑنا پڑا تو وہ غیروں کا مقابلہ ہو گا۔  
بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تقریر اُنکے یسویٰ لشکر میں گئی کہ تمام مجمع منتشر ہو گیا۔

لے بیع کا نول چہ تمت بھوکہ میں میں پر سر کرانے آیا صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ (بقیہ باب ۳۴ درس ۳۴)  
لے سنن ابی داؤد التوفی شعبان ۲۷۷ ہجری عن عبد الرحمن بن کعب باب فی خبر انصیر

دوسری سازش | اس کے بعد قریش مکہ نے اندر ہی اندر شیر گے یہودیوں سے سازش کرنی شروع کر دی۔ اور جب خفیہ طور پر اُن کو اپنے منافقہ ملاچکے تب اپنی کامیابی کا پورا بھروسہ کر کے مسلمانوں پر قریش مکہ کی دھمکی | کو کہلا بھیجا۔ تم مغرور نہ ہو جانا۔ کہ مکہ سے صاف بچ کر نکل آئے ہم شیر۔ ہی پنچ کر تمہارا ستیاناس کر دیتے ہیں۔

قریش کا مسلمانوں پر پہلا حملہ | اس پیغام کے بعد انہوں نے جیٹھ چھاڑ بھی شروع کر دی۔ سیریح الاول ۳ھ کا ذکر ہے کہ سرداران قریش میں سے ایک شخص کرز بن جابر الفہری شیر پنچا۔ اور بیٹے کرز بن جابر کا مدینہ پر حملہ | والوں کے مویشی جو باہر میدان میں چر رہے تھے۔ ٹوٹ کر لے گیا۔ اور نقصا اور مویشیوں کی لوٹ | نکل گیا۔ گویا مدینے والوں کو اپنی طاقت دکھلا گیا۔ کہ ہم تمہیں سوسیل کا دھاوا کر کے تمہارے گھروں سے تمہارے مویشی لے جاسکتے ہیں۔

پھر ماہ رمضان ۳ھ ہجری کا ذکر ہے کہ ابو جہل نے مکے میں مشہور کر دیا کہ ہمارا تافلہ جو زرو مال سے مالامال ہے اور شام سے آ رہا ہے مسلمان اسے ٹوٹینگے۔ اس شہرت سے اس کا مقصود یہ تھا کہ وہ سب لوگ جن کا مال تجارت میں لگا ہوا ہے اور وہ سب لوگ جن کے اقربا تافلے میں ہیں۔ اور وہ سب لوگ جو مسلمانوں سے نفرت رکھتے ہیں۔ بالائتفاق مسلمانوں کے خلاف جنگ کیلئے آمادہ ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

شکر قریش کی تعداد اور | ایک ہزار جانباز بہادروں کی خوشخوار فوج لیکر دھنکی سواری میں سات لاکھ فطری ارادے کا یقین | سواونٹا وزین سو گھوڑے تھے ابو جہل مکہ سے نکلا جس تافلے کی حفاظت کا ہمانہ کر کے یہ فوجی اجتماع ہوا تھا۔ وہ مکہ میں بنجریت پہنچ بھی گیا۔ مگر ابو جہل اس فوج کو لٹے ہوئے برابر مدینے کی جانب بڑھا چلا گیا۔ اب مسلمانوں کو کچھ بھی شک نہ رہا کہ یہ قریش کی چڑھائی غریب مسلمانوں پر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں صحابہ سے مشورہ فرمایا۔ مہاجرین قابل اطمینان جوابے یا۔ بار ثانی مشورہ فرمایا۔ مہاجرین نے قابل اطمینان جوابے یا۔ بار ثالث مشورہ فرمایا۔





کپڑوں۔ لٹوں۔ اور نقدی کے بدلے متقیار خرید کر مسیح ہو جاویں روتو قاپٹیم اُسی ضرورت کی وجہ سے خدائے بزرگ و برتر نے مسلمانوں کی حالت پر رحم فرما کر ان کو بھی ۴۴ سال تک صبر کرنے اور ظلم و ستم برداشت کرتے رہنے کے بعد ان حملہ آور دشمنوں کی مدافعت کا حکم دیدیا۔

بجائز جہاد کا پہلا حکم

چونکہ یہ وہ پہلا حکم ہے جس کی رُو سے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت ملی ہے۔ اس لئے اصل مع ترجمہ ذیل میں درج ہے :-

اَوْتِ لِلَّذِيْنَ يَقَاتِلُوْنَ بَا دِئِهِمْ  
ظَلَمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ  
الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ  
اِلَّا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ وَتَوَلّٰ  
دَفَع اللّٰهُ لِنَاسٍ بَعْضُہُمْ بِبَعْضٍ  
لِهَٰذَا مَتَّ صَوَامِعُ وَبِيْعَ وَصَلَوَاتُ  
وَمَسَاجِدُ يُذَكِّرُ فِيْہَا اِسْمَ اللّٰهِ  
كَثِيْرًا (رج۔ ع۔ ۶)

ناظرین! اس حکم میں مفصل طور پر وہ وجوہات درج ہیں جو مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت ملنے کا باعث ہوئیں۔ اور اس حکم میں یہ بھی دکھلایا گیا ہے کہ جنگ جارجانہ ہے یا مدافعتی پہلی وجہ۔ مدافعت کرنے والوں کا مظلوم اور حملہ آوروں کا ظالم ہونا ہے۔ اور یہ وہ وجہ ہے جسے کل کامر وجہ قانون۔ تعزیرات ہند بھی۔ حفاظت خود مختیاری کے نام سے جائز ٹھہراتا ہے۔

دوسری وجہ اُن کا گھربار سے نکالا جانا۔ اِلاک سے بیدخل کیا جانا اور بھی

صرف اختلاف عقیدہ کی بنیاد پر

اشقی پسند ملک معظم ایدرورد ہفتم نے جو پیغام حکومت بنجاہ سالہ ہند کے جشن پر اپنی

رعایا کو دیا تھا۔ اس میں نہایت فخر پہلے سے راہ اس امر پر فخر کرنا بالکل صحیح اور مناسب تھا یہی  
درج کیا تھا کہ اس پر پاش برس کے عرصہ میں کسی شخص کو بھی محض اختلاف عقیدہ کی وجہ سے  
اذیت نہیں دی گئی۔ لیکن یہ مظلوم مسلمان سب کے سب ہی تھے جن کو ہر قسم کی ایذا تھیں اور  
جلاد وطن کی سزا محض توحید کی وجہ سے دی گئی تھی۔

**تیسری وجہ ایسی عام ہے جو ثابت کرتی ہے کہ مسلمانوں کو جنگ کی اجازت**  
صرف انہی کے ذاتی۔ قومی۔ مذہبی فوائد کے لحاظ سے نہیں دی گئی۔

بلکہ اسلئے بھی کہ مسلمانوں نے جو معاہدات یہودیوں عیسائیوں اور دیگر مختلف قوم  
کے ساتھ ابھی حال میں کئے تھے۔ اور جس فراخ دلی سے ہر ایک مذہب کے لئے مذہبی آزادی عطا کی  
تھی۔ اب اگر اس معاہدہ کی حفاظت میں مسلمان اپنی جانوں کو نہ لڑا دینگے۔ تو سب مذہبوں کی آزادی  
لیا میسٹ ہو جائیگی۔ اور سب کے مذہب کے گریبانوں پر خاک ہو جائیگی۔ کیونکہ جب کوئی قوم معاہدہ  
کی حفاظت کو نہ والی ہو تو معاہدہ پر عمل کیونکر ہو سکتا ہے۔

ان سب ضروری وجوہات نے مسلمانوں کیلئے ضروری ٹھہرا دیا کہ وہ باوجود بے سرو  
سامان ہونے اور باوجود قلیل التعداد ہونے کے بھی دن حملہ آوروں کو مدینہ سے دور رہی و کہیں  
مسلمانوں پر قریش کا دوسرا حملہ  
جنگیات پر۔  
مسلمانوں کو لیکر مدینہ سے چلا۔ اس لشکر کے ساز و سامان کا

انداز اس لئے معلوم ہو سکتا ہے کہ تمام لشکر میں صرف دو گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے۔  
عجیب اتفاق دیکھو کہ ان کی تعداد بھی لشکر طائوت کے برابر تھی۔ جبکہ وہ جالوت کے مقابلہ کو نکلا تھا۔

اس طرح کے جھڑپے انی سال تک مسلمانوں کو پریشان کرتے رہے۔ "تو ہمیشہ ان کے خلاف ٹھانی گئی۔ اور اسلام کو  
توڑنے کے دوسرے بیستہ و نابود کرنے کی کوششیں برابر کی گئیں۔ لیکن اسلام ہمیشہ پھیلتا گیا۔ اس کتاب میں جو  
غزوات کا ذکر مختصر نقطوں میں کیا جائیگا۔

۱۰ ہجری تا ۱۰۶۳ء ۱۰۶۳ء تا ۱۰۶۴ء ۱۰۶۴ء تا ۱۰۶۵ء

۱۰۶۵ء تا ۱۰۶۶ء ۱۰۶۶ء تا ۱۰۶۷ء ۱۰۶۷ء تا ۱۰۶۸ء

جب بار پہنچے۔ تو دیکھا کہ دشمن کا لشکر جو تعداد میں ان سے تہ چند اور سامان میں ہزار چند زیادہ ہے۔ اُترا ہوا ہے۔

جنگ سے ایک وز پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کا ملاحظہ کیا۔ اور بتلایا۔ کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ فلاں دشمن اس جگہ اور فلاں فلاں اس اس جگہ قتل ہونگے۔  
۱۷۔ رمضان کو بروز جمعہ جنگ ہوئی۔ جنگ سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تضرع سے خدا کے حضور میں دعا کی۔ اور یہ بھی عرض کیا۔ کہ اگر یہ مسلمان مارے گئے۔ تو دنیا پر چوبہ کی منادی کرنے والا۔ کوئی بھی نہ رہ جاوے گا۔ مسلمانوں نے بھی دعائیں کیں۔

نصرت الہی سے مکہ والوں کو شکست ہوئی۔ ان کے شہر مشہور آدمی اسیر ہوا۔ شہر ہار دیا۔ گئے۔ ابو جہل بھی اسی جگہ مارا گیا۔ یہ ہی سب کو چر دھا کر لایا تھا۔ وہ ۴۴ اسر دار جو دار اللہ وہ میں آنحضرت کے قتل کے مشورہ میں شریک ہوئے تھے۔ ان میں سے بھی گیارہ مارے گئے تین جو بچ رہے تھے۔ انہوں نے بالآخر سلام قبول کر لیا تھا۔

(الف) اس زمانے کا قانون جنگ۔ اب مظلوم مسلمانوں کا جو شہر انتقام درج ہو گیا۔ قبائل پر جنگی عیب قائم کرنے کی ضرورت اس امر کی مقتضی تھی کہ قیدیوں کو قتل نہ کیا جاتا۔ مگر خدائے عظیم کے نبی الرحمت نے تاوان لیکر سب کو چھوڑ دیا۔ پڑھے لکھے اسیروں کا تاوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مقرر فرمایا تھا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دیں۔  
اس واقعہ سے اُس پیشگوئی کا بھی ظہور ہوا۔ جو یسعیاہ نبی کی کتاب ۴۱ اور ۴۲ میں ان الفاظ سے صحیح ہے۔ "فِي مَدَا سَنَةٍ كَسَنَةِ الْاَجِيرِ" یعنی کُلُّ بَعْدٍ قَبْدَارٍ وَبَقِيَّةُ عَدَدٍ قَبْدِي اِبْطَالِ نَبِي قَبْدَارٍ تَقْبَلُ"

ترجمہ ایک سال میں جو مزدور کے برس جیسا ہو گا۔ قیدار کی سبب شمت باقی رہے گی اور بہادران بنو قیدار کے کمان اندازوں کی تعداد گھٹ جائیگی۔  
اور اُس پیشگوئی کا بھی ظہور ہوا۔ جو قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس جنگ کی جازت کا

حکم دیتے ہوئے فرمائی گئی تھی، جو یہ ہے: "ان الله على نعمهم لقدير"۔ تو ان مظلوموں کی نصرت پر قدرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اس جنگ کا نام "يوم الفرقان" ہے کیونکہ اہل کتاب اور اہل اسلام کو ان پیشگوئیوں کی وجہ سے اسلام کی صداقت پر ایک عمدہ دلیل مل گئی تھی۔ خدا پاک قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بَدْرَ لَكُمْ اَوَّلًا فَاَتَقُوا اللَّهَ لَخَّكَمُ تَشْكُرُونَ رَاٰلِ عَمْرٰنَ سۡۤۨۙۙ

تیریش کی تیسری شادی اور جنگ بدر سے چند روز بعد کا ذکر ہے: کہ صفوان بن امیہ حبش کا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تیاری باپ بدر میں قتل ہوا تھا اور عمیر بن وہب رجب کا بیٹا ہنوز مسلمانوں کے ہاتھ میں سیر تھا، مکہ سے باہر سنسان جگہ میں جمع ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بانیں کرنے لگے۔

عمیر بولا: اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا۔ اور اگر مجھے اپنے کنبہ کے بکس رہ جانے کا خیال نہ ہوتا تو میں خود ماریہ جانا اور مجھ کو قتل ہی کر کے آتا۔ صفوان بولا: تیرے قرض میں چکا دوں گا۔ اور تیرے کنبہ کا خرچ جہنم میں زندہ رہوں میرے دستے ہو گا۔

عمیر بولا: بہتر یہ ہے کہ کسی پر نہ کھلے، پھر عمیر نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کر لیا اور زہر میں اُسے بچھو دیا۔ اور مکہ سے روانہ ہو گیا۔

عمیر مریہ پہنچ کر مسجد نبوی کے سامنے اپنا اوٹ بٹھا رہا تھا کہ ادب بول پڑا: عمر فاروقؓ نے اُسے دیکھا اور پہچانا اور دل میں سمجھ گئے کہ یہ شیطان ضرور مفسد ارادہ سے آیا ہے اس لئے اُسے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ عمیر بن وہب مسلح چلا آ رہا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسے میرے پاس آئے دو عمر فاروقؓ نے اس کی تلوار کے قبضہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کی گردن پکڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے گئے۔ نبی نے یہ دیکھا کہ عدل نے ہمیں تمہاری مدد کی جبکہ تم کمزور تھے۔ اب اللہ کے تقویٰ کو اختیار کرو تا کہ اُسے شکستہ اور نبوٰ

تو فرمایا عمرؓ اسے چھوڑ دو عمرؓ تم میرے پاس آ جاؤ۔ عمرؓ نے آگے بڑھ کر سلام کیا! نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کس طرح آئے۔ کہا۔ اپنے بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں۔ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے پوچھا۔ یہ تلوار کیسی ہے؟ عمرؓ بولا۔ یہ کیا تلوار ہے۔ اور ہماری تلواروں نے  
آپ کا پہلے بھی کیا کر لیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سچ بیچ تلواریں عمرؓ نے پھر اسی  
جواب کو دہرایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھ۔ تو اور صفوان مکہ سے باہر سنسان  
پہاڑیں گئے تھے۔ صفوان نے تیرا قرض اور تیرے کنبے کا خرچ اپنے اوپر لے لیا ہے  
اور تو نے میرے قتل کا وعدہ کیا اور اسی آدھ تو یہاں لے لیا ہے۔ عمرؓ تو یہ نہ سمجھا کہ میرا محافظ خدا ہے  
عمرؓ کا اسلام پانا عمرؓ پر سنسکر حیران ہو گیا۔ بولا! اب میرا دل مان گیا کہ آپ ضرور اللہ کے نبی و  
رَسُول ہیں! یہ بالکل آسان تھا کہ سماوی خبروں اور وحی کی بابت ہم آپ کو جھٹلاتے رہے  
لیکن اب میں اس راز کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں جس کی خبر میرے اور صفوان کے سوا تیسرے  
کو نہیں۔ خدا کا شکر ہے جس نے میرے اسلام کا یہ بہانہ بنا دیا!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا! اپنے بھائی کو دین سکھلاؤ۔ قرآن یاد کرو۔ اور اؤ  
اس کے فرزند کو آزاد کرو۔ دو عمرؓ نے عرض کیا۔ اے رَسُول خدا! تجھے اجازت دیجئے کہ میں مکہ  
بھی واپس جاؤں۔ اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دوں۔ میرے دل میں آتا ہے کہ اب  
میں بت پرستوں کو اسی طرح ستایا کروں جس طرح پہلے مسلمانوں کو ستا رہا ہوں!  
عمرؓ کے بیٹے جانیکیے بعد صفوان کا یہ حال تھا کہ سرور ان تشریف سے کہا کرتا تھا  
کہ دیکھو۔ چند روز میں کیا اگل کھلنے والا ہے۔ کہ تم پردہ کا صدمہ بھول جاؤ گے!

جب صفوان کو خبر لگی کہ عمرؓ مسلمان ہو گیا تو اسے سخت صدمہ ہوا اور اس نے قسم  
کھائی کہ جب تک زندہ ہوں۔ عمرؓ سے بات نہ کروں گا۔ نہ اسے کوئی فائدہ پہنچے گا۔  
عمرؓ مکہ میں آیا وہ اسلام کی منادی کیا کرتا تھا۔ اور اکثر لوگ اسکے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے!

لحد جبری کے بعد صفوان بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ اور مکہ کا مشہور شرار تھا مسلمان ہو گیا تھا!  
یاد رہے!

قریش کا تیسرا حملہ غزوۃ السویق  
 بدر میں شکست پانے کے بعد ابوسفیان نے نہانے دھونے  
 سے قسم کھالی تھی۔ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہ لیا جائے۔

چنانچہ وہ دو سو سواروں کو لے کر مکہ سے نکلا۔ جب مدینہ کے قریب پہنچا۔ تو رسالہ کو  
 باہر چھوڑ کر خود تاریکی شب میں مدینہ کے اندر آیا۔ سلام بن مستکم یہودی سے ملا۔ رات بھر  
 بادہ خواری ہوتی رہی۔ غائبانہ دونوں کے مشورے سے یہ طے ہوا کہ مقابلہ کا وقت نہیں۔  
 اسلئے ابوسفیان آخر شب وہاں سے نکلا۔ مسلمانوں کے پھلدار و رختوں۔ کھجوروں کو آگ  
 لگا کر نیز ایک مسلمان اور اس کے حلیف کو قتل کر کے واپس چلا گیا۔

خبر ملنے کے بعد قرقرۃ الکدر تک تعاقب ہوا۔ اسلئے اس کا نام غزوۃ قرقرۃ الکدر  
 کہا جاتا ہے۔ ابوسفیان کا رسالہ ستو کی ٹھیلیاں گرتا گیا تھا۔ جسے مسلمانوں نے اٹھایا  
 تھا۔ اس لئے اس کا نام غزوۃ السویق بھی ہوا۔

قریش کا چوتھا حملہ یا درجنہ احد  
 قریش کچھ اگلے سال پھر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس دفعہ انہوں نے  
 ایک سے عام چندہ جمع کیا تھا۔ ابو عوفہ شاعر نے تہا منہ گشت

لگا کر نو کمانہ کو قریش کی مدد پر آادہ کر دیا تھا۔ تجارت شام کا ۵۰ ہزار مثقال سونا ایک  
 ہزار اونٹ جو بھی تقسیم نہ ہوئے تھے۔ چندہ میں شامل کر دئے گئے تھے۔ الغرض پانچ ہزار  
 ہزاروں کا لشکر جس میں تین ہزار شتر سوار۔ دو سو اسب سوار۔ اور سات سو زہ پوش پہلادہ  
 تھے۔ مدینہ تک پہنچا چلا آیا۔ بنی سعد عاصیہ و سلم کی لائے تھی۔ کہ مدینہ کے اندر نہ گھر مدافعت  
 کی جائے۔ مگر گھڑت لائے پر فیصلہ ہوا۔ اور مسلمانوں نے احد کے منہج پہاڑ تک جو مدینہ  
 سے تین کو س پر ہو گا باہر نکل کر مقابلہ کیا۔

اسلامی لشکر میں ایک ہزار مرد تھے۔ عین وقت پر ابی بن سلول نے غادی اور  
 اپنے ۳۰۰ شخصوں کو راہ ہی سے پھیر کر لے گیا۔ اسلئے یہ مسلمانوں پر پانچ ہزار حملہ آوروں کی

لے ناسخ التواریخ۔ دیگر کتب میں تین ہزار تعداد درج ہے۔

دفاعت کا (جو انتقام اور غصہ کے جوش میں بھرے ہوئے تھے) بار تھا۔ مسلمانوں نے ابتداء میں دشمن کو شکست دیدی تھی۔ اور ان کے ۴۰ مشہور و علمبردار جن میں ۱۰ علی مرتضیٰؑ کے ہاتھ سے مقتول ہوئے، مارے جا چکے تھے۔ لیکن مسلمان ہیراندازوں نے اُس درہ کو چھوڑ دیا۔ جہاں نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمادیا تھا۔ پالاک دشمن نے موقع تاریل دیا اور چکر کاٹ کر عقبے ہو کر مسلمانوں کو دو طرف سے بیچ میں لے لیا۔ مسلمانوں کا اس وقت سخت نقصان ہوا۔ اور لشکر کا بڑا حصہ تشریف ہو گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ۱۲ صحابی۔ ابو بکر عمرؓ علیؓ عبدالرحمن بن خوف سعد بن وقاص۔ طلحہ بن عبید اللہ زبیر بن عوام۔ ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ تھے۔ دشمنوں کے ایک نبیؑ پر پتھر پھینکے۔ ابن قبیہ کے پتھر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی ابن شمرہ کے پتھر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بازو زخمی ہوا۔ عقبہ کے پتھر سے نبی اللہ کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک غار میں گر گئے تھے۔ خبر اڑ گئی کہ حضور شہید ہو گئے۔ یہ سب سے مخترم خواتین دوڑی دوڑی فاطمہ زہراؓ عائشہؓ طیبہؓ کی آئیں یہاں آکر فاطمہ بتول نے باپ کے زخموں کو دھویا۔ پیشانی کا خدات میدان جنگ میں خون تھمتانہ تھا۔ اس میں چٹائی جلا کر بھری۔ علی مرتضیٰؑ اس وقت ڈھال میں پانی بھر لائے تھے۔ عائشہ صدیقہؓ اور ام سلمہؓ نے مشکیرے اٹھائے۔ وہ زخمیوں کو پانی لالاکر پلاتی تھیں۔ میدان جنگ میں ستر صحابہ شہید ہوئے تھے۔

جنگ کے نقصانات میں سے بڑا بھاری نقصان یہ تھا کہ مصعب بن عمیر جو مدینہ میں بطور معلم اسلام آئے تھے۔ اور جن کے وعظ سے اوس و خندج کے قبیلے مسلمان ہوئے تھے۔ شہید ہو گئے۔ ان کی بیوی کا نام حنہ بنت جحش تھا۔ اسی روز اس کا بھائی اور ماموں بھی

۱۔ بخاری عن براہ بن عازب باب والرسول یدعوکم کتاب التفسیر

۲۔ مسلم عن انس صفحہ ۳۹۱ ۳۔ بخاری عن سہل بن سعد

۴۔ حضرت مصعب پر ایک دھاری دار چادر کا کفن ڈالا گیا۔ پاؤں برہنہ رہے۔ ان پر گھاس بکھا

گیا بخاری عن خیاب



شہید ہوئے تھے۔ پہلے اُسے بھائی کی شہادت کی خبر ملی۔ اس نے اتنا لشد بڑھا۔ اور  
 عورت کے دل میں شوہر کا درجہ بھائی کے حق میں دعا کی۔ پھر اُسے بتایا گیا کہ تیرا شوہر بھی شہید  
 ہو گیا ہے۔ یہ سننے ہی اُس نے بے اختیار چیخ ماری۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو  
 اس کے دل میں شوہر کی کس قدر محبت تھی!

اسی جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ (اسد اللہ و رسول) بھی شہید ہوئے۔  
 دشمنوں نے انکے اعضاء کا ٹکڑا انکی لاش کو بھی بھرت کیا تھا۔ جنگ کے بعد صفیہ و زبیر اپنے بھائی  
 ابی صفیہ کا استقلال حمزہ کی لاش دیکھنے آئی زبیر نے ماں کو دور ہی سے روکا۔ صفیہ نے  
 کہا: مجھے معلوم ہے کہ میرے بھائی کی لاش بگاڑی گئی اور بھرت کی گئی ہے۔ لیکن یہ  
 تو ہمارے لئے فخر کا مقام ہے۔ بیٹا! میں نہ روؤنگی نہ چلاؤنگی۔ صرف دعا پڑھ کر لوٹ  
 جاؤں گی!

انس بن نضر کا جوش جان شہادت کی جنگ میں انس بن نضر نے جام شہادت پیا تھا۔ اس  
 بہادر نے چند بہادر مسلمانوں کو دیکھا کہ ہتھیار پھینک دیئے ہیں اور مغوم بیٹھے ہیں۔ پوچھا کیا  
 حال ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا۔ انس نے نہایت جوش سے  
 کہا: مولو! اعلیٰ مامات علیہ رسول اللہ! آؤ جہاں رسولؐ نے جان دی ہے۔ ہم بھی  
 اسی کام میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔ اب زمانہ رکھ لیا کریں گے۔ یہ جان نثار اسی  
 جوش میں حملہ کرتے ہوئے۔ زخم جسم پر کھانے کے بعد شہید ہو گیا!

اسی جنگ میں سعد بن ربیع شہید ہوئے تھے۔ جنگ ختم ہو جانے کے بعد نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے انکی تلاش میں آدمی بھیجے۔ ایک نے دیکھا کہ زخمیوں میں پڑے سانس توڑ  
 رہے ہیں۔ پوچھا کیا حال ہے۔ سعد نے کہا: تم مجھے اب مردہ ہی سمجھو۔ لیکن مہربانی سے  
 رسول اللہ کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا۔ اور میری طرف سے یہ بھی گزارش کرنا

تاریخ طبری! تاریخ طبری! تاریخ طبری!

جان توڑتے وقت سب سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بہترین جزا عطا فرمائے۔ جو کسی نبی کو کسی امت  
بجایا گیا ہو۔ اس کا نام ہے۔ اس کی ہر بات پر نہ دی گئی ہو۔ قوم کو میری طرف سے یہ کہہ دینا کہ جنتک  
ایک چھپکنے والی آنکھ بھی تم میں سے باقی ہے۔ اُس وقت تک اگر دشمن نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک  
پہنچ گیا تو خدا کے حضور میں تم کوئی عذر پیش نہ کر سکو گے۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں ابو بکرؓ سے ملنے گیا۔ انکی چھاتی ہر ایک چھوٹی ٹیسی  
لڑکی بھی تھی جسے وہ بار بار چومتے اور پیار کرتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون ہے۔ فرمایا۔ یہ سحر بن مع  
کی لڑکی ہے۔ وہ مجھ سے بھی بہتر تھا۔ اور قیامت کے دن وہ یقیناً انھیں میں شمار کیا جائیگا۔  
عمارہ بن زیاد نے کس نے سے جان لی؟ اسی جنگ میں عمارہ بن زیاد شہید ہوئے تھے جس نے  
جان دیتے ہوئے اپنے رخصتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں سے لگا دیے تھے۔

اس تاریخی واقعہ کو اس شعر میں خوب ادا کیا گیا ہے۔  
سہر وقت فرج اپنا اُس کے دیر پائے ہے  
یہ نصیب اللہ اکبر لٹنے کی جائے ہے

ابو جابر حنظلہ علی مرتضیٰ (غسیل الملائکہ) طلحہ علی مرتضیٰ کی بے نظیر عفت  
طلحہ کی شجاعت و مردانگی کمال استقامت اور جاں نثاری کے بھی نہایت شاندار واقعات  
اس جنگ میں ظاہر ہوئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے سپر کا کام لیا۔ اور آنحضرتؐ  
کی جانب آنے والے تیر ہاتھ پر روکے۔ یہ ہاتھ ہمیشہ کے لئے شل ہو گیا تھا۔

نہوینار کی عورت کی قوت پرانی کا کمال۔ نہوینار کی ایک عورت تھی جس کا باپ۔ بھائی اور شوہر  
اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ وہ کہتی تھی کہ مجھے رسول اللہؐ کی بات نہ تزلزلہ لوگوں نے کہا  
کہ وہ بفضلِ خدا صبیح و سالم ہیں۔ کہا۔ مجھے دکھلا دو۔ جب دور سے چہرہ مبارک دیکھ لیا تو  
بے اختیار کہ اٹھی۔ کل مصیبتہ بعدک جنگل۔ اب ہر ایک مصیبت کی بدولت ہوتی ہے۔

لے تاریخ طبری، لے زاد المعاد، لے تاریخ طبری، لے تاریخ طبری، لے تاریخ طبری

رحمہ اللہ العالین کی دیگر رہنمائی اور ظالموں کے لئے دعا  
 اسی جنگ میں بعض صحابہ نے آنحضرتؐ سے جبکہ حضور کو بھی  
 کئی زخم آئے تھے، عرض کیا: کاش آپ ان مشرکین پر  
 بددعا فرمائیں!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ لَمَّا بَعَثْتُ لَعْنَا وَّلَکِنْ بُعِثْتُ دَاعِیًا وَرَحْمَةً لِّلْاٰدَمِیْنَ  
 اِیْہَا قَوْمِیْ فَاذْہَبْہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا، مجھے تو خدا کی طرف بلا  
 والا اور سراپا رحمت بنایا گیا ہے، اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔  
 قریش کی چوتھی سازش اور جنگ اُحد کے بعد دشمنوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے پر ہمالیہ کرنے  
 دنس اغطان اسلام کا راجہ اُن کی مختلف تدابیر پر عمل کیا، چنانچہ مکہ بھری میں۔

دَا قُرَیْشٌ لَّیْ قَوْمِ عَقْلٍ اور فارہ کے سات شخصوں کو گائیکہ کر مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے پاس بھیجا کہ ہمارے قبیلہ اسلام لانے کو تیار ہیں، ہمارے ساتھ معلم کر دیجئے۔ رسول اللہ  
 نے دیکھ کر بزرگ صحابہ کو جن کے سردار عاصم بن ثابتؓ تھے، ان کے ساتھ کر دیا، جب یہ صحابہ  
 اُنکی زد میں پہنچ گئے، تو اُن کے دو سو جوان آئے، کہ انہیں زندہ گرفتار کر لیں، اُنھ صحابی  
 مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے، اور دو بزرگوار ضعیب بن عدی و ذید بن وثنہ گرفتار کر لئے گئے  
 ضعیب و ذید صحابہ قیدی تھے سیفان بھری انہیں مکہ لے گیا، اور قریش کے پاس فروخت کر دیا،

قریش نے انہیں حارث بن عامر کے گھر میں چند روز بھوکا پیاسا قید رکھا، ایک دن حارث  
 کا چچہ تیز چھری سے کھینٹنا ہوا ضعیب کے پاس پہنچ گیا، انہوں نے سچے کوڑا نو پر بھٹلایا، اور چھری  
 لیکر رکھ دی، جب سچے کی ماں نے یکایک دیکھا، کہ اُس کا چچہ چھری لیکر اس قید کی پاس  
 جسے چند روز سے اُنہوں نے آٹ، دانہ رکھا تھا، تو اُس نے براختیار چیخ ماری۔ ضعیب نے کہا: یہ سمجھتی ہے  
 مسلمان کا کام غدر کرنا نہیں کہ میں سچے کو قتل کر دوں گا، نہیں جانتی کہ مسلمانوں کا کام غدر

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہر روز ۵۰ شفا و قاضی عیاض، رات کو ۵۰ جمیع صدیقی بریلی ۲۸۲ صفحہ ۴۷۰  
 ۵۰ ابن ہشام میں ہے، اور صحیح بخاری میں ۵۰ ہیں، یہ عاصم بن عمر فاروق کے نانا تھے۔

کرنا نہیں۔

ظالم قریش والوں نے چند روز کے بعد حبیبؐ کو صلیب کے نیچے لجا کر کھڑا کر دیا اور کہا: "اگر اسلام چھوڑ دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔" دونوں بزرگواروں نے جواب دیا کہ: "جب اسلام نہ باقی رہا تو جان کو رکھ کر کیا کریں گے؟"

اب قریش نے پوچھا کہ کوئی تمنا ہو تو بیان کرو۔ حبیبؐ نے کہا: دو رکعت نماز پڑھ لیجئے کی ہمیں ٹہلت دی جائے۔ ٹہلت دی گئی۔ انہوں نے نماز ادا کی، حضرت حبیبؐ نے کہا: میں نماز میں زیادہ وقت صرف کرتا لیکن سوچا کہ دشمن یہ نہ کہیں کہ موٹے ڈر گیا ہے، یہ جھوٹے دونوں کو صلیب پر لٹکا دیا۔ اور نیزہ والوں سے کہا کہ نیروں کی آبی سے انکے جسموں کے ایک ایک حصہ پر چر کے لگائیں۔

اللہ اکبر! ان کا دل اسلام پر کتنا قائم تھا، ان کو دین حق پر کتنی استقامت تھی، ان کو ہمیشہ کی نجات اور خدا کی خوشنودی کا کتنا یقین تھا کہ ان تمام تکلیفوں اور زخموں کو برداشت کرتے ہوئے دُراُف تک نہیں کی۔

جان اور حیات رسول کا موازنہ ایک سخت دل نے حضرت حبیبؐ کے جگر کو چھیدا اور پوچھا کہ وہ اب تو تم بھی پسند کرتے ہو گے، کہ مجھ پھنس جائے۔ اور میں چھوٹ جاؤں۔ حبیبؐ نے نہایت جوش سے جواب دیا: خدا جانتا ہے کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جائے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کاٹا بھی لگے۔

خدا کے اس برگزیدہ بندہ فتیٰ لغتیبان رجوانہ و تیرین رجوانہ و دان اے قتل و زماشاویہ کے جہنم میں صلیب کے نیچے کھڑے ہو کر جوئے الہدیہ اشعار کہے ہیں۔ ان سے اس منظر کی پوری کیفیت اور اس بزرگوار کی صداقت و محبت اسلام کی پاکیزہ صورت بخوبی نظر آتی ہے۔

۱۔ بخاری عن عبد اللہ بن عیاضؓ

۲۔ طبری و ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۳۳

لَقَدْ جِئْتُمُوهَا مِنْ أَجْلِ الْإِنْسَانِ  
فَمَا يَكْفُرُ الْإِنْسَانُ بِمَا هُوَ  
بِهَا يَكْفُرُ ۚ وَلَقَدْ جِئْتُمُوهَا  
مِنْ أَجْلِ الْبَشَرِ ۚ لَكِنَّ الْإِنْسَانَ  
لِرَبِّهِ لَكْفُورٌ ۚ وَلَقَدْ جِئْتُمُوهَا  
مِنْ أَجْلِ الْوَعْدِ ۚ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ  
لَا يَعْلَمُونَ ۚ وَلَقَدْ جِئْتُمُوهَا  
مِنْ أَجْلِ الْوَعْدِ ۚ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ  
لَا يَعْلَمُونَ ۚ وَلَقَدْ جِئْتُمُوهَا  
مِنْ أَجْلِ الْوَعْدِ ۚ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ  
لَا يَعْلَمُونَ ۚ

فَلَسْتُ بِهَبْدٍ لِلْعَدُوِّ وَتَخَشُّعًا  
وَلَا جَزَعًا إِلَى اللَّهِ مَرْجِعِي  
وَمَا لِي حَذَارُ الْمَوْتِ إِنِّي لَمَيِّتٌ  
وَلَكِنْ حَذَارِي حُجْمِ نَارِ مُلْفَعَةٍ  
فَدُّوا الْعَرْشَ صَبْرًا عَلَيَّ مَا يَرَادُنِي  
فَقَدْ انْشَقَّقَ الْحَصِي وَتَدَايَسَ مَطْعَمِي

اَللّٰهُ اشْكُوْغُرْبَتِيْ شَمَّكَرَبَتِيْ  
وَمَا ارْضٰكَ لَا حَزْبِيْ عِنْدَ مَهْرِيْ

آبنوہ درابنوہ لوگ میرے گرد گرد کھڑے ہو رہے ہیں اور انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بلا لیا ہے میرے کے گرد بیکال ہے اور میرے برہنہ جو خن کھلا رہے ہیں۔ اور میں اس ہلاکت گاہ میں بندھا ہوا ہوں قبیلوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی بلا رکھا ہے اور مجھے ایک مضبوط بلند کلاڑی کے پاس آئے ہیں۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ کھراختیا کرے سو مجھ کو زادی مل سکتی ہے مگر اس سے تو موت میرے لئے بہت سہل ہے۔ میری آنکھوں کو آنسو لگتا رہا جاری ہیں مگر مجھ کو پشیمانی میں دفن کرنے سامنے معاجزی کرونگا اور نہ روؤں اور چلاؤنگا میں جانتا ہوں کہ میں خارا کی طرف جا رہا ہوں۔ مرنے کے مجھے اسلئے ڈرنے میں مر جاؤں گا۔ لیکن میں قلیٹ والی کے خون چسنے سے ڈرتا ہوں اس عرش عظیم کے مالک نے مجھے کوئی خدمت لینے چاہی اور مجھے شکیمانی کیلئے فرمایا ہے۔ اب انہوں نے زد کو بت میرا ٹھٹھٹ کوٹ کوٹ کر دیا ہے اور میری ٹھٹھٹ جاتی رہی ہے میں اپنی زبان لگی اور پلٹنی دیکھنی کی فریاد اور ان بادوں کی جو میرا جان توڑ دیکے بعد لوگ کہتے ہیں خدا سے کرتا ہوں

۱۔ از سر تاج بن ہشام جلد ۱۲۳ صحیحین میں صرف اشعار نبویہ و نبویہ امروہی ہیں، بلکہ دران اسلام کہ شقا  
اور صداقت کا یہ نمونہ پیش نظر رکھنا چاہئے شعر نمبر ۱۲ سے توافع و انکسار اور جلال ربانی کے سامنے اپنی حقیت  
و نیاز کا سبق لینا چاہئے، زوال و انحاد میں دوسرا اور پانچواں شعر نہیں ہے، حاشیہ پر حجت کی علامت سے الفاظ  
درج کیے گئے ہیں یہ زوال و انحاد صفحہ ۱۳۵۹ جلد اسے لئے گئے ہیں

قَوْلُ اللَّهِ مَا رَجُوا دَامَتْ مُسْلِمًا  
 عَلِيٌّ حُضْبُ كَانَ فِي اللَّهِ مَصْرَعِي  
 وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ  
 يَبْدَأُكَ عَلِيٌّ أَوْ صَالٍ شَلُو مَصْرَعِ  
 رَبِّكَ آخِرِينَ يَدْعَا تَقْبَلُ اللَّهُ بِمُغْنَا سَالَةِ رَسُولِكَ فَبَلَا مَا يَصْنَعُ بِنَا  
 خَدَاهُمْ فِي تَبَرِّهِ رَسُولُكَ كَمَا حَمَلُوا لَكَ كُفْرًا خَاطِبًا دَعَا بَابَ تَوَلَّى رَسُولُكَ كَمَا حَمَلُوا لَكَ  
 كِيٍّ أَوْ رَانَ كِيٍّ كَرْتُو تَوَلَّى كِيٍّ بَصَرُ فَرَادَى

سعيد بن عامر رضی اللہ عنہ رچو حضرت عمر فاروقؓ کے عمال میں تھے، بکایہ حال تھا کہ  
 کبھی کبھی بیکارگی میں ہوش ہو جایا کرتے، عمر فاروقؓ نے ان سے دجہ پوچھی، وہ بولے۔ مجھے  
 نہ کوئی مرض ہے، نہ کچھ شکایت ہے، جب غیبی فیاضی اللہ عنہ کو صلیب پر چڑھایا گیا، تو میں  
 اس مجمع میں موجود تھا۔ مجھے جس وقت غیب کی باتیں یاد آ جاتی ہیں، میں کانپ کر ہوش ہو جاتا ہوں  
 ایک لڑکا سادش اور شرمیلین ۱۲۷۱ ہجری عام میں بھی ایسا ہی فریب کیا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 اسلام کا قتل کیا جاتا  
 اس کا بھتیجا نجد کا رئیس تھا، عامر نے یقین لایا تھا کہ سادش کی بیوا  
 کی حفاظت کی جائیگی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو انصاری کو موثر صحابہ کے جو قراء  
 و فضلاء منتخب بنر گوار تھے، اس کے ساتھ کر دیا، جب وہ بئر معونہ پہنچا، جو بنی عامر کا  
 علاقہ تھا، تو وہاں سے حرام بن ملحان کو نامہ ہوئی، دیکر طفیل حاکم کے پاس بھیجا گیا، اس نے  
 اس سیر کو قتل کر دیا، جبار بن سلمیٰ ایک شخص تھا، جس نے حاکم کے اشارے سے انکی پشت  
 میں نیزہ مارا تھا، جو چھاتی سے صاف نکل گیا، انہوں نے گرتے ہوئے کہا، فنت و دہب  
 الکعبہ، ترجمہ: قسم ہے کعبہ کے خدا کی میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

لخراذ المعاد بحوالہ صحیح صفحہ ۳۹۰-۳۹۱ بن ہشام میں، ہم کی تعداد ہے،

قاتل پر اس فقرہ نے ایسا اثر کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر  
مسلمان ہو گیا۔

حاکم نے باقی سب کو بھی قتل کر دیا۔ کعب بن زید نے جو کشتگان خنجر تسلیم کی او  
میں چھپ کر بچ رہے تھے۔ اس واقعہ کی خبر آنحضرت کو پہنچائی۔

قریش کا پانچواں حملہ عثمانی اسی سال ہجری مسلمانوں کو اضطراباً ماہ رمضان میں مکہ  
یا نسخ مکہ پہنچو حکمتی کرنی پڑی۔ وجہ یہ ہوئی کہ سلمہ میں جو معاہدہ قریش نے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بمقام حدیبیہ کیا تھا، اسکی ایک دفعہ میں یہ تھا:

”دس سال تک جنگ نہ ہوگی۔ اس شرط میں جو قومیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب

لٹنا چاہیں سو وہ ادھر مل جائیں، اور جو قومیں قریش کی طرف لٹنا چاہیں، وہ ادھر مل جائیں“

اسکے موافق جو خرواع بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور بنو بکر قریش کی طرف مل گئے تھے،

معاہدہ کو ابھی دو برس بھی پورے نہ ہوئے تھے، کہ بنو بکر نے بنو خرواع پر حملہ کیا، اور

قریش نے بھی بنو بکر کو اسلحہ سے امداد دی، مگر مہ بن ابوجہل، سہیل بن عمرو معاہدہ پر اسی

دستخط کئے تھے، و صفوان بن امیہ (مشہور سرداران قریش) خود بھی نقاب پوش ہو کر

معہ اپنے حوالی و موالی کے بنو خرواع پر حملہ آور ہوئے۔

ان بیچاروں نے امان بھی مانگی، بھاگ کر خانہ کعبہ میں پناہ بھی لی، مگر ان کو ہر جگہ

بے دریغ ترسوخ کیا گیا، یہ مظلوم جب الہک الہک اپنے خد کے واسطے، اپنے خد کے واسطے کہہ

رحم کی درخواست کرتے تھے، تو یہ ظالم انکے جواب میں کہتے تھے: لا الہ الاہم راج خدا کوئی چیز نہیں

مظلوموں کے بچے کھچے چالیس آدمی جنہوں نے بھاگ کر اپنی جان بچالی تھی، نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے، اور اپنی مظلومی و بربادی کی داستان سنائی، عمرو بن

سالم الخزاعی نے پروردگار میں تمام واقعات گوش گزار کئے، اس نظم کے حجتہ جتہ اشعار درج

۱۔ تاریخ طبری؛ ۲۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۰۹۔

کئے جاتے ہیں۔

اِنَّ قَرِيْشًا اَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَ      وَنَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمَوْكِدَ  
وَجَعَلُوْا لِيْ فِيْ كِدِّاءٍ رَّصَدًا      وَزَعَمُوْا اَنْ لِّسْتُ بِدَعْوَا حِدَا  
وَهُمْ اَدْلُ وَاَقْلُ عَدَا      هُمْ يَلْتَوْنَ بِالْوَتْرِ هَجْدَا  
فَقَتَّلُوْا نَارَكَ حَا وَّلَسَّجَدًا

(ترجمہ) قریش نے آپ سے وعدہ خلائی کی،

انہوں نے اس مضبوط معاہدے کو جو آپ سے کیا تھا توڑ ڈالا۔

ہمیں خشک کھاس کی طرح پامال کر دیا۔

وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ادا کو کوئی نہیں آنے کا،

وہ تو ذلیل ہیں، اور قلیل ہیں،

انہوں نے دبیر میں ہم کو سوتے ہوئے جا لیا۔

ہم کو رکوع و سجود کی حالت میں پارہ پارہ کر دیا۔

(۱) معاہدے کی پابندی، (۲) افریق مظلوم کی دادرسی (۳) دو ستمی قبائل کی آئندہ جفا

کی غرض سید بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سوار ہو گئے، دسہار کی جمعیت ہم کو گھیر گئی، دوسرا ننگو

لے و تیرا بیان کہ کی جانب ایک چشمہ کا نام ہے جس پر بنو خزاعہ آباد تھے، رجمہم البلدان)

لے اس صرع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کچھ لوگ مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ اگرچہ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ بنی خزاعہ کی وجہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ وہ مسلمان نہ ہوئے تھے (مستقول از طبری،

درست ابن ہشام صفحہ ۲۱۱)

لے صحیح بخاری عن ابن عباس کتاب المغازی پچاس باب پڑھئے غول الخزلات ہ باب اورس تیرا محبوب سرخ و سفید  
دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ تھن طے کی مانند کھڑا ہوتا ہے، ملاحظہ کیجئے اسی باب ۶۱ اورس۔ جو اردو میں

آجکل مشن ملک میں پھیلا رہی ہے اسکے الفاظ یہ ہیں ہاں وہ سر یا عشق، کیجئے ہے۔ لے یہ روئے کے بیٹے، یہ میرا پیارا  
یہ میرا جانی ہے، نگہ برانی بائیں کے الفاظ یہ ہیں، غلو مجھے تم زہ دودی دزدہ رمی۔ بلوٹ بیروٹ لالہ، اس کا صحیح

ترجمہ یہ ہے، وہ تو تھیک مجھ ہے۔ میرا فیل۔ میرا صیب یہی ہے، اے دختران بیروٹ، پادری صاحبان کا اتفاق  
ہے کہ غول الخزلات میں ہیکل (قبلہ) نے کسی بوعود بزرگ کے عشق میں ترازہ لگا لیا ہے۔ اسکے بعد پادری صاحبان



کہ راہ میں ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن ابوامیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملاقاتی ہوئے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت آزمائش دی تھیں۔ اور اسلام کے مٹانے میں بڑی بڑی کوششیں کی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بکھا۔ اور اپنا رخ پھیر لیا۔ ام المؤمنین ام سلمہؓ نے عرض کی:

یا رسول اللہ! ابوسفیان آپ کے حقیقی چچا کا بیٹا ہے؛ اور عبد اللہ حقیقی پھوپھی رعا کا بیٹا ہے۔ ان سے قریبی تو محبت سے محروم نہ رہنے چاہئیں۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے ان دونوں کو یہ ترکیب بتلائی کہ جن الفاظ میں براہِ رانِ یوسف علیہ السلام نے معافی کی درخواست کی تھی۔ تم بھی آنحضرت کی خدمت میں جا کر انہی الفاظ کا استعمال کرو؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غمِ جم سے اُمید ہے کہ ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر یہ آیت پڑھی:

”قَالَ اللَّهُ لَقَدْ آثَرْتُكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

اے حضرت سچ کے متعلق فرماتے ہیں، لیکن جب اس زمانہ کے مصنف حضرت سلیمانؑ نے خود ہی نام مبارک ”محمدؐ“ بھی فرمایا۔ اور ان کا پتہ دے دیا۔ کہ وہ ہیکل میں سے نہر آتا دیوس کے دریاں آویگا۔ تو اب مہرِ کا صبح پتہ لگاتے ہیں کوئی شبہ نہیں رہا۔ عبرانی لفظ ”محمدیم“ کا ترجمہ عشق انگیز کرنا سرا با غلط ہے۔

شاید کوئی کہے کہ اس پیشین گوئی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دس ہزار فوج کے ساتھ فاس مکہ پر آنا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ کانام دکھلانے کیلئے دوسرا حوالہ ملاحظہ فرماویں۔ کتاب استغناء مہم باب ۱۲ ہے۔ ”یہ وہ برکت ہے جو کوئی مرد خدا نے اپنے مرنے سے آگے نبی اسرائیل کو بخشی۔ اور اُس نے کہا: خداوند سینا سے آیا۔ اور شیعر سے اپنے طور پر ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے چہرے ہاتھ ایک آنکشی شریعت اُن کیلئے تھی۔“ سینا سے آنے سے موسیٰؑ اور شیعر سے خداوند کے آنے سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ باقی پیشین گوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ہے۔ جو دس ہزار صحابہ کے ساتھ فاران کے پہاڑ سے فاران والوں پر جلوہ گر ہوئے تھے۔ آنکشی شریعت مراد ذرا نی اور آسمانی شریعت ہے۔ کیونکہ موسیٰؑ نے آگ سے خدایا کا کلام سنا تھا۔ ان کی لئے سے مراد یہ تھی کہ اہل مکہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہو جائیں گے۔

لا تریب علیکم الیوم و یغفر اللہ لکم و هو ارحم الراحمین۔

اس وقت ابوسفیان نے عجب جوش و نشاط سے یہ اشعار پڑھے۔

لعمرك انی حین احمِل رابیة  
لتغلب خیل اللات خیل محمد  
لکاملد بل الحیران اظلم لیلہ  
فہذا اوالی حین اهدى فاهند  
ہدانی ہاد غیر نفسی دلی  
الی اللہ من طردتہ کل مطرد  
قسم ہے کہ جن نوں میں نشان جنگ اسلام اٹھایا کرتا تھا۔  
کہ لات دبت کا نام ہی کا لشکر محمد کا لشکر غالب  
اُن نوں میں اُس رایت جیسا تھا جو اندھیر اتنی گہری تھی  
اب وقت کیا کہیں رایت پاؤں۔ اور سید مرتے ہو جاؤں  
مجھے ہادی نے (نہ کہ میرے نفس نے) ہدایت دی ہے  
اور خدا کا رستہ مجھے اس شخص نے بتلایا ہے جسے  
میں نے دھتکار دیا اور چھوڑ دیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں تم تو مجھے چھوڑتے ہی رہے تھے۔  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ اہل مکہ کو اس کی خبر نہ ہونے پائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۱۔ زاد المعاد جلد ۱۔ صفحہ ۴۱۳۔

۲۔ صحیح بخاری عن ابن مقل کتاب المغازی ۶۱۔ فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۴۵۔ ابی حنبلہ کجی ملاکی نبی کی کتاب  
باب ۱۔ درس ۱۔ اور وہ خداوند جب کی تلاش میں تھو۔ ہاں عبدکارول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہرکل میں ناگہاں  
آکر نکلا۔ دیکھو وہ یقیناً آوے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ ۲۔ پر اس کے آنے کے دن کون ٹھہر سکے گا۔  
اور جیتے نمود ہوگا۔ کون ہے جو کھڑا رہے گا؟

اس الہامی عبارت ثابت ہے کہ رسول مہم و موعود کا انتظار اسکی علامات معلوم کرنے کا شوق سبکو  
لگا ہوا تھا۔ اور انبیاء سلف اپنا فرض سمجھتے تھے کہ اسکی علامات بیان کریں۔ ملاکی نبی کی کتاب عندنا قدیم کی سب سے  
آخری کتاب ہے اس لئے اس پیشگوئی کے مصداق یا تو حضرت مسیح ہو سکتے ہیں یا ہمارے دعوے کو موافق  
حضرت محمد رسول اللہ۔ مگر مسیح علیہ السلام بوجہات ذیل اس پیشگوئی کے مصداق نہیں :-

- (۱) آنتی نے اس پیشگوئی کو حضرت مسیح کی بابت نہیں بتلایا حالانکہ اُس نے مسیح کی پیشگوئی کو انجیل میں جمع کر دیا ہے۔
  - (۲) قدیم مصنفین مسیح اور کسی فاضل عیسائی نے بھی اسے مسیح کی بابت نہیں کہا۔
  - (۳) مسیح کو سب عیسائی ابن اللہ کہتے ہیں۔ نہ کہ رسول۔
  - (۴) ہریکل میں دشمن اُن کے سامنے مغلوب نہیں ہوئے۔ بلکہ دشمنوں نے مسیح کو مغلوب کر لیا۔
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پیشگوئی بوجہات ذیل صادق آتی ہے :- (دیکھو صفحہ آئندہ)

کہ جب آنحضرت مکہ تک پہنچ کر باہر خمیہ زن ہو گئے اور اہل مکہ کو باخبر کرنے کے لئے لشکر میں الاوروشن کرنیکا حکم دیا: تب اُن کو خبر ہوئی۔

دوسری صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ فوج مختلف راستوں سے شہر میں داخل ہو۔ اور ان احکام کی پابندی کرے۔

فوج کو ہدایت اور احکام تھے (۱) جو کوئی شخص تھپیا پھینک دے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۲) جو کوئی شخص خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۳) جو کوئی شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ رہے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۴) جو کوئی شخص ابوسفیان کے گھر جا رہے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۵) جو کوئی شخص حکیم بن خزام کے گھر جا رہے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۶) بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

(۷) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

(۸) اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔

شہر میں داخل ہونے والے دستوں میں سے صرف اُس دستہ کا جو خالد بن ولید کے ماتحت تھا۔ کچھ مقابلہ ہوا جس میں اہل مکہ کو بھاگنا پڑا۔ باقی سب دستے بلا مزاحمت شہر میں داخل ہو گئے۔ مقابلہ میں دو مسلمان، ۲۸ مقابل کام آئے۔

(بقایا از صفو گذشتہ) (۱) اپنی ہیکل کا لفظ موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ اُس مکان کی طرف آئے گا جسے ہیکل ہونیکا درجہ خود اسی شخصتاً ہو چنانچہ کعبہ کو آنحضرت نے ہی "قبلہ" قرار دیا تھا۔ اور فتح مکہ سے قریب اسات برس پہلے قرار دے چکے تھے۔

(۲) ناگہان آو گیا۔ خود آنحضرت کی یہ دعائی اللہم ارض علی اذا الفتح حتی یبقیہم فبقتہ (بلذی) اور ایسا ہی ہوا۔ (۳) لفظ رب الافواج بطور براعت الاستہلال ہے۔ کہ وہ اس وقت فوجوں کے ساتھ ہو گا۔

(۴) اہل مکہ میں سے کوئی بھی مقابلہ میں نہ ٹھہر سکا تھا۔

(۵) لفظ عہد کا رسول" انہی معنوں میں ہے جس میں لفظ "وہ نبی" یوحنا پیشٹ (یحییٰ نبی) نے استعمال کیا ہے۔ اور مسیح نے انکار کیا۔ کہ میں وہ نبی نہیں ہوں۔ دیکھو یوحنا اباب ۲۲ درس ۲۔

خدا کا برگزیدہ رسول جس وقت (۲۰۔ رمضان) شہر میں داخل ہوا۔ اس وقت مسجد کا قرآن مجید (سورة الفتح) کی تلاوت فرما رہا تھا اور اونٹ کی سواری پر بیت اللہ کو جا رہا تھا اونٹ پر اپنے ساتھ اپنے آزاد کردہ غلام زید کے فرزند اسامہ رضی اللہ عنہ کو سوار کیا ہوا تھا وہاں پہنچ کر پہلے خدا کے گھر کو بتوں سے پاک کیا۔ اس وقت بیت اللہ کے گرد اگر ۲۶ بت لکھے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کمان کے گوشے (یا چھڑی کی نوک) سے ہر ایک بت کو گراتے جاتے تھے۔ اور زبان مبارک سے یہ پڑھ رہے تھے:-

(۱) جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً (نبی اسرائیل ع)

(۲) جاء الحق وما يبدى الباطل وما يعبد (سبا۔ ۶۷)

اس کام سے فارغ ہو کر عثمان بن ابی طلحہ کو طلب فرمایا۔ ان کے خاندان میں مدت کے کعبہ کی کلید برداری چلی آتی تھی۔

ابتداءً ایام نبوت میں ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عثمان سے فرمایا تھا کہ بیت اللہ کھول دو۔ اس نے انکار کیا تھا آنحضرتؐ فرمایا تھا۔ اچھا۔ تم دیکھ لینا۔ کہ ایک دن یہ کلید میرے ہاتھ میں ہوگی۔ اور میں جسے چاہوں گا۔ اُسے عطا کروں گا۔ عثمان نے جواب دیا تھا

۱۔ اہل حکومت ایسی فتوحات کے موقع پر بڑی طمطراق سے مفتوح شہر میں داخل ہوا کرتے ہیں \*

۲۔ بخاری عن عبد اللہ بن یحقل۔ اب یسیاء نبی کی کتاب باب ۲۱ درس دیکھو جس میں ایک گدھے کے سوا

حضرت مسیح اور جناب محمدؐ اور ایک اونٹ کے سوا کار کا ذکر بطور پیشگوئی کیا گیا ہے۔ گدھے کے سوا حضرت مسیحؑ ہیں

رسول اللہؐ کا منہ کی مخالفت اور اونٹ کے سوا محمدؐ رسول اللہ (دونوں پر خدا کا درود ہو) ہر دو کی حالات کا

مقابلہ کرو۔ حضرت مسیحؑ بیت ایل (بیت المقدس) میں گدھے پر سوار ہو کر گئے۔ دوکانداروں۔ کیوتے فروشوں وغیرہ

کو وہاں سے نکالا۔ اور خدا کے گھر کو مقدس ٹھہرایا۔ محمد مصطفیٰؐ بیت اللہ میں اونٹ پر چڑھ کر گئے۔ اور بتوں کو

وہاں سے نکالا۔ ان ہر دو مقدسین نے یسیاء نبی کی پیشگوئی کو سچا ٹھہرایا \*

۳۔ بخاری عن عبد اللہ بن مسعود۔ پہلی اور دوسری آیت میں بت پرستی کو باطل بتا کر یہ بھی اظہار فرمایا

کتاب اس گھر میں بت نہ رکھے جاویں گے۔ چودہویں صدی گزر رہی ہے اور اس پیشگوئی کی صداقت آشکار ہو

رہی ہے۔ جو نبی باعلام ربانی ایسی زبردست اور واضح پیشگوئیوں کا اظہار فرماتا تھا۔ اس کے برگزیدہ اور صادق

ہونے میں کیونکر کوئی شخص شبہ کر سکتا ہے \*

کہ کیا اس روز قریش کے سب ہی مرد ذلیل و تباہ ہو جائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ وہ اور بھی زیادہ عزت و اقبال سے ہونگے۔

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلید لیکر بیت اللہ کا دروازہ کھولا۔ اندر جا کر ہر ایک گوشے میں اللہ اکبر کے ترانے لگائے۔ اور پھر نماز شکرانہ پڑھتے ہوئے نہایت عجز و نیاز سے رب العزت کو سامنے پیشانی کو خاک پر رکھ کر سجدہ کیا۔ اسی عرصہ میں کہ وہ سب سردار اور سب بڑا بڑے لوگ جمع ہو گئے تھے جنہوں نے۔

(۱) بیسیوں مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ یا کرایا تھا۔

(۲) سینکڑوں مسلمانوں کو اذیت دے دے کر گھبرائے کلاتھا۔

(۳) دین اسلام کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کو براہ کونیکے لئے حبش شام۔ نجد اور یمن تک کے سفر کئے تھے۔

(۴) جنہوں نے بارہا مدینے پر حملے کر کے مسلمانوں کو زمین سوئل پرے چلے جانیکے بعد بھی (پچھن سے نہیں رہے دیا تھا۔

یعنی وہ سب لوگ جو مسلمانوں کے فنا کر نہیں رہے۔ مال سے۔ زور سے۔ تدبیر سے و پھیلار سے۔ مزدور سے و اپنا سدا زور لگا چکے تھے۔ اور انہی ناپاک کوششوں میں اکیس سال تک برابر منہمک رہے تھے۔

خدا کا رسول جسے خدا تمام مخلوق کو واسطے رحمت بنا یا جب بت سے فارغ ہو کر باہر رفتے

افروز ہوا تو حضرت عباس (عم رسول) نے عرض کی کہ کلید بیت اللہ نبی ہاشم کو عطا فرمائی جاگ۔

حق بھدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں۔ الیوم یوم البتہ والوفاء آج کا دن تو سلوک کرنے اور پورے عطیات دینے کا ہے پھر عثمان کو بلایا۔ اُسی کو کلید مرحمت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ جو کوئی تم سے یہ کلید چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔

فتح کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر متعین اور دشمنوں کے سامنے اب رحمۃ للعالمین اس گروں دنی و دشتنی حجت

کی جانب متوجہ ہوئے اور زبان مبارک سے فرمایا :-

یا معشر قریش - ان الله قد ذهب  
عنكم نخوة الجاهلية وتعظمها بالاداء  
الناس من آدم وادم خلق من تراب  
ثم تلا رسول الله صلعم يا ايها الناس  
انا خلقناكم من ذكروا نثى وجعلناكم  
شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم  
عند الله اتقاكم -  
اذهبوا فانتم الطلقاء لا اثريب  
عليكم اليوم

اسے جماعت قریش! خدا نے تمہاری جاہلانہ  
اور باواحد پر اترانے کا غرور توڑ دیا سچ تو یہ ہے  
کہ سب لوگ آدم کے فرزند ہیں اور آدم مٹی سے بنایا  
گیا تھا۔ خدا فرمایا ہے۔ لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد و عورت  
سے پیدا کیا ہے۔ اور گوت اور قبیلے سب بچان کیلئے  
بنادئے ہیں۔ اور خدا کے ہاں تو اس کی زیادہ  
غزت ہو جس میں تقویٰ زیادہ ہے۔  
پھر فرمایا۔ جاؤ۔ تم آزاد ہو۔ اور تم پر آج  
کوئی مواخذہ نہیں۔

اسلام لانیوالوں سے بیعت  
اور اس کی شرائط

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر بیٹھ کر مسلمان ہونیوالوں  
کی بیعت قبول فرمائی۔ اس موقع پر عمر فاروقؓ ایک  
شخص کو پیش کرتے تھے۔

بیعت کرنے والے کو مندرجہ ذیل باتوں کا اقرار کرنا پڑتا تھا۔

(۱) میں خدا کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں۔ صفات میں۔ اور استحقاق  
عبادت و استحقاق استعانت میں شریک نہ کروں گا۔  
(۲) میں چوری نہ کروں گا؛ نہ نانہ کروں گا۔ خون ناحق نہ کروں گا؛ لڑکیوں کو جان سے  
نہ ماروں گا؛ کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا۔

(۳) میں امور حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بقدر استطاعت کروں گا۔

طبری - اس بیعت کے الفاظ کو جو اب اسلامی اور عروج میں لوگوں کی کہلوائے گئی بیعت عقبہ اولیٰ کے الفاظ  
میں مذکور ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیری رات سکیم بردہ میں شیخ باہرہ راہل مدینہ سے کہلوائے تھے مگر  
دیکھو کہ ذرا بھی ٹوٹی نہیں معلوم ہو گا۔ یہی کسوفی آل حضرت کی اعلیٰ شان صدقہ کو ظاہر کرتی ہے۔

خطبہ نبوی

شرائط بیعت نبوی

عورتوں سے مزید اقربیت عورتوں سے مزید اقربیت یہ بھی لئے جاتے تھے۔

کستی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی۔ تپا نچوں سے چہرہ نہ پیئیں گی، نہ سر کے بال کھسکائی، نہ گریباں چاک کریں گی، نہ سیاہ کپڑے پہنیں گی، اور نہ قبر پر سوگواری میں بیٹھیں گی۔

عورتوں سے بیعت لینے کا طریق عورتوں سے بیعت لینے کا طریق یہ تھا کہ پانی کے باسن

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ ڈال کر نکال لیتے، پھر بیعت کرنے والی اسی باسن میں اپنا ہاتھ ڈالتی۔ دوسرے مواقع پر صرف اقرار زبانی لیکر ہی تکمیل بیعت فرمایا کرتے۔

فتح سے دو سہ دن کا ذکر ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ فضالہ بن عمیر نے موقعہ دیکھ کر ارادہ کیا۔ کہ آنحضرت کو قتل کر ڈالے۔ جب وہ اس ارادہ سے قریب پہنچا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا فضالہ آتا ہے؟ فضالہ بولا۔ ہاں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنے دل میں بھی کیا ارادہ کر رہے تھے؟ فضالہ نے کہا۔ کچھ نہیں۔ میں تو اللہ اللہ کر رہا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کے ہنس پڑے۔ اور فرمایا۔ اچھا تم اپنے خدا سے اپنا لئے معافی کی درخواست کرو۔ یہ فرما کر اپنا ہاتھ بھی اس کے سینہ پر رکھ دیا۔

فضالہ کا بیان ہے۔ کہ ہاتھ رکھ دینے سے مجھے بہت اطمینان قلب حاصل ہوا۔ اور آنحضرت کی محبت اس قدر میرے دل میں پیدا ہو گئی۔ کہ حضورؐ سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہیں رہا۔ اس نے کہا۔ فضالہ! ایک بات سُنئے جاؤ۔

میں نے جواب دیا۔ نہیں نہیں، خدا اور اسلام ایسی باتوں سے مجھے منع کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کا بیان نامکمل رہ جائیگا۔ اگر عفو و تقصیرات کا جو کہ میں فراموش نہیں، ذکر نہ کیا جائے۔ واضح ہو کہ۔ کہ میں دخل ہونے سے پہلے تمام فوج کو ہدایت

کر دی گئی تھی کہ کسی شخص پر حملہ نہ کریں۔ لیکن چار مرد۔ دو عورتیں جو اپنے سابقہ جرائم کی وجہ سے واجب القصاص تھیں، اعلان کر دیا گیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔

ان چار مردوں میں سے صرف ابن جہل قتل کیا گیا۔ یہ پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔ ایک رفداس نے اپنے غلام کو اس لئے قتل کر دیا۔ کہ وقت پر کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ قتل کے بعد بھاگ آیا تھا۔ باقی تین، عکرمہ بن ابوجہل۔ ہبار بن الاسود۔ اور عبد اللہ بن ابی سرح کو معافی دی گئی۔ آ۔ عکرمہ، علاوہ انہیں کہ ابوجہل کا بیٹا تھا۔ اور ہبار مسلمانوں سے جنگ کر چکا تھا۔ اب حال میں بھی بنو خزاعہ کو جو کہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ تباہ کرنے کا باعث ہی تھا۔

۲۔ ہبار نے سیدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ وہ مکہ سے مدینہ کو ہوج میں بیٹھی جا رہی تھیں۔ نیزہ مارا، اور کچا وہ گرا دیا تھا؛ اس صدمہ سے اُنکا حمل ساقط ہو گیا۔ اور بالآخر اسی صدمہ سے انہوں نے وفات پائی تھی۔

۳۔ عبد اللہ بن ابی سرح کہنے لگا تھا۔ کہ وحی تو میرے پاس آتی ہے۔ اور محمدؐ تو مجھ سے سن کر لکھوا دیتے ہیں۔

اللہ اکبر۔ ایسے مجرمین پر رحم فرما۔ نبی الرحمتہ ہی کا کام ہے!۔ دو عورتوں میں سے ایک عورت کو جو قتل عہد کا ارتکاب کر چکی تھی، ستر قصاص دی گئی تھی۔ معافی پانے والوں میں ہندہ زوجہ ابوسفیان بھی ہے۔ اس عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا کلیجہ سینہ سے نکال کر دانتوں سے چبایا۔ اُن کی ناک، کان کو کاٹ کر۔ تاکہ گے میوے کو کر گئے کا ہار بنایا تھا۔

وہ تہنی کو بھی معافی دی گئی جس نے امیر حمزہ (اسد اللہ و رسولہ) کو دھوکے سے مارا تھا۔ اور پھر نقش کو بے حرمت کیا تھا۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عسکر نبویؐ نے مکہ فتح نہیں کیا تھا۔ بلکہ خلقِ محری

۱۔ سنن ابوداؤد عن سعد ۱۷۸۰ علماء میں بھی اختلاف ہے کہ مکہ فتح ہوا یا صلح سے اُس پر قبضہ ہوا۔

مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ



اور عفو و رحم مصطفوی نے اہل مکہ کے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔

فتح کے بعد غنیمت کے طور پر کفار کے مال و جنس پر قبضہ کر لیا تو کیا ذکر ہے۔

مسلمانوں کو انکی جائیدادیں فتح کے بعد واپس نہیں دلائی گئیں کر لیا تھا۔ اب ان مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جائیدادیں واپس

دلائے جانیکے درخواست کی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی اس خواست کو بھی نامنظور فرمادیا۔

گویا حضور کا مدعا یہ تھا کہ جن چیزوں کو تم خدا کیلئے چھوڑ چکے اب انکی واپسی کیوں سوال کرتے ہو؟

فتح مکہ کا بیان (جسکے ضمن میں انبیاء گزشتہ کے کئی صحیفوں کی پیشگوئیاں مندرج ہیں)

ختم کرنے سے پیشتر میں ناظرین کو ایک اور زبردست پیشگوئی پر توجہ دلانا ہوں۔

قرآن مجید میں سورہ یوسف ہے جسکا نزول مکہ میں ہوا تھا۔ اس سورہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے ذلک من انباء الغیب نوحید الیک یہ غیب کی خبریں ہیں جس کی وحی

بھیجی جاتی ہے۔

اب ناظرین حضرت یوسف علیہ السلام (جو الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم کے

خطاب سے مخاطب ہیں) کے حالات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ وسلم کو حالات کی مماثلت معلوم کر

(۱) حضرت یوسف پر وجود ان کے روحانی کمالات کے ان کے بھائیوں نے حسد کیا

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے بھائیوں نے حسد کیا۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام چاہ کے اندر رہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار کا اندر

(۳) حضرت یوسف علیہ السلام نے چند سال تھکن میں بسر کئے تھے۔ اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سال شعب ابی طالب میں محصور ہو کر گزاریے تھے۔

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام کو وطن سے بے جاہ و جلال ملا۔ اور اس

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے باہر مدینہ میں جانے کا یہابی ہوئی۔

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام کو سامنے قحط کوئی نہیں لگا بھائی التجا لیکے گئے اور حضرت

جائیدادیں وافر کفار قبضہ

ماثلت حالات حضرت یوسف و آنحضرت صلی

کے سامنے بھی حضورؐ کے بھائیوں نے ایسی درخواست پیش کی صحیح بخاری باب ۱۱۱۱  
میں ہے کہ جب مکہ میں قحط شدید پڑا تو یوسفیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا  
کہا: یا محمد جئت تارنا بصلۃ الرحمۃ فادعوا للہ لنا محمد آپ تو اپنی تعلیم میں رحم  
اور قربتداروں سے سلوک کا حکم دیا کرتے ہیں، دیکھ ہم قحط سے مر رہے ہیں۔ دعا  
کیجئے کہ یہ مصیبت ٹلے اور آنحضرتؐ کی دعا سے قحط رفع ہوا تھا۔

(۶) حضرت یوسفؑ نے مصر سے کنعان کو اپنے بھائیوں کے لئے غلہ بھیجایا اور  
آنحضرتؐ نے انہیں آئناں کو حکم دے کر سچرے مکہ میں غلہ بھیجایا تھا۔  
(۷) حضرت یوسفؑ کی عظمت کو بالآخر ان کے بھائیوں نے تسلیم کیا تھا اور آنحضرتؐ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا بھی انکے بھائیوں کو بالآخر اقرار کرنا پڑا تھا۔

(۸) حضرت یوسفؑ نے اپنے ایزاد ہندہ بھائیوں کے لئے یَغْفِرُ اللہ لکم کی عافیت  
مندی اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے چچے بھائی یوسفیان بن الحارث بن عبد  
المطلب اور عبد اللہ بن امیہ کو جنہوں نے برسوں حضورؐ کو ستایا تھا اسی دعا سے شاد کام فرمایا تھا  
(۹) حضرت یوسف علیہ السلام کے علوم و تربیت کا اظہار انکے والد یعقوب علیہ السلام نے  
کیا تھا اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر فتح مکہ کے دن حضورؐ کے چچا عباسؓ  
جن کو حدیث میں رَضَوَابُ، مثل پدر فرمایا گیا ہے، ایمان لائے تھے۔

(۱۰) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو لا تَتُوبَ عَلَیْکُمُ اللہ کہہ کر دعا  
فرمایا تھا اور آنحضرتؐ نے اپنے بھائیوں کو لا تَتُوبَ عَلَیْکُمُ اللہ کہہ کر دعا  
طیبہ نورسند فرمایا تھا۔

چونکہ ان حالات کی اطلاع آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں یہ گیتی تھی اور سورہ یوسفؑ کا  
اعلان مکہ ہی میں منکروں کے اندر ہو چکا تھا جن کا ظہور اتم فتح مکہ تک ہو گیا اور سورہ یوسفؑ کا  
کو بھی فتح مکہ سے مناسب تھا جس کا اور تمام سورہ آنحضرتؐ کیلئے پیشگوئی کا حکم کہتی ہے۔

فتح مکہ کے نتائج۔ اسلام میں  
بکثرت اُصل ہونے کی وجوہات

فتح مکہ کے بعد جو صلح اور معافی سے ہزار درجہ بڑھ گیا ہے، اسلام لانے والوں کی تعداد کثیر و کثیر ہو گئی تھی۔ اسکے چند اسباب ہیں:-

(۱) آپ کے قبائل اسلام سلئے کر کے ہوئے تھے کہ وہ قریش کے ہم عہد تھے اور اسلام لانے پر ان کے دشمنی کے تھا۔

(۲) آپ کے قبائل اسلام کے سلئے کر کے ہوئے تھے کہ وہ قریش کے مقابل میں بہت کمزور تھے اور ان کے تعلقات پارشتہ داری قریش کیساتھ وابستہ تھے اور ان کا خیال تھا کہ اسلام لانے سے وہ تعلقات بھی منقطع ہو جائیں گے اور یہ لوگ قریش کے غیظ و غضب کے مورد بھی بن جائیں گے۔

(۳) بہت سے قبائل کی رائے تھی کہ مسلمانوں کا مکہ پر قابض ہونا ہی صحیح نشان ان کی صدا کا اور مقبول خدا ہونی کا ہو سکتا ہے، کیونکہ سینکڑوں سال سے قوی روایات ان میں چلتی تھیں کہ مکہ پر کوئی ایسا شخص فتح نہیں پاسکتا جس کے ساتھ رب العالمین کی نصرت تائید ہو۔

فبقولون اترکوه وقومہ فانہ ان  
ظہر علیہم قہو بنی صادق

”صحیح بخاری عن عمرو بن سلمہ پڑھا“  
”توضہ و رسچانی ہے“

یہ ہمنوز مختلف قبائل میں بیسیوں بوڑھے ایسے موجود تھے جنہوں نے فاتحین میں ابرہہ جی کے ہالیش ہزار لشکر جہار کو مکہ پر حملہ آور ہونے دیکھا تھا۔ اس لشکر میں اچھی بھی سنھے۔ اور

انہی فتح ہو فیروز سید نے اپنی کتاب تاریخ العرب صفحہ ۳۳ میں لشکر حبش کی تعداد چالیس ہزار تحریر کی ہے اور لکھا کہ جنرل برہہ الاشدرم نے جو زمین میں نجاشی کا نائب سلطنت بھی بن گیا تھا، صنعا میں ایک گرجا تعمیر کیا تھا جسکی عمارت نہایت عجیب تھی وہ چاہتا تھا کہ عرب کا سارا مال اس گرجے کے سالانہ حج کو آکے جیسا کہ کعبہ کے حج کو جاتے ہیں جب اسے دیکھ کر اسے میرا گرجا نہیں ہوئی تو بکریاں لے کر لے کر آیا تھا۔ عبد اللہ بن زہری شاعر قدیم اپنے قصیدہ میں اس کی بات کہتا ہے: و اسئل امیر الجیش عنہا ماری: و لسوف یلجی الجاہلین علیہا۔ ستون سال پہلے یوں اہم

بلکہ فہم حبش بعد الاکیاب ستمہا نہ ذرا بوجھو کہ آرمی کے جنرل نے کیا کچھ دیکھا جسے خبر ہے وہ پیچہ کو بتلاو گا کہ ساتھ ہزار میں سو کوئی بھی اپنے ملک کو زندہ نہ کیا گیا تھا۔ اور اگر کوئی ہزار پڑنا واپس گیا بھی۔ تو وہ بھی بچا تھا۔ چونکہ یہ فیروز سید نے لکھا ہے کہ جنرل اربا (Arbat) نے سر ہزار فوج لے کر حبشہ میں آیا تھا اسلئے

عجیب نہیں کہ عربی شاعر کا بیان تعداد فوج کے متعلق صحیح ہو۔ اور اسٹرم جہار یا طاکا نائب راقاں بن یمن میں دس ہزار فوج چھوڑ کر ساتھ ہزار فوج مکہ پہنچا ہوا ہے۔

ابرہہ کی خاص سواری کا ہاتھی محمود نسل کا تھا۔  
 ان بوڑھوں نے اپنی آنکھ سے آج سے ساٹھ برس پیشتر ان حبشیوں کو مکہ پر حملہ کرتے  
 بھی دیکھا، اور یہ بھی دیکھا تھا کہ اہل مکہ اُنکے بڑے گھریار کو چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر  
 جا رہے تھے، اور شہر میں ایک بھی شخص حملہ آور فوج کا مقابلہ کرنے والا نہ رہ گیا تھا۔ باریہ انہوں  
 نے دیکھا تھا کہ فوج خستہ و برباد ہوئی، اور سردار فوج با حال تباہ و خراب ایسی حالت میں بھاگا  
 کہ نہ فوج ساتھ تھی، نہ ہاتھی، بلکہ سب کے لاشے مکہ سے چار کوس پر سے سڑ رہے تھے۔

ان بوڑھوں کو اب تک عبد مناف اور ابرہہ کی گفت و کلام بھی یاد تھی کہ جب ابرہہ  
 کا لشکر مکہ کی سرحد پر اُتر آ تو انہوں نے اہل مکہ کے مویشی جو جنگل میں چر رہے تھے، پکڑ لئے۔  
 اُن میں عبد مناف کے بھی تین اونٹ تھے، عبد مناف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ادا تھے، اور  
 اُس وقت مکہ کے سردار وہی تھے، خوب لمبے، چوڑے، سُرخ و سفید، شکل سے امارت و عجب  
 برساتا تھا، یہ خود حبشیوں کے لشکر میں گئے، اور سردار نزل خانہ کی واسطی ابرہہ کو ملے، اُس نے  
 تعظیم دی، ابرہہ بڑھلایا، اور پوچھا: کہ کس طرح تشریف لائے؟

عبد مناف نے کہا: ہمارے مویشی آپ کی فوج نے پکڑ لئے ہیں، براہ مہربانی اُنکے چھوڑ دینے کا حکم دیدیجئے،  
 ابرہہ بولا: جب آپ آئے تھے، تو میرے دل میں آپ کی بڑی وقعت پیدا ہوئی تھی، لیکن  
 آپ کی باتیں سُن کر اب نہ وہ وقعت قائم رہی نہ عزت،  
 عبد مناف نے پوچھا: یہ کیوں؟

ابرہہ بولا: دیکھو میں اسلئے آیا ہوں کہ تمہارے اس عبادت خانہ کو گرا دوں، اُسے تم  
 سے زیادہ مقدس مکان سمجھتے ہو، اور جس کے سامنے میرے تعمیر کردہ کلیسیا کی وقعت اب تک عرب  
 کی نگاہ میں کچھ بھی نہیں، ہوئی، تم اپنے اس مقدس مکان کے بچاؤ کا ذرا بھی ذکر نہیں کرتے، اور اپنے

لے ہاتھوں کی ایک عظیم طاقت نوعِ حق، جو اب دنیا سے ناپید ہو گئی ہے، فکرِ نیرنی بان میں نسلِ نام (Marmatt)  
 ہے عرب نے اسی کو عرب کہہ کر محمود بن ابیالیہ سے اذتاریخ الدول العربیہ

۲۰ ہارنہ مانہ ۱۹۱۱ء میں بھی فتح ملایا، رماحہ لکھنؤ کے پابھی زندہ ہیں، بلکہ جنگ کریم کے دیکھنے والے بھی، +

موشیوں کو اُس سے زیادہ قیمتی سمجھتے ہو۔

عبدالمناف نے کہا، نہیں، میں موشیوں کو اُس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا، بات یہ ہے کہ میں موشیوں کا مالک ہوں۔ اور مجھے اُنکی فکر ہے، اور اس گھر کا مالک ایک اور ہے۔ اُسے اپنے گھر کا خود ہی خیال ہو گا، مجھے اس فکر کی ضرورت نہیں۔

افرض جب مسلمانوں کا تہ پرالسی کامیابی و آسانی کے ساتھ قبضہ ہوا، تو اسلام لانے والوں کے سامنے سے معاہدات کی روک ٹوک گئی، قریش کا دباؤ اور عرب بھی جاتا رہا، اور مسلمانوں کا مقبول خدا ہونا بھی انہوں نے اپنے مقرر کردہ معیار کے موافق دیکھ لیا۔ اور ان وجوہات سے اسلام لانے والوں کی کثرت ہو گئی۔

تب سے آخری درجہ تھی، وہ یہ ہے کہ اب اسلام کی حقیقت کے سمجھانے اور اسلام کی تبلیغ کرنے میں عظیم الشان کام کے سامنے کوئی روک ٹوک اور دقت باقی نہ رہی تھی، واعظ آزادی سے منادی کرتے تھے، سامعین آزادی و اطمینان سے وعظا سنتے تھے، اور اسلام کی کشش کا مل لوگوں کو اپنی جانب خود بخود کھینچ کھینچ لیتی تھی۔

ہوازن ثقیف کے حملے کی رافعت  
جنگ خبین کا سوال شد

دیدیں۔ تو اہل مکہ کے جس قدر باغات و جاگیرات طائف میں ہیں، وہ بلاد نجد ہمارے ہو جائیں گے، اور مسلمانوں کو بت شکنی کے جرم کا انتقام بھی لیا جاسکے گا۔

انہوں نے بنی مضر و بنی بلال کے قبیلوں کو بھی اپنے ساتھ لیا لیا، اور چار ہزار بہادری لیکر مکہ کو روانہ ہوئے۔ اور وادی خبین میں آئے، انہوں نے اپنے سردار مالک بن عوف کے مشورہ سے اپنے زن و بچہ، مال و مویشی کو بھی ساتھ لے لیا تھا، تاکہ اس ندرت کا یہ فائدہ بتلایا تھا کہ زن و بچہ، مال و مویشی کو چھوڑ کر کوئی شخص بھی میدان جنگ سے فرار نہیں اختیار کرے گا۔

لے فتح البلدان بلاذری صفحہ ۶۳۔

یہ خبر شکر بنی صلی اللہ علیہ وسلم بھی (جو کعبہ کے متصل اور حرم کی سرزمین پر جنگ کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے) مکہ سے آگے بڑھے۔

اسلامی لشکر میں مکہ کے وہزار اشخاص اور بھی شامل ہو گئے تھے۔ اس تعداد میں مسلم بھی شامل تھے اور بت پرست معابد بھی فوج کی مجموعی تعداد بارہ ہزار ہو گئی تھی۔ فوج کو اپنی کثرت پر غرور بھی ہو گیا تھا اور اسی لئے وہ مراحل حرم و احتیاط سے دور بھی تھی۔ دشمن ایک تنگ اور دشوار گزار درہ میں گھات لگائی اور اپنے تیراندازوں کو وہاں ٹھلایا جب لشکر اسلام کا اگلا حصہ جس میں زیادہ تر طوائف تھے، یا ایسے لالہ بالی نوجوان تھے کہ کسی کے پاس ہتھیار بھی نہ تھے یا لڑائی کی ضرورت کے موافق نہ تھے دشمن کی زد میں بچھڑ جا پہنچا تو انہوں نے اتنے تیر برساتے کہ ان کو سرسبزہ ہو کے بھاگنے ہی کی سوجھی نہ رہی۔ ایک سو صحابی میدان میں کھڑے رہ گئے تھے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چاروں طرف سے حملہ آوروں کو بڑھتے اور اپنے لشکر کو بھاگتے دیکھا تو بنی ظہر شجاعت و استقامت کا نمونہ دکھلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے اترے اور یہ فرمانا شروع کیا۔

إنا النبي لا كذب إنا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں! میں عبد المطلب کا فرزند ہوں۔ مطلب یہ تھا کہ میرے صدق کا معیار کسی فوج کی شکست یا فتح نہیں ہے بلکہ میری صداقت خود میری ذات ہے۔

اب عباس عم بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مہاجرین و انصار کے چہرے سے بلانا شروع کیا۔ وہ سب آواز سننے ہی کو ترمذوں کی ٹکڑی کی طرح پہلی ہی آواز پر بیٹھے۔ اب فوج کی ترتیب از سر نو کی گئی۔ انصار و مہاجر کو آگے بڑھایا گیا۔ غنیم اس حملہ سے بھاگ نکلا اور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

۱۔ مسلم عن براء بن عازب باب جنگ خندق

۲۔ صحیح بخاری عن ابن عباس

۳۔ صحیح بخاری عن ابن عباس

۱۲) ان کا سردار مالک بن عوف جنگی مردوں کو لیکر قلعہ طائف میں جا ٹھہرا۔  
 ۱۳) آدو سرگروہ جس میں اُنکے اہل و عیال تھے اور زر و مال تھا، او طاس کی گھائی

میں جا چھپا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ طائف کے محاصرہ کا حکم دیا، اور او طاس کی طرف بوعامر شمری کو بھیجا۔  
 ابو عامر نے وہاں پہنچ کر دشمن کے اہل و عیال اور زر و مال پر قبضہ کر لیا۔ جب نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو او طاس کا نتیجہ معلوم ہوا، تو قلعہ کے محاصرہ اٹھانے کا حکم دیا کیونکہ ان لوگوں  
 پر اہل و عیال کے جاتے رہنے کی بھاری مصیبت پڑ چکی تھی۔

او طاس میں ۲۴ ہزار اونٹ، ۴۰ ہزار بکریاں، چار ہزار اونٹنی، چاندی، اور چھ ہزار زر  
 بچہ مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی میدان جنگ کے قریب جا ٹھہرے ہوئے تھے کہ قبیلہ ہوازن کے  
 چھ سردار آئے۔ اور انہوں نے رحم کی درخواست پیش کر دی۔

انہیں رہ لوگ تھے جنہوں نے طائف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے تھے، اور آخری تہ  
 وہاں سے زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ علیہ وسلم کو بیہوشی کی حالت میں اٹھا کر لائے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں خود تمہارا انتظار کر رہا تھا اور اسی انتظار میں  
 قریب دو ہفتہ ہو گئے کہ ال غنیمت کو بھی تقسیم کیا گیا تھا، میں اپنے حصہ کے، اور اپنے خاندان کے حصہ کے  
 قیدیوں کو باسانی چھوڑ سکتا ہوں، اور اگر میرے ساتھ صرف افسار و مہاجر جی ہوتے، تو سب کا

سلہ میرا نبی کی کتاب ۹ باب ۲ درس ۲ کھو۔ جس میں مکہ کی فتح اور جنگ خنین کا ذکر اور اس بھاری غنیمت  
 کے لٹنے کا بیان ہے۔ کتاب کے الفاظ یہ ہیں: اُٹھو قیدار پر چڑھو۔ اور پورب کے لوگوں کو ہلاک کر دو، اُنکے  
 غیموں اور اُنکے گلوں کو دے لے لیں، اور اُنکے سامنے برتنوں اور اُنکے ادبوں کو دے اپنے لئے لیتے جائیں۔  
 دافع ہو کہ قیدار پر چڑھائی سے مراد مکہ پر چڑھائی ہے۔ جہاں قریش فرزدان قیدار آباد تھے۔ اور پورب

دلوں سے مراد خنین طائف کے لوگ ہیں، دیکھو خنین مکہ سے پورب کی طرف ہے۔

۱۴) مسیح بخاری عن مسوز و مروان کتاب المغازی و افعہ خنین۔

چھوڑ دینا بھی مشکل تھا۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ اس شکر میں میرے ساتھ وہ لوگ بھی ہیں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے۔ اسلئے ایک تدبیر کی ضرورت ہو۔ تم کل نماز صبح کے بعد آنا اور مجمع عام میں اپنی درخواست پیش کرنا، اُس وقت کوئی صورت نکل آئیگی فرمایا تم خواہ مال کا واپس لینا پسند کرو یا اہل و عیال کا۔ کیونکہ حملہ آور شکر کو خالی رکھنا دشوار ہے۔

دوسرے دن وہی سردار آئے۔ اور انہوں نے مجمع عام میں اپنے قیدیوں کی نمائی کی درخواست بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔

بنیظرفیاضی اور رحم | نبی الرحمتہ نے فرمایا میں اپنے اور بنو عبدالمطلب کے قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے رہا کرتا ہوں۔ انصار و مہاجر نے کہا: ہم بھی اپنے اپنے قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے آزاد کرتے ہیں۔ اب بنی سلیم و بنی فزارہ رہ گئے۔ انکے نزدیک عجیب بات تھی کہ حملہ آور دشمن پہلے خوش قسمتی سے زیر ہو گیا ہو، ایسا رحم و لطف کیا جائے۔ اسلئے انہوں نے اپنے حصہ کے قیدیوں کو آزاد کرنا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا۔ ہر ایک قیدی کی قیمت پچھ اونٹ قرار پائے۔ قیمت بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر دی، اور اس طرح باقی قیدیوں کو بھی آزادی دلائی۔ پھر سب قیدیوں کو اپنے حضور سے لباس پہنا کر رخصت فرما دیا۔

دودھ پلائی کی بیٹی کی عورت | ان قیدیوں میں دانی حلیہ کی بیٹی شیماء بنت الحارث بھی تھی۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دودھ کی بہن کو پہچانا، اور اسکی نشست کیلئے اپنی چادر زمین پر بچھا دی۔ فرمایا اگر تم میرے پاس ٹھہرو۔ تو بہتر ہے۔ اور اگر قوم میں واپس جانا ہے تو اعتبار ہے اس لئے واپس جانا چاہا۔ اور اُسے عورت و اکرام کے ساتھ اسکی قوم میں بھیج دیا گیا۔

مخلصین کے افلاک کا نمونہ | مال غنیمت بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ تقسیم فرما دیا، عطیے کے بڑے بڑے حصے ان لوگوں کو عنایت فرمائے تھے جو تھوڑے دن سے اسلام لائے ہوئے تھے۔ انصار کو جو نہایت مخلصین تھے اُس میں سے کچھ بھی دیا تھا۔ فرمایا: انصار کے ساتھ میں خود ہوں لوگ مال لیکر اپنے اپنے گھر جائینگے۔ اور انصار بنی اللہ کو ساتھ لیکر اپنے گھروں میں مل ہونگے۔



انصار اس فرمودہ پر اتنے خوش تھے کہ مال والوں کو یہ سترت حاصل نہ تھی اسے  
دو شاہد اند مرا خیبر و حنین کہ تو وہی بجود ہر آنچہ بد فتح بستانی

﴿﴾

## فصل

(یہودیوں کی شرارتیں، عہد شکنی، جیلے اور مسلمانوں کی مدافعتیں)

لفظ یہود سے اگرچہ صرف وہی ایک قبیلہ مراد ہونا چاہیے جو یہود ابن یعقوب کی نسل  
سے تھا۔ لیکن اصطلاحاً اپنی اسرائیل کے بارہ قبائل ہی کا قومی نام ہی پڑ گیا ہے اپنی اسرائیل  
اپنے ابتدائی زمانہ میں خدا کی مقبول اور برگزیدہ قوم تھی۔ لیکن آخر میں وہ خدا سے اس قدر  
دور ہوتے گئے کہ خدا کے غضب کے مستحق ٹھہرے۔

حضرت مسیح جیسے رحم دل نے ان کی حالتوں کو دیکھ کر انہیں سانپا ورسا کے بچے  
بتلایا تھا۔ اور یہ بھی خبر دی تھی کہ خدا کی بادشاہت اس قوم سے لی جا کر ایک نئے دوسری قوم  
کو دی جاوے گی۔ جو اس کے اچھے پھل لائے۔

جب اس بشارت کے ظہور کا وقت آگیا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی  
بہترین تعلیم کی تبلیغ شروع کی۔ تو یہود نے سخت بیچ و تاب کھایا۔ اور آخری نبی نہیں کیا  
کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی ظلم و ستم کا ہما جگہا بنایا جائے۔ جیسا کہ مسیح کو بنا چکے تھے  
یہود اگرچہ باوجود کے پہلے ہی اس معاہدہ کر کے امن کا پیمانہ باندھ چکے تھے۔ لیکن فطری  
شرارت نے زیادہ دیر تک چھپا رہنا پسند نہ کیا۔ معاہدہ ڈیڑھ سال کی بعد شریعتوں کا آغاز ہو گیا۔

یہود کی پہلی شرارت۔ بلوہ جب مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی جانب گئے ہوئے تھے۔  
قتل در خارج بنو قینقاع انہی دونوں کا ذکر ہے کہ ایک مسلمان عورت بنو قینقاع کے محلے میں دوڑے

بچے گئی چند یہودیوں نے شرارت کی اور اُسے سر بازار برہنہ کر دیا۔ عورت کی چیخ پکار سن کر ایک مسلمان موقع پر جا پہنچا، اُس نے طیش میں آکر فساد انگیز یہودی کو قتل کر دیا۔ اس پر سب یہودی جمع ہو گئے ماس مسلمان کو بھی مار ڈالا۔ اور بلوہ بھی کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے واپس آکر یہودیوں کو اس بلوہ کے متعلق دریافت کرتے کیلئے بلایا، انہوں نے معاہدہ کا کاغذ بھیج دیا۔ اور خود جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

یہ حرکت اب بغاوت تک پہنچ گئی تھی۔ پہلوؤں کو یہ سن کر دنگی کہ یہ نہ چھوڑ دیں اور نہ سیریں آباد ہوں۔

یہودی کی دوسری شرارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی پہلی سازش کے عنوان میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ قریش نے مدینہ کے بُت پرستوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کی بابت خط لکھا تھا مگر آنحضرت کی زیر کی ودائاتی سے انکی یہ تدبیر کارگر

نہ ہوئی۔ اب بدر میں شکست پانے کے بعد قریش نے یہود کو پھر لکھا۔

کہ تم جا ملو اور قلعوں کے مالک ہو، تم مجھ سے لڑو، ورنہ ہم تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا کریں گے۔ تمہاری عورتوں کی پازیں تک اتار لیں گے، اس خط کے ملنے پر بنو نضیر نے عہد شکنی کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فریب کرتے کا ارادہ کر لیا۔

س۔ ہجری کا ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قحطی میں چنہ فراہم کرنے کیلئے بنو نضیر کے محلہ میں تشریف لیگئے۔ انہوں نے آنحضرت کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا دیا، اور تدبیر کی کہ ابن جہاش ملعون دیوار کے اوپر جا کر ایک بھاری پتھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گرا دے۔ اور حضورؐ کی زندگی کا خاتمہ کر دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں جا بیٹھنے کے بعد باعلام ربانی اس شرارت کا علم ہو گیا، اور حفاظت الہی سے بچ کر چلے آئے۔

بالآخر بنو نضیر کو یہ سن کر دنگی، کہ خیر جا کر آباد ہو جائیں، انہوں نے چہ سو اڑھائی ہزار روپے لے کر

لے کر ابو داؤد عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک۔ باب فی خبر النضیر۔

بلوہ - پہلی شرارت

دوسری شرارت

(۲) بنی فزارۃ زیر کمان عتبہ بن حصینؓ

(۴) بنوا شمعون و اہل نجد ... زیر کمان مسعود بن وخیلہ

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا  
عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِيَْنَا أَبَدًا

شامہ بیچا نہی کی کتاب پہلے میں پیشگوئی موجود ہے۔ باغی لڑکے دولت و خزانہ لیکلاس قوم کے پاس ملاتے ہیں جس سے  
 اُن کو کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ کچھ فائدہ نہ ہونے کا ظہور جنگ خیر میں ہو ا تھا۔  
 ملے پھٹاس جنگ کو یہودیوں کی جنگ میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ یہودی ہی تمام قبائل کو اشتعال دلانے اور زمین پر  
 چڑھا کر لانے والے تھے، اگرچہ حملہ دروہ میں قریش بھی شامل تھے۔ اور دیگر بت پرست قومیں بھی، اور زیروہ  
 قدار بت پرستوں کی تھی۔

۳۳ زاد المعاد مشهور ۳۴ ج ۱ طبری ج ۲ صفحہ ۲ ص ۵ طبری ج ۱ ر ۳ صفحہ ۳ ص ۵ صحیح بخاری عن ابن عمر

خندق کھودنے پر پھر توڑنے، مٹی ہٹانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی صحابہ کو مدد دیتے تھے، سینہ مبارک کے بال مٹی سے چپکے تھے۔ اور ابن رواحہ کے اشعار ذیل کو باوازی بلند پڑھتے تھے:

اللهم لولا انت ما احدثنا	اے خدا تیرے سوا ہم ہدایت تھی کہاں،
ولا تصدقنا ولا صلينا	کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم کواہ،
فانزلن سكينه علينا	اے خدا ہم پر سکینہ کا تو فرما۔، نزول،
وثبت الاقدام ان لا قينا	دشمن کا جائے۔ تو ہم کو کرعطا یا رہنمات،
ان الاعداء قد بغوا علينا	بے سبب ہم پر دشمن غلام سوچھ کئے ہیں،
اذا ارادوا قتلتنا ايها	قتلہ گریں نہیں بھاتی ہمیں قتلہ کی بات،

مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ اسلامی لشکر مدینہ ہی کے اندر اس طرح اتر آئے کہ سامنے خندق تھی اور پس پشت کو شلح۔ بنو قریظہ یہودی (جو مدینہ میں آباد تھے اور جن پر یہاں ہندی معاہدہ مسلمانوں کا ساتھ دینا ضروری و لازمی تھا، ان سے شب کی تاریکی میں جی بن خضب یہودی سردار بنو نضیر جا کر ملا اور انہیں نقض عہد پر کاہدہ کہنے لگی طرف ملا لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کئی نقیب (جو ملا بھی اُنکے پاس بار بار سمجھاتے کو بھیجے۔ مگر انہوں نے صاف صاف کہہ دیا: "مجھ کوں ہے کہ ہم اُس کی بات مانیں۔ اُس کا ہم سے کوئی عہد و پیمان نہیں۔"

اسکے بعد بنو قریظہ نے شہر کے امن میں بھی فطرتِ انشا شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں کی رُوپ اور بچوں کو خطر میں ڈال دیا۔ بنا چاری اُن تین ہزار مسلمانوں میں سے بھی ایک حصہ کو شہر کے امن عامہ کی حفاظت کیلئے علیحدہ کرنا پڑا۔ بنو قریظہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جب باہر سے دشمن دشمن کا جراثیم حملہ آور ہوگا۔ اور شہر کے اندر غدر پھیلے گا کہ ہم مسلمانوں کی عافیت تنگ کر دینگے تو دنیا پر مسلمانوں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا۔

۱۔ صحیح بخاری عن انس رضی اللہ عنہ

۲۔ زاد المعاد صفحہ ۳۶۷

۳۔ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۴۱

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ طبعاً جنگ سے نفرت تھی، اسلئے آپؐ یہ بھی صحابہ سے مشورت کی کہ حملہ اور سرداران غطفان سے ایک تہائی پیداوار ثمر میوہ پر صلح کر لی جائے، لیکن انصار جنگ کو ترجیح دی۔ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے اس تجویز کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جن جنوں یہ حملہ اور قبائل شرک کی نجاست میں آلودہ اور بت پرستی میں مبتلا تھے، ان دنوں بھی ہمیں انکو ایک چومارہ تک نہیں دیا۔ آج جبکہ غنائے ہمیں اسلام پر مشرف فرمادیا ہے تو ہم نہیں کیونکر پیداوار کا ثلث دے سکتے ہیں، ان کیلئے ہمارے پاس تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

حملہ آور فوج کا محاصرہ بیس دن تک باکھی کبھی اکے کے کا مقابلہ بھی ہوا۔ عمر بن عبد الجوانپنے آپ کو ہزار جوانوں کے برابر سمجھا کرتا تھا، جدر کر ارشیرشکار رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ بھی مقابلہ میں ہلاک ہوا، اہل مکہ نے نوفل کی لاش لیتے لے دس ہزار درہم مسلمانوں کے پیش کو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لاش دید و قیمت درکار نہیں ہے۔ جب وہ اس عرصہ میں محصور مسلمانوں کو کوئی مورچہ نہ لے سکے، تو انکے حوصلے ٹوٹ گئے۔

آخر ایک رات تمام لشکر اپنے ڈیرے ڈنڈے اٹھا کر رنو چکر ہو گیا۔

بنو قریظہ کا انجام | اس مصیبت سے رہائی کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کو بلا بھیجا کہ وہ سامنے آکر اپنے اس طریق عمل کی وجہ بیان کریں، اب بنو قریظہ قلعہ بند ہو بیٹھے، اور لڑائی کچی پوری تیاری کر لی، اس وقت مسلمانوں کو یہ معلوم ہوا کہ بنو نضیر کا سردار جیس بن اخطب جو بنو قریظہ کو مسلمانوں سے مخالف بنائے آیا تھا، اب تک انکے قلعے کے اندر موجود ہے۔

بنو قریظہ کا یہ غدر انکی پہلی حرکت ہی نہ تھی، بلکہ جنگ بدر میں انہوں نے قریش کو (جو مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے) اسلحات سے مدد دی تھی، مگر اس وقت رحم دل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا تھا۔

اب انکے قلعہ بند ہو جانے سے مسلمانوں کو مجبوراً لڑنا پڑا، ہماذی الحج محاصرہ کیا گیا جو

۲۵ دن تک ہا محاصرہ کی سختی سے بنو قریظہ تنگ آ گئے۔ انہوں نے قبیلہ آؤس کے مسلمانوں کو جن سے ان کا پہلے سے ربط و ضبط تھا، بیچ میں ڈالا۔ اور بنی سلمہ علیہ وسلم سے منوالیا کہ بنو قریظہ کے معاملے میں سعد بن معاذ کو جو آؤس کے سردار قبیلہ تھے حکم (سرتوج) و منصف تسلیم کیا جائے، جو فیصلہ سعد کرے۔ خدا کا بنی سلمہ اُسی کو منظور کرے۔

بنو قریظہ قلعہ سے نکل آئے۔ اور مقدمہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا گیا۔ خدا جانے بنو قریظہ کے یہودیوں اور آؤس کے مسلمانوں نے سعد بن معاذ کو حکم بناتے ہوئے کیا کیا امیدیں ان پر لگائی ہوں گی، مگر ضروری تحقیقات کے بعد اس جنگی مرد نے یہ فیصلہ دیا۔

(۱) بنو قریظہ کے جنگجو مرد قتل کئے جاویں۔

(۲) عورتیں اور بچے مملوک بنائے جاویں۔

(۳) مال تقسیم کیا جائے۔

اس فیصلہ کی تعمیل کے متعلق صحیح بخاری میں جو روایت ابو سعید خدری سے ہے اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کا مرد قتل کئے گئے تھے، لیکن اس حدیث میں عورتوں اور بچوں کے مملوک بنائے جانے یا مال تقسیم کئے جانے کا کچھ ذکر نہیں اس فیصلہ کے متعلق ناظرین یہ بھی یاد رکھیں کہ یہودیوں کو ان کے اپنے منتخب کردہ منصف نے قریباً وہی سزا دی تھی کہ جو یہودی اپنے دشمنوں کو

لے کر قریباً ہی سزا سئلے لکھا گیا ہے کہ یہودی اپنے قیدیوں کو اس سے زیادہ سخت سزا دیا کرتے تھے۔ کتاب توراۃ میں لمتی کا ۱۳ باب از ۱ تا ۳۴ درس ناظرین پڑھ کر دیکھیں۔

۹۔ بنی اسرائیل نے میان کی عورتوں، ان کے بچوں کو اسیر کیا، ان کے مویشی اور بھینٹ بکری اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ اور ان کے سارے شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے، اور ان کے سب قلعوں کو چھڑک دیا۔

۱۴۔ موسیٰ... نے قصہ ہوا کہ کیا تھے سب عورتوں کو جیتا رکھا پائے۔ تم ان بچوں کو چنے لڑکے ہیں سب کو قتل کر دو۔ اور ہر ایک عورت جو مرد کی محبت سے واقف تھیں، جان سے مارو۔ ۱۸۔ لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کی محبت سے واقف نہیں ہوئیں ان کو اپنے لئے زندہ رکھو۔

رنگ وید۔ چوتھے منڈل کے منظر ۱۰۔ رچا ۱۰ میں ہے کہ یہ نے پچاس ہزار سیاہ فام دشمنوں کو لڑائی میں تباہ و غارت کیا، صفحہ ۳۴۔ قیم ہندوستان۔

رنگ دید منڈل ۱۰۔ منظر ۹۔ رچا ۷۔

یہودیوں سے حکم بنایا

دیا کرتے تھے۔ اور جو ان کی شریعت میں ہے؛  
 ہمارے پاس یا مبراور کر نیکی جو بات اور نظائر موجود ہیں۔ کہ اگر بنو قریظہ اپنا معاملہ نبی کریم  
 صلعم کے سپرد کرتے۔ تو انکو زیادہ سے زیادہ جو سزا دی جاتی، وہ یہ ہوتی، کہ جاؤ، خبر میں آباد ہو جاؤ،  
 بنو قریظہ اور بنو نضیر کا معاملہ اسکی نظیر بنو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان بنو قریظہ میں سے بھی بعض کو  
 جرم شامانہ سے اس فیصلہ کی تعمیل سے مستثنیٰ فرمایا تھا۔ مثلاً: یہ یہودی کیلئے مہربان عیال و فرزند  
 و مال مانگی کا حکم دیا تھا۔ اور رفیع بن ثمریٰ یہودی کی بھی جان بخشی فرمادی تھی۔

—X—X—X—

## فصل

”عیسائیوں سے جنگ“

عیسائی اقوام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ اچھا رہا۔ ایک دو حاکمان ملک کے شخصی طور  
 پر آنحضرت سے غنا کیا۔ لیکن جہور کا اُس سے تعلق نہ تھا۔ تفصیل سے اسکی توضیح ہوتی ہے۔ کہ  
 صرف ایک عیسائی سردار کے ساتھ ایک جنگ ہوئی، اور ایک سفر انکے حملہ آور ہونے کی خبر اڑ  
 جانے پر کیا گیا ہے اور بس۔

دو عیسائی اسلام کا انتقام یا جنگ موتہ، نمونہ شام کے ایک قصبہ کا نام ہے، یہاں کے سردار شرییل بن  
 باہ، جمادی الاول سنہ ہجری ۱۱ عمر و غسانی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حارث بن عمر رضی  
 اللہ عنہ کو جو دعوت اسلام کا خط لیکر روانہ ہوا تھا، قتل کر دیا تھا۔

واقیہ تاریخ صفحہ ۱۴۱ پر مبنی واسوں (غلاموں) کو دو ٹکڑوں میں قطع کر دیا، قضا و قدر نے اُن کو اسی واسطے

پیدا کیا تھا، صفحہ ۱۴۱ پر دیکھیں، ۲۰ رجب ۱۱۔

وہ اندیشہ و ترس کو قتل کیا، اور جس قصبے سے قصبہ ورکاؤں کے کاؤں بالا کرے، وہ جو کالہ واسوں  
 کی فوجوں کو تباہ کرتا ہے، صفحہ ۱۴۱ اردو ترجمہ قدیم ہندوستان کی تہذیب و تمدن پر مشتمل آر سی۔ دت جی۔  
 اے تاریخ طبری صفحہ ۵۸۰۔





تحم جزام، عاملہ نعمتان وغیرہ بھی انکے ساتھ شامل ہیں۔ گویا وہ اس سکت کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ جو ہتمام موتہ قیصر کے حاکم اور قیصر کی فوج کو ہوئی تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ حملہ آور فوج کی مدافعت عرب کی سر زمین میں داخل ہونے سے پہلے پہلے مناسبت تانکہ اندرون ملک کے امن میں خلل واقع نہ ہو۔

یہ متقابلہ ایسی سلطنت سے تھا جو نصف دنیا پر حکمران تھی اور جسکی فوج ابھی حال ہی میں سلطنت ایران کو نیچا دکھا چکی تھی۔

مسلمان بے سرو سامان تھے۔ سفر دور و دراز کا تھا۔ عرب کی مشہور گرمی خوب زوروں پر تھی۔ دینے میں میوے پاک گئے تھے، میوے کھانے اور سایہ میں بیٹھنے کے دن تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری سامان کیلئے عام چندہ کی فہرست کھولی۔ عثمان غنیؓ نے ۹۰۰ اونٹ ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار چندہ میں دئے۔ انکو مجھن جیش العصر کا خطاب ملا۔

عبدالرحمن بن عوف نے چالیس ہزار درہم، عمر فاروقؓ نے تمام اثاثا البیت لقمہ و جنس کا نصف جو کئی ہزار روپیہ تھا پیش کیا۔ ابو بکر صدیقؓ جو کچھ لائے۔ اگرچہ وہ قیمت میں کم تھا۔ مگر معلوم ہوا کہ وہ گھر میں اللہ اور رسول کی محبت کے سوا اور کچھ بھی باقی نہ چھوڑ کر گئے تھے۔

ابو عقیل انصاریؓ نے دو سیر چھوہارے لاکھ پیش کئے اور یہ بھی عرض کی کہ رات بھر پانی نکال نکال کر ایک کھیت کو سیراب کر کے چار سیر چھوہارے مزدوری کے لایا تھا۔ دوسیر بیوی بچے کے لئے چھوڑ کر باقی دو سیر لے آیا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان چھوہاروں کو جملہ قیمتی مال و متاع کے اوپر بکھیر دو۔

غرض ہر ایک صحابی نے اس موقع پر ایسے ہی خلوص و فرائض کی کو کام لیا۔ قریباً ۱۰۰ شخص جو دکھاؤ لئے ترجمہ یہ ہے۔ ناقہ زوہ لشکر کا سامان بنادینے والا (ابن خلدون)

کے مسلمان تھے۔ بہانے کر کے اپنے گھروں میں رکھئے۔ بعد ازاں عبد بن ابی سلول مشہور منافق نے ان لوگوں کو اطمینان دلایا تھا کہ اب محمد اور اس کے ساتھی بیٹے واپس نہ آسکیں گے۔ تبصر انہیں قید کر کے مختلف ممالک میں بھیج دیا۔

خدا کا بنی تیس ہزار کی جمعیت سے تبوک کو روانہ ہوا۔

مدینہ پر سار بن عوف کو خلیفہ بنایا اور علی مرتضیٰ کو مدینہ میں ابن ہریت کی ضرورت کیلئے اور فرمایا لشکر میں سوار یوں کی بڑی قلت تھی۔ ۱۸ شخصوں کیلئے ایک اونٹ مقرر تھا۔ اس کے نہ ہونے سے کثیر جگہ رختوں کے پتے کھانے پٹے۔ جس سے ہونٹ سوج گئے تھے۔ پانی بعض جگہ ملا ہی نہیں اونٹوں کو اگرچہ سوازی کیلئے پہلے ہی کم تھے۔ خرچ کر کے انکی معاش کا پانی پیا کرتے تھے۔

الغرض صبر و استقلال سے تمام تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے تبوک پہنچ گئے۔

ابھی تبوک کے راستے ہی میں تھو کہ علی مرتضیٰ بھی پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ منافقین بعد میں حضرت علیؑ کو چڑھانے اور کھجانے لگے تھے۔ کوئی کہتا تھا سمجھ کر چھوڑ دیا۔ کوئی کہتا تھا سر کھانے چھوڑ دیا۔ ان باتوں کو شیر خدا کو غیرت آئی۔ دو منزلہ شہ منزلہ طے کرتے ہوئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ لمبے لمبے سفر اور سخت گرمی کی تکلیف سے پاؤں متورم تھے۔ اور چھکے پڑ گئے تھے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا ترضی ان تكون منی بمنزلتہ ہارون من موسیٰ الا انہ لا بنی بعدی۔ علی تم اس پر خوش نہیں ہوتے کہ تم میرے لئے ویسے ہی ہو۔ جیسا کہ موسیٰ کیلئے ہارون تھے۔ گو میرے بعد کوئی بنی نہیں۔ یہ سن کر علی مرتضیٰ خوش و خرم ہوئے۔ کو واپس تشریف لے گئے۔

سیدنا علی مرتضیٰ کی مناقب

۱۔ طبری ۲۔ صحیحین ۳۔ تاریخ النبوة ۴۔ میل  
۵۔ مجمع البحار ۶۔ ابن سعد بن ابیہ باب غزوہ تبوک حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون کو بنی اسرائیل پر اس وقت چھوڑ گئے تھے۔ جب انہوں نے کوہ طور پر۔ ۴۰ دن کا میقات پورا کیا تھا۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کا مفصل ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے بعد حضرت موسیٰ کے جو خلیفہ ہوئے۔ ان کا نام یوشع بن نون ہے۔

تبوک شہنشاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قیام فرمایا، اہل شام پر اس لیے حرکت کا اثر ہوا کہ انہوں نے عرب پر حملہ آور ہونے کا خیال اس وقت چھوڑ دیا اور اس حملہ وری کا بہترین موقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا زمانہ قرار دیا۔  
تبوک میں ایک نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر و نہایت جامع وعظ فرمایا تھا، ذیل میں اسے مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ ہم نے اس میں صرف اس قدر صرف کیا ہے کہ ہر فقرہ پر نمبر شمار لگا دئے ہیں:

اللہ پال کی بہترین حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

اما بعد

- |  |                                 |
|--|---------------------------------|
| (۱) ہر ایک کلام کو صدق میں بڑا کر اللہ کی کتاب ہے۔         | (۱) فان اصدقت الحادیث کتاب اللہ |
| (۲) سب سے بڑا کر بھروسہ کی بات تقویٰ کا کلمہ ہے۔           | (۲) واثق العری کلمۃ التقویٰ     |
| (۳) سب نیکوں کو بہتر ملت براہیم علیہ السلام کا ہے۔         | (۳) وخیر المملی ملت ابراہیم     |
| (۴) سب طریقوں کو بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ | (۴) وخیر المسنن سنۃ محمد        |
| (۵) سب باتوں پر اللہ کے ذکر کو شرف ہے۔                     | (۵) واشرف الحدیث ذکر اللہ       |

۱۰ ملا لایا کہ یہ کلمہ کیسی جگہ ذکر کا شفات یوحنا باب ۱۳ اور ۱۴ میں ہے۔ تبوک ہی کے متصل تھا، عرب اسے انقصہ کہتے تھے۔ حجاز ریلوے کی سڑک میں اس کے ٹھنڈے پائے گئے۔ زمانہ نبوی میں اس جگہ عیسائی تواریخ یاد تھیں۔ اسلئے قیام تبوک میں ان اقوام میں تبلیغ اسلام بھی کی گئی۔ اور ان سے معاہدات بھی کئے گئے۔ عیسائیت پر قائم تھے الی توام کو مذہب کی آزادی دی گئی۔ اور ان کے جان و مال (آ) حفاظت کا ذمہ سداؤں سے لپٹے اوپر لیا۔ اس طرف چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی عیسائیوں کی تھیں۔ مثلاً اکیہ۔ دوتہ الجندل میں (۱) اور یوحنا ابلہ کافر تھوڑا تھا۔ انکی حکومتوں کو قائم رکھا گیا۔ اہل اذریج بھی عیسائی تھے اور آواز قبائل تھے۔ ان کو انکی حالت پر چھوڑا گیا۔ معاہدات میں جس فیاضی سے بے تعلقی بلکہ محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ آج تک مستلزم ہے۔ عیسائیوں نے نئے یروشلم اور وہ ان کا نام جس کا ذکر کثرتاً باب ۱۱ میں ہے۔ اسی جگہ فرمایا تھا:

الیدر دانی در تہجد ل جسے خالد بن ولید نے شکار پھیلے گرفتار کیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر معاہدہ کرنے کے بعد پھر مسلمان ہو گیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ

عیسائیوں کے ساتھ فیاضانہ معاہدات

(۶) واحسن القصص هذا القرآن۔  
 (۷) وخیر الامور عوازمها۔  
 (۸) وشر الامور محدثاتها۔  
 (۹) واحسن الهدی هدی الانبیاء۔  
 (۱۰) واشرف الموت قتل الشهداء۔  
 (۱۱) واعلی العلی فضلالہ بعد الہدے۔  
 (۱۲) خیر الاعمال ما نفع۔  
 (۱۳) وخیر الہدی ما اتبع۔  
 (۱۴) وشر العی عی القلب۔  
 (۱۵) والید علیا خیر من الید السفلی۔  
 (۱۶) وما قل وکفی خیر مما کثر واللہ۔  
 (۱۷) وشر المعذرة حین یحضر الموت۔  
 (۱۸) وشر الذمۃ یوم القیامۃ۔  
 (۱۹) ومن الناس من لا یاتی الخلاء ذرا۔  
 (۲۰) ومنہم من لا یدکر اللہ الا بھما۔  
 (۲۱) ومن اعظم الخطاء اللسان الذی یوب۔  
 (۲۲) وخیر الغنی غنی النفس۔  
 (۲۳) وخیر الزاد التقوی۔  
 (۲۴) وراس الحکمة مخافة اللہ عزوجل۔  
 (۲۵) وخیر ما وقفی قلوبہ لیقین۔  
 (۲۶) والارباب من الکفر۔

(۶) سب بیانات پاکیزہ تریہ قرآن ہے۔  
 (۷) بہترین کام اولو العزمی کے کام ہیں۔  
 (۸) امور میں بدترین امر وہ ہے جو نیا نکالا گیا ہو۔  
 (۹) انبیاء کی روش سب دشمنوں کو خوب تر ہے۔  
 (۱۰) شہیدوں کی موت کی قیامت سے قیامتوں بزرگ تر ہے۔  
 (۱۱) سب بزرگ اند جان کر ای سو جو پاک ہے۔  
 (۱۲) عملوں میں عمل چھاپے جو نفع دہ ہو۔  
 (۱۳) بہترین ہوش وہ ہے جس لوگ چل سکیں۔  
 (۱۴) بدترین کوری رول کی کوری ہے۔  
 (۱۵) بلند رتہ بہت ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔  
 (۱۶) تقوی اور نیکوئی کا پتہ چھاپے جو غفلت میں ہے۔  
 (۱۷) بدترین ذمہ وہ ہے جو حین کی موت کی جا۔  
 (۱۸) بدترین رتہ ہے جو قیامت کو ہوگی۔  
 (۱۹) بعض لوگ کہتے ہیں گزول چھپے ہوئے ہیں۔  
 (۲۰) انہیں بعض لوگ ہیں اللہ کا ذکر بھی کرتے ہیں۔  
 (۲۱) گناہوں کو عظیم تر جھوٹی زبان ہے۔  
 (۲۲) سب بڑی تو مگری دل کی تو مگری ہو۔  
 (۲۳) سب عمدہ توشہ تقوی ہے۔  
 (۲۴) دانائی کا سر پہ ہے کہ خدا کا خوف دل میں ہو۔  
 (۲۵) دلنشیں ہو نیکی کو بہترین چیز یقین ہے۔  
 (۲۶) شک پیدا کرنا کفر کی شاخ ہے۔

(۲۷) والیباحة من عمل الجاهلیة

(۲۸) والغلول من حرجهم

(۲۹) والسكرکي من التار

(۳۰) والشعر من ابليس

(۳۱) والخمر جتماع الاشر

(۳۲) وشر الماکل ماکل مال یتیم

(۳۳) والسعيد من وعظ بغيره

(۳۴) والشقی من شقی فی بطن امه

(۳۵) وصلاح العمل خواتمه

(۳۶) وشر الرویا رویا الکذب

(۳۷) وکل ما هوات قریب

(۳۸) وسباب المومن مشوق

(۳۹) وقتاله کفرأ -

(۴۰) واکل محمد من حصیة الله

(۴۱) وحرمة ماله - کحرمة دمه

(۴۲) ومن یتالی علی الله یکنایه

(۴۳) ومن یغفر یغفر له

(۴۴) ومن یعف یعف الله عنه

(۴۵) ومن یکظم الغیظیا لجره الله

(۴۶) ومن یضرب علی الرزیه یوضبه الله

(۴۷) ومن یتبع السمعیة یج الله

(۲۷) بین سے رونایا اہلیت کا کام ہے -

(۲۸) چوری کرنا عذاب جہنم کا سامان ہے -

(۲۹) بامست ہونا آگ میں پڑنا ہے -

(۳۰) شعر ابلیس کا حصہ ہے -

(۳۱) شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے -

(۳۲) بدترین روزی یتیم کا مال کھا جانا ہے -

(۳۳) سعادتمند وہ ہے جو دوسرے کے نصیحت پر تابت ہے -

(۳۴) اصل بخت جو اس کے پیٹ میں ہی بدبخت ہو -

(۳۵) عمل کا سراپا اس کا بہترین انجام ہے -

(۳۶) بدترین خواب وہ ہے جو جھوٹا ہو -

(۳۷) جو بات ہو نیوالی ہو وہ مدت قریب ہے -

(۳۸) مومن کو گالی دینا فسق ہے -

(۳۹) مومن کو قتل کرنا کفر ہے -

(۴۰) مومن کا گوشت ناپاکی غیبت کرنا اللہ کی محبت ہے -

(۴۱) کلاما دوری سر پر لیا جی ہم ہی جیسا کہ اس کا خون

(۴۲) جو خدا سے تنگنا کرتا ہے خدا اسے جھٹلاتا ہے -

(۴۳) جو کسی عیب چھپاتا ہو خدا اسے عیب چھپاتا ہے -

(۴۴) جو معافی دیتا ہے اسے معافی دی جاتی ہے -

(۴۵) جو غصہ کو پی جاتا ہو خدا اسے اجر دیتا ہے -

(۴۶) جو نقصان پر صبر کرتا ہے خدا اسے بخت دیتا ہے -

(۴۷) جو حق کو پیلاتا ہو خدا اسے روائی کا دم دیتا ہے -

(۴۸) ومن یصد یضعف اللہ لہ

(۴۹) ومن یعصی اللہ یعذبہ اللہ۔

(۵۰) ثُمَّ اسْتَغْفِرُ ثَلَاثًا

(۴۸) جو صبر کرتا ہے خدا اسے بڑھاتا ہے !

(۴۹) جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اسے عذاب دیتا ہے !

(۵۰) پھر تین دفعہ استغفار پڑھ کر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ کو ختم فرمایا۔

ذوالجہادین کی فات ایام قیام نبوک میں ذوالجہادین کا انتقال ہوا۔ اس مخلص کے ذکر سے واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منہلس و محلس صحابہ پر کفن و مزیارہ عینیت فرمایا کرتے تھے۔

اُن کا نام عبد اللہ تھا۔ ابھی بچہ ہی تھے کہ باپ مر گیا۔ چچا نے پرورش کی تھی جب جوان ہوئے تو چچا نے اونٹ، بکریاں، غلام، مکران کی حیثیت رست کر دی تھی۔ عبد اللہ نے اسلام کے متعلق کچھ سنا اور دل میں توحید کا ذوق پیدا ہوا۔ لیکن چچا سے اس قدر ڈرتا تھا کہ اظہار اسلام نہ کر سکا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ ہوئے گئے تو عبد اللہ نے چچا سے جا کر کہا کہ پیارے چچا! مجھے برسوں انتظار کرتے گزر گئے کہ آپ کے دل میں اسلام کی تحریک پیدا ہوئی ہے اور آپ کب سلمان ہوتے ہیں، لیکن آپ کی حال ہی پہلے کا سا چلا جاتا ہے۔ میں اپنی عمر پرزیوہ اعتماد نہیں کر سکتا! مجھے اجازت فرمائیے کہ میں سلمان ہو جاؤں۔

چچا نے جواب دیا تو دیکھ۔ اگر تو محمد کا دین قبول کرنا چاہتا ہے۔ تو میں سب کچھ تجھ کو چھین دوں گا۔ تیرے بدن پر چادر اور تہ بند تک باقی نہ رہے۔ دوں گا۔

عبد اللہ نے جواب دیا کہ چچا صاحب! میں مسلمان ضرور بنوں گا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہی قبول کروں گا۔ شرک اور بت پرستی سے میں سبزار ہو چکا ہوں۔ اب جو آپ کی منشاء ہے کیجئے اور جو کچھ میرے قبضے میں زرد مال وغیرہ ہے۔ سب سنبھال لیجئے۔ میں جانتا ہوں کہ ان سب چیزوں کو آخر ایک روز یہیں دنیا پر چھوڑا جاتا ہے۔ اس لئے میں ان کے لئے سچے دین کو ترک نہیں کر سکتا۔

سے بیہقی والتوفی ۳۳ھ فی الدلائل وما کم من حدیث عقبہ بن عامر منقول زوائد المعاد جلد ۱ صفحہ ۴۲۲

عبداللہ نے یہ کہہ کر بدن کے کپڑے ہٹا رکھے اور مادر زاد ہرہندہ ہو کر ماں کے سامنے کیا۔ ماں دیکھ کر حیران ہوئی کہ کیا ہو! عبداللہ نے کہا میں مومن اور موصوفہ ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں۔ ریشہ پوشی کیلئے کپڑے کی ضرورت ہے۔ مہربانی فرما کر دیدیکھئے! ماں نے ایک کبیلہ پیدا کردیا عبداللہ نے کبیلہ بھاڑا، آدھے کاٹہ بند نہایا، آدھا اوپر لیا، اور پیٹنے کو روانہ ہو گیا، علی الفصح مسجد نبوی میں پہنچ گیا، اور مسجد سے لگا کر منظرہ بیٹھ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد مبارک میں آئے تو اسے دیکھ کر پوچھا کہ کون ہو؟ کہا میرا نام عبدالعزیٰ ہے، فقیر و مسافر ہوں، عاشق جمال اور طالب ہدایت ہو کر درود تک آپہنچا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا نام عبداللہ ہے، اور ذوالجہادین لقب، اتم ہمارے قریب ہی ٹھہرو، اور مسجد میں رہا کرو۔ عبداللہ اصحاب صفہ میں شامل ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر اسے کچھ نہ کہو، یہ تو خدا اور رسول کے لئے سب کچھ چھوڑ چھا کر آیا ہے۔

اس صفہ چوترہ کہتے ہیں مسجد نبوی کے سچن میں ایک چوترہ تھا، جو لوگ ٹھہر مار تے تو دنیا کا ذرو مال آسائیا، آرام چھوڑ کر تعلیم دین و اسلام کے لئے آیا کرتے تھے۔ وہ اس چوترہ پر ٹھہر کر تھے، اسلئے اہل صفہ کے نام سے مشہور تھے، یہ عاشقان صداقت تھے، پیاس کی مصیبت اور گرمی سردی کی تکالیف برداشت کرتے، مگر دنیا کی کوئی تکلیف اسلام کی تعلیم، قرآن مجید کا درس لینے سے انکی روک نہ بن سکتی تھی، نہ ہی اس سے وہ لوگ تیار ہوتے تھے، جو مختلف ملکوں میں جا کر اشاعت اسلام کرتے تھے۔ انہی میں سے حضرت ابوہریرہؓ ہیں جو پانچ ہزار احادیث کے راوی اور اسلام کے مبلغ ہیں، زیادہ مفصل حال ہماری کتب سبیل الرشاد یعنی سفر نامہ حجاز میں پڑھنا چاہئے۔

عبداللہ کے سامنے غور و تہوک کی تیاری ہونے لگی۔ تو یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ دعا فرمائے کہ میں بھی اہل خدا میں شہید ہو جاؤں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ کسی درخت کا چھلکا اُتار لاؤ۔ جب عبداللہ چھلکا لے آئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چھلکا اسکے بازو پر باندھ دیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا: "آئی! میں کفار پر اس کا خون حرام کرتا ہوں! عبداللہ نے کہا: یا رسول اللہ میں تو شہادت کا طالب ہوں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب غزا کی نیت سے تم نکلو اور پھر تپ آجائے! اور مرجاؤ۔ تب بھی تم شہید ہی ہو گے!

تب تک پہنچ کر یہی ہوا کہ تپ چڑھا اور عالم بقا کو سدھا گئے۔ بلال بن حارث مرنے کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ کے دفن کی کیفیت دیکھی ہے!

"رات کا وقت تھا! بلالؓ کے ہاتھ میں چراغ تھا! ابو بکرؓ و عمرؓ اس کی لاش کو لپی میں رکھ رہے تھے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی قبر میں اترے تھے! اور ابو بکرؓ و عمرؓ سے فرما رہے تھے: ادباً الیٰ اہل! اہل! کہ اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو! آنحضرتؐ نے قبر پر انٹیاں بھی اپنے ہاتھ سے رکھیں۔ اور پھر دعائیں فرمایا!

اتھی تاج کی شام تک میں اس سے خوشنود رہا ہوں! تو بھی اس سے راضی ہو جا!

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کاش! اس قبر میں دبایا جاتا!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مع انجیر مدینہ منورہ پہنچ گئے!

جو منافقین یہ سمجھ گئے تھے کہ اب محمدؐ اور اس کے دوست قید ہو کر کسی دور و دست

جزیرہ میں بھیجے جائیں گے اور صحیح و سالم مدینہ پہنچیں گے۔ وہ اب شپیان ہوئے! اور انہوں نے

ساتھ نہ چلنے کے جھوٹ موٹ عذر بنائے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو معافی دیدی

لیکن تین مخلص صحابی بھی تھے! جو اپنی معمولی سستی و کمالی کی وجہ سے ہم کاب جانے

سے رہ گئے تھے! ان کو اپنی صداقت کی وجہ سے ایک امتحان بھی دینا پڑا!

مخلص غریب کی تدفین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سرور



ان میں سے ایک بزرگ صحابی نے اپنے متعلق جو کچھ اپنی زبان کو بیان کیا ہے، میں  
اسی کو اس جگہ لکھ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

یہ بزرگوار کعب بن مالک انصاری ہیں۔ اور ان ۳۷ سابقین میں سے ہیں جو عقبہ  
کی بیعت ثانیہ میں حاضر ہوئے تھے، اور شعراء خاص میں سے تھے۔

کعب بن مالک کا امتحان کتب کا بیان ہے کہ اس سفر میں میرا گھر پر رہ جانا، ابتلاء محض تھا۔  
سنت طریق سے ایسا کرنے کا نہ میرا ارادہ تھا، اور نہ کوئی عذر تھا، سفر کا جملہ سامان مرتب  
تھا، عمدہ اونٹنیاں میرے پاس موجود تھیں، میری مالی حالت ایسی اچھی تھی کہ پہلے کبھی نہ  
ہوئی تھی، اس سفر کیلئے میں نے دو مضبوط شتر بھی خرید کئے تھے، حالانکہ اس سے پیشتر میرے  
پاس دو اونٹ کبھی ہوئے تھے، لوگ سفر کی تیاری کرتے تھے، اور مجھے ذرا تردد نہ تھا، میں  
سوچ رکھا تھا کہ جس روز کوچ ہو گا، میں چل پڑوں گا، لشکر اسلام جس روز روانہ ہوا،  
مجھے کچھ تھوڑا سا کلام تھا، میں نے کہا، خیر میں کل جا لوں گا، دین روز اسی طرح سستی او  
تہ بند میں گزر گئے، اب لشکر اتنی دوزنکل گیا کہ اس سول سکنا مشکل ہو گیا، مجھے  
نہایت صدمہ تھا، کہ یہ کیا ہوا؟

میں ایک دزد گھرنے نکلا، مجھے اُن منافقین کے سوا جو جھوٹا موٹ عذر کرنے کے  
عادی تھے یا جو معذور تھے، اور کوئی بھی راستے میں نہ ملا، یہ دیکھ کر میرے من بدن کو رنج و غم  
کی آگ لگ گئی، یہ دن میرے اسی طرح گزر گئے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپس بھی تشریف لے آئے  
اب میں حیران تھا، کہ کیا کروں، اور کیا کہوں، اور کیونکر خدا کے رسول کے عتاب سے بچاؤ کروں  
لوگوں نے مجھے بعض حیلے بتائے، مگر میں یہی فیصلہ کیا کہ نجات سچ ہی سے مل سکتی  
ہے، آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا  
اور تہم فرمایا، تبستم علم میں نہ تھا، میرے تو ہوش اُسی وقت جاتے رہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کعب تم کیوں رگٹے کٹتے، کیا تم اے پاس کوئی سامان

میانہ تھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس تو سب کچھ تھا۔ میرے نفس نے مجھے غافل بنایا، کالی نے مجھ پر غلبہ کیا۔ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا۔ اور مجھے حیران و خذلان کی گرداب میں ڈال دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اپنے گھر ٹھہرو، اور حکم الہی کا انتظار بعض لوگوں نے کہا۔ دیکھو، اگر تم بھی کوئی حیلہ بنا لیتے، تو ایسا نہ ہوتا۔ میں نے کہا۔ وحی الہی سے میرا جھوٹ کھل جاتا۔ اور پھر میں کہیں کا بھی نہ رہتا۔ معاملہ کسی دنیا دار سے نہیں بلکہ اللہ کے رسول کے ساتھ ہے۔ میں نے دریافت کیا، کہ جو حکم میرے لئے ہوا ہے کسی اور کے لئے بھی ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ ہاں، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کی بھی یہی حالت ہے۔ یہ سن کر مجھے ذرا تسلی ہوئی، کہ دوسرے صالح اور بھی میری جیسی حالت میں ہیں۔ پھر رسول خدا نے حکم دیا۔ کہ کوئی مسلمان ہمارے ساتھ بات چیت نہ کرے، اور نہ ہمارے پاس آکر بیٹھے۔ اب زندگی اور دنیا ہمارے لئے وبال معلوم ہونے لگی۔ ان دنوں میں ہلال اور مرارہ تو گھر سے بھی باہر نہ نکلے، کیونکہ وہ بوڑھے بھی تھے لیکن میں جوان اور دلیر تھا۔ گھر سے نکلتا، مسجد نبوی میں جاتا۔ نماز پڑھ کر مجلس مبارک کو ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم محبت بھری نگاہ اور گوشہ چشم سے مجھے دیکھا کرتے۔ میری خوشگئی کا ملاحظہ فرمایا کرتے، اور جب میں حضور کی جانب تکلف اٹھاتا تو حضور اعتراض فرماتے۔

مسلمانوں کا یہ حال تھا، کہ نہ کوئی مجھ سے بات کرتا، نہ کوئی میرے سلام کا جواب دیتا۔ ایک روز میں نہایت رنج و الم میں مدینہ سے باہر نکلا۔ ابو قتادہ میرا چھپر اٹھائی تھا۔ اور ہم دونوں میں نہایت محبت تھی، سامنے اس کا باغ تھا، وہ باغ میں کچھ عمارت بنوایا تھا۔ میں اس کے پاس چلا گیا۔ اُسے سلام کیا، تو اُس نے جواب تک دیا، اور نہ پھیر کے کھڑا ہو گیا، میں نے کہا۔ ابو قتادہ! تم خوب جانتے ہو کہ میں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں اور اتفاق و شرک کا میرے دل پر اثر نہیں۔ پھر تم کیوں مجھ سے بات نہیں کرتے؟ ابو قتادہ نے اب بھی جواب نہ دیا۔ جب میں تین بار اسی بات کو دہرایا، تو چھپرے بھائی نے صرف ہنسنے

جواب دیا، کہ ”اللہ اور رسولؐ ہی کو خوب معلوم ہے۔“ مجھے بہت ہی رقت ہوئی، اور میں خوب ہی رویا، میں شہر میں لوٹ کر آیا، تو مجھے ایک عیسائی ملا۔ یہ دیر میں مجھے تلاش کر رہا تھا۔ لوگوں نے بتلادیا کہ وہ یہی شخص ہے۔ اسکو پاس بادشاہ عثمان کا ایک خط میرا نام تھا، خط میں لکھا تھا ”ہم نے سنا ہے کہ تمہارا آقا تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ تمکو اپنے سامنے سے نکال دیا ہے اور باقی سب لوگ بھی تم پر جو رو جھا کر رہے ہیں۔ ہمکو تمہارے درجہ و منزلت کا حال بخوبی معلوم ہے۔ اور تم ایسے نہیں ہو کہ کوئی تم سے ذرا بھی بے التفاتی کرے، یا تمہاری عزت کے خلاف تم سے سلوک کیا جائے، اب تم یہ خط پڑھتے ہی میرے پاس چلے آؤ۔ اور کرو دیکھو، کہ میں تمہارا اعزاز و اکرام کیا کچھ کر سکتا ہوں۔“

خط پڑھتے ہی میں نے کہا، کہ یہ ایک اور مصیبت مجھ پر پڑی، اس سے بڑھ کے مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے؟ کہ آج ایک عیسائی مجھ پر اور میرے دین پر قابو پانے کی آرزو کرنے لگا ہے، اور مجھ کو کفر کی دعوت دیتا ہے۔ اس خیال سے میرا بیچ و اندر وہ چندہ چندہ بڑھ گیا۔ خط کو قاصد کے سامنے ہی میں نے آگ میں ڈال دیا۔ اور کہہ دیا۔ ”جاؤ۔ کہہ دینا کہ آپ کی عنایت و التفات سے مجھ اپنے آقا کی بے التفاتی لاکھ درجہ بہتر و خوشتر ہے۔“ میں گھبرنچا، تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک شخص آ یا ہوا موجود ہے۔ اس نے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ رہا کرو، میں نے پوچھا کیا طلاق کا حکم دیا ہے؟ کہا، نہیں، صرف علیحدہ رہنے کو فرمایا ہے۔ یہ سنکر میں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا، مجھے معلوم ہوا کہ ہلال اور مرارہ کے پاس بھی یہی حکم پہنچا تھا۔ ہلال کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہلال کمزور و ضعیف ہے۔ اور اسکی خدمت کے لئے کوئی خادم بھی نہیں۔ اگر اذن ہو تو میں اسکی خدمت کرتی رہوں۔ فرمایا: ہاں اُس کی بستر سے دور رہو۔ عورت کے کہا۔ یا رسول اللہ! ہلال کا غم و رنج سے ایسا حال ہو کہ اُسے تو اور کوئی بھی خیال نہیں رہا۔“

اب مجھے لوگوں نے کہا کہ تم بھی اتنی اجازت لے لو کہ تمہاری بیوی تمہارا کام کاج تو کر دیا کرے۔ میں نے کہا۔ میں تو ایسی جرات نہیں کرنے کا، کیا خبر۔ حضور اجازت دیں یا نہ دیں۔ اور میں تو جوان ہوں۔ اپنا کام خود کر سکتا ہوں۔ مجھے خدمت کی ضرورت نہیں۔  
 الغرض اسی طرح مصیبت کے پچاس دن گزر گئے۔ ایک رات میں اپنی چھت پر لیٹا ہوا تھا اور اپنی مصیبت پر سخت نالاں تھا، کہ کوہِ سلج پر چڑھ کے جو میرے گھر کے قریب تھا ابو بکر صدیقؓ نے آواز دی ”کعب کو مبارک ہو۔ کہ اسکی توبہ قبول ہو گئی“ ایہ آواز سننے ہی میرے دوست احباب دوڑ پڑے۔ اور مبارکباد کہنے لگے، کہ غلصہ کی توبہ قبول ہوئی۔ میں نے یہ سننے ہی پیشانی کو خاک پر رکھ دیا۔ اور سجدہ شکر ادا کیا، اور پھر دوڑا دوڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار میں تشریف فرما تھے۔ مجھ کو دیکھ کر مہاجرین نے مبارکباد دی۔ اور انصار خاموش رہے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اس وقت چہرہ مبارک خوشی و مسرت سے ماہ چہارہ کی طرح تابان و درخشان ہو رہا تھا۔ اور عادت مبارک تھی

۱۵ سفر تو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غالباً ۵۰ دن ہی لگے تھے۔ اسلئے پیچھے رہ جانے والوں کو اتنے دن ہی مسلمانوں، ابرعیال سے قریب اتنا ہی میں کاٹنے پڑے +

۱۶ سلج کا ذکر بخاری کی اس حدیث میں آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلج کی پہاڑی بیٹے کے اندر ہے اور کعب بن مالک صحابی کا گھر اس کے پاس تھا۔ اور طبری نے جنگ خندق کے بیان میں بروایت ابنِ اسحق یہ روایت لکھی ہے۔  
 وخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و المسلمون حتی جعلوا ظہورہم الی سلج فی ثلاثۃ الایام من المسلمین فغروب ہذا لک عسکک و الخندق ینہ و بین القوم۔ اسے ثابت ہے کہ جنگ خندق میں جب مسلمانوں نے مدینہ میں محصور ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کیا تھا اس وقت اسلامی لشکر سلج کے قریب تھا اور اس وقت مسلمانوں کا رخ خندق کی طرف اور پشت سلج کی طرف تھی، حسان بن ثابت کا جنگ خندق کی نسبت شعر جو حدیث میں عمرو بن عبد دوڑ لکھا ہے، اسی الفتح عمرو بن عبد دوڑ لکھا ہے۔ بحیث کہ سلج ثلاثۃ الایام نظر ہو کہ کعب بن مالک نے جنگ خندق پر جو قصیدہ لکھا ہے اس کا ایک شعر ہے۔ الا ابلغ قریشتا ان سلجاً۔ و ما بین العریض الی العماکہ۔ اب ان ہر دو روایات کے ساتھ یہ عیاہ نبی کی کتاب باب ۲۲ دس ۵۰ کو دیکھیں جس میں سلج کے باشندوں کا بیان ہے جس کی صاف واضح ہوجاتا ہے کہ انبیاء کی کتابوں میں مدینہ کا نام سلج ہے +

۱۷ سلج کا نام سلج ہے

سلج کی تحقیق

بارک اور بھی زیادہ روشن ہو جاتا تھا۔ مجھے فرمایا۔ ”کعب۔ مبارک!۔  
کے لئے اُجستے تو مال کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ کوئی دن ایسا مبارک  
نہ گذرا۔ اور تمہاری توبہ کو رب العالمین نے قبول فرمایا ہے!“

”کیا! یا رسول اللہ! اس قبولیت کی شکر نے میں میں اپنا کل مال راہِ خدا  
بخش دیا، یا رسول اللہ! سلم نے فرمایا۔ ”نہیں! میں نے عرض کیا۔ ”نصف“۔ فرمایا،  
”کیا! ثلث!“ فرمایا! ”ہاں ثلث خوب ہے۔ اور ثلث بہت بھی ہے۔“

اس فتنہ و شر کا جو دشمنوں نے برسوں سے اٹھا رکھا تھا۔ اور جس نے عرب کے تمام  
یہر لود ہوا سے آلودہ کر رکھا تھا، خاتمہ ہو گیا۔ آج سب لڑائیوں کے دوران  
لی بے نظیر فیاضی اور لاثانی رحمہ علی کا ظہور اس کثرت و وفور سے ہوا کہ  
عائدہ اور مہذب اصول نہیں سے معلوم کئے۔

تھو جن میں اللہ کا برگزیدہ رسول و نبی اور مسلمانانِ اضطراب و تقریب است  
میں شریک ہوتے ہے۔

میں نہیں دیکھیں گے کہ مسلمانوں نے ابتداء کی ہو۔ یہ تمام جنگ و  
ساکر و سکے، اور ان کو شریعت سے بچنے کیلئے کئے گئے تھے۔ نبوت کے  
تقریب بھی اس لئے قتل نہیں ہوا کہ وہ بت پرست یا پارسی یا عیسائی یا یہودی تھا۔  
اس مطلب کو اللہ تعالیٰ نے بخوبی واضح فرمادیا تھا، کہ دنیا میں مذہب اعتقاد  
پر رہا ہے۔ اور ہمیشہ تک رہے گا۔ اس لئے مذہب کیلئے کسی شخص پر  
شدیدہ ذیل آیات اس مطلب کیلئے صاف ہیں۔

بِئْسَ مَا تَدْعُ بَنِي إِسْرَءِیْلَ ۖ قَدْ تَجَدَّوْا ۚ  
۵ سوہ بقہ رکوع ۳۴  
دین کے بارے میں کسی پر جبر نہیں ہوتا  
اور گمراہی چھٹی طرح ظاہر ہو گئی ہے۔  
اگر تمہارا ہر وہ دکار چاہتا، تو زمین پر سب

كُلُّهُمْ جَمِيعًا۔ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ  
حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (سورہ یونس)  
(۳) وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ  
اُمَّةً وَّاحِدَةً ۚ وَّلَا يَزَالُوْنَ  
مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ رَبُّكَ  
وَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَلَقَهُمْ (سورہ ہود رکوع ۱۰)  
(۴) اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ  
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ  
(سورہ قصص رکوع ۶)

(۵) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَاَنْتَ  
عَلَيْهِمْ مَّجْبُوْرٌ ۚ فَاَنْذِرْ اَنْ  
يَّخَافُوْا وَعِيْدًا (سورہ قی رکوع ۳)  
(۶) فَاَنْذِرْ اَنْتَ مَذْكُوْرٌ لَّسْتَ  
عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ (سورہ غاشیہ پٹم ۱)

باشنہ ایمان لے آئے۔ کیا تو ان لوگوں  
جبر کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔  
اگر تیرا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک  
ہی امت بنا دیتا۔ اور وہ تو ہمیشہ اختلاف کرتے  
رہیں گے (بخیران کو جن پر تیرے رب نے رحم کیا  
ہے) اور انکو اسی لئے پیدا کیا ہے۔  
تو اسے ہدایت نہیں دے سکتا، جس سے  
محبت کرتا ہے مگر خدا جسے چاہتا ہے  
ہدایت دیتا ہے۔

جو کچھ باتیں یہ لوگ کرتے ہیں ہم جانتے ہیں۔  
اور تو ان پر جبر نہیں کر سکتا۔ ہاں قرآن کا وعظ کر۔  
پھر جو کوئی عذاب الہی ڈرتا ہے، وہ ڈرے۔  
وعظ کرتا رہ۔ کیونکہ تو وعظ کرنے والا ہی ہے  
اور ان پر کوڑہ نہیں ہے +

## اسیران جنگ

جنگ کا ذکر ختم کرنے سے پیشتر مناسب ہے کہ اُس بڑاؤ کا ذکر کر دیا جائے۔ جو  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسیران جنگ کے ساتھ فرماتے تھے۔

اسلام سے پیشتر دنیا میں عینی قومیں اور سلطنتیں تھیں۔ وہ اسیران جنگ کے ساتھ  
ایسے وحشیانہ سلوک کرتی تھیں، جسے سنکر بدن کے دونٹے کھڑے ہوتے ہیں۔  
(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل قیدیوں کے ساتھ صرف یہی طرح پر تھا۔

(الف) فدیہ لے کر آزاد کرنا۔

(ب) بلا کسی فدیہ کے آزاد کر دینا۔

مسلمانوں کو سب سے پہلے جنگ بدر میں قیدی ہاتھ لگے تھے۔ یہ اہل مکہ تھے۔ ان پر ہلکا دشمن مسلمانوں کا کوئی نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس معاملہ کو صحابہ کے شور میں پیش کیا۔ صحابہ میں ایک جانب ابو بکر صدیقؓ تھے، جنکی رائے یہ تھی کہ قیدیوں کو جبراً نہ لے لیا جائے۔ اور انہیں چھوڑ دیا جائے۔ اس رائے کی تائید میں انہوں نے دو دلائل پیش کئے تھے۔ (۱) زجر جہانہ سے ہم اپنے ساز و سامان کی درستی کر لیں گے۔

(۲) آزادی پانے کے بعد ممکن ہو کہ ان قیدیوں میں سو خدا کسی کو اسلام کی ہدایت فرما دے۔ دوسری جانب عمر فاروقؓ تھے۔ ان کی رائے تھی کہ قیدیوں کو قتل کیا جائے وہ اپنی رائے کی تائید میں کہتے تھے:-

(الف) یہ لوگ کفر کے امام اور شرک کے پیشوا ہیں۔ انکی گردنیں اڑانی چاہئیں۔

(ب) خدا نے ہلکوانپر غلبہ دیا ہے۔ اسلئے مسلمانوں کا قصاص لینا چاہئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا۔ جو قیدی زجر جہانہ ادا نہ کر سکتے تھے ان کیلئے تجویز فرمایا کہ وہ اولاد انصار کو لکھنا سکھلا دیں (یا کوئی اور نہر سکھلا دیں)

بعض لوگ اب تک یہ سمجھتے ہیں کہ عمر فاروقؓ کی رائے زیادہ صحیح تھی۔ وہ حدیث کے اگلے حصہ سے دلیل پکڑتے ہیں۔ حدیث میں یہ ہے کہ اگلے روز عمرؓ نے رسول اللہؐ کو ابو بکرؓ کو گریہ کرتے دیکھا تھا۔ لیکن علماء کا ایک گروہ اس استدلال کے بعد بھی ابو بکر صدیقؓ کی رائے کو ترجیح دیتا ہے، بوجہ ذیل:-

(۱) قرآن مجید میں بھی رائے ابو بکرؓ کی بابت پہلے سے حکم موجود تھا۔

(۲) اس رائے میں رحمت ملحوظ ہے جو سب چیزوں سے وسیع تر ہے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث میں ابو بکرؓ کو ابراہیمؑ و عیسیٰؑ سے اور عمرؓ کو

ابو بکر صدیقؓ کی رائے

عمر فاروقؓ کی رائے

فوج و سوسائے سے تشبیہ دی ہے۔

(۴) ابو بکرؓ کی رائے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے موافق تھی۔

(۵) بالآخر العیالین نے بھی اسی رائے کو برقرار رکھا۔

(۶) ابو بکرؓ کا خیال صحیح ہوا کہ اسیران جنگ میں سب بہت لوگ بعد میں از خود مسلمان بھی ہوئے۔ اور سب درست زجرمانہ (ناوان جنگ) سے مسلمانوں نے اپنی حالت کو درست بھی کر لیا۔

(۱) الفرض جنگ بدر کے ۲ قیدیوں میں سے ۱ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جرمانہ لیکر آزاد فرمادیا تھا۔ ان قیدیوں کو دھانوں کی طرح رکھا گیا تھا۔ بہت سے قیدیوں کے سیانات موجود ہیں جنہوں نے اقرار کیا ہے کہ اہل مدینہ بچوں سے بڑھ کر انکی آسائش کا تمام کرتے تھے۔ صرف ذوقیدی (عقبہ بن ابی معیط و نصیر بن حارث) قتل کرائے گئے تھے۔ یہ سزا ان کے سابق جرائم کا نتیجہ تھی۔ جس نے انہیں واجب القتل ٹھہرا دیا تھا۔

(ب) جنگ بدر کے بعد غزوہ بنو المصطلق میں سوتے سے زیادہ دن مرقید ہوئے تھے وہ سب بلا کسی معاوضہ کے آزاد کر دیئے گئے تھے۔ اودان میں سے ایک عورت جویریہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ہونے کا درجہ عطا فرمایا تھا۔

(ج) حدیبیہ کے میدان میں کوہ تنغیم کے ۸۰ حملہ آور قید ہوئے تھے۔ ان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کسی شرط اور بلا کسی جرمانہ کے آزاد فرمادیا تھا۔

(د) جنگ خنین میں چھ ہزار زن و مرد کو بلا کسی شرط اور جرمانہ کے آزاد فرمادیا تھا بعض اسیروں کی آزادی کا معاوضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اسیر کفندگان کو ادا کیا تھا۔ اور پھر اکثر اسیروں کو خلعت و انعام دیکر رخصت فرمایا تھا۔

ان جملہ نظائر سے ثابت ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حملہ آور دشمنوں پر قابو اور غلبہ پالینے کے بعد کس قدر الطاف فرمایا کرتے تھے !



کتب احادیث میں ایک واقعہ قیدیوں سے قیدیوں کو تبادلہ کا بھی ملتا ہے۔  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پاک تعلیم ہی کا اثر تھا کہ خلفائے راشدین کے عہد  
 میں اگرچہ عراق و شام، مصر و عرب، ایران و خراسان کو سیکڑوں شہر فتح کئے گئے۔ مگر  
 کسی جگہ بھی حملہ آوروں، جنگ زماؤں یا رعایا میں سے کسی کو لونڈی، غلام بنانے کا  
 تذکرہ نہیں ملتا۔ مغلوب دشمن سے ناناوان جنگ لینے کا بھی کہیں اندراج نظر نہیں ملتا۔  
 اگرچہ مسلمانوں کے لئے یہ جنگ سخت آزمائش تھے۔ لیکن الرب المبین کی اس  
 میں بھی شاید یہ حکمت ہو کہ اسلام دنیا کے لئے جنگ کا بھی وہ نمونہ پیش کر دے جو  
 ہمدردی انسانی اور رحم و الطاف سے لبریز ہو۔

## باب

مختلف مذاہب اور مختلف ممالک کے بادشاہوں کے پاس دعوت اسلام کے لئے سفیر  
 و فرامین کا بھیجا جانا۔ بعض کا مسلمان ہو جانا۔ بعض کا اظہارِ ادب کرنا، بعض کا گستاخی  
 سے پیش آنا۔ اور اس کا انجام۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں جو ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں کہ دیگر انبیاء  
 علیہم السلام کی نبوت و رسالت میں موجود نہیں، انہیں سوائے ایک نمایاں خصوصیت یہ کہ  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو کل دنیا کا مذہب واحد کہہ کر پیش کیا ہے۔  
 اور اسی لئے نبوت کے اس ابتدائی زمانے ہی سے جب کہ شہر مکہ کے پہننے والے بھی  
 اسلام سے بخوبی واقف نہ ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے دیگر اقوام اور دیگر ادیان کے لوگوں  
 بھی تبلیغ کرنا شروع کر دیا تھا۔ بلال حبشی، صہیب رومی، سلمان پارسی۔ بعد اس نینوالی وہ

بزرگوار ہیں۔ جو حبش، یونان، ایران اور وسط ایشیا کی طرف سے فرما ولین بن کر سلام میں داخل ہوئے تھے۔

قرآن مجید کی آیات اس بلے میں بہت صاف ہیں۔

(۱) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سورہ بقرہ ۱۲۸)

(۲) هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ

وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ

كُلِّهِ (سورہ صفحہ ۱۰۷ نیز سورہ فتح ۲۸)

(۳) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

لِّلْعَالَمِينَ (سورہ انبیاء ۱۰۷)

(۴) قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ

(إِلَيْكُمْ جَمِيعًا) (سورہ اعراف ۱۵۰)

تھے۔ تمہارے تمام انسانوں کیلئے بشارت پہنچانے والا

ڈرٹانے والا۔ بنا کر دنیا میں رسول بنایا ہے۔

(۲) خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو روشن لائے اور

سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ سب

دینوں پر غلبہ حاصل کرے۔

(۳) ہم نے تجھے تمام اہل عالم کے لئے رحمت

بنا کر بھیجا ہے۔

(۴) ان سو کہو کہ اے انسانوں کے پیچھے

میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول ہوں۔

ان آیات مبارکہ کے ارشاد کی تبعیت ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیل

کے مراسلات مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں کے سرکردگان کے پاس روانہ فرمائے تھے

اور ہر ایک کو لکھ دیا تھا کہ سلام سے انکار کرنے کا وبال نہ صرف اسلئے پڑے گا کہ تم نے اپنی ذات

کیلئے انکار کر دیا بلکہ تمہارے انکار کی وجہ سے چونکہ تمہاری قوم بھی ہدایت سے رُکے گی

اسلئے انکی فضالت و گمراہی کا نکال بھی تم ہی پر پڑے گا کیونکہ اس فرمان میں شخصی حیثیت کے

نہیں بلکہ سرکردہ قوم ہونے کی وجہ سے تم کو مخاطب کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کی بابت ایسی کارروائی فرمائی جو جس کی

نظیر دنیا کے کسی سابقہ مذہب کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی کہ انکے بانیان مذہب نے

بھی ایسا ہی کیا ہو۔

نبی صمد کامل عالم کے لئے رسول ہونا

دعوتِ عالمی نظیر کوئی موجود نہ تھی

بچو کہ ہم ہر ایک سچے مذہب کے ہادی کی دل سے عزت و عظمت کرتے ہیں! اس لئے انکی خوشی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ مقدس بزرگوار اپنے مذہب کو خود بھی اسی قوم کو مخصوص سمجھتے تھے جس کے لئے وہ بھیجے گئے تھے!

اب اگر انکے متبعین ان کے مساک سے تجاؤ رکھتے ہیں تو یہ نیکاپنا فعل ہے جو مذہبی حیثیت سے نہیں کیا جاسکتا! مسیح بھری مقدس کے ماہ محرم کی پہلی تاریخ تھی! کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پادشاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط مبارک اپنے سفیروں کے ہاتھ روانہ فرمائے! جو سفیر جس قوم کے پاس بھیجا گیا وہ وہاں کی زبان جانتا تھا! تاکہ تبلیغ بخوبی کر سکے!

اب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مہر نہ بنائی تھی! جب شاہان عالم کو خطوط لکھے گئے تو پھر مہر کرنے کیلئے خاتم تیار کی گئی یہ چاندی کی تھی! تین سطوریں اس طرح پر یہ عبارت کندہ تھی!

اللہ  
رسول  
محمد

ان خطوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے! کہ جو خط عیسائی پادشاہانوں کے نام تھے۔ ان میں خصوصیت کے آیت مبارکہ بھی تھی!۔

یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء  
بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا  
نشرک بہ شیئاً۔ ولا یجتذ بعضنا  
بعضاً رباً یا من دون اللہ  
اے اہل کتاب! آؤ ایسی بات پر اتفاق کریں جو  
ہماری تمہاری دین میں وی ہو! یعنی خدا کے سوا  
کسی دوسری کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی چیز کو بھی  
اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور خدا کے سوا خدا فی کا دوسرے ہم  
اپنے جیسے انسانوں کیلئے تجویز نہ کریں!

لے مقدس نبی فرماتے ہیں میں صرف نبی اسرائیل کی کھوئی ہوئی پیٹروں کے لئے بھیجا گیا ہوں! لے خصائص الکبریٰ جلد دوم، بروایت ابن ابی شیبہ۔ صفحہ ۱۱  
۱۱۔ بخاری، عن انس بن مالک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تخت شری اور عمر و عثمان اپنی خلافت کے زمانہ میں بیٹے رہے! حضرت عثمان سے آخر عمر خلافت میں یہ تخت شری مدینہ کے ایک چاہ پیر انیس کے اندر گر گئی تھی! بہت تلاش کی گئی نہ ملی۔ بخاری، نقش الحاتم۔

آب ہم مختصر طور پر ان سفارتوں کا حال درج کرتے ہیں۔

بادشاہ حبش کے نام [اصحٰم بن ابیجر] بادشاہ حبش، الملّٰق بہ بنجاشی کے پاس عمرو بن امیہ الضمری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لیکر گئے تھے۔ یہ بادشاہ عیسائی تھا۔ تاریخ طبری سے اس نامہ کی نقل درج کی جاتی ہے:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

من محمد رسول اللہ الی النجاشی

الاصحٰم ملک الحبشہ سلم انت

فانی احمد الیک اللہ الملک

القدوس السلام المؤمن المہذب

واشهد ان عیسیٰ ابن مریم

روح اللہ وکلمتہ القا الی مریم

البتول الطیبۃ الحصینۃ نحملت

بہ عیسیٰ فخلق اللہ من روحہ و

نفخہ۔ کما خلق آدم بیدادہ و نفخہ۔

والی ادعواک الی اللہ وحدہ لا

شریک لہ والموا لاۃ علی طاعتہ

وان تتبعنی وتؤمن بالذی جاءنی

فانی رسول اللہ

وقد بعثت الیک ابن عبدی جعفرًا

ونفراً معہ من المسلمین فاذا جاءک

خدا کے نام سے جو بڑی رحمت و درگاہی رحم والا ہے

یہ خط اللہ کے رسول محمد کی طرف سے بنجاشی اصحٰم بادشاہ

حبش کے نام ہے۔ تجھے سلامتی ہو میں پہلے اللہ کی

ستائش کرتا ہوں جو پاک، قدوس، سلام،

مومن اور مہین ہے۔ اور ظاہر کرتا ہوں کہ عیسیٰ

بن مریم اللہ کی مخلوق اور اس کا حکم ہیں جو مریم

بتول طیبہ غیفہ کی جانب بھیجا گیا اور انہیں

کا اس سو حمل ٹھہر گیا! خدائے عیسیٰ کو اپنی روح

اور نفخ سے اسی طرح پیدا کیا! جیسا کہ آدم کو اپنے

ہاتھ اور نفخ سے اسی طرح پیدا کیا تھا اب میری

دعوت یہ ہو کہ تو خدا پر جو اکیدا اور لا شرک ہے

ایمان آ۔ اور ہمیشہ اسی کی فرمانبرداری میں رہا کر

اور میرا اتباع کر اور میری تعلیم کا پیچھے نہ رہنا

کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

میں تیرے پاس ایک چھوٹے چھوٹے چھوٹے

جعفر کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیج چکا ہوں

میں مومن جو خدا کا نام ہے اس کے معنی ہیں ایمان عطا کرتے والے

فاقرهم ودع التجبر۔ فانی  
ادعوك وجنودك الى الله  
فقد بلغت ونصحت فاقبلوا  
نصي

والسلام على من تبع الهدى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رسول الله من النجاشي اجمع  
بن اجمع سلام عليك يا بنى الله  
احمته الله وبركاته۔ من الله الذى  
لا اله الا هو الذى هدى الى الاسلام  
اما بعد فقد بلغنى كتابك يا رسول الله  
فى ما ذكرت من امر عيسى فورب  
السماء والارض ان عيسى ما يزيد  
على ما ذكرت شفو قل انه كما  
قلت۔ وقد عرفنا ما بعثت به  
الاينا۔ وقد قرنا ابن عمك و  
اصحابك فاشهد انك رسول الله  
صادقا۔ مصدقا۔ وقد بايعت  
وبايعت ابن عمك واسلمت على  
بيد يده لله رب العالمين

تم ہے بارگاہ طہر الیند بنجاشی تم بکسر چھوڑ دو  
کیونکہ میں تم کو اور تمہارے بارگاہ کی طرف بلاتا  
ہوں، دیکھو میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔ اور  
تمہیں بخوبی سمجھا دیا۔ اب سب کے کیرے ہی بیت  
سلام اسپر جو سیدھی راہ پر چلتا ہے!

نجاشی اس فرمان مبارک پر سلمان ہو گیا، اور جواب میں یہ عہدہ تحریر کیا۔

اللہ رحمن رحیم کے نام سے!

محمد رسول اللہ کی خدمت میں نجاشی اصم بن ابجر  
کی طرف سے: اے بنی اللہ کے آپ پر اللہ کی سلامتی  
حمت اور برکتیں ہوں اُسی خدا کی جس کے سوا کوئی معبود  
نہیں، اور جس نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی ہے  
اب عرض ہے، کہ حضور کا فرمان میرے پاس پہنچا  
عیسائی کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ بخدا  
زمین آسمان، وہ اس کو ذرہ برابر بھی بڑھ کر نہیں  
انکی حیثیت اتنی ہی ہے، جو آپ نے تحریر فرمائی ہے، تنہا  
تعلیم سکھائی ہو، اور آپ کا چچیرا بھائی اور سلمان  
پاس آسمانی ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ آپ  
اللہ کے رسول ہیں سچے ہیں، اور رہتہما زوں  
کی سچائی ظاہر کریں گے، میں آپ کے بیعت کرتا  
ہوں، میں اپنے چچیرے بھائی کے ہاتھ پر حضور  
کی بیعت اور اللہ تعالیٰ کی تابعداری کا اقرار کرتا

وقد بخت اليك بابني ارها بن  
الاصحح بن الجحز فاني لا املك  
الانفسى وان شئت ان اتيك  
فعلت يا رسول الله فاني اشهدك  
ان ما تقول حق

اور میں حضور کی خدمت میں اپنی فرزند ارہا کو روک کر تا  
ہوں میں تو اپنے ہی نفس کا مالک ہوں اگر  
حضور کا منشاء یہ ہو گا کہ میں حاضر خدمت جاؤں  
تو ضرور حاضر ہو گا کیونکہ میں یقین کرتا ہوں کہ  
حضور جو فرماتے ہیں وہی حق ہے

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اے خدا کے رسول آپ پر سلام

(۲) منذر بن ساوی شامی تھے شہنشاہ فارس کا خراج گزار تھا علماء بن الحضرمی  
اس کے پاس نام مبارک لیکر گئے تھے یہ مسلمان ہو گیا اور اسکی عیال کا اکثر حصہ بھی مسلمان ہوا  
اس نے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا تھا کہ بعض لوگوں نے تو سلام  
کو از سر پند کیا ہے بعض نے کراہت کا اظہار کیا ہے بعض نے مخالفت کی ہے میرے  
علاقے میں یہودی اور مجوسی بہت ہیں ان کیلئے جو ارشاد ہو کیا جملے نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم نے جواب میں تحریر فرمایا تھا

(۱) من ينصح انما ينصح لنفسه  
(۲) من اقام على يهودية او  
مجوسية فعليه الجزية

جو نصیحت کرے گا وہ اپنے لئے  
جو یہودیت یا مجوسیت پر قائم ہے وہ جزیرہ  
خراج رعیتانہ دیا کرے

(۳) جعفر وعبد فرزدان جلندی ملک عمان کے نام عمرو بن عاص کے ہاتھ خط  
بھیجا گیا

عمرو کا قول ہے کہ جب میں عمان پہنچا تو پہلے عبد کو ملا یہ سردار تھا اور اپنے بھائی  
کی نسبت زیادہ نرم و خوش خلق تھا میں نے اُسے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر  
ہوں اور تمہارے پاس اور تمہارے بھائی کے پاس آیا ہوں  
عبد بولا میرا بھائی عمرو میں مجھ سے بڑا اور ملک کا مالک ہے میں تمہیں اسکی خدمت میں

پہنچا دوں گا، مگر یہ تو بتلاؤ کہ تم کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟  
عمرو بن عاص نے کہا: اکیلے خدا کی طرف، جس کا کوئی شریک نہیں، نیز اس شہادت  
کی طرف کہ محمد خدا کا بندہ اور رسول ہے۔

عبداللہ نے کہا: عمرو تو سزا قوم کا بیٹا ہے۔ بتلاؤ کہ تیرے باپ نے کیا کیا۔ کیونکہ ہم اُسے  
نمونہ بنا سکتے ہیں۔

عمرو بن عاص نے جواب دیا: وہ مر گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا، کاش وہ ایمان  
لاتا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رستبازی کا اقرار کرتا،

میں بھی اپنے باپ کی رائے ہی پر تھا، حتیٰ کہ خدا نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی،

عبداللہ نے کہا: تم کبے محمد کے پیرو ہو گئے ہو؟

عمرو بن عاص: ابھی مختور اعرصہ ہوا،

عبداللہ کہاں؟

عمرو بن عاص: نجاشی کے دربار میں، اور نجاشی بھی مسلمان ہو گیا،

عبداللہ وہاں کی رعایا نے نجاشی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

عمرو بن عاص: اُسے بدستور پادشاہ رہنے دیا، اور انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا،

عبداللہ تعجب سے کیا: بشپ پادریوں نے بھی؟

عمرو بن عاص: ہاں

عبداللہ دیکھو۔ عمرو کیا کہہ رہے ہو! انسان کیلئے کوئی چیز بھی جھوٹ سیڑی بڑکڑلتی نہیں،

عمرو بن عاص: میں نے جھوٹ نہیں کہا، اور اسلام میں جھوٹ بولنا جائز بھی نہیں،

عبداللہ ہر قل نے کیا کیا، کیا اُسے نجاشی کے اسلام لانے کا حال معلوم ہے؟

عمرو بن عاص: ہاں،

عبداللہ: تم کیوں کر ایسا کہہ سکتے ہو؟

پیغمبر اسلام کی دربار عثمان بن عفان

عمرو بن عاص بن نجاشی ہر قل کو خراج دیا کرتا تھا جب مسلمان ہوئے کہہ دیا ہے کہ اب اگر وہ ایک درہم بھی مانگے گا۔ تو نہ دوں گا

ہر قل تک یہ بات پہنچ گئی۔ ہر قل کے بھائی بنات نے کہا: یہ نجاشی حضور کا ادنیٰ غلام اب خراج دینے سے انکار کرتا ہے۔ اور حضور کے دین کو بھی اس نے چھوڑ دیا ہے۔ ہر قل نے کہا: پھر کیا ہوئے اس نے اپنے لئے ایک سبب پسند کر لیا۔ اور قبول کر لیا: میں کیا کروں؟ بخدا اگر اس شہنشاہی کا مجھے خیال نہ ہوتا۔ تو میں بھی وہی کرتا جو نجاشی نے کیا ہے۔

عبر۔ دیکھو عمرو کیا کہہ رہے ہو۔

عمرو بن عاص: قسم ہے خدا کی! سچ کہہ رہا ہوں۔

عبداللہ اچھا بنناؤ! وہ کن چیزوں کے لئے کا حکم دیتا ہے۔ اور کن چیزوں کو منع کرتا ہے۔

عمرو بن عاص: وہ اللہ عزوجل کی طاعت کا حکم دیتے ہیں۔ اور معصیت الہی سے روکتے ہیں۔

وہ زنا اور شراب کے استعمال سے روکتے ہیں۔ بتوں اور صلیب کی پشش سے منع فرماتے ہیں۔

عبداللہ کیسے اچھے احکام ہیں! جنکی وہ دعوت دیتے ہیں! کاش میں بھائی میری رائے قبول

کرے۔ ہم دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر ایمان لائیں۔

میں سمجھتا ہوں! کہ اگر میرے بھائی نے اس پیغام کو رد کیا۔ اور دنیا ہی کا راغب رہا تو

وہ اپنے ملک کیلئے بھی سراپا نقصان ثابت ہو گا۔

عمرو بن عاص: اگر وہ اسلام قبول کرے گا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسی کو اس ملک کا

پادشاہ تسلیم فرمائیں گے۔ وہ صرف اتنا کہیں گے کہ یہاں کے اغنیاء سے صدقہ وصول کر کے

یہاں کے غریبوں میں تقسیم کرادیا کریں گے۔

عبداللہ: یہ تو اچھی بات ہے! مگر صدقہ سے کیا مراد ہے؟

عمرو بن عاص: زکوٰۃ کے مسائل بتلائے جب یہ بتلایا کہ اونٹ میں بھی زکوٰۃ ہے۔ تو

عبداللہ: کیا وہ ہمارے سوا ہمیشی میں سے بھی قہ دینے کو کہیں گے۔ وہ تو خود ہی درختوں کے



پتوں سے پرٹ بھر لیتا اور خود ہی پانی چا پیتا ہے۔  
 عمرو بن عاص نے کہا: ہاں! اونٹوں میں سے بھی صدقہ لیا جاتا ہے!  
 عبداللہ بن نہیں جانتا کہ میری قوم کے لوگ جو تعداد میں زیادہ ہیں، اور دور دور  
 تک بکھرے پڑے ہیں، وہ اس حکم کو مان لینگے!  
 انقض عمرو بن عاص نے چار روز بھرے، بعد روز روز کی باتیں بھائی کو سنا دیا  
 کرتا تھا، ایک روز عمرو بن عاص کو پادشاہ نے طلب کیا، چوبداروں نے دونوں جانب سے بازو  
 تھام کر انہیں پادشاہ کے حضور میں پیش کیا، پادشاہ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، چوبداروں نے  
 چھوڑ دیا، یہ بیٹھے گئے، چوبداروں نے پھر ٹوکا، انہوں نے پادشاہ کی طرف دیکھا، پادشاہ نے کہا  
 بولو، تمہارا کیا کام ہے؟

عمرو بن عاص نے خطا دیا، جس پر مہر ثبت تھی،  
 جیفر نے مہر توڑ کر خط کھولا، پڑھا، پھر بھائی کو دیا، اُس نے بھی پڑھا، اور عمرو بن  
 عاص نے دیکھا کہ بھائی زیادہ نرم دل ہے،  
 پادشاہ نے پوچھا کہ قریش کا کیا حال ہے؟  
 عمرو بن عاص نے کہا: سب طوعاً و کرہاً اس کی اطاعت اختیار کر لی ہے،  
 پادشاہ نے پوچھا: اس کے ساتھ رہنے والے کون لوگ ہیں؟  
 عمرو بن عاص نے یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اسلام کو رضا و رغبت سے قبول کیا، سب  
 کچھ چھوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اختیار کر لیا ہے، اور پوری فکر و غور اور عقل و تجربہ سے  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانچ کر لی ہے!

پادشاہ نے کہا: اچھا! تم کل پھر ملنا،  
 عمرو بن عاص دوسرے روز پادشاہ کے بھائی سے پہلے ملا، وہ بولا: اگر ہماری  
 حکومت کو صدر نہ پہنچے، تو پادشاہ مسلمان ہو جائیگا!

عمرو بن عاص پھر بادشاہ سے ملے۔

بادشاہ نے کہا میں نے اس معاملہ میں غور کیا۔ دیکھو اگر میں ایسے شخص کی اطاعت اختیار کرتا ہوں جس کی فوج ہمارے ملک تک نہیں پہنچی تو میں سارے عرب میں کمزور سمجھا جاؤں گا، حالانکہ اگر اسکی فوج اس ملک میں آئے تو میں ایسی سخت لڑائی لڑوں کہ کہ نہیں کبھی باقعدہ ہوا ہوں۔ عمرو بن عاص نے کہا بہتر میں کل واپس چلا جاؤں گا۔

بادشاہ نے کہا نہیں، کل تک ٹھہرو۔

دوسرے روز بادشاہ نے انہیں آدمی بھیج کر بلایا اور دونوں بھائی مسلمان ہو گئے اور رعایا کا اکثر حصہ بھی اسلام لے آیا۔

(۴) منذر بن حارث بن ابوشمرہ دمشق کا حاکم اور شام کا گورنر تھا۔ شجاع بن وہب الاسدی اسکے پاس بطور سفارت بھیج گئے تھے، یہ پہلے تو خط مبارک پڑھ کر بہت بگڑا، کہا میں خود ہی پیچ پر حملہ کروں گا، بالآخر سفیر کو باعزاز رخصت کیا، مگر مسلمان نہ ہوا۔

(۵) ہوزہ بن علی حاکم یمامہ عیسائی المذہب تھا، سلیط بن عمرو نامہ مبارک اس کے پاس لیکے گئے تھے، اُس نے کہا کہ اگر اسلام پر میری آدمی حکومت تسلیم کر لی جائے تو مسلمان ہو جاؤں گا، ہوزہ اس جواب سے تھوڑے دنوں بعد ہلاک ہو گیا۔

(۶) حجاج بن یثیٰ الملقب بہ مقوقس شاہ اسکندریہ مصر عیسائی المذہب تھا، حاطب بن ابی بلجہ اس کے پاس سفیر ہو کے گئے تھے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کے آخر میں تحریر فرمایا تھا کہ اگر تم نے اسلام کو انکار کیا تو تمام مصریوں راہ قہر کے مسلمان نہ ہونے کا گناہ تمہاری گردن پر ہو گا۔

سفیر نے خط پہنچانے کے علاوہ بادشاہ کو ان الفاظ میں خود بھی بھیج دیا تھا۔

۱۔ زام الحاد صفحہ ۵۲۲ کے لفظ مقوقس کی صلیت میں علاء مصر و عرب میں بہت اختلاف ہے غالباً یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ جرجس بن یثیٰ کو چند یورپین مورخین نے جرجس بن یثیٰ بھی لکھا ہے، بعضی نے یثیٰ لکھا۔ مگر ماں غالباً قطعی تھی ۱۲۔

بادشاہ عمان کا اسلام

گورنران دمشق، یمامہ کا انکار

صاحب آپ کے پہلے اس ملک میں ایک شخص ہو چکا ہے جو انارک کو اٹھائی میں تم لوگوں کا بڑا خدا ہوں کہا کرتا تھا اور خدا نے اسے دُنیا اور آخرت کی رسوائی دی۔ جب خدا کا غضب بھڑکا تو وہ ملک وغیرہ کچھ بھی نہ رہا۔ اسلئے لازم ہے کہ تم دوسروں کو دیکھو اور عبرت پکڑو، یہ نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت لیا کریں!

پادشاہ نے کہا، ہم خود ایک سب سے کہتے ہیں اسے ترک نہیں کریں گے۔ جب تک کہ اس سے بہتر دین کوئی نہ ملے!

ماطوب بولنا میں آپ کو دین اسلام کی جانب بلاتا ہوں جو جہادِ گنہگار سب کے کفایت کنندہ ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب ہی کو دعوتِ اسلام فرمائی، یہ قریش نے مخالفت کی ہے، او یہود نے عدوت، لیکن سب میں سو محبتِ مودت کے ساتھ قریب تر نصاریٰ آجے ہیں! خدا جس طرح موسیٰؑ کے لئے بشارت دی، اسی طرح عیسیٰؑ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے، قرآن مجید کی دعوت ہم آپ کو اسی طرح دیتے ہیں جیسے پہلے توراۃ کو انجیل کی دعوت دیا کرتے ہیں! جس نبی کو جس قوم کا زمانہ ملا، وہی قوم اس کی امت سمجھی جاتی ہو، اسلئے آپ پر لازم ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں جس کا عہد آپ کو مل گیا ہے، اور یہ سمجھ لیں کہ ہم آپ کو حضرت مسیح کے مذہب ہی کی طرف دعوت دیتے ہیں!

موقوف نے کہا! میں اس نبی کے بارے میں غور کیا، ہمنور مجھے کوئی رغبت معلوم نہیں ہوئی! اگرچہ وہ کسی مرغِ خوشکے سے نہیں روکتے ہیں! میں جانتا ہوں کہ نہ وہ ساحرِ ضریرِ رسا ہیں نہ کاہنِ کاغذ، اور ان میں تو نبوت ہی کی علامت پائی جاتی ہے۔ بہر حال میں اس معاملے میں مزید غور کرونگا!

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو ہاتھ دے اسکے ڈبے میں کھوا کر فرنگوں کو افرانہ میں کھوا دیا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تحائف بھیجے۔ اور جواب خط میں یہ بھی لکھا کہ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی کا ظہور باقی ہے! مگر میں یہ سمجھتا رہا کہ وہ رسولِ مکیہ میں ہونگے!

مذہبِ اسلام کی توفیق و دربارِ اہلِ حق

۱۷۱

دلیل، مشہور خچر اسی نے تختے میں بھیجا تھا!

(۲) ہرقل شاہ قسطنطنیہ یاروما کی مشرقی شاخ سلطنت کا نامور شاہ عیسائی المذہب تھا۔ وجہ بن خلیفۃ الکلبیؒ اس کے پاس نام مبارک لے کے گئے تھے۔ یہ بادشاہ سے بیت المقدس کے مقام پر ملے، ہرقل نے سفر کے اعزاز میں بڑا شاندار دربار کیا، اور سفیر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت باتیں دریافت کرتا رہا!

اس کے بعد ہرقل نے مزید تحقیقات کرنا بھی ضروری سمجھا، حکم دیا کہ اگر ملک میں کوئی شخص کہہ کا آیا ہو اموجود ہو۔ تو پیش کیا جائے کہ

اتفاق سے ان دنوں ابوسفیان مودیکر تاجران مکہ شام آیا ہوا تھا، اسے بیت المقدس پہنچایا، اور دربار میں پیش کیا گیا، قیصر نے ہمراہی تاجروں سے کہا کہ میں ابوسفیان سے سوال کروں گا۔ اگر یہ کوئی جواب غلط دے تو مجھے بتلادینا!

ابوسفیان ان دنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا، اس کا اپنا بیان ہو کہ اگر مجھے یہ ڈرنہ ہوتا کہ میرے ساتھ والے میرا جھوٹ ظاہر کر دینگے، تو میں بہت باتیں بناتا۔ مگر اس وقت قیصر کے سامنے مجھے سچ سچ ہی کہنا پڑا!

سوال و جواب یہ ہیں :-

قیصر: محمدؐ کا خاندان اور نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان: تاجر، شریف و عظیم!

یہ جواب سن کر ہرقل نے کہا: ”سچ ہے، نبی شریف گھرنے کے ہوتے ہیں تاکہ انکی اطاعت میں کسی کو عار نہ ہو!“

قیصر: محمدؐ سے پہلے بھی کسی نے عرب میں یا مدینہ میں نبی ہونیکا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان: ہاں! وہ جو یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نبی ہوں، مگر انکی باتیں سچ نہیں ہوتیں، جو ضائع کی جاتی تھیں، یہ کہتا تھا کہ میں نبی ہوں، اور اور جملہ مشابہہ با بعد میں شامل ہوئے ۱۲

۱۳ صحیح بخاری، ابن عباس، کتاب الجہاد صفحہ ۱۰۶، و کتاب التہذیب

ابوسفیان تاجر نہیں

یہ جواب سنکر ہرقل نے کہا: ”اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ پوسے پہلے کی تقلید اور پس کرتا ہے۔  
قیصرؒ نبی ہونے کے دعویٰ سے پہلے کیا یہ شخص جھوٹ بولا کرتا تھا؟ یا اس کو جھوٹ  
دینے کی کبھی ہمت دی گئی تھی؟“

ابوسفیانؒ نہیں

ہرقل نے اس جواب پر کہا: ”یہ نہیں ہو سکتا کہ جس شخص نے لوگوں پر جھوٹ نہ بولا،  
وہ خدا پر جھوٹ باندھے۔“

قیصرؒ اس کے باپ دادا میں سے کوئی شخص پادشاہ بھی ہوا ہے؟“

ابوسفیانؒ نہیں

ہرقل نے اس جواب پر کہا: ”اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ نبوت کے ہمانے سے  
باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے۔“

قیصرؒ مجھے کے ماننے والے مسکین غریب لوگ یاد ہیں، یا سردار اور قوی لوگ؟“

ابوسفیانؒ مسکین حقیر لوگ۔“

ہرقل نے اس جواب پر کہا: ”ہر ایک نئی کے پہلے ماننے والے مسکین بیکہ ہی ہوتے رہے ہیں۔“

قیصرؒ ان لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے یا کم ہوتی ہے؟“

ابوسفیانؒ بڑھ رہی ہے۔“

ہرقل نے کہا: ”ایمان کا یہی خاصہ ہے کہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہو، اور حد کمال تک پہنچ جاتا ہے۔“

قیصرؒ کوئی شخص اس کے دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے؟“

ابوسفیانؒ نہیں۔“

ہرقل نے کہا: ”لذت ایمان کی یہی تاثیر ہے کہ جب دل میں بیٹھ جاتی اور روح پر اپنا

اثر قائم کر لیتی ہو، تب جدا نہیں ہوتی۔“

قیصرؒ یہ شخص کبھی عہد و پیمان کو توڑ بھی دیتا ہے؟

ابوسفیانؓ: ”نہیں، لیکن اس سال ہمارا معاہدہ اس سے ہوا ہے، دیکھیے کیا انجام ہو؟  
ابوسفیانؓ کہتا ہے کہ میں صرف اس جواب میں اتنا فقرہ ایڑا دو کر سکا تھا، مگر قیصرؒ نے  
اس پر کچھ توجہ نہ کی، اہل یوں کہا، بیشک بنی عہد شکن نہیں ہوتے، عہد شکنی دنیا دار کیا کرتا ہے؟  
بنی دنیا کے طالب نہیں ہوتے۔“

قیصرؒ کبھی اس شخص کے ساتھ تمہاری لڑائی بھی ہوئی؟

ابوسفیانؓ: ”ہاں۔“

قیصرؒ جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیانؓ: ”کبھی وہ غالب رہا، بدترین (اور کبھی ہم (اُحد میں)۔“

ہر قتل نے کدائے خدا کے نبیوں کا یہی حال ہوتا ہے، لیکن آخر کار خدا کی مدد اور فتح  
اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے۔“

قیصرؒ اس کی تعلیم کیا ہے؟

ابوسفیانؓ: ”ایک خدا کی عبادت کرو، باپ دادا کے طریقِ رُت پرستی، کو چھوڑ دو  
نماز، روزہ، سچائی، پاک دامنی، صلہ رحمی کی پابندی اختیار کرو۔“

ہر قتل نے کہا، بنی موعود کی یہی علامتیں ہم کو بتلائی گئی ہیں، میں سمجھتا تھا کہ بنی کاٹھو  
ہونے والا ہے، لیکن یہ نہ سمجھتا تھا کہ وہ عرب میں سے ہو گا۔ ابوسفیانؓ! اگر تم نے سچ سچ جواب  
دئے ہیں، تو وہ ایک روز اس جگہ کا جہاں میں بیٹھا ہوا ہوں، (شام و بیت المقدس) ضرور  
تافض ہو جائیگا، کاش! میں انکی خدمت میں پہنچ سکتا، اور بنی کے پاؤں دھویا کرتا۔“

اس کے بعد آنحضرتؐ کا نام مبارک پڑھا گیا، اراکینِ ربار اُسے سنکر بہت چیخے اور  
چلائے، اور ہم کو دربار سے باہر نکال دیا گیا، میرے دل میں اسی روز سے اپنی ذلت کا لاش  
اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی آئندہ عظمت کا یقین ہو گیا۔

(۱۰) خسرو پرویز کسری ایران نصف شرقی دنیا کا شہنشاہ تھا زردشتی مذہب کھتا  
 عبد اللہ بن حاتم اس کے پاس نام مبارک کے لئے تھے، نام مبارک کی نقل یہ ہے :-  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلٍ  
 اِلٰی کَسْرٰی عَظِیْمٍ - سَلاَمٌ عَلٰی  
 مَنْ اَتْبَعَ الْهَدٰی - وَ اَمِنْ بِاللّٰهِ  
 رَسُوْلِهِ وَ شَهِدَانِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ  
 لَا شَرِیْکَ لَهٗ اِنْ مَحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَ  
 رَسُوْلُہٗ وَ اَدْعُوْکَ بِدَعْوِیَةِ اللّٰهِ  
 فَاِنِّیْ اِنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰی النَّاسِ کَاذِبٌ  
 لَا نَذَرُ مَنْ کَانَ حَتّٰی وَ یَحِیْقُ الْقَوْلُ  
 عَلٰی الْکَافِرِیْنَ فَاَسْلَمَ - نَسْلَمَ  
 فَاِنْ اَبِیْتَ فَاِنْ اَتَمَّ الْمَجُوسَ  
 عَلَیْکَ :-

خسرو نے نام مبارک دیکھتے ہی غصہ ہو چاک کر ڈالا اور زبان سے کہا: میری رعایا  
 کا ادنیٰ شخص مجھے خط لکھتا ہے۔ اور اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کرتا ہے۔  
 اس کے بعد خسرو نے باذان کو جو عین میں اس کا واسٹہ لے نائب السلطنت تھا  
 اور عرب کا تمام ملک اسی کے زیرِ اقتدار یا زیرِ اثر سمجھا جاتا تھا، یہ حکم بھیجا کہ اس شخص  
 ابنی صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کر دو۔

باذان نے ایک جی دستہ مامور کیا، فوجی افسر کا نام خسرو تھا، ایک ملکی افسر بھی تھا  
 روانہ کیا، جس کا نام بانویہ تھا، بانویہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ آنحضرت کے حالات پر گہری نظر ڈالے،  
 اور آنحضرت کو کسری کے پاس پہنچائے۔ لیکن گروپ ساتھ جانے سے انکار کریں، تو دوسری گروپ

کسری کو بتلئے

گورنر عین کا فوجی افسر

جب یہ فوجی دستہ طائف پہنچا تو اہل طائف نے بڑی خوشیاں منائیں کہ اب محمدؐ ضرور تیرا ہو جائیگا! کیونکہ شہنشاہ کسری نے اُسے گستاخی کی سزا دینے کا حکم دیدیا ہے۔

جب یہ افسرانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبیؐ نے فرمایا کہ وہ کل کو پھر حاضر ہوں۔ دوسرے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات تمہاری پادشاہ کو خدا نے ہلاک کر ڈالا۔ جاؤ اور تحقیق کرو! افسر یہ خبر سن کر عین کو لوٹ گئے۔ وہاں وائیسرے کے پاس سرکاری اطلاع آچکی تھی کہ خسرو کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے۔ اور تخت کا مالک "شیرویہ" ہے۔ جو باپ کا قاتل تھا۔

اب باذان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات اخلاق اور تعلیم ہدایت کے متعلق کامل تحقیقات کی اور تحقیقات کے بعد مسلمان ہو گیا۔ دربار اور ملک اکثر حصہ بھی مسلمان ہو گیا۔ جو سفیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ اُس نے واپس آ کر عرض کیا کہ شاہ ایران نے نام مبارک کو چاک کر ڈالا اس وقت نبیؐ نے فرمایا (مَوْتِیْ مَلِکْہُ) اُس نے اپنی (قوم کے) فرمان سلطنت کو چاک کر دیا ہے۔

ناظرین اس مختصر اور پرہیزگیت جملہ کو دیکھیں اور سوائیرہ سو برس کی تاریخ عالم میں تلاش کریں کہ کسی جگہ قوم کی سلطنت کا نشان بھی ملتا ہے جو اس قلعہ و پیشتر چار پانچ سو برس سے نصف دنیا پر شہنشاہی کرتی تھی اور جس کی فتوحات بار بار یونان و روم کو بچا دکھا چکی تھیں ہرگز نہیں! چند والیان ملک کا

مشرق باسلام ہونا اس جنم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ منادان اسلام سے اسلام کی حقیقت معلوم ہوئی اور وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

داۃ شامہ۔ نجد کا حکمران تھا اسلئے ہجری میں مسلمان ہوا

۱۔ ناظرین نبیؐ کے نام مبارک کے الفاظ اسلام۔ تسلیم پیر کر بخور کریں یا میں دوج تھا کہ اگر مسلمان ہو جائیگا یہ سلامت ہوگا یہ تہذیب تھی بلکہ اجازت غیبی رہی تھی اگلے تمام بنی ثمال نے یہ سلام کذاب کے فقر میں اسلام کی نایاب خدمات سر انجام دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس اس بارہ میں فرات بن حبان کو سفیر بنا کر بھیجا تھا۔

نقل خسرو کی خبر اسلام الی

میں اور گزشتہ کا اسلام



(۲) جبکہ عرب کی مشہور و قدیم سلطنت غسان کا حکمران تھا اسے بھری میں مسلمان ہوا  
(۳) فردہ بن عمرو خزاعی ملائکہ شام پر قیصر کی طرف سے گورنر تھا جب یہ مسلمان ہوا  
تو قیصر نے سامنے بلایا اور حکم دیا کہ اسلام چھوڑ دے، فردہ نے انکار کیا، قیصر نے اسے  
قید کر دیا اور پھر قتل کر دیا، خدا کے پیارے بندے نے دولت، حکومت، عزت اور جان سب  
چیزیں ترک کر دیں، مگر اسلام ترک نہ کیا۔

(۴) اکیدرہ دومۃ الجندل کا حکمران تھا اسے بھری میں مسلمان ہوا  
آٹھویں صدی عیسوی میں طائف کے بعض اضلاع میں اس کی حکومت تھی اور بہت  
قبیلہ حمیر کا یہ بادشاہ تھا، یہ اپنے آپ کو خدا کہلایا کرتا، اور لوگوں سے سجدہ کرایا کرتا تھا، اس نے  
مسلمان ہو جانے کے بعد ایک دن میں اٹھارہ ہزار غلام آزاد کئے تھے، عمر فاروق کے عہد  
میں سلطنت از خود چھوڑ کر مدینہ منورہ میں آ رہا تھا اور زہدانہ زندگی بسر کرتا تھا، یہ

—(\*)—

## باب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اسلام کی اشاعت جس حسن و خوبی کے ساتھ ہوئی  
تھی، اس کی مختصر کیفیت ان وفود (ڈیپوٹیشنوں) سے اندازہ کی جاسکتی ہے جو وقتاً  
وقتاً حضور کی خدمت میں دور دراز سے آیا کرتے تھے!

ڈیپوٹیشن کا آنا واپس جانا، ہر منزل اور راہ پر مختلف قوموں اور قبیلوں سے ملنا  
اور اسلام کی آواز کا سب لوگوں کے کان تک پہنچانا، کیسی خوبی سے انجام پاتا تھا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع جنگ و جدوجہد میں مجبوری شامل ہونا پڑا، ملک کے ایک محدود  
دائرہ ہی میں تھے لیکن ان ڈیپوٹیشنوں کو دیکھو کہ ملک کے ہر گوشہ اور ہر حصے سے چلے آتے تھے، یہ

ہدایت اور اسلام ہی وہ چہنچہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹیل میدان میں  
بہاؤئے تھے؛ جس کی طرف تمام پیاسے چلے آتے تھے۔

دعوت عام کی دوسری دلیل زبردست ان وفود کا حاضر ہونا ہے جن قبائل  
کے وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے؛ ان کے نام یہ ہیں۔ میں نے  
ان قبائل کے نام اس فہرست میں شامل نہیں کئے؛ جن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں آنا؛ ملکی اغراض یا ذاتی فوائد کے لئے تھا؛

دوسرے صداء؛ ثقیف؛ عبد القیس؛ بنی حنیضہ؛ طے؛ اشعرئین؛ ازوہ  
فردہ ہذاچی؛ ہمدان؛ طارق بن عبد اللہ؛ نجیبہ؛ بنی سعد ہذیم؛ بنو سدرہ  
بہراء؛ عذراء؛ خولان؛ محارب؛ غسان؛ بنی الحارث؛ بنی عیش؛ غامدہ  
بنی فزارہ؛ سلیمان؛ بخران؛ نخع۔

ذیل میں وفود مندرجہ بالا کے مختصر مختصر حال درج کئے جاتے ہیں:-

وفود دوسرے [ طفیل بن عمرو دوسری کے اسلام لانے کا ذکر اس کتاب میں پہلو آچکا ہے اسلام  
کے بعد جب یہ بزرگوار وطن کو جانے لگا؛ تو اس نے عرض کیا؛ یا رسول اللہ! دعا فرما  
کہ میری قوم بھی میری دعوت پر مسلمان ہو جائے؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی؛ خلیا  
طفیل کو تو ایک نشان راہ بتا دے؛ طفیل گھر پہنچا؛ تو بوڑھا باپ لئے کیلئے آیا؛ طفیل  
نے کہا؛ باوا جان؛ اب نہ میں تمہارا ہوں؛ اور نہ آپ میرے ہیں؛ بوڑھے نے کہا؛ یہ تیوں  
طفیل نے کہا؛ میں تو مجھ کا دین قبول کر کے؛ اور مسلمان ہو کے آیا ہوں۔ بوڑھے نے کہا؛  
بیٹا۔ جو تیرا دین ہے؛ وہی میرا بھی ہو؛ طفیل نے کہا؛ خوب؛ تب آپ اٹھئے؛ غسل  
فرمائے؛ پاک کپڑے پہن کر تشریف لائے؛ تاکہ میں اسلام کی تعلیم دوں؛ پھر طفیل کی  
عورت آئی؛ اس کو بھی اسی طرح بات چیت ہوئی؛ اور وہ بھی مسلمان ہو گئی؛ اب طفیل نے  
اسلام کی منادی شروع کر دی۔ لیکن لوگ کچھ مسلمان نہ ہوئے۔

طویل پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا عرض کیا کہ میری قوم میں ناکہ کثرت ہے  
چونکہ اسلام زنا کو سختی سے حرام ٹھہراتا ہے اسلئے لوگ مسلمان نہیں ہوتے، حضور اُنکے لئے دُعا  
فرمائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے کہا: اللھم اھد دوسا۔ اے خدا دوس کو سیدھا  
راستہ دکھلا، پھر طفیل سے فرمایا جاؤ۔

دعوت اسلام کرنے والوں کے لوگوں کو دین خدا کی طرف بلاؤ، اُن سے نرمی اور محبت کا برتاؤ کرو، اس دفعہ  
لئے ضروری ہدایات طفیل کو اچھی کامیابی ہوئی، وہ شہر بھری میں دوس کے شہر نشینی  
خانہ لائوں کو جو مسلمان ہو چکے تھے، ساتھ لے کر مدینہ پہنچا، معلوم ہوا کہ حضور خیر گئے ہوئے  
ہیں، اسلئے خیر ہی پہنچ کر اُسے شرف حضور ہی حاصل کیا۔ اور یہ سب لوگ بھی خیر ہی میں نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار سے شرف ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی بھی حبش سے  
وہاں کے حبشی قبائل کو جو مسلمان ہو چکے تھے، لیکر خیر ہی جا پہنچے تھے۔

حضرت جعفر کا حبش سے وہاں کے نو مسلموں کو لیکر اور حضرت طفیل بن عمر و کا یمن سے  
دوس کے نو مسلم خاندانوں کو لیکر خیر میں پہنچ جانا، گویا یہودیوں کو خدا کی طرف سے یہ نیا دنیا تھا  
کہ جس نبی کی تعلیم ایسے دروازوں میں لوں کے قلعوں کو ایسی آسانی سے فتح کر رہی ہے  
اُسکی مخالفت اپنے اینٹ پتھر کے قلعوں کے بھروسہ کرنا کس قدر بے بنیاد بات ہے نہ۔

وہ مسلمان یہ دفعہ شہر بھری میں ان سے خدمت نبوی ہوئے، تھا سب پہلے اس قوم کا ایک شخص زیاد  
بن حارث صدائی حاضر ہوا، پھر دوبارہ وہی زیاد قوم کے پندرہ سرکردہ لوگوں کو  
لیکھ آیا، سند بن عبادہ انہی تراشع کیلئے مامور ہوئے، انکے آپس جاننے کے بعد انکے قبیلہ میں سلام ہو گیا  
زیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ ہمارے ماں صرف ایک کنواں ہے۔

خبرداروں کو اسلام کے سیکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ سرمایہ اس کا پانی کافی ہوتا ہے، لیکن گرامیں وہ  
خشک ہو جاتا ہے۔ اسلئے تمام قوم متفرق ہو کر یہ موسم پورا کرتی، ہمارا قبیلہ بھی جیاد اسلام

تعلیم و تعلم کی بہت زیادہ ضرورت ہو، دُعا فرمائی کہ کنوئیں کا پانی ختم نہ ہوا کرے!  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سات کنکریاں اٹھاؤ، زیادے لے لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اُن کو اپنے ہاتھ میں کھ کر پھر اپنی دیدیا، فرمایا: ایک ایک کنکری اُس کنوئیں میں گرا دینا، ہر  
 ایک کنکری پر اللہ اللہ پڑھتے جانا، زیادہ کا بیان ہے کہ پھر اس چاہ میں اتنا پانی بھر گیا کہ اُس  
 کے نعر کا پتہ ہی نہ لگا کر سکا۔

تقیف کا حال: تقیف میں سب سے پہلا شخص جو تعلیم اسلام حاصل کرنے کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی خدمت میں آیا تھا، چچوہ بن مسعود تقفی تھا، یہ اپنی قوم کا سردار تھا، اور صلح حدیبیہ میں  
 کفار مکہ کا وکیل بننے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا، جنگ ہوازن و  
 تقیف کے بعد جذبہ توفیق الہی سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، اور اسلام قبول کیا، عروہ سے  
 میں دشمنیوں تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اُن میں سے چار کو رکھ کر باقی کو

لے زاد المعاد صفحہ ۱۷۹

لے اس وقت ہی ناظرین کو معلوم ہو گا کہ عرب میں کثرت زوجات کا رواج پہلے سے تھا، اور کوئی پابندی نہ تھی کہ  
 ایک مرد اس سے زیادہ بیویاں نہ کرے، اسلام نے اس مطلق العنانی کو روکا۔ لا حدود کو محدود بنایا، اور کثرت کے لئے  
 سب سے آخری تعداد چار مقرر کی، آجکل بہت لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے چار کو بھی کیوں جائز رکھا  
 ایسا اعتراض کرنے والے زیادہ تر عسائی ہیں، ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مسیح علیہ السلام نے یہودیوں کے رواج کثرت زوجات  
 میں کوئی اصلاح کی تھی، اگر نہیں کی، تو یہ بھی اسلام کی خصوصیت ہے کہ اُس نے جلد مذاہب عالم میں سے اس مسئلہ  
 کے متعلق ایک حد مقرر کی، انجیل میں ۵ باب کو شروع سے پڑھ کر دیکھو، جس میں ایک ڈھلے کے ساتھ ۵ کنوئیاں  
 کی شادی کا ذکر ہے جن میں ۵ تو ڈھلے کے ساتھ جاتی اور ۵ اپنی نادانی سے بچھڑ جاتی ہیں، پیشیل کثرت زوجات  
 کی دلیل بھی رہتی ہے، قرآن مجید میں دو تین چار تک اجازت دیکر پھر یہ فرمایا گیا ہے: وان خفتم ان لا تقدر  
 فواحدة، اگر یہ اندیشہ ہو کہ تم اپنی بیویوں کے لئے عدن نہ کر سکو گے، تب صرف ایک بیوی کرنا، پھر یہ  
 بھی فرمایا: ولن تستطيعوا ان تعدوا ابین النساء ولو حرصتم، تم کبھی اپنی بیویوں کے درمیان  
 عمل نہ کر سکو گے، اگر تم خود بھی ایسا کرنا چاہو، پس یہ اسلام ہی ہے جس سے دنیا کی تمام مذہبی کتابوں سے پیشتر  
 ثبوت صرف ایک بیوی کے اٹھاؤ کا قانونی اور حکمی طور پر بیان کیا ہے۔ اسلام کیلئے یہی خداوند فیصل کا ہی ہے کتاب،  
 کے موضوع سے یہ زیادہ ہے کہ ایک سے زیادہ بیوی کے جواز پر عقلی و نقلی لائل کا یہاں بیان کیا جائے، لیکن یہ  
 اس جگہ اتنا کہ دینا ضروری ہے کہ جب قومی عزت و وقار کا حصہ کثرت آبادی پر ہو، تب اُس وقت قومی عزت و  
 ایک سے زیادہ بیوی کرنا ضروری ہو جائے، گو ذاتی آرام ایک سے زیادہ بیوی کرنے میں نہیں رہتا، لیکن دنیا کے غلام  
 جانتے ہیں کہ مبارک ہے جسے جو قوم کے لئے اپنے آپ کی قربانی کر دیتے ہیں۔

طلاق دیدو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

جب عروہ رضی اللہ عنہ اسلام سیکھ چکے، تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کہ اب مجھ اپنی قوم میں جانے قوم میں اسلام کی منادی کرنے کی اجازت فرمادی جائے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری قوم تمہیں قتل کر دیگی، عروہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ

لے لفظ طلاق سبھی پر مین مصنف بہت برہم ہوا کرتے ہیں۔ وہ یا مراموش کر دیتے ہیں، کہ جیسن کو طلاق کی کامل آزادی عیسائیوں کے لئے بحال رکھی گئی ہے وہ یہ بھی فراموش کر دیتے ہیں کہ آج دنیا میں صرف یورپ ہی ہے۔ جہاں طلاق بکثرت دی جاتی ہے، اور طلاق منظور کرنے والی عدالتیں جداگانہ یورپ میں ہیں۔ اسلام نے تو یہودیوں، عیسائیوں، اور مشرکین عرب کی بے روک ٹوک طلاق پر بہت سی قیود پڑھا دی ہیں، جس سے طلاق کی رسم قریباً لیا میٹ ہو گئی! (۱) ہر زوجہ طلاق کی روک ہے، طلاق شرعی میں ہیں، ہر ایک طلاق ایک حیض کے بعد ہونی چاہئے، یہ تین حیضوں کی میعاد بھی طلاق کے لئے روک ہے (۲) آخری طلاق تک خاندان پر ایک گھر میں رہیں، یہ تدبیر بھی طلاق کی روک کیلئے ہے، (۳) طلاق پر دو گواہ ضروری ہیں، اور یہی اہل غیرت کے لئے جو غیر کے سامنے رہنا پر وہ کھولنا نہیں چاہتے۔ طلاق کی روک ہے، (۴) مطلقہ عورت پہلے خاندان سے بچل کر نہیں کر سکتی، جب تک کوئی اور اس سے نکاح نہ کرے، اور پھر اتفاق وقت سوچوڑے، یہ سخت دشوار شرط بھی طلاق کے لئے روک ہے (۵) سب سے بڑھ کر ان (۶) الغضن الحلال عند اللہ الطلاق، سب سے زیادہ طلاق کو روکنے والی ہے، اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے: جلد زکاموں میں سب سے زیادہ قابل نفرت کام خدا کے نزدیک طلاق ہے، (۷) اور آنجید میں ہے: نبی صلعم نے اپنی صحابی زید سے فرمایا: امسک عیدک زوجک و اتق اللہ والا حزاب (۳۰ آیت)، اپنی بیوی کو اپنے پاس نہ لئے دے، اور اسے طلاق دینے میں، خدا سے ڈر، لیکن سارے قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں کہ کسی کو طلاق دینے کی بات کہا گیا ہو، (۸) قرآن مجید نے ظہار کو لغو ٹھہرایا۔ حالانکہ عرب کے نزدیک یہ بھی ایک طلاق تھی، اس سے بھی طلاق کی کمی ہو گئی، (۹) قرآن مجید نے ایلا کی اصلاح کی، حالانکہ عرب میں یہ بھی طلاق کے معنی میں ہی متعل ہوتا تھا۔ اور اس سے بھی طلاق میں کمی پیدا ہوئی!

(۱۰) قرآن مجید نے لازم ٹھہرایا ہے، کہ ناجاتی و بدسلوکی کی حالت میں ایک ثابت شخص شوہر کے کنبہ کا۔ ایک شخص ثالث بیوی کے کنبہ کا مقرر کئے جاویں، اور یہ دونوں مل کر میاں بیوی کی شکایات سن کر ان میں اصلاح کر دیں، یہ تدبیر بھی طلاق کی روک کے لئے ہے۔ اگر کسی نہ سب نے طلاق کی روک میں اتنی اور ایسی تدابیر کی تعلیم دی ہے تو وہ پیش کرے!

ان احکام کا عملی نتیجہ دیکھو کہ مسلمانوں میں طلاق کا استعمال شاذ و نادر کیا جاتا ہے، لیکن یورپ میں جو عام جواز طلاق کے مسئلہ پر متفق ہے، کوئی شہر کوئی محلہ ایسا نہ لے سکا، جہاں طلاق کی دو چار شاخیں نہ مل سکیں، فقط

میری قوم کو مجھ سے اتنی محبت ہے، جتنی کسی عاشق کو اپنے معشوق سے ہوتی ہے، یہ بزرگوار اپنی قوم میں آیا، اور وعظ اسلام شروع کر دیا، ایک روز یہ اپنے بالاجانہ میں نماز پڑھ رہے تھے کسی شقی نے تیر چلایا۔ جس سے یہ شہید ہو گئے،

اگرچہ عودہ بن حسان برہنہ ہوئے، لیکن جو آواز انہوں نے قوم کے کانوں تک پہنچائی تھی، وہ دلوں پر اثر کئے، بغیر نہ رہی، رتھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ قوم نے اپنے چن سر کر دگا کو منتخب کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لئے بھیجا، کہ اسلام کی نسبت پوری واقفیت حاصل کریں،

یہ وفد بھجری میں حضرت نبوی میں حاضر ہوا تھا، وفد کا سرور عبدالربیل تھا جس کے بھلنے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوہ طائف پر منسلک ہوتے گئے تھے، اور اُس نے وعظ کے سننے سے انکار کر کے آبادی کے لوگوں اور اوباشوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک و تحقیر کیلئے مقرر کر دیا تھا، اور جس کے اشارے سے طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے گئے کچھ پھینکا گیا تھا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سوتے ہوئے یہ فرما دیا تھا، کہ میں انکی بربادی کے لئے دعا نہیں کروں گا، کیونکہ اگر یہ خود اسلام نہ لائینگے، تو انکی آئندہ نسلوں کو خدا ایمان کرے گا، اب وہی دشمن اسلام خود بخود اسلام کیلئے اپنے دل میں جگہ پاتے اور دلی شوق و روحی طلب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ یہ راہل ثقیف، ہمیری قوم کے لوگ ہیں، کیا میں انہیں اپنے پاس آتا رہوں، اور انکی تواضع کروں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا، منعک ان تکلم قومک، میں منع نہیں کرتا، کہ تم اپنی قوم کی عزت کرو، لیکن ان کو ایسی جگہ اتارو، جہاں قرآن کی آواز اُنکے کان میں پڑے، الغرض انکے خیمے مسجد کے صحن میں لگائے گئے، جہاں سورہ قرآن بھی سنتے تھے،

اور لوگوں کو نماز پڑھتے بھی دیکھتے! اس تہذیب سے ان کے دلوں پر اسلام کی صداقت کا اثر پڑا اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت اسلام کر لی انہوں نے بیعت کے پہلے یہ اجازت چاہی کہ ہم کو ترک نماز کی اجازت دی جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا خیر فی دین لکین فیہ رکوع جس مذہب میں نماز نہیں۔ اُس میں کوئی بھی خوبی نہیں پھر انہوں نے کہا! اچھا ہمیں جہاد کے لئے نہ بلایا جائے اور نہ زکوٰۃ ہم سے لی جائے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط قبول فرمائی۔ اور صحابہ سے فرمایا کہ اسلام کے اثر سے یہ خود ہی دونوں کام کرتے لگیں گے!

عبدیابل نے جو ان کا سردار تھا مختلف اوقات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل مسائل پر بھی گفتگو کی!

زنا حرام ہے! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زنا کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ ہماری قوم کے لوگ اکثر وطن سے دور رہتے ہیں۔ اسلئے زنا کے بغیر کچھ چارہ ہی نہیں نبی صلعم نے فرمایا زنا تو حرام ہے! اور اللہ پاک کا اس کے لئے یہ حکم ہے! لَا تَقْرَبُوا الزَّانِيْنَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (بنی اسرائیل - ع ۴۴) تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ تو سخت بیجانی اور بہت بُرا طریق ہے!

۲۱) یا رسول اللہ! سود کے بارہ میں حضور کیا فرماتے ہیں یہ تو بالکل ہمارا ہی لہو تھا سود کار و پید لینا حرام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا اصل روپیہ واپس لے سکتے ہو! دیکھیہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنَّمَا لَهُ شَرٌّ

لَدُنَّكَ إِنَّهُ دُعَىٰ إِلَىٰ عَنَافٍ مِّنَ النَّارِ (آل عمران - ع ۷۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی مبارک کو دیکھو کہ کس حکمت سے مسلمانوں پر عثمان بن ابی العاص بابا شائع اسلام کی تعمیل کا بار ڈالا کرتے تھے! دعوت اسلام صفحہ ۴۲ میں ہے! آجانی خیر الطاف یا کہ ال دیمہ زاروں مسلمان ہونے کو تیار تھا! اس شرط پر کہ وہ شراب کا پینا ترک نہ کرے گا۔ اس وقت کے عالم تھے اس شرط کو قبول نہ کیا! زارہ کو رجو بہت پرستی سے متنفذ ہو گیا تھا! یابوس ہو کر عیسائی بن گیا! اگر اس عالم کو محمدی محمدی سے واقفیت ہوتی تو ان سلطنتوں میں تقریباً سب مسلمان ہوتے!

زنا کا بیان

سود کا بیان

نار دوس اور ایک عالم کا واقعہ

ترجمہ: لے لے ایمان لانے والو خدا سے ڈرو اور سود میں سے جو لینا رہ گیا ہے، وہ بھی چھوڑ دو۔  
(۳۱) یا رسول اللہ! خمر شراب کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ یہ تو ہمارے ہی ملک کا عرق ہے، اور اس کے بغیر تو ہم نہیں رہ سکتے۔

شراب کا استعمال حرام ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شراب کو خدا نے حرام کر دیا ہے، دیکھو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ (ماہِ رَمَع ۱۱۲) ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جوا، انصاب و ازلام، ناپاک و گندے ہیں، شیطان کے کام ہیں۔ ان سے بچا کرو۔ تاکہ فلاح پاؤ۔

دوسرے روز اُس نے آکر کہا: خیر ہم آپ کی سب باتیں مان لیں گے لیکن رتبہ کو کیا کریں رتبہ نمونٹ ہے، منظر کا، جس دیوی کے بت کو یہ پوجا کرتے تھے، اُسے رتبہ کہا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے گرا دو۔  
وہ کہے لوگوں نے کہا: ہائے ہائے۔ اگر رتبہ کو جبر ہوگئی کہ آپ اُسے گرا دینا چاہتے ہیں۔ تو وہ ہم لوگوں کو تباہ ہی کر ڈالے گی۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس، ابن عبد یلیل تم اتنا نہیں سمجھتے کہ وہ تو صرف پتھر ہی ہے، ابن عبد یلیل نے کھسیانہ ہو کر کہا: عمر! تم مجھ سے بات کر لے نہیں آئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اُسے گرا لے کی ذمہ داری حضور خود لیں، کیونکہ ہم تو اُسے کبھی نہیں گرا نے کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر میں گرا دینے والے کو بھی بھیج دوں گا۔  
انہیں سوایکٹ عرض کیا: کہ اس شخص کو آپ ہمارے بعد روانہ کیجئے گا، وہ ہمارا ساتھ نہ جائے گا۔

اسے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عبد یلیل جو طائف کا حکمران نہیں تھا، ایک ہونٹیا شخص تھا، وہ اپنے آپ کو جہاں قوم کا نشانہ بننے سے بچانے کے لئے بظاہر اعتراضات و سوالات کرتا تھا تا کہ قوم یہ نہ کہے کہ بحث مباحثہ کے بغیر مسلمان ہو گیا۔ جاہلوں کے سمجھانے کی یہ بھی ایسی تدبیر ہے۔



الغرض یہ لوگ جتنے حاضر ہوئے تھے۔ وہ مسلمان ہو کر وطن کو واپس چلے گئے، انہوں نے چلتے وقت کہا کہ ہمارے لئے کوئی امام مقرر کر دیجئے!

ان ہی میں ایک شخص عثمان بن ابوالعاص تھا، جو عمر میں سب سے چھوٹا تھا۔ وہ قوم سے خفیہ خفیہ قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھتا رہا تھا، کبھی رسول اللہ سے، کبھی ابوبکر صدیق سے سیکھ لیا کرتا، انھیں اُسی کو ان کا امام مقرر فرمادیا۔

وفا نے رستہ میں پیشورہ کیا کہ اپنا اسلام چھپا کر پہلے قوم کو مایوس کر دینا چاہئے۔ جب یہ وطن پہنچ گئے، تو قوم نے پوچھا کہو! کیا حال ہوا؟

وفا نے کہا ہمیں ایک سخت خود درشت گوشخص سے سابقہ پڑا، جو ہمیں ان ہونی یا تو کا حکم دیتا ہے، شملالات وغزبی کو توڑ دینا، تمام سودی روپیہ کو چھوڑ دینا، شراب، زنا، کو حرام سمجھنا، قوم نے قسم کھا کر کہا ہم ان باتوں کو کبھی نہیں ماننے کے!

وفا نے کہا، اچھا ہتھیاروں کو درست کرو، اور جنگ کی تیاری کرو، قلعوں کی مرمت کرو، دو دن تک تکلیف اسی ارادہ پر جمے رہے، تیسرے روز خود بخود ہی کہنے لگے!

بھلا مجھ کے ساتھ ہم کیونکر لڑ سکیں گے! سارا عرب تو اس کی اطاعت کرتا ہے، پھر وفد کے لوگوں سے کہا: جاؤ، جو کچھ بھی وہ کہتا ہے، قبول کر لو!

وفا نے کہا کہ اب ہم تم کو صحیح صحیح بتلاتے ہیں، ہم نے محمد کو تقویٰ میں اور وفائیں رحم میں اور صدق میں سب سے بڑا کر پایا، ہم تم سب کو اس سفر سے بڑی برکت حاصل ہوئی!

قیم نے کہا کہ تم نے ہم سے یہ ازکیوں پوشیدہ رکھا، ادراہکو ایسے سخت غم و الم میں کیوں ڈالا۔ وفا نے کہا، ہمارا مدعا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطان غور نکال دے۔ اس کے بعد وہ لوگ مسلمان ہو گئے!

چند روز کے بعد وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے اشخاص ہاتھی

علم میں بڑا عمر میں چھوٹا

سفر کی کھلیت

خالد بن ولید پہنچ گئے۔ انہوں نے لات کے گرا دینے کی کارروائی کا آغاز کرنا چاہا، ثقیف کے سب مردوزن، بوڑھے، بچے اس کام کو دشوار سمجھے ہوئے تھے، پردہ نشین عورتیں بھی یہ تماشا دیکھتے نکل آئی تھیں، مغیرہ بن شعبہ نے اس کے توڑنے کے لئے تبر چلا دیا، مگر اپنے زور میں خود ہی گر پڑے، یہ دیکھ کر ثقیف والے پکار اٹھے، خذلنے مغیرہ کو دھنکار دیا، اور رتبہ گئے اُسے قتل کر ڈالنا اب خوش ہو ہو کر کہنے لگے، تم کچھ سی کو شمش کرو، مگر اُسے نہیں کر سکتے، مغیرہ بن شعبہ نے خفا ہو کر کہا، ثقیف والو! تم بہت ہی بیوقوف ہو، یہ پتھر کا ٹکڑا کر بھی کیا سکتا ہے، لوگو! خدا کی عافیت کو قبول کرو، اور اُسی کی بندگی کرو۔

پھر مندر کا دروازہ بند کر کے مغیرہ نے اول اس بُت کو توڑا اور پھر مندر کی دیواروں پر چڑھ گیا، اور انہیں گرانہ شروع کر دیا، باقی سلمان بھی دیواروں پر جا چڑھے، اور اُس عمارت کا ایک ایک پتھر گرا کر چھوڑا۔

مندر کا پوجاری کہنے لگا کہ مندر کی بنیاد انہیں ضرور غرق کر دیگی، مغیرہ نے یہ سنا تو بنیاد بھی ساری کھوڑ ڈالی، اور اس طرح اس قوم کے لوں میں سلام کی بنیاد مستحکم ہو گئی۔  
 [قبیلہ عبد القیس کا حال] قبیلہ عبد القیس کا وفد حضرت نبویؐ میں حاضر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کس قوم سے ہو، عرض کیا: قوم ربیعہ سے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے اور حضور کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر آباد ہیں، ہم شہر حرام ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ اسلئے صاف واضح طور پر تھکادیا جائے جس پر ہم بھی عمل کرتے رہیں، اور قوم کے باقی ماندہ اشخاص بھی۔

فرمایا: میں چار چیزوں پر عمل کرنے کا اور چار چیزوں سے بچنے کا حکم دیتا ہوں جن چیزوں کے کرنے کا حکم ہے وہ یہ ہیں:-

(۱) اکیلے خدا پر ایمان لانا اس سے مراد یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کرنے کے کام آدا کرنا (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) رمضان کے روزے اور (۵) غنیمت سے شکر کا اظہار (۶) چار چیزیں جن سے بچنے کا حکم ہے یہ ہیں :-

(۱) کدو، باد تو با، (۲) خنم، (۳) لاکھی برتن، (۴) نقیر۔ شراب کے لئے لکڑی کا ایک برتن، (۵) مزفت، (۶) رقیہ (۷) اودہ برتن، (۸) ان باتوں کو یاد رکھو اور پچھلوں کو بھی بتلا دو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضور کو کیا معلوم ہے کہ نقیر کیا ہوتی ہے، فرمایا جانتا ہوں، کھجور کے درخت میں زخم دکا کر عرق نکالتے، اس میں کھجوریں ڈالا کرتے ہو، اس پر پانی ڈالتے ہو۔ اس میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ جب جوش بیٹھ جاتا ہے تب پیا کرتے ہو۔ ممکن ہے کہ تم سے کوئی (اس نشہ میں) اپنے چچیرے بھائی کو بھی قتل کر ڈالے۔ عجیب بات یہ کہ اسی وقت میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس نے نقیر کے نشہ میں اپنے چچیرے بھائی کو قتل کر دیا تھا!

ان لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم کیسے برتن میں پانی پیا کریں، فرمایا مشکوں میں جن کا منہ باندھ دیا جاتا ہے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے یہاں چوہے بکثرت ہوتے ہیں، اسلئے وہاں چمڑے کی مشکیں سالم نہیں رہ سکتی ہیں، فرمایا! خواہ سالم ہی نہ رہیں!

اسی وفد کے ساتھ جبار و بن العلاء بھی آیا تھا، یہ مسیحی المذہب تھا، اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں اس وقت بھی ایک مذہب رکھتا ہوں، اگر ہم اسے چھوڑ کر آپ کے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا آپ ہمارے ضامن بن سکتے ہیں، فرمایا! ہاں، میں ضامن بنتا ہوں۔ کیونکہ جس مذہب

اللہ صبح بخاری عن ابن عباس۔ اس قوم میں شراب بکثرت پی جاتی، بنائی جاتی، ذوقیرہ رکھی جاتی تھی، نبی صلیم نے حرمت شراب کا حکم دیتے وقت اُن ظروف کا استعمال بھی منع فرمایا، جن میں شراب پی جاتی یا دھکی جاتی تھی جب قوم سے شراب کی عادت چھوٹ گئی۔ تب ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت بھی دور کر دی گئی تھی، اس سے مسلمان باسانی سمجھ سکتے ہیں کہ نبی صلیم کیسی حکمت اور عذرگی سے تعلیم دیا کرتے تھے!

کی میں دعوت دے رہا ہوں! یہ اس سے بہتر ہے جس پر تم اب ہو۔  
جارود کے ساتھ اور بھی عیسائی مسلمان ہو گئے تھے!

دفتر بنی عتیقہ بنو منیفہ کا ورنہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تمامہ بن ثمال کی  
کوشش سے اس علاقہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی تھی، یہ وفد مدینہ آکر مسلمان ہوا تھا۔  
اسی وفد کے ساتھ مسلمانہ کذاب بھی تھا، وہ مدینہ آکر لوگوں میں کہنے لگا، کہ اگر محمد صاحب  
یہ اقرار کریں کہ ان کا جانشین مجھے بنایا جائیگا، تو میں بیعت کروں گا، بنی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے یہ سنا، حضور کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی، فرمایا، میں تو اس چھڑی کے دینے  
کی شرط پر بھی بیعت لینا نہیں چاہتا!

اگر وہ بیعت نہ کریگا، تو خدا سے تباہ فرمایا گیا، اس کا انجام خدا تعالیٰ نے مجھے کھلا  
دیا ہے، یعنی میں نے خواب میں دیکھا، کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں، مجھے  
وہ ناگوار معلوم ہوئے، خواب ہی میں وحی سے معلوم ہوا، کہ انہیں پھونکے اور اڑا دو،  
میں نے پھونک ماری، تو وہ اڑ گئے، میں خیال کرتا ہوں، کہ ان سے مراد مسلمانہ صاحب  
ہمامہ اور عتسی صاحب صنعا ہے!

مسلمانہ کذاب نے اگرچہ رسالت کا دعویٰ کیا تھا، مگر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رسول تسلیم کرتا  
تھا، اس سے دعا اس کا غالباً یہ تھا، کہ اس علاقہ کے مسلمان مخالف نہ ہوں!  
مسلمانہ بھری میں سلیمہ اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خط و کتابت بھی ہوئی تھی!

۱۵ زاد المعاد صفحہ ۲۸۷ صحیحین بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما صفحہ ۲۳۴

۱۶ صحیحین بروایت نافع بن جبیر عن ابن عباس سلیمہ اور عتسی دو کذاب شخص گذرے ہیں جنہوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
دیکھا دیکھی نبوت کا دعویٰ کر لیا تھا، خدا نے دونوں کو تباہ کر دیا، کامیابی اور راہی صداقت کی نفاقت کسی ملی  
جو خدا کا سچا رسول تھا قرآن مجید میں پیشگوئی موجود ہے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلًا بِالْہِندِ  
وَدِیْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلٰی الدِّیْنِ کُلِّہٖ خدا نے اپنے رسول کو ہندوؤں اور صدائقوں کے ساتھ  
اس لئے بھیجا ہے، کہ وہ باقی سب مذہبوں کے اوپر ظہور پائے!

من وسيلم رسول الله الى محمد رسول الله؛ اما بعد فان لنا نصف الارض ونقرش  
نصفها. ولكن قسنا لا ينصفون. والسلام عليك ترجمہ خدا کے رسول سيلمہ کی  
طرف سے خدا کے رسول محمد کے نام، واضح ہو کہ نصف زمین ہماری اور نصف قریش کی ہے  
مگر قریش انصاف نہیں کرتے، آپ پر سلام ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:-  
بسم الله الرحمن الرحيم من محمد النبي الى مسلمة الكتاب. اما بعد فان الارض لله  
يودتها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين والسلام علي من اتبع الهدى كتب لي بن  
ترجمہ اللہ کے نام سے۔ جو کمال رحمت اور دانی رحم والا ہے، خدا کے نبی محمد کی طرف سے  
سيلمہ کذاب کے نام، واضح ہو کہ زمین خدا کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے  
وارث بناتا ہے، اور عاقبت خدا ترس لوگوں کے لئے ہے، سلام ہو اُس پر جو سیدھے  
راستہ پر چلتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط حبیب بن زید بن عاصم لیکر گئے تھے، کذاب نے  
اُن کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کٹوا دیئے تھے۔

وَقَدْ سَطَّ كَبَّانٌ قَبِيلَهُ طَعْلًا وَفَدَّ جَسَدَ سَرْدَارِ زَيْدِ الْخَيْلِ تَهْلًا نَبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي مَرَّتْ  
مِيسَ عَاضِرُ نَوَّالِ نَبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْلًا فَرَايَا عَرَبَ كَيْ جَسَدِ نَفْسٍ كِي تَعْرِيفِ مِيرَ  
سَلَسَ نَبِيَّ، وَهُوَ دَكْنِي كَيْ وَفَتَّ أَسَ سَعَمَ هِي نَحْلًا أَيْكَ زَيْدِ الْخَيْلِ أَسَ سَعَمَ شَتْنِي هِي بَحْرَ  
أَسَ كَانَامَ زَيْدِ الْخَيْلِ رَكْهُ دِيَا، يَرْ سَبَ لُوكَ ضَرُورِي كَفَتَا كُو كَيْ بَعْدَ مُسْلِمَانِ هُوَ كَيْ تَهْلًا تَهْلًا

لَهُ فَوْرُ الْبُلْدَانِ

لَهُ فَوْرُ الْبُلْدَانِ بلادی مغمہ ۹، اس جگہ ناظرین کی اطلاع کے لئے اس قدر روج کر دینا ضروری ہے کہ سيلمہ  
پر ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں خالد بن ولیدؓ نے لشکر کشی کی تھی سيلمہ وحشی کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ وحشی  
وہی ہیں جو حضرت حمزہؓ کے قاتل ہیں، یہ کہا کرتے تھے، اگر کفر میں نے ایک عظیم الشان مسلمان  
کو مارا تھا تو مسلمان میں اگر ایک بڑے بھاری کافر کو بھی مارا ہے۔ خدا نے میری گناہ کی تلافی کر دی  
تھے زاد المعاد صفحہ ۹۴، زید الخیر شاعر خطیب ہمدرد زبان آور تھے۔ ان کے دو بیٹے مکلف و جریث  
بھی صحابی ہیں۔

وَقَدْ أَشْعَرَيْنِ كَالْحَالِ قَبِيلَهُ اشْعَرِيَّةَ (جواہل عین تھے) کا وفد حاضر ہوا اُن کے آنے پر نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

اہل عین آئے ہیں جن کے دل نہایت نرم اور ضعیف ہیں،  
ایمان مبینوں کا ہے، اور حکمت مبینوں کی، سکنت بکریوں والوں میں فخر و غرور  
اور ٹٹ والوں میں ہے، جو مشرق کی طرف رہتے ہیں،  
جب یہ لوگ مدینہ میں داخل ہوئے تو یہ شعر پڑھ رہے تھے:-

غداً انلانی الاحبہ محمدًا وحرزہ

نکل ہم اپنے دوستوں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھ والوں کے ملیں گے،  
وَقَدْ اَزْدُ كَالْحَالِ یہ وفد سات شخصوں کا تھا، نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو نبی صلعم نے  
اُنکی وضع قطع کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا، پوچھا: تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا: ہم  
مومن ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا: ہر ایک قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے، بتلاؤ: کہ تمہارے قول  
اور ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا: کہ ہم پندرہ خصلتیں رکھتے ہیں: پانچ وہ ہیں  
ایمان کی حقیقت جن پر اعتقاد رکھنے کا، اور پانچ وہ ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم آپ کے  
بھیجے ہوئے لوگوں نے دیا ہے، پانچ وہ ہیں جن پر ہم پہلے سے پابند ہیں،

پانچ باتیں جن پر حضور کے پیغمبر نے ایمان لانے کا حکم دیا ہے: ایمان خدا پر،  
فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اللہ کے رسولوں پر، مرنے کے بعد بھی اٹھنے پر،  
پانچ باتیں عمل کرنے کی ہم کو یہ بتلائی گئی ہیں:-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا، پانچ وقت کی نمازوں کا قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے  
رکھنا، بیت الحرام کا حج کرنا، جسے راہ کی استطاعت ہو،

پانچ باتیں جو پہلے سے معلوم ہیں، یہ ہیں: آسودگی کے وقت شکر کرنا، مصیبت کے وقت  
صبر کرنا، قضاے الہی پر رضامند ہونا، امتحان کے مقامات میں راستبازی پر قائم رہنا،

عمل کی باتیں

اعداد کو شہادت نہ دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنہوں نے ان باتوں کی تعلیم دی وہ حکیم عالم تھے، اور انکی دانشمندی سے معلوم ہوتا ہے: گویا انبیاء تھے، اچھا پانچ چیزیں اور بتا دیتا ہوں، تاکہ پوری بیس فصلتیں ہو جائیں:-

(الف) وہ چیز جمع نہ کرو جسے کھانا نہ ہو، (ب) وہ مکان نہ بناؤ جس میں بسنا نہ ہو، (ج) ایسی باتوں میں مقابلہ نہ کرو جنہیں کل کو چھوڑ دینا ہو، (د) خدا کا تقویٰ رکھو، جسکی طرف لوٹ جانا اور جس کی حضور میں پیش ہونا ہے، (ه) اُن چیزوں کی رغبت رکھو جو آخرت میں تمہارے کام آئیں گی، جہاں تم ہمیشہ رہو گے۔

آن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر پورا پورا عمل کیا،  
 فروہ بن عمرو الجذامی کی سفارت آئینکا ذکر | عرب کا جتنا شمالی حصہ سلطنت قسطنطنیہ کے قبضہ میں تھا  
 اُس سارے علاقہ کا گورنر فروہ بن عمرو تھا، اس کا دار الحکومت معان تھا، فلسطین کا متصلہ علاقہ  
 بھی اسی کی حکومت میں تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نامہ مبارک (دعوت اسلام کا) بھیجا تھا، فروہ نے اسلام قبول کیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سفیر رنگ کا قیمتی خچر دے کر بھیجا تھا۔  
 جب پادشاہ قسطنطنیہ کو اُسکے مسلمان ہو جانے کی اطلاع ملی، تو اُسے حکومت سے واپس بلالیا۔  
 پہلے اسلام پہنچ جانے کی ترغیب تیار کیا، جب فروہ نے انکار کیا، تو اُسے قید کر دیا گیا۔  
 آخر یہ رائے ہوئی کہ اُسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے، اُسے فلسطین میں عفران نامی تالاپ پر اُسے پھانسی زد کر دیا گئی۔ جب وہ پھانسی کے نیچے پہنچا، تو اُس نے یہ شعر پڑھے:-

الاهل انی سلمنا بان خلیلہا علی ما عفا فوق احد الرواحل  
 علی ناقة لم یضرب الفحل امھا مشد بتہ اطرانھا بالمتاجل  
 جان دینے سے پیشتر یہ شعر بھی پڑھا:-

بلغ سرالہ المسلمین بانہی سلم لربی اعظمی وہ مقامی

دفعہ ہمدان یہ قبیلہ مین میں آباد تھا، ان میں اشاعت اسلام کیلئے خالد بن ولیدؓ کو بھیجا گیا تھا۔ وہ وہاں دیر تک رہے، اسلام نہ پھیلا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰؓ کو اس قبیلہ میں اشاعت اسلام کیلئے مامور فرمایا، انکے فیضان سے تمام قبیلہ ایک ن میں مسلمان ہو گیا۔  
سیدنا علیؓ کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا، تو سجدہ شکر اذ کیا، اور زبان مبارک سے فرمایا: السلام علی ہمدان، (ہمدان کو سلامتی ملے)

یہ وفد انہی لوگوں کا تھا جو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر ایمان لا چکے تھے، اور دینار نبوی شریف ہونے لگے تھے، مالک بن نمط نے مندرجہ ذیل اشعار نبی صلعم کے حضور پیش کیا، ذوق سے پڑھے تھے،۔  
الیاس جاوزن سواد الریف فی ہبوات الصیف الخریف : معظمتا بجبال اللیف :  
وہ طارق بن عبد اللہ طارق بن عبد اللہ کا بیان ہے، کہ میں مکہ کے سوق الحجاز میں کھڑا تھا اتنے میں وہاں ایک شخص آیا، جو پکار پکار کر کہتا تھا،

یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا لو کو لا الہ الا اللہ کہو، فلاح پاؤ گے، ایک دوسرا شخص اسکے پیچھے پیچھے آیا، جو کنکریاں اُسے مارتا تھا، اور کہتا تھا،  
یا ایہا الناس لا تصدقوا فانہ کن اب۔ لوگو! اسے سچا نہ سمجھو، یہ تو جھوٹا شخص ہے  
میں نے دریافت کیا کہ یہ کون کون ہیں؟

لوگوں نے کہا کہ یہ تو بنی ہاشم میں سے ایک ہے، جو اپنے آپ کو رسول اللہ سمجھتا ہے  
اور یہ دوسرا اس کا چچا عبد العزیٰ ہے (ابو لب) کا نام عبد العزیٰ تھا،

طارق کہتا ہے کہ اسکے بعد برسوں گزر گئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ جا رہے اس وقت ہماری قوم کے چند لوگ جن میں میں بھی تھا مدینہ گئے تاکہ وہاں کی کھجوریں مول لائیں جب مدینہ کی آبادی کے متصل پہنچ گئے، تو ہم اس لئے ٹھہر گئے کہ سفر کے کپڑے اتار کر دوسرے

لے زاد المعاد صفحہ ۴۹۳

لے اس واقعہ سے اندازہ کرو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی محنت اور صبر و استقلال سے قوموں کو توحید کی دعوت دی تھی۔ دشمن کہتے ہیں کہ اسلام بروز شمس پھیلا گیا۔



کپڑے بدل کر شہر میں داخل ہو گئے۔

اتنے میں ایک شخص آیا جس پر دو پرائی چادریں تھیں، اس نے سلام کے بعد پوچھا کہ کدھر سے آئے؟ کدھر جاؤ گے؟ ہم نے کہا کہ ریزہ سے آئے ہیں، اور یہیں تک قصد رہے۔ پوچھا، مدعا کیا ہے؟

ہم نے کہا کہ کچھ عریں خرید کرنی ہیں۔

ہمارے پاس ایک سُرخ اونٹ تھا جس کے ہمارے ڈالی، ٹوٹی تھی۔

اُس شخص نے کہا یہ اونٹ بیچتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں، اس قدر... .. بکھوروں کے برے دیدیں گے۔ اُس شخص نے پرسن کر قیمت گھٹانے کی بابت کچھ بھی نہیں کہا، اور ہمارے سنبھال کر شہر کو چلا گیا۔ جب شہر کے اندر جا پہنچا۔ تو اب آپس میں لوگ کہنے لگے کہ یہ ہم نے کیا کیا! اونٹ ایسے شخص کو دیدیا جس سے ہم واقف نہ تھے، اور قیمت کے وصول کرنے کا کوئی انتظام ہی نہ کیا۔

ہمارے ساتھ ایک ہوج نشین (مسواری قوم کی) عورت بھی تھی، وہ بولی، کہ میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا کہ چودھویں رات کے چاند کے روشن حصہ جیسا تھا، اگر ایسا آدمی قیمت نہ دے تو میں ادا کروں گی۔

ہم یہی باتیں کر رہے تھے، اتنے میں ایک شخص آیا، کہ مجھے رسول اللہ نے بھیجا ہے اور قیمت تشر کی کچھ عریں بھی ہیں، اور تمہاری ضیافت کی کچھ عریں الگ ہیں، کھاؤ۔ پیو۔ اور قیمت کی کچھ عریں کو ناپ کر پورا کر لو، جب ہم کھاپی کر سیر ہوئے، تو شہر میں اُبل ہوئے، دیکھا کہ وہی شخص مسجد کے منبر پر کھڑا وعظ کر رہا ہے، ہم نے مندرجہ ذیل الفاظ آپ کے سنے:

انصد توا فان الصدقة خیر لکم لوگو! خیرات دیا کرو خیرات کا دینا تمہارے لئے  
الید العلیاء خیر من الید السفلی بہتر ہے، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے  
امک و ابالک، واختک و احوال ماں کو، باپ کو، بہن کو، بھائی کو، پھر قریبی کو،

وادی ناک ادناک

اور دوسرے قریبی کو دو

وادی تجیب، قبیلہ تجیب کے تیرہ شخص حاضر ہوئے تھے۔ یہ اپنے قوم کے مال و مویشی کی زکوٰۃ لے کر آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے واپس لے جاؤ اور اپنے قبیلہ کے فقراء پر تقسیم کر دو، انہوں نے عرض کی۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کو دیکر جو بیچ رہا ہے ہم وہی لیکر آئے ہیں ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان سے بہتر کوئی غذا باک نہیں آیا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہدایت خدا کے لئے عرض و صل کے ماحقہ میں ہے۔ خدا جس کی بہبودی چاہتا ہے۔ اُس کے سینہ کو ایمان کے لئے کھول دیتا ہے۔

ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتوں کا سوال کیا، انھیں نے ان کو جوابات لکھوا دیئے تھے۔

یہ لوگ قرآن اور سنن ہدی کے سیکھنے میں بہت ہی راغب تھے، اسلئے ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو ان کی تواضع کے لئے خاص طور پر معین کر دیا تھا۔ یہ لوگ واپسی کی اجازت کیلئے بہت ہی اضطراب ظاہر کرتے تھے، صحابہ نے پوچھا کہ تم یہاں سے جانے کے لئے کیوں گھبراتے ہو؟

کہا۔ دل میں یہ جوش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار سے جو انوار ہم نے حاصل کئے۔ نبی اللہ کی گفتار سے جو فیوض بہنے پائے، جو برکات اور فوائد ہم کو یہاں اکٹھے ہوئے۔ ان سب کی اطلاع اپنی قوم کو جلد پہنچائیں۔

انھیں نے ان کو عطیہ سے سرفراز کیا اور خدمت فرمایا، پوچھا کوئی شخص تم میں سے باقی بھی لے کر آئے؟ انہوں نے کہا ہاں ایک نوجوان لڑکا ہے، جیسے اسباب کے پاس پہنچے چھوڑ دیا

لے زاد المعاد صفحہ ۵۰۴ بحوالہ بیہقی عن جامع بن شدادہ توحید کا سبق طارق نے لکھا، اور اخلاق حدیث کا سبق مدنیہ میں پایا تھا اور بالآخر بیہقی قوم سمیت مسلمان ہو گیا تھا۔  
نہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ احادیث رسولؐ انھیں کے زمانہ میں تکبید نہیں کی گئیں، وہ اس انداز پر زیادہ غور کریں۔

تھا فرمایا اُسے بھی بھیج دیا وہ حاضر ہوا تو اُس نے کہا یا رسول اللہ حضور نے میری قوم کے لوگوں پر لطف و رحمت کی ہے، مجھے بھی کچھ مرحمت ہو جائے!

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟

کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دعا اپنی قوم کے مدعا سے الگ ہو!

اگرچہ میں جانتا ہوں کہ وہ یہاں اسلام کی محبت سے آئے اور صدقات کا مال بھی لائے

تھے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟

التماس دعا! کہا میں اپنے گھر سے صرف اس لئے آیا تھا کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا

مجھے بخش دے، مجھے پرہیزگار اور میرے دل کو غنی بنا دے!

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے وہی دعا فرمادی کہ یہ بھری کو جب بنی صلی اللہ علیہ وسلم

رج کیا! تو اُس قبیلہ کے لوگ پھر حضور سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا! اُس جوان کی کیا خبر ہو؟

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اُس جیسا شخص کبھی دیکھنے ہی میں نہیں آیا اور اُس جیسا قانع کوئی

سنا ہی نہیں گیا! اگر دینا بھر کی دولت اُسکے سامنے تقسیم ہو رہی ہو! تو وہ نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا!

ہم سنی سعد بن حمزہ! یہ قبیلہ ایک شاخ قضاۃ کی تھا جس وقت یہ مسجد نبوی میں پہنچے! تو دیکھا

کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کی نماز پڑھا رہے ہیں!

انہوں نے آپس میں پوچھے کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے

پیشتر ہم کو کوئی کام بھی نہیں کرنا چاہئے! اس لئے ایک طرف ہو کر الگ بیٹھے رہے! جب آنحضرتؐ

اُدھر سے فارغ ہوئے! ان کو بلا یا! پوچھا کیا تم مسلمان ہو! انہوں نے کہا! ہاں! فرمایا تم اپنے

بھائی کے لئے دعائیں کیوں شامل نہ ہوئے!

آدمی اسلام لائے ہی عرض کیا! ہم سمجھتے تھے! کہ بیعت رسولؐ سے پہلے ہم کوئی کام بھی کر نیکے حجاز

مسلمان ہو جاتا ہے! نہیں! فرمایا! جس وقت تم نے اسلام قبول کیا! اسی وقت تم مسلمان ہو گئے ہو!

۱۵ زاد المعاد صفحہ ۴۰ جلد اول! جو لوگ تبلیغ اسلام کی خدمت میں تیار ہوئے! تو ان میں سے جو ان کے نماز پر عمل کرنا چاہتے!

اتنے میں وہ لڑکا بھی آپنچا جسے یہ لوگ اپنی سواریوں کے پاس بٹھلا آئے تھے۔ وفد نے کہا۔  
 یا رسول اللہ! یہ ہم سے چھوٹا۔ اور اسی لئے ہمارا خادم ہے۔ فرمایا: ہاں! اصْغَرُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ  
 (چھوٹا اپنے بزرگوں کا خادم ہوتا ہے) خدا سے برکت دے! اس دعا کی یہ برکت ہوئی۔ کہ  
 وہی قوم کا امام اور قرآن مجید کا قوم میں سب سے اچھا جانتے والا ہو گیا۔  
 جب یہ وفد لوٹ کر وطن گیا تو تمام قبیلہ میں اسلام پھیل گیا۔

وَقَدْ تَوَسَّعَ دَنُ اشْخَصْ تَحْتِیْ جَنِّ مِیْنِ وَلِصْبِ بْنِ مَجْدِیْ اور طلحہ بن خویلد بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے اندر مسجد میں تشریف فرما تھے۔ انہیں سے ایک نے  
 کہا: یا رسول اللہ! ہم شہادت دیتے ہیں کہ خدا اکیلا ہے، لا شریک ہے۔ اور آپ اس کے  
 بندے اور رسول ہیں۔ دیکھئے! یا رسول اللہ! ہم از خود حاضر ہو گئے ہیں۔ اور آپ تو  
 ہمارے پاس کوئی آدمی بھی نہ بھیجا۔ اس پر اس آیت کا نزول ہوا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُلْ لَا تَمْنُوْا عَلٰی اِسْلَامِكُمْ بَلْ لِلّٰهِ يَمِيْنٌ عَلٰیكُمْ اِنْ هٰذَا لَكُمۡ  
 لِلْاٰيٰتِ اَنْتُمْ صَادِقٰۤیْن ۝ ۲۷ (ہجرات: ۲۷) ترجمہ: یہ لوگ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ  
 اسلام لے گئے ہیں کہہ دو کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان جتاؤ! بلکہ خدا تم پر اس بات کا احسان  
 جتاتا ہے کہ اُس نے تم کو اسلام کی ہدایت کی۔ اگر تم اس دعویٰ میں سچے بھی ہو!

مَنْتَ مَنْتَ کہ خدمت سلطان بھی کنی

مَنْتَ شِنَاسِ زُو کہ بخت بد آشتت

پھر ان لوگوں نے سوال کیا کہ جانوروں کی بولیوں اور شکوؤں وغیرہ سے فال  
 لینا کیسا ہے۔ رسول اللہ نے ان سب کو انہیں منع فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک بات باقی رہ گئی ہے یعنی خط کشی۔  
 (رمل) اسکی بابت کیا ارشاد ہے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی ایک نبی نے  
 لوگوں کو سکھلایا تھا جس کسی کو صحیح سے وہ علم مل گیا۔ بیشک وہ تو علم ہے۔

وفد بھراء یہ لوگ مدینہ میں آئے۔ مقدادؓ کے گھر کے سامنے آکر اونٹ بٹھلائے۔ مقداد نے گھر والوں سے کہا کہ ان کے لئے کچھ تیار کرو اور خود ان کے پاس گئے اور خوش آمدید کہہ کر اپنے گھر پہلے آئے۔ ان کے سامنے عیش رکھا گیا۔ عیش ایک کھانا ہے جو کھجور اور ستوا کر گھی میں تیار کیا جاتا ہے۔ گھی کے ساتھ کبھی چربی بھی ڈال دیا کرتے ہیں۔ اسی کھانے میں سے کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی مقداد نے بھیجا۔ نبی نے کچھ کھا کر وہ برتن واپس فرما دیا اب مقداد ڈوٹوں وقت وہی پیالہ ان مہمانوں کے سامنے رکھ دیتے وہ مزے لے لے کر کھایا کرتے خوب کھایا کرتے مگر کھانا کم نہ ہوا کرتا تھا ان لوگوں کو دیکھ کر یہ حیرت ہوئی کہ آخر ایک روز اپنے میزبان سے پوچھا۔

مقداد! ہم نے تو سنا تھا کہ مدینہ والوں کی خوراک ستوا جو وغیرہ ہیں تم تو ہمیں قہر و وہ کھانا کھلاتے ہو جو ہمارے ماں بہت عمدہ سمجھا جاتا ہے اور جو ہر روز ہم کو میسر بھی نہیں آسکتا اور پھر ایسا لذیذ کہ ہم نے کبھی ایسا کھایا بھی نہیں۔

مقداد نے کہا اے صاحبو! یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے کیونکہ اسو آنحضرت کے انگشتان مبارک لگ چکی ہیں۔

یہ سنتے ہی سب بے اتفاق کہا اور اپنا ایمان تارہ کیا کہ بیشک ہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ لوگ مدینہ میں کچھ عرصہ ٹھہرے۔ قرآن اور احکام سیکھے اور وہ اپس چلے گئے۔

وفد بھراء کا بیان ہماہ سفرۃ ہجری یہ وفد حاضر ہوا تھا ۱۰ شخص اس میں تھے ان میں حمزہ بن نعمان بھی تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو؟

انہوں نے کہا ہم بنی عذرہ ہیں اور قحطی کے (ماں کی طرف سے) بھائی ہیں ہم نے اسی قحطی کو ترقی دلائی اور خزائن دینی بکر کو مکہ سے باہر نکالا تھا۔ سوائے ہم کو قربت بھی حاصل ہے اور نسب بھی کہ آنحضرت نے مرجا و خوش آمدید فرمایا۔

۱۰ وفد بن عمرو بن غلبہ قوم کنعہ سے ہیں۔ بوجہ بیعت قرشی الزہری کہلاتے ہیں۔ نجاشی رسول مآور فضلہ صحابہ میں سے ہیں۔ ۱۱ مکہ کو ہجرت سال وفات پانی مدینہ میں دفن ہوئے۔ ۱۲

اور یہ بھی بشارت سنائی کہ غفر ربی نام فتح ہو جائیگا۔ ہر قل ان کے علاقہ سے بھاگ جائیگا۔  
پھر آنحضرت کے حکم دیا کہ کاهنوں سے جا کر سوال نہ کیا کریں، اور جو قربانیاں دیکھائے ہیں  
آئندہ نہ کریں، اب صرف عید اضحیٰ کی قربانی باقی رہ گئی ہے، یہ لوگ کچھ دنوں میں طیبہ میں  
اور پھر انعام و جائزہ سے مشرف ہو کر رخصت ہوئے۔

وَقَدْ خَلَّانَ <sup>۱۲</sup> یہ دس شخص تھے جو ماہ شعبان ۳۱ھ ہجری کو خدمت نبوی صلعم میں حاضر ہوئے تھے انہوں  
نے آکر عرض کیا کہ ہم اپنی قوم کے پسماندگان کی جانب سے وکیل ہو کر آئے ہیں، خدا اور رسول  
پر ہمارا ایمان ہے، ہم حضور کی خدمت میں لمبا سفر طے کر کے آئے ہیں، اور ہم اقرار کرتے  
ہیں کہ خدا اور رسول کا ہم پر احسان ہے، ہم یہاں محض زیارت کیلئے حاضر ہوئے ہیں،  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِينَةِ كَانَ فِي جُودِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
(جسے مدینہ میں آکر میری زیارت کی، وہ قیامت کے دن میرا ہمسایہ ہوگا) پھر رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: عَمَّ النَّاسِ كَالْيَا، لِيَهْ يَكُنْ كَانَامُ هَيْهَ، حَوَّاسِ قَوْمِ كَامَبُودِ تَهَامِ،  
وَقَدْ نَرْنِي عَرَضَ كِيَا، بَهْرَاشْكَرِ هَيْ، كَاللَّهِ نَرْنِي حَضُورَ كِيَا، تَعْلِيمِ كُوْهَارِ، لِيُؤْتِ كَالْبَدَلِ بِنَاوِيَا،  
بَعْضُ بَعْضٍ بُوْطُوسِ، اَوْ بُوْطُوسِ عَوْرَتِيں رَهْ گئی ہیں، جو اسکی پوجائے جاتی ہیں۔

اب انشاء اللہ ہم اسے جا کر گرا دیں گے، ہم مدتوں دھوکے اور فتنہ میں رہے، رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی دن کا واقعہ تو سنناؤ،

وَقَدْ نَرْنِي عَرَضَ كِيَا، يَارَسُولَ اللّٰهِ، اِيَكْ وَقَدْ هَمْنِي سَوْرُكَ اَوْ جَمْعُ كَيْ، اَوْ رُوْهُ سَبْجُ سَبْ  
رِيكْ هِي دِنِ عَمَّ النَّاسِ كَالْيَا، لِيَهْ يَكُنْ كَانَامُ هَيْهَ، حَوَّاسِ قَوْمِ كَامَبُودِ تَهَامِ،  
ہم کو گوشت اور جانوروں کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔

انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ چوپایوں کو زراعت میں سے علم انسان کا حصہ برابر نکالاجاتا  
تھا، جب کوئی زراعت کرتا تو اس کا وسطی حصہ عَمَّ النَّاسِ کیلئے منفر کرتا، اور ایک تہا رہ کاغذ کے نام پر  
کرویتا، اگر کھیتی کو ہوا مار جاتی تو خدا کا حصہ تو عَمَّ النَّاسِ کے نام کر دیتے، مگر عَمَّ النَّاسِ کا حصہ خدا کے نام پر کرتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرائض میں سکھلائے اور خصوصیت سے ان باتوں کی نصیحت فرمائی :-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱) عہد کو پورا کرنا (۲) امانت کا ادا کرنا (۳) ہمسایہ لوگوں سے اچھا برتاؤ کی تسلیم کرنا (۴) کسی ایک شخص پر بھی ظلم نہ کرنا۔ یہ بھی فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تارک کی ہو گا۔

دنِ ثحارب یہ دس شخص تھے جو قوم کے وکیل ہو کر سہ ہجری میں آئے تھے، بلال انکی معافی کیلئے مامور تھے، صبح و شام کا کھانا وہی لایا کرتے تھے، ایک روز طہر سے عصر تک کا پورا وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کو دیا، ان میں سے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غور سے دیکھنا شروع کیا، پھر فرمایا کہ میں نے تم کو پہلے بھی دیکھا ہے،

یہ شخص بولا، خدا کی قسم! میں حضورؐ نے مجھے دیکھا بھی تھا، اور مجھ سے بات بھی کی تھی، اور میں نے بدترین کلام سے حضورؐ کو جواب دیا، اور ثبت برسی طرح سے حضورؐ کے کلام کو رد کیا تھا، یہ بازار کا کاغذ کا ذکر ہے، جہاں حضورؐ لوگوں کو سمجھاتے پھرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، تمہیں کس سے؟

اُس شخص نے کہا، یا رسول اللہ! اُس روز میرے دوستوں میں مجھ سے بڑھ کر کوئی بھی حضورؐ کی مخالفت کرنے والا اور اسلام سے دُور دُور رہنے والا نہ تھا، وہ سب تو اپنے آبائی مذہب ہی پر مر گئے، مگر خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے آج تک باقی رکھا اور حضورؐ پر ایمان لانا مجھے نصیب ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب کے دل خدائے عزوجل کے ہاتھ میں ہیں، اُس شخص نے کہا، اے رسول اللہ! میری پہلی حالت کے لئے معافی کی دعا فرمائیے، اسلام پہنچنے لگا ہوں کہ شادی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام اُن سب باتوں

کو شاد دیتا ہے جو کفر میں ہوئی ہو!

وفد عثمان کا حال رمضان سنہ ہجری قبیلہ عثمان کے تین شخص سنہ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے! اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی قوم کی ہدایت کا ارادہ کر کے واپس گئے تھے! معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اشاعت اسلام میں کامیابی نہ ہوئی! ان میں سے دو پہلے وفات پا چکے تھے! اور ایک اُس وقت تک زندہ تھا جبکہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے شام کو فتح کیا تھا!

وفد بنی الحارث یہ وفد شمال سنہ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تھا! ان کے علاقہ میں خالد بن ولیدؓ کو اشاعت اسلام کے لئے بھیجا گیا تھا! انکی تعلیم سے لوگ مسلمان ہو گئے تھے! پھر خالد بن ولیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اطلاع بھیج دی! اور خود انکی تعلیم کے لئے وہاں ٹھہر گئے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ بھیجا کہ تم واپس آ جاؤ! اور اُس قوم کے چند سرکردہ لوگوں کو بھی ساتھ لاؤ! اس وفد میں تیس بنی النضیر و عبد اللہ بن فرات وغیرہ تھے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا! کیا وجہ ہے کہ جاہلیت میں جس کتنے تم سے جنگ کی وہ مغلوب ہی ہوئے!

انہوں نے عرض کیا! یا رسول اللہ! ہم خود کبھی پرچہ نہ کر نہیں جاتے! جب اذان کے مغلوب نہ ہونے کی باتیں! لئے جمع ہو جاتے ہیں! تو پھر تفرق نہیں ہوتے! اپنی طرف سے ظلم کی ابتداء نہیں کرتے!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! سچ ہے! یہی وجہ ہے! یہ وفد انتقال مبارک سے چار ماہ پیشتر آیا تھا! یہ علاقہ بخران کے باشندے تھے! وفد بنی عیش کا حال یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے! انہوں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے منافقان اسلام سے سنا ہے! کہ حضورؐ یہ ارشاد فرماتے ہیں!



لا اسلام لمن لا ہجرۃ لہ ہمارے پاس زرو مال بھی ہے۔ اور مویشی بھی، جن پر ہماری گزران ہے، پس اگر ہجرت کے بغیر ہمارا اسلام ہی ٹھیک نہیں، تو مال و متاع ہمارے کیا کام آئیں گے، اور مویشی، ہمیں کیا فائدہ دیں گے، بہتر ہے کہ ہم سب کچھ فروخت کر کے سب کے سب خدمت عالی میں حاضر ہو جائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتقوا اللہ حیث کنتم۔ فلن یلتکم من اعمالکم نیتاً، تم جہاں آباد ہو، وہیں رہ کر خدا ترسی کو اپنا شیعہ بنائے رکھو، تمہارے اعمال میں ذرا بھی کمی نہیں آنے کی۔

اس جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلادیا ہے کہ سب مسلمانوں کو مرکز اسلام میں جمع ہو کر اسلامی رقبہ کو محدود و تنگ کر لینا مناسب نہیں، مسلمانوں کو مختلف دھڑوں ملکوں میں پھینچنا اور اسلام کی دعوت کو پھینچانا چاہئے۔

جو لوگ اب ترک طین کر کے اسلامی ملکوں میں جا بسنے کو بہتہ کھتے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا کرنا آنحضرتؐ کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ اور صواب مذہب کے بھی خلاف ہے۔

وہ غلام کا بیان یہ وہ خاندان بھری میں آیا تھا اس میں س آدمی تھے۔ یہ مدینہ سے باہر آ کر

اُترے ایک لڑکے کو بٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم اسباب کے پاس کسے چھوڑ کر آئے ہو، لوگوں نے کہا۔ ایک لڑکے کو۔ فرمایا، تمہارے بعد وہ سو گیا، ایک شخص آیا۔ خورجی چرا کر لے گیا۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ خورجی تو میری تھی، فرمایا، ہاں، گھبراؤ نہیں، وہ لڑکا اٹھا۔ چور کے پیچھے پیچھے بھاگا، اُسے جا پکڑا، سب اسباب صحیح سالم مل گیا ہے۔

یہ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت سے جب واپس پہنچے، تو لڑکے سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی طرح اس کے ساتھ باہر ہوا تھا، یہ لوگ اسی امر پر مسلمان ہو گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ کو مقرر فرمادیا کہ انہیں قرآن یاد کراؤ۔ اور شریعہ اسلام سکھادیں،

جب وہ واپس جانے لگے، تو انہیں شرائع اسلام ایک کاغذ میں لکھوا کر دیئے گئے۔  
 وفد بنی سکنانہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آئے تو بنی فزارہ  
 کا ایک وفد جس میں دش پندرہ آدمی شامل تھے۔ خدمت مبارک میں حاضر ہوا۔ ان کو  
 اسلام کا اقرار تھا۔ ان کی سواری میں لاغر کمزور اونٹ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے پوچھا کہ تمہاری بستیوں کا کیا حال ہے؟

ایک نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! بستیوں میں قحط ہے۔ مویشی مر گئے، باغ خشک  
 ہو گئے۔ بال بچے بھوکے مر رہے ہیں، آپ خدا سے دعا کریں کہ ہماری فریاد سنے۔  
 آپ ہماری سفارش خدا سے کریں۔ خدا ہماری سفارش آپ سے کرے۔

خدا کسی کی شفاعت نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا ان باتوں سے پاک  
 ہے۔ خرابی ہو تو میرے لئے، بھلا۔ میں تو خدا کے شفاعت کروں گا۔ لیکن خدا کس کے  
 پاس شفاعت کرے؟ وہ معبود ہے۔ اُس کو سوا کوئی معبود نہیں، وہ سب سے  
 بزرگ تر ہے۔ آسمانوں اور زمین پر اُسی کا حکم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قوم میں بارش کیلئے دعا فرمائی، جو الفاظ کہ محفوظ ہیں  
 وہ یہ ہیں:۔ اللھم اسق عبادک وبھائمک وانشر رحمک واسح بلادک المیتۃ  
 اللھم اسقنا غیتنا مغیتنا مریۃً طبعوا واسعاً عاجلاً غیر اجل۔ نافعا غیر  
 ضارا۔ اللھم سقنا رحمة لا تسقنا عذاباً لا نھدم ولا نعرق ولا نحرق۔ اللھم  
 اسقنا الغیت وانصرنا علی الاعمال عترتہ۔ اے خدا۔ اپنی بندوں اور جانوروں کو سیراب  
 کر اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنی مژدہ بستیوں کو زندہ کر دے۔ الہی ہم پر فریاد رس بارش  
 جو راحت رساں آرام بخش ہو جلد آئے۔ دیر نہ لگائے۔ تفع پہنچائے، ضرر نہ کری، سیراب  
 کر دے۔ الہی ہمارے رحمت سے سیراب کر دے، نہ عذاب و دہم و غرق و محق سے بھر دے۔ الہی  
 بارش باران سے ہمیں سیراب کر دے، اور دشمنوں پر ہمارے نصرت عطا کر دے۔



ہوا ہے کہ اسمعیلؑ کی نسل میں نبوت بھی ہوگی، ممکن ہے کہ یہ وہی شخص ہو۔ لیکن نبوت کے متعلق میری کیا رائے ہو سکتی ہے، کوئی دنیوی بات ہوئی تو میں اس پر فورا غور کر سکتا، اور اپنی رائے عرض کر سکتا تھا۔“

اسقف نے کہا: ”اچھا بیٹھ جاؤ۔“

اسقف نے پھر ایک دوسرے شخص کو جس کا نام عبداللہ بن شرجیل تھا۔ اور قوم حمیر سے تھا، بلایا، اور انہ نبویؑ دکھلا کر اس کی رائے دریافت کی۔ اس نے شرجیل کا سا جواب دیا۔

اسقف نے پھر ایک تیسرے شخص جبار بن قیس کو بلایا۔ یہ بنو الحارث بن کعب میں سے تھا۔ نامہ دکھلایا۔ اور رائے دریافت کی۔ اس نے بھی ان دونوں کا سا جواب دیا۔

جب اسقف نے دیکھا کہ ان میں سے کوئی بھی جواب نہیں دیتا تو اس نے حکم دیا کہ گھنٹے بجائے جائیں، اور اٹھ کے پردے گر جا پر لٹکا دیے جائیں۔ ان کا دستور تھا۔ کہ اگر کوئی جہم عظیم درپیش ہوتی تو لوگوں کے بلانے کا طریق دن کے لئے یہ تھا، کہ گھنٹے بجاتے اور ٹاٹ کے پردے گر جا پر لٹکا دیتے۔ اور رات کیلئے یہ تھا کہ گھنٹے بجاتے اور پہاڑی پر آگ

۱۔ اولاد اسمعیلؑ میں نبوت ہونے کی بابت بائبل کی کتابوں میں بہت سے حوالے ملتے ہیں۔

اول یہ کہ اسحقؑ اور اسمعیلؑ سے خدا نے برابر کے وعدے کئے تھے۔ دوم یہ کہ عرب میں پیدا ہونے والے نبی کے نشانات اور علامات کی پیش گوئیاں بہت انبیاء نے کی ہیں۔ اور چونکہ عرب میں صرف اسمعیلؑ کی اولاد ہی آباد ہوئی تھی اس لئے ان پر پیش گوئیوں کی زیادہ تر توجہ نکلتا ہے کہ نبی موعود اسمعیلؑ ہی ہوگا۔ سوم موسیٰ علیہ السلام کی سیان کردہ پیش گوئی اس لئے بہت واضح ہے۔ دس اور میں..... ”اُن کیلئے اُن جھائیوں میں سے تجھے سب سے ایک نبی پرپاروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن کو کہیں گا“ کتاب استثناء باب ۱۔ یہ ظاہر ہے کہ نبی اسمعیلؑ کے بھائی بنی اسمعیلؑ ہیں۔ اور بنی اسمعیلؑ جیسے بنی حضرت محمد رسول اللہؐ ہی ہیں جو موسیٰؑ کی طرح صاحب کتاب، صاحب شریعت، صاحب جہاد، تہا جبر، غازی ہیں۔ اور میں کلام سے مطلب دہی کے اصل الفاظ کا محفوظ رہنا ہے۔ یہ خصوصیت صرف قرآن مجید ہی کی ہے۔ بائبل کے مجموعہ میں کو کسی کتاب کو یہ درجہ حاصل نہیں کہ اس کو الفاظ بھی اصلی محفوظ رہے ہوں۔ اس پر بیشک کوئی اسکے ساتھ نبویؑ علیہ السلام کی دوسری پیش گوئی بھی پڑھو۔ ”خدا سینا سے نکلا اور عیسیٰ سے چکا۔ اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں شریعت روشن ہے، ملائکہ کے لشکر کے ساتھ آیا ہے۔“ اس میں فاران کا پتہ دج ہے۔ نہ کہ کا نام ہے۔ شرجیل نے انہی حوالہ جات کا خیال کر کے مندرجہ بالا فقو استعمال کیا تھا۔

روشن کر دیتے۔ اس گرجا کے متعلق بہتر کھاؤں تھے۔ جن میں ایک لاکھ سے زیادہ جنگجو مردوں کی آبادی تھی۔ وادی کے بالائی اور نشینی حصہ کا طول ایک سو سوار کے ایک دن کی راہ کا تھا۔ جب کل علاقہ کے یہ لوگ (سب کے عیسائی تھے) جمع ہو گئے تو سقف نے وہ نامہ مبارک سب کو سنایا۔ اور اُنے دریافت کی۔ مشورہ کے بعد قرارداد یہ ہوئی کہ شرجیل اور عبداللہ اور حبار کو نبیؐ کی خدمت میں روانہ کیا جاوے۔ وہ وہاں کے سب حالات معلوم کر کے مفصل بتلائیں۔

یہ لوگ مدینہ پہنچے۔ اور چند روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ انہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت کے متعلق گفتگو بھی کی۔ اسی گفتگو پر ان آیات کا نزول ہوا:-

ان مثل عیسیٰ عند اللہ مکمل آدمہ خلقہ من تراب ثم قال لکن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا نددکم آیتنا و آبتاءکم و نساءکم و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبھل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین (آل عمران - ۶۷)

عیسیٰؑ کی مثال خدا کے نزدیک آدم کی سی ہر خدا نے اُسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا کہ (انسان زندہ) بنجا۔ وہ زندہ ہو گیا۔ سچی بات تیرے پروردگار کی جانب سے ہے۔ اب تم اس مٹی کو لبا کھینچو والوں میں سے ہو اور جو کوئی تم سے اس علم کے بعد جھگڑا کرے اُس کو ہم دیکھنا کہ ہم اپنی اولاد کو بلاؤ گے تم اپنی اولاد کو بلاؤ۔ سچی طرح ہماری عورتیں اور تمہاری عورتیں ہم خود بھی اور تم خود بھی جمع ہوں، پھر خدا کی طرف متوجہ ہوں اور خدا کی لعنت جھوٹے پروردگاروں پر۔

۱۔ عیسائیوں کی تعلیم اور قول ہے کہ تثلیث کو بلا دلیل ان لینا چاہیے۔ قرآن کریم نے اول دلیل ہی کہ اگر عیسیٰؑ نبیؐ یا پکے پیر ہوئے تو اس سے وہ خدا یا فرزند خدا نہیں ہو سکتے۔ دیکھو آدمؑ بغیر باپ اور ماں کی پیدائش تھی۔ چونکہ یہ یقین تھا کہ دلیل کارگر نہ ہوگی اسلئے بحث کیلئے ایک اچھوتا پہلو نکالا۔ یعنی خدا سے دعا مانگنا۔ اور جھوٹ پر لعنت برسانا۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر سچ خدا یا ابن خدا ہیں، تو ایسے لوگوں کی ضرورت عایت کریں جو ان کا اصل درجہ

آن آیات کے نزول پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسینؑ کو بھی بلایا، اور فاطمہؑ (سیدۃ النساء العالمین) بھی باپ کی پس پشت آکر کھڑی ہو گئیں۔

ان عیسائیوں نے علحدہ ہو کر بات چیت کی، تشریل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا آسان نہیں ہے۔ دیکھو تمام وادی کے لوگ اکٹھے ہوئے تب انہوں نے ہم کو بھیجا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بادشاہ ہے، تب بھی اس سے مباہلہ کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔ کیونکہ تمام عرب میں یہ ہم ہی اسکی نگاہ میں کھٹکتے رہیں گے، اور اگر یہ نبی مرسل ہے، تب تو اسکی لعنت کہ بعد ہمارا پرکاش بھی زمین پر باقی نہ رہے گا، اسلئے میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ہم اسکی ماتحتی قبول کریں، اور رقم جزیہ کا فیصلہ بھی اسکی رائے پر چھوڑ دیں کیونکہ جہاں تک میں سمجھا ہے یہ سخت مزاج نہیں ہے۔ دونوں ساتھیوں نے اتفاق کیا۔ اور انہوں نے جا کر عرض کر دیا کہ مباہلہ سے بہتر ہمارے لئے یہ ہے۔ کہ جو کچھ حضور کے خیال میں کل صبح تک ہمارے لئے بہتر معلوم ہو، وہ ہم پر مقرر کر دیا جائے۔

اگلے روز حضرت نے ان پر جزیہ مقرر کر دیا۔ اور ایک معاہدہ جس میں مغیرہ صحابی نے لکھا تھا اور ابوسفیان بن حرب، غیلان بن عمرو، مالک عوف، اقرع بن حابس صحابہ کی شہادت اس پر ثبت تھیں، انہیں مرحمت فرمایا۔ معاہدہ کا ایک فقرہ خاص طور پر ناظرین کے ملاحظہ طلب ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کی کسی فیاضی سے مراعات و حقوق مرحمت فرماتے تھے۔

دنیا پر ظاہر کر رہے ہیں، لیکن یہ اگر غلط ہے تو خدا خود فیصلہ فرما دے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مباہلہ صرف توحید کے اثبات اور استحکام کے لئے نکالا ہے، جبکہ اب استدلال بند ہو۔ یہ لازم نہیں کہ مذاہرے اختلافات کو ہم مباہلہ سے طے کرنے کے خواہشمند ہوں۔  
لے دیگر روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی بھی درج ہے۔ ان کے جمع کرنے سے مقصد عیسائیوں کو دکھلا دینا تھا۔ کہ ہم بھی مباہلہ کو تیار ہیں۔ گو ان کی زن و فرزند اس وقت مدینہ میں تھے۔

نَجْرَانِ جَوَارِ اللَّهِ وَذِمَّةِ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ  
 عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَأَرْضِهِمْ  
 وَأَمْوَالِهِمْ وَغَائِبَتِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ  
 وَعَشِيرَتِهِمْ وَتَبَعَتِهِمْ وَأَزْوَاجَهُمْ  
 يَعْتَرُونَ لِمَا كَانُوا عَلَيْهِمْ وَلَا يُغَيِّرُ  
 حَقٌّ مِنْ حَقِّهِمْ وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ  
 وَلَا يُغَيِّرُ كَلِمَاتُهَا أَيْدِيهِمْ مِنْ قَلِيلٍ  
 أَوْ كَثِيرٍ وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ رَيْبَةٌ  
 وَلَا دَمٌ جَاهِلِيَّةٌ وَلَا يُخْشَوْنَ وَلَا  
 يَعْتَرُونَ وَلَا يَطْعَأُ أَرْضَهُمْ الْجَبِيضُ

نجران حاصل کر کے یہ لوگ نجران کو واپس چلے گئے۔ بشار (اسقف) اور دیگر سر  
 براۓ وہ لوگوں نے ایک نزل آگے بڑھ کر ان سے ملاقات کی۔ ڈیپوٹیشن نے یہ فرمان اسقف  
 کے سامنے پیش کر دیا۔ وہ چلتے چلتے ہی اس فرمان کو پڑھنے لگا، اس کا چہرہ بھائی بشر بن معاویہ  
 جسکی کنیت ابو علقمہ تھی، اس کے برابر تھا (وہ بھی اس تحریر کے معنی کی طرف اس قدر متوجہ  
 ہوا کہ بے خیالی ہو گیا)۔ اور انٹرنی نے اُسے زمین پر گرادیا۔ اس نے گرتے ہی کہا خرابی  
 ہو، اُس شخص کی، جس نے تمکو اس قدر تکلیف میں ڈالا ہے۔

بشر نے یہ اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا تھا۔

اسقف بولا: دیکھ تو کیا کہتا ہے۔ بخدا وہ تو نبی مرسل ہے۔

بشر نے جواب دیا: بخدا۔ اب میں بھی ناقہ کا پالان اسی کے پاس جا کر اُتار دوں گا۔  
 یہ کہہ کر اُس نے اپنا رخ بدل دیا، اور مدینہ کو چل پڑا۔

اسقف نے اُسکے پیچھے پیچھے ناکہ لگائی، چلا چلا کر کہتا تھا، کہ میری بات تو سنو،  
میرا مطلب تو سمجھو، میں نے یہ فقرہ اسلئے کہا تھا، کہ ان قبائل میں شہر ہو جائے تاکہ کوئی  
یہ نہ کہے کہ ہم نے اس سند کے حاصل کرنے میں کوئی حماقت کی ہے یا فیاضی قبول کر  
لی ہے حالانکہ دیگر قبائل نے اب تک اُس کی فیاضی کو قبول نہیں کیا ہے۔ اہم ہاری  
طاقت اور شوکت اوروں سے بڑھ کر بھی ہے۔

بشر بولا۔ 'نہیں، نہیں، بخدا نہیں، اب میں نہیں کئے کا، تیرے مغز سے  
ایسی غلط بات نکل ہی نہیں سکتی تھی۔'

بشر نے پھر یہ اشعار پڑھے، اور مدینہ کو چلا آیا۔

الیث بعد وقلقا وضمینھا معتوضافی بطنھا جنینھا

عنا لقادین النصاری دینھا

یہ بشر تو خدمت نبوی میں پہنچ کر وہیں حضور میں رہا، اور بالآخر درجہ شہادت پر فائز  
ہوا۔ اب اُس ڈیپوٹیشن کا بقیہ حال سنو۔

جب یہ لوگ بخران پہنچ گئے، تو بخران کے گرجا میں پہنچنے والے ایک منک (راہب)  
نے بھی کسی سے یہ تمام داستان سُن پائی، کہ ایک نبی تھا میں پیدا ہوا ہے۔ اس کا خط آیا  
تھا۔ یہاں سو تین شخص اس کے پاس بھیجے گئے تھے۔ وہ اُس سے سند لیکر آئے تھے  
اسقف وہ سند پڑھ رہا تھا۔ اس کا بھائی سواری سے گر گیا، اس نے نبی کو بُرا بھلا کہا،  
اسقف نے منع کیا، اور بتلایا کہ وہ سچا نبی ہے، اُسے بُرا نہ کہو۔ وہ یہ سُن کر مدینہ کو چلا گیا  
اسقف نے بہتیرا دکا، نہ رکھا۔

راہب نے جو گرجا کے برج کے بالائی حصہ پر (سالہا سال) سے رہا کرتا تھا،  
چینٹا شروع کر دیا، کہ مجھے انا رونا ورنہ میں اوپر سے کود پڑوں گا۔ خواہ میری جان بھی  
جاتی ہے۔ یہ راہب بھی چند تحائف لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔



ایک پالہ ایک عصا ایک چادر اس نے بطور تحفہ پیش کی تھی، وہ چادر خلفاء عباسیہ کے عہد تک برابر محفوظ رہی تھی۔ راہب نے کچھ عرصہ تک مدینہ میں ٹھہر کر اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کی۔ اور پھر حضرت سے اجازت لیکر، اور واپس آنیکا وعدہ کر کے بھران چلا گیا تھا، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت تک واپس نہ گیا تھا۔

(۲) اس ڈیپوٹیشن سے کچھ عرصہ کے بعد اسقف ابو الخارث جو گرجا کا امام تھا۔ اور قسطنطنیہ کے رومی بادشاہ اسکا نہایت ادب اور احترام کیا کرتے تھے۔ اور عام لوگ اکثر کرات وغیرہ اسکی ذات سے منسوب کیا کرتے تھے، ادنیٰ شخص اپنے مذہب کا مجتہد شمار ہوتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا، اس کے ساتھ اہم نامی علاقہ کالج اور حاکم بھی تھا۔ اسے سید کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ اور عبد المسیح الملقب عاقب بھی تھا، جو سارے علاقہ کا گورنر اور امیر بھی تھا۔ باقی ۲۷ مشہور سردار اور تھے۔ کل قافلہ ۶۰ سواروں کا تھا۔ یہ عصر کے وقت مسجد نبویؐ میں پہنچے تھے۔ وہ انکی نماز کا وقت تھا۔ (غالباً اتوار کا دن ہو گا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنی مسجد میں نماز پڑھ لینے کی اجازت فرادی تھی۔ اور انہوں نے مسجد سے شرق کی جانب رخ کر کے نماز ادا کی تھی، بعض مسلمانوں نے انہیں مسجد نبویؐ میں عیسائی نماز پڑھنے سے روکنا چاہا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو منع فرما دیا تھا۔

یہودی بھی انہیں دیکھنے آتے تھے، اور کبھی کبھی کسی مسئلہ میں گفتگو بھی ہو جایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہودیوں نے بیان کیا، کہ حضرت ابراہیمؑ یہودی تھے، اور ان عیسائیوں نے کہا، کہ وہ عیسائی تھے؛ اس بحث پر قرآن مجید کی ان آیات کا تامل ہوا:-

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَحِبُّونَ فِي  
إِبْرَاهِيمَ وَمَا زِلْتَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ  
إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى | ان سے کہو کہ اے کتاب والو۔ ابراہیمؑ کے بارے  
میں کیوں جھگڑا کرتے ہو۔ تو رات اور نچل تو اس کے

الْأَمِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ هَآأَنْتُمْ  
هَؤُلَاءِ رَحَابُ حُجَّتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِعِلْمٍ فَلِمَ  
تُحَاجُّونَ فِي مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ  
يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ مَا كَانَ  
إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ  
كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ  
إِنَّ أَوَّلَى الْبَنَاتِ بِإِبْرَاهِيمَ لِلَّذِينَ تَبِعُوهُ  
وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَبِيُّ  
الْمُؤْمِنِينَ ۝ آل عمران رکوع ۷۰

بعد اتری ہیں جن باتوں میں تمہارے پاس  
کچھ علم تھا۔ اُس میں تو جھگڑتے ہی تھے۔ مگر  
جس بارہ میں کچھ بھی علم نہیں، اُس میں جھگڑا کیوں  
کرتے ہو؟ ابراہیمؑ، یہودی تھا نہ عیسائی تھا  
وہ تو پکا مومن تھا اور مسلمان تھا۔ اور وہ مشرک  
بھی نہ تھا۔

سب خلقت میں ابراہیمؑ قریب تر وہ ہیں جنہوں نے  
اس کا اتباع کیا۔ اور محمدؐ نبی اور ان پر ایمان رکھنے  
والے لوگ۔ ہاں خدا مومنین کا دوستدار ہے۔

ایکے نصیر یہودیوں نے مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں پر بغض کر نیکی غرض سے کہا:  
محمدؐ صاحب! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی بھی عبادت کرنے لگیں۔ جیسا کہ عیسائی عیسیٰ  
کی عبادت کیا کرتے ہیں؟

نجران کا ایک عیسائی بولا:

ہاں محمدؐ صاحب! بتلا دیجئے کیا آپ محمدؐ ہی ارادہ ہے۔ اور اسی عقیدہ کی دعوت آپ  
دیتے ہیں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ! کہ میں اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت  
کروں! یا کسی دوسرے کو غیر اللہ کی عبادت کا حکم دوں! خدا نے مجھے اس کام کے لئے  
نہیں بھیجا! اور مجھے ایسا حکم بھی نہیں دیا!

اس واقعہ پر قرآن مجید میں ان آیات کا نزول ہوا:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يُلْهِيَ اللَّهُ إِلَيْكَ  
وَالْحُكْمُ وَالنَّبِيُّ ثُمَّ يَقُولُ لِلنَّاسِ

جس بشر کو خدا کتاب اور حکم اور نبوت عنایت کرے  
یہ اسکے شایان نہیں کہ پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ

اے عرب کے شرک بت پرستی کرتے تھے، کہا کرتے تھے کہ ہمارا مذہب حضرت ابراہیمؑ کے مذہب پر ہے۔ اس فقرہ میں شرک بت پرستی کا

خدا کے سوا میرے بندے بن جاؤ، وہ تو یہی کہا کرتا ہے کہ کتاب الہی کو سیکھ کر اور شریعت کا درس پا کر تم اللہ والے بن جاؤ۔

یہ بنی تو نہیں کہتا کہ فرشتوں کو یا نبیوں کو بھی رب بنا لو، بھلا وہ کفر کے لئے کہہ سکتا ہے، تم لوگوں کو جو اسلام لا چکے ہو۔

لَا تَكُونُوا عِبَادًا لِّإِنْسٍ مِّن دُونِ اللَّهِ وَلَكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُتَّخَذُوا مَلَائِكَةً وَلَا تَيِّبِينَ أَرْيَا بَدَأْتُكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۚ رآل عمران ع ۸

محمد بن سہیل کی روایت میں ہے کہ آل عمران کی شروع سے ۸ آیات تک کا نزول بھی اسی وفد کی موجودگی میں ہوا تھا، جب یہ واپس جلمے لگے، تو آنحضرتؐ سے پھر ایک سند انہوں نے حاصل کی، جس میں گرجاؤں اور پارکیوں کی بابت زیادہ صراحت تھی، اس فرمان کی پوری نقل فیل میں کی جاتی ہے۔

یہ تحریر محمد بنی صلعم کی جانب سے ہو، اسقف ابو الحارث کے لئے بخران کے لئے گئے، اسقفوں کا ہنوں رہا ہوں ان کے معتقدوں، غلاموں، اس مذہب والوں پولیس والوں کے متعلق اور ان کم یا زیادہ چیزوں کے متعلق جو ان کے ہاتھ میں ہیں سب کو خدا اور رسولؐ کی حفاظت حاصل ہوگی، اگر گئے چھوٹے بڑے عہدہ داروں میں سے کسی کو بدلانہ جلمے گا، کسی حق میں یا اختیارات میں مداخلت نہ کی جائے گی، انکی موجودہ حالت میں تغیر نہ ہوگا بشرطیکہ رعایا کے خیر خواہ خیر اندیش رہیں، نہ ظالم کا ساتھ دیں اور نہ خود

يَسْمَعْ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ. من محمد بن النبی الی الاسقف ابی الحارث واساقفة بخران وكهنتهم ورهبانهم واهل بیعتهم ورفیقهم وملتهم وسوا طبتهم وعلی کل ماتحت ایدیم من قلیل او کثیر۔ جوار اللہ ورسولہ۔ لا یغیر اسقف من سقنیة ولا راهب من رهبانیة ولا کاهن من کهنانیة ولا یغیر حق من حقوقهم ولا سلطانهم ولا ماما کواعلی علی ذلک جوار اللہ ورسولہ ابدًا مانصحو ادا صلحو علیهم غیر متقلبین

بظاہر ولا ظالمین کتاب المغیرۃ بن شعبہؓ ظلم کریں!

چلتے وقت انہوں نے درخواست کی کہ ایک امانت دار شخص کو ہمارے ساتھ بھیج دیا جاوے جسے جزیہ ادا کر دیا کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو ان کے ساتھ بھیج دیا اور فرمایا کہ شخص میری امت کا امین ہے!

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے فیضانِ صحبت کے علاقہ میں اسلام پھیل گیا تھا!

ذندرخ کا بیان یہ نصف ماہ محرم السہ ہجری کو خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوا تھا۔ اس کے بعد کوئی وفد حاضر نہیں ہوا! یہ دوستو اشخاص تھے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر آئے تھے ان کو دار الضیافہ (سیمان خانہ) میں اتارا گیا تھا! ایک شخص ان میں زرارہ بن عمرو تھا! اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے راستہ میں خواب دیکھے جو عجیب تھے!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیان کرو!

ایک خواب اور اُس کی تعبیر! کہا میں نے دیکھا کہ ایک بکری نے پیچہ دیا ہے جو سپید اور سیاہ

رنگ کا بنتی ہے!

لہ فتوح البلدان بلاذریؒ

۹  
اس لفظ جزیہ رجاہ لفظ گزیہ کا عربی ہے اور اس لفظ کے ستھ یہ لفظ کی بھی عربی میں ایران کی بھی عربی تھی جبکہ عرب کا ایک حصہ قبل از اسلام ایران کے ماتحت تھا اور دہراہ ایران اس بارہ میں رومن امپائر کے قانون پر عمل کرتا تھا مگر اب جزیہ بہت سی اقتضات کئے گئے اور مسلمانوں کی طرف سے بہت سی جوابات دئے گئے ہیں! میں اس جگہ مختصر طور پر صرف ایک روایت کا حوالہ دوں گا جس سے معلوم ہو جائے گا کہ اسلامی جزیہ کس اصول پر لگایا جاتا تھا اور کیونکہ جزیہ ادا کرنے والے مفتوحین کو فائزین کے اعلیٰ حقوق حاصل ہو جاتے تھے فقہ کی معتبر ترین کتاب میں ہے!

”اگر وہ لوگ جن کو جزیہ لینا چاہئے جزیہ ادا کرنا منظور کریں (انہیں) اُنکی حفاظت اسی طور پر کرنا چاہئے جیسے مسلمانوں کی اور زب ان کیلئے وہی قواعد ہوں گے جو مسلمانوں کے لئے ہیں۔ کیونکہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ کفار جو مسلمان ہو جائیں ادا کرتے ہیں کہ ان کے خون کو مسلمانوں کے خون کی اور ان کے مال کو مسلمانوں کے مال کی حیثیت حاصل ہو جائے! ہدایہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۴۱۲۔ ہدایہ انگریزی ترجمہ چارلس ہالٹن جلد ۲ صفحہ ۴۱۲۔ زاد المعاد صفحہ ۴۵۹۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہاری عورت کے بچہ ہونے والا تھا؟ اُس نے کہا ہاں!  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے فرزند پیدا ہوا ہے۔ جو تیرا بیٹا ہے!

زرارہ نے کہا یا رسول اللہ! بلیق ہونے کے کیا معنی ہیں؟  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب آؤ! پھر آمنہ سے پوچھا کیا تیرے جسم پر برسوں کے  
داغ ہیں؟ جسے تم لوگوں سے چھپاتے رہے ہو؟  
زرارہ نے کہا: قسم ہے اُس خدا کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا! کہ آج تک میرے  
اس راز کی کسی کو اطلاع نہ تھی!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ پر یہ اسی کا اثر ہے!  
زرارہ نے دوسرا خواب سنایا کہ میں نے نعمان بن منذر کو دیکھا کہ گوشتوارے بازار میں  
خلخال پہنے ہوئے ہے!

دوسرا خواب اور تعبیر: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسکی تاویل ملک عرب ہوگا جو آب سائش و  
آرائش حاصل کر رہا ہے!

زرارہ نے عرض کیا: میں نے دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے جس کے کچھ بال سفید! کچھ  
تیسرا خواب و تعبیر: سیاہ ہیں! اور زمین سے باہر نکلی ہوئے!  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا ہے جس قدر باقی رہ گئی ہے!  
زرارہ نے عرض کیا:

چوتھا خواب اور تعبیر: میں نے دیکھا کہ ایک آگندہ زمین سے نمودار ہوئی! میرے اور میرے  
بیٹے عمر کے درمیان آگئی! اور وہ آگ کہہ رہی ہے! جھٹلنے جھلسو! بیٹا ہو کہ نابینا ہو!  
لوگو! اپنی غذا اپنا گنہ! اپنا مال مجھے کھانے کے لئے دوا!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک فساد ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا!  
لعنہ بن منذر کا مشہور قدیم بادشاہ گزرا ہے! جسکی حکومت و حکمت زبانِ زعرب ہے!

زرارہ نے عرض کیا کہ یہ کیسا فتنہ ہو گا!  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اپنے نام کو قتل کر دینگے! آپس میں پھوٹک پڑ جائیگی  
 ایک دوسرے کی ایسے گتھے جائیں گے، جیسے مانتھوں کی انگلیاں پنچہ ڈالنے میں گتھے جاتی ہیں! ہر گاہ  
 ان دنوں اپنے آپ کو نکو کار سمجھیں گے! مومن کا خون پانی سے بڑا گہر خوشگوار سمجھا جائیگا!  
 اگر تیرا بیٹا مر گیا، تب تو اس فتنہ کو دیکھ لیں گے! تو مر گیا! تو تیرا بیٹا دیکھ لیں گے!  
 زرارہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ میں اس فتنہ کو نہ دیکھوں!  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے الہی! یہ اس فتنہ کو نہ پہنچائے!  
 زرارہ کا تو انتقال ہو گیا! اور اس کا بیٹا بچ رہا! اُسے سیدہ نعمان کی بیعت کو یاد دیا

(\*)

## باب

مدینہ میں دہ سال قیام نبوی کے اہم واقعات اور وفات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے نکل کر مدینہ منورہ پہنچے، تو ابھی طہیّان و قیام بھی  
 نہیں کیا تھا کہ دشمنان مکہ نے متواتر سازشوں، حملوں، لڑائیوں سے نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم اور حضور کے مانتھے پر بیعت کرنے والوں کو پریشان کرنا شروع کر دیا تھا  
 راقم کتاب کو چونکہ ہجرت کے بعد ہی یہ حالات لکھنے پڑے، اس لئے ترتیب میں  
 بھی کسی قدر پریشان ہو گئی ہے!

اب اس باب میں ان اہم واقعات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے جو ایام قیام مدینہ میں ہوئے  
 میں اختصار کیلئے قریباً ہر سال کے متعلق ایک اقدہ ضرور قلم بند کیا ہے!  
 اس باب پر غور کرنے سے ناظرین کو سیرت پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

بہت سی باتیں معلوم ہو گئی جن کے مطابق ضرورت ہے کہ اُمت اپنا روٹیہ درست کرے  
وَمَا دَلَّ عَلَى اللَّهِ بَعْزُ بَزْءٍ

تعمیر مسجد جوئی | مسجد نبوی جس جگہ بنائی گئی ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نانہ خود بخود اس جگہ  
آ کر بیٹھ گئی تھی، جب آنحضرت مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے،

یہ جگہ دوسیم لاکوں کی تھی جو اسعد بن زرارہ (نقیب محمدی) کی ترسیٹ نگرانی میں  
اسعد نے پہلے سے یہاں نماز کی مختصر سی جگہ بنا رکھی تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے  
لئے اس جگہ کو پسند فرمایا، تو ان تیسیم لاکوں نے قیمت لینے سے انکار کیا، اور قبیلہ بنو النجار  
نے چالاکہ اسکی قیمت ادا کرنے کی اجازت انہیں مل جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں  
باتیں منظور نہ فرمائیں، زمین کی قیمت دس دنار طے ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ابو بکر صدیق سے قیمت دلا دی، اور پھر زمین کو ہمارو درست کر کے مسجد بنائی گئی  
جس کا طول تیسو گز تھا،

مسجد کی تعمیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اینٹ پتھر خود بھی اٹھا کر لاتے تھے، اور زبان  
ہمارک سے فرماتے تھے،

اللَّهُمَّ لَا عِيشَ إِلَّا عِيشَ الْآخِرَةِ | الکی زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے، تو  
فاغفر لانا نصار و المصاحبة | انصار اور مہاجرین کو بخش دے،

تجاہ یہ بھی اینٹ گارا لاتے تھے، اور یہ شعر رجز میں پڑھتے تھے،  
لَنْ قَدْ تَأْوَلَ الرَّسُولَ لِحَمَلٍ | رسول خدا کام کریں اور ہم بیٹھے رہیں  
لَذَاكَ فَالْحَمَلُ لِمَضَلٍ | یہ بڑی گمراہی کا کام ہے،

مسجد کی دیواریں جو کچی اینٹوں کی تھیں، تین گز بلند تھیں، کھجور کے تنے ستون  
کی جگہ اور کھجور کے پچھے کڑی شہتیر کی جگہ ڈالے گئے تھے،

صحیح بخاری عن انس کتابا بصلوة باب بل بنش قبور مشرک انجا بلتیدہ

صحابہ نے کہا: چھت ڈال لیں تو اچھا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں  
 موسیٰ جیسا عریش ہی خوبا ہے!  
 چھت ایسی تھی کہ اگر بارش ہو جاتی تو پانی ٹپکتا، مٹی گرتی، فرش کچر سا ہو جاتا  
 مومنین اسی پر سجدہ کیا کرتے تھے!

عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا  
 حضرت عبداللہ بن سلام کے بڑے فاضلوں میں سے ہیں۔  
 یوسف حدیق سے اُن کا سلسلہ نسب ملتا ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غلط کرتے  
 ہوئے سُن لیا۔ ذیل کے الفاظ یاد کر لئے تھے:

ایہا الناس افشوا السلام	لوگو! اپنے بیگانے سب کو سلام کیا کرو!
و اطعموا الطحام	کھانا کھلایا کرو!
وصلوا الارحام	قربانت داروں سے اچھا برتاؤ رکھو!
وصلوا باللیل والناس نیام	رات کو جبکہ لوگ سو رہے ہوں تم خدا کی عبادت کیا کرو!

لے زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۸  
 ۲۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیقؓ نے مسجد نبویؐ میں کچھ تصرف نہیں کیا، عمر فاروقؓ نے اس مسجد میں حضرت  
 عباسؓ کے گھر کو شامل کیا، جو انہوں نے مسجد کے لئے بہہ فرمایا تھا، عثمانؓ غنی نے مسجد نبویؐ کی مکین بنواریں  
 بنائیں، اور تھوڑے ستون لگائے، اور سیگن کی چھت ڈالی، زبیری باب بنیان المسجد اور فرش پر عقیق کی کنگریاں  
 بچھائیں، مردان بن الحکم نے اپنے عہد سلطنت میں ایک مقصورہ محراب کی جانب بڑھایا، اور اُس پر پتھر کی کاری کا  
 کام کرایا، ولید بن عبد الملک نے اپنے عہد سلطنت اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد امارت میں اس مسجد میں  
 عمارت کو تعمیر کرایا، اشام مصر، روم و قبط کے ۸۰ انجینئرز منتخب کر کے اس کی نگرانی کے لئے بھیجے، یہ عمارت سنک مرمر  
 کی تھی، اور پہلی عمارت کچھ زیادہ بھی تھی، شہید یاسع نے مکمل ہونی تھی، مہدی عباسی نے اپنے عہد سلطنت میں  
 پھر کچھ ایذا دی، پچھلی طرف سے شوگر زمین اور شامل کی گئی، مکمل ہونے کے بعد مسجد کا طول ۳۰۰ گز عرض  
 ۲۰۰ گز ہو گیا تھا، یہ تعمیر ۳۷۱ھ میں ختم ہوئی!

خلیفہ متوکل نے اس عمارت کی مرمت کرائی تھی، فتوح البیہ ان بلاذری صفحہ ۴۱۱  
 عمارت جو ہمارے زمانہ میں ہو، یہ سلطان عبدالجبار مجاہد مرحوم کی تعمیر کروا دی ہے، بن غفل حال بہاری  
 کتاب سبیل الرشاد میں ہے:



یہ دس کلمات سُکر اُن کا قلب ایمان پر روشن ہو گیا، بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر غور کیا، تو پہلے نبیوں کی کتابوں کی پیشین گوئیوں کو ذات مبارک پر منطبق پایا، بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں آئے، اور چند مشکل مشکل مسائل جنکی بابت اُن کا خیال تھا کہ نبی اللہ ہی ان کا جواب دے سکتا ہے، دریافت کئے، جواب باصواب سُن کر کہا یا رسول اللہ میں حضور پر ایمان لے آیا ہوں، لیکن اظہار اسلام کے لئے چاہتا ہوں کہ اول میری قوم کے لوگوں کو بلا کر دریافت فرمایا جاوے کہ انکی رائے میرے لئے کیا ہے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اکلہ یہود کو طلب فرمایا، عبداللہ بن سلام چھپکئے تھے، آنحضرتؐ نے اُن کو پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تمہاری قوم میں کیسے ہیں سب نے کہا وہ عالم بن عالم سید بن سید ہیں، اور ہم سب بہتر ہیں، یہودیہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عبداللہ اوجھل سے کلمہ طیب پڑھتے ہوئے سامنے آگئے، جب یہودیوں نے دیکھا کہ مسلمان ہو گئے ہیں، تو اسی وقت کہنے لگے کہ تو جاہل بن جاہل ذلیل بن ذلیل شخص ہے، اور ہم میں سب سے بدتر ہے۔

خداوند کریم نے اس بزرگ صحابی کے اسلام سے جملہ یہود پر اپنی رحمت ختم فرمادی، فاضل رابک اسلام راہب حضرت عبداللہ بن سلام کے بعد اوقیس صرمہ بن ابی انس نے بھی اسلام قبول کیا، یہ عیسائی المذہب راہب، نہایت فصیح شاعر و ادعا و آیتات کے فاضل تھے، اس بزرگ کے اسلام سے خداوند رحیم نے جملہ نصاریٰ پر رحمت ختم فرمائی، نماز

دو رکعتیں سفر کے لئے مقرر رکھی گئیں، اور حضورؐ میں نماز ظہر و عصر و عشاء کے لئے چار رکعتیں کر دی گئیں، نایام قیام مکہ میں دو ہی رکعتوں کا حکم رہا تھا۔

جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مکہ میں کیونکر ہر ایک مسلمان اسلام لاتے ہی غریب الطریق بنجاتا تھا، کیونکر اُقراب و احباب اُس سے بیگانہ و اغیار بن جاتے تھے، اور کیوں کر

ہر ایک مسلمان ہر وقت مکہ کے چھوڑ دینے پر آمادہ اور مستعد رہتا تھا، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ مکہ میں سب مسلمان مسافر نہ ہی رہتے تھے، اور یہی وجہ ہے کہ خداوند کریم نے بھی اُن کو مدینہ میں پہنچ جانے کے بعد ہی تقسیم فرمایا!

نماز اسلام کا وہ رکن ہے جو مسلمان پر رب کے پہلے فرض ہوتا ہے، سات برس کے بچہ کو پڑھنا مستحب، اور دس برس کے بچہ کو پڑھنا فرض ہے، اور رب کے آخر تک فرض رہتا ہے۔ (یعنی تا دم مرگ نماز کی فرضیت صحت و بیماری، خوشی و غم، سفر و حضر اور خون و غطر، غرض کسی حالت میں بھی مسلمان سے ساقط نہیں ہوتی؛ خواہ ہم گرم سے گرم تر ملک میں ہوں، یا سرد سے سرد تر ملک میں کسی جگہ بھی، کوئی موسم، کوئی عارضہ ایسا نہیں جو مسلمان کو نماز کی معافی دیتا ہو!)

دت العمر تک عبادت الہی کی مداومت رکھنا کمال استقلال کا مظہر ہے، ہر روز پنجگانہ نماز کے اوقات کی حفاظت رکھنا پابندی اوقات کی زبردست تعلیم ہے، جسم اور لباس اور مکان کو نجاست و آلودگی سے پاک صاف رکھنے کا اہتمام صحت جسمانی کے قیام کی بہترین تدبیر ہے، دل و زبان، اعضا و دماغ کو عظمت الہی اور جلال کبریائی کے سامنے مؤدب و مہذب رکھنا اور ایت روحانی کے لئے عجیب روشنی ہے!

(۲) نماز میں جس قدر پابندی ہے، وہ جلد سو جانے، اور جلد جاگ اٹھنے کی حوصلہ تعلیم دیتی ہے، وہ جس طرح ہر ایک ٹیم ٹیل کو اپنے ماتحت کر لیتی ہے، اُس کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں شہوانی و نفسانی خیالات کو نماز کے ذریعہ کینسا لیا میٹ کیا گیا ہے!

(۳) نماز کے لئے مسجد کی حاضری اور جماعت کی پابندی تہذیب اور ترقی کی جانب ہے، اتحاد و یکجہت اور تبادُل خیالات کا پاک ترین ذریعہ ہے، ایک قابل بہت سی باتیں نقل و نمونہ سے سیکھ سکتا، اور ایک عالم با سانی تعلیم کر سکتا ہے، ایک امیر غریب کے دوش بدوش کھڑا ہو کر مساوات کا سبق لیتا، اور ایک غریب امیر کے برابر بیٹھ کے سچے بیچ انصاف سے

اپنی رُوح کو خرسند کر سکتا ہے۔

(۴) جو لوگ نماز چھوڑ دیتے ہیں، یا مسجد کی حاضری اور جماعت کی پابندی میں سُستی کرتے ہیں، وہ ان اخلاقی فضائل سے محروم رہتے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ جس قسم کے فرد ایسے اعلیٰ اخلاق سے خالی ہوں گے، وہ کیا ہونگے۔

خداوند کریم نے فرمایا ہے:-

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ  
وَالْمُنْكَرِ ۚ لِذٰلِكَ رَاٰ اللّٰهُ اَكْبَرُ

نماز پڑھنے والوں کو ناپاک کاموں اور  
لائق نکار فعلوں سے روک دیتی ہے، اور اللہ  
کے ذکر میں توفرائے اور فیوض، انوار و اسرار  
اس سے بھی بہت زیادہ، اور بہت بڑے ہیں۔

موافقات [۱] اللہ جل جلالہ نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بتلایا ہے، اور  
یوں ارشاد فرمایا ہے:-

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ  
عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ  
مِنْهَا

اور تم سب خدا کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ تم  
لوگ گڑبگ کے ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے  
جس سے خدا نے تمہیں نجات و خلاصی غایت کی

اِس اخوت کا اثر یہ تھا کہ ایک مسلمان کسی مخالف قوم سے معاہدہ کر لیتا تھا اور کل  
قوم اُس معاہدہ کی کامل پابندی کرتی تھی۔

ایک مسلمان اگر کسی دور دست ملک میں چلا جاتا تھا، تو تمام قوم اُسکی ہر عافیت کے  
لئے بیتاب رہتی تھی، اور اگر وہ کسی ظالم کے ظلم کا شکار ہو جاتا تو تمام قوم اُس کے  
انتقام اور خونہا لینے کو اپنا اعلیٰ فرض جانتی تھی۔

قوم کے ہر ایک یتیم، ہر ایک یتیم، ہر ایک یتیم کی ضروریات کا پورا کرنا، مسلمان اپنی لڑکیا  
ہی فرض سمجھتا تھا، جیسا اپنی اولاد اور لڑکے جاتے بھائی کی اولاد و بیوہ کیلئے سمجھتا تھا،

(۲) اس اخوت بڑا ایک اور اخوت تھی جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک شخص کے ساتھ قائم فرمایا کرتے۔ ایسی اخوت مکہ میں اہل مکہ الف کے درمیان اور مدینہ میں بہاجرین انصار کے درمیان غیر باہمی اہل مدینہ کے درمیان بھی قائم فرمائی گئی تھی۔ جو موافقات مابینہ و انصار کے درمیان قائم ہوئی وہ زیادہ تر مشہور ہے!

اس موافقہ کے بعد باہمی تعلقات کا اثر یہاں تک ہوا کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی وراثت میں سے حصہ لیتا تھا! اور بھائی بننے سے پہلے گھٹے کے بعد امیر بھائی غریب بھائی کو اپنی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کا نصف تقسیم کر دیتا تھا! مورخین نے اُن بزرگوں کے نام بھی درج کئے ہیں جن میں یہ سلسلہ موافقات مستحکم کیا گیا تھا! ہم تبرکاً چند اسماء مبارک درج کرتے ہیں!

علی مرتضیٰ رضی	(الف) (۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خارجہ بن زید عقیبی بدری	(ب) (۲) ابو بکر صدیق رضی ...
غنیان بن مالک بدری	(۳) عمر فاروق رضی ...
اوس بن ثابت عقیبی بدری	(۴) عثمان ذوالنورین رضی ...
معاذ بن جبل عقیبی بدری	(۵) جعفر بن ابی طالب ہاشمی
سعد بن معاذ بدری۔ ابن تزلہ عرش الرحمن	(۶) ابو عبیدہ بن جراح قرشی انصاری
سعد بن ربیع عقیبی بدری	(۷) عبدالرحمن بن عوف قرشی انصاری
سلمہ بن سلمہ عقیبی	(۸) زبیر بن العوام قرشی انصاری
کعب بن مالک عقیبی	(۹) طلحہ بن عبید اللہ قرشی انصاری
ابی بن کعب عقیبی بدری	(۱۰) سعید بن زید قرشی انصاری
ابو ایوب عقیبی بدری	(۱۱) مصعب بن عمیر قرشی انصاری

یہ تقسیم امت کا دستور اس وقت تک رہا جب تک کہ قوم میں فہرست اور سودی عام نہ ہوئی جس کے بعد امت نے اپنی طرف سے متعلقہ

عبد بن بشر	(۱۲) ابو خدیفہ بن عتبہ
خدیفہ بن الیمان	(۱۳) عمار بن یاسر
ابو الدرداء حکیم الامت	(۱۴) سلمان فارسی
ابو ذر غفاری	(۱۵) منذر بن عمر

رضی اللہ عنہم اجمعین

دنیا میں برد رہنے کا ایسا اعلیٰ نمونہ اسلام کے سوا اور کسی جگہ نظر نہیں آتا!

اذان سہ ماہی میں اذان کا طریق جاری ہوا۔

اذان کی ضرورت اول اس لئے محسوس ہوئی کہ سب لوگ مل کر ایک وقت پر نماز ادا کر سکیں مشورہ طلب امر یہ تھا کہ لوگوں کے جمع کرنے کے واسطے کونسا طریق اختیار کیا جائے کسی نے مشورہ دیا کہ بلند مقام پر آگ روشن کر دی جائے (جیسا کہ آج بھی مسجد میں دستور تھا) کسی نے مشورہ دیا کہ سینک (جنگل) بجایا جائے (جیسا کہ ابودکاء معمول تھا) کسی نے مشورہ دیا کہ گھنٹہ بجائے (جیسا کہ نصاریٰ کیا کرتے تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مشورہ کو پسند نہ فرمایا، دوسرے دن عبداللہ بن زید انصاریؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے یکے بعد دیگرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ انہوں نے خواب میں ان الفاظ کو سنا ہے، جواب اذان میں کہے جاتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی الفاظ کے باوجود بلند پکارنے کو مشروع فرمادیا، یہ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منشاء عالی کو پورا

لے لے کر تاریخ ابن خلدون، امام ابن تیمیہ ابن قیم کا مختار یہ تھا کہ موافات میں ایک ہزار اور ایک نصاریٰ کو شامل کیا گیا تھا، اس لئے وہ کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی کو موافات میں اپنے ساتھ نہ لیا، کیونکہ حضرت رضی بھی مہاجر ہیں، دیگر علماء نے اس لئے کو قبول نہیں کیا، اور انہوں نے اور بھی چند ایسی نظریات بیان کی ہیں جن میں فرقہ بین مہاجر تھے، اور یہی قوی مذہب ہے!

سلسلہ موافات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا، اول تو اس لئے کہ وہ رشتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے، دوسرے اس لئے کہ اگر کسی ایسے مسلمان کو بھائی بنائے، جو رشتہ میں بھائی نہ ہوتا، تو آئندہ طرح طرح کی مشکلات جدیدہ کے پیدا ہونے کا احتمال تھا!

اذان کی ضرورت اور پنجاب الہدیہ

کرتے ہیں اور جو تشریح احکام میں ہمیشہ منظور نظر اقدس رہا ہے۔  
 اذان اطلاع دہی کا وہ سادہ اور آسان طریق ہے کہ عالمگیر مذہب کیلئے اسلامی  
 ہو یا ضروری تھا، اذان و حقیقت اصول اسلام کی اشاعت اور اعلان ہے مسلمان اسی کے  
 ذریعہ سے ہر آبادی کے قریب جملہ باشندگان کے کانوں تک اپنے اصول پہنچا دیتے، اور راہ  
 نجات کا گاہ کر دیتے ہیں، اچھوٹے چھوٹے رسالوں (لٹریچر) کی تقسیم اور نگر کی رتن کے شہد  
 بھی اس خوبی کو نہیں پاسکتے، اذان ثابت کرتی ہے کہ اسلام نے گھوٹکوں اور دھاتوں  
 کو انسانی آواز پر ترجیح نہیں دی، اور یہ بھی ایک طریق بُت پرستی کے انسداد اور تومید  
 کی تائید کا ہے۔

مسلمان پارٹی کا اسلام | مساجد میں مسلمان پارسی مسلمان ہوئے۔ یہ اصفہان کے باشندے  
 تھے۔ ان کے مذہب قدیم میں ابلق گھوڑے کی پرستش کی جاتی تھی۔  
 دین حق کی تلاش میں گھر سے نکلے، اور عرب تک آئے کسی نے ان کو کپڑا، غلام، یا  
 بیچ دیا تھا۔ دس سے زیادہ مذاہب کے بعد یہ یہودی مذہب میں داخل ہو گئے تھے، جس  
 یہودی کے پاس رہا کرتے تھے، وہ اکثر ایک پیرا ہونے والے نبی کے اوصاف بیان کیا کرتا تھا  
 جب حضرت سلمانؓ نے مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، تو ان علامات و آثار و  
 اخبار سے جو اپنے آقا سے سنئے تھے، ان حضرت کو پہچان لیا، اور مسلمان ہو گئے، اور ملک فارس  
 کا پھلا پھل کھلائے۔

تحویل قبلہ | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی، کہ جس بارہ میں کوئی حکم الہی  
 موجود نہ ہوتا، اس میں اہل کتاب کے موافقت فرمایا کرتے،

نماز آغاز نبوت ہی میں فرض ہو چکی تھی، مگر قبلہ کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ اور  
 مکہ کی تیرہ سالہ قامت کے عرصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس ہی کو قبلہ بنائے رکھا۔

لے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما جلد باب، السلام والفرق؛

مدینہ میں پہنچ کر بھی یہی عمل رہا، مگر ہجر کے دوسرے سال (یا امام کے بعد) خدا نے اس بار میں حکم نازل فرمایا: یٰحکم بنی صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی فشا کے موافق تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا قبلہ وہ مسجد بنائی جائے جس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جیسے کعبہ مکہ کی عمارت ہونے کی وجہ سے کعبہ اور صرف عبادت الہی کیلئے بنائے جانے کی وجہ سے بیت اللہ اور عظمت و حرمت کی وجہ سے مسجد الحرام کہا جاتا تھا!

اس حکم میں جو اللہ پاک نے قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے

(۱) یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ پاک کو حملہ جہاٹے کیسا نسبت ہے!

فَإِذَا تَوَلَّوْا فَمِنْ وَجْهِ اللَّهِ فَمِنْ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ  
آيِنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا

(۲) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عبادت کے لئے کسی نہ کسی طرف کا مقرر کر لینا

طبقات مردم میں شائع رہا ہے!

وَلِكُلٍّ وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّئُهَا

(۳) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی طرف منہ کرنا اہل عبادت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا!

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

(۴) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعین قبلہ کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ متبعین رسول کے

لئے ایک متمیز علامت قرار دی جائے!

لِنُخَلِّصَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ

یہی وجہ تھی کہ جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے اس وقت تک بیت المقدس

مسلمانوں کا قبلہ رہا! کیونکہ مشرکین مکہ بیت المقدس کے احترام کے قائل نہ تھے، اور یہ

کو تو انہوں نے خود ہی اپنا بڑا معیار بنا رکھا تھا! اسلئے شرک چھوڑ دینے اور اسلام قبول کرنے کی

بین علامت مکہ میں یہی رہی کہ مسلمان ہونے والا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرے

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پہنچے وہاں زیادہ تر یہودی یا عیسائی ہی آباد تھے۔ وہ مکہ کی مسجد الحرام کی عظمت کے قائل نہ تھے اور بیت المقدس کو تو وہ بیت ایل یا ہیکل تسلیم کرتے ہی تھے، اسلئے مدینہ میں اسلام قبول کرنے اور آبائی مذہب چھوڑ دینے کی علامت یہ ٹھہرائی گئی۔ کہ مکہ کی مسجد الحرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جایا کرے!

علم الہی کے مطابق یہی سجدہ ہمیشہ کیلئے مسلمانوں کا قبلہ قرار دی گئی، اس مسجد کو قبلہ قرار دینے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرمادی ہے:-

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًىٰ لِلْعَالَمِيْنَ ۚ اَلْہٰی كِی غرض سے بنائی گئی، پس چونکہ اسے تقدم زمانی اور عظمت تاریخی حاصل ہے، اسلئے اس کو قبلہ بنایا جانا مناسب ہے۔

وَ اِذْ یُزَفِّرُ رُءُوسَهُمْ اَلْقَوَاعِدُ ۚ دُوم: یہ کہ اس مسجد کے بانی حضرت ابراہیم من البیت و اسماعیل علیہ السلام ہیں اور حضرت ابراہیم ہی یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے جد اعلیٰ ہیں، اسلئے ان شاندار قوموں کے پدر بزرگوار کی مسجد کو قبلہ قرار دینا گویا اقوام ملتہ کو اتحاد نسبی و جسمانی کی یاد دلا کر اتحاد روحانی کے لئے دعوت دینا اور متحد بن جانے کا پیغام اَدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ سُنَادینا تھا!

میں یقین کرتا ہوں کہ کعبہ کے تقدم زمانی اور عظمت تاریخی کا انکار کوئی مذہب بھی نہیں کر سکتا۔ یہودی اور عیسائی منتفق ہیں کہ یہ رسول کی بنیاد حضرت داؤد علیہ السلام نے قائم کی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسکی تعمیر فرمائی، اسلئے کعبہ کی تعمیر یہود کی تعمیر سے تقریباً ۹۲۱ سال اور حضرت مسیح سے ایک ہزار نو سو اکیس سال پیشتر کی ہے۔ مسٹر آریسی۔ دت نے اپنی تاریخ سیریلین آف انڈیٹ انڈیا میں متعدد عالموں کی شہادات کو جمع کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہندوستان کی تہذیب کا پہلا دور جو دیکھا ابتدائی زمانہ ہے، مسیح سے چودہ سو سے دو ہزار سال پیشتر کا تھا، نیز لکھا ہے کہ اس دور میں کوئی مندر نہ تھا، اس سے ثابت ہے کہ تعمیر کعبہ کے وقت



آریہ ورت میں بھی کوئی مندر موجود نہ تھا۔

مجموعہ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو پہلے سے بتلادیا تھا کہ جو سب سے آخر میں قبلہ قرار دی جاوے گی، وہ درجہ میں پہلے قبلہ سے برتر ہوگی۔  
نمونہ کے لئے چند حوالجات ملاحظہ فرمائیے۔

اول رسیعہ نبی کی کتاب کا ۶۰ باب ملاحظہ کیجئے۔ اس میں تمام عبارت مکہ کی تعریف میں ہے۔ خصوصاً درس سے دیکھو۔

”سمندر کی فراوانی تیری طرف پھرگی، اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی  
۶۔ اونٹنیں کثرت سے تجھے آکے چھپالیں گی، مدیان اور عقیقہ کے اونٹ اے  
سب جو سب کے ہیں، آونگے، دوسے سونا اور لبان لادیں گے، اور خداوند کی  
بشارت سنا دیں گے۔ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہونگی  
بنیٹ کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے، دوسے میری منظوری کے واسطے  
میرے مذبح پر چڑھائے جاوے گے، اور میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔“

واضح ہو کہ شوکت کا گھر ٹھیک لفظی ترجمہ بیت المحرام کا ہے، اور خانہ کعبہ کا یہی نام قرآن مجید میں مذکور ہے، جس سے پہلے نوشتوں کی تصدیق ہوتی ہے، اس گھر کو بزرگی دینے سے  
مطلب اسے قبلہ قرار دینا ہے۔

یہ بات کہ اس مقام پر شوکت کے گھر سے مراد کعبہ ہے، نہ کوئی اور مقام، اس دلیل سے صاف  
اور واضح ہو جاتی ہے کہ درس ۶ میں مدیان، عقیقہ، سب قیدار اور بنیٹ کے لوگوں کا جمع  
ہونا قربانیاں کرنا بتلایا گیا ہے، یہ پانچوں حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے یا پوتے ہیں، جو عرب میں  
آباد ہوئے، اور جن کی نسل کے قبیلے صرف محمد رسول اللہ کے دین میں داخل ہوئے، عیسائی  
نہ یہودی تھے، اور ان سب نے مل کر صرف ایک مذبح منیٰ ہی پر قربانیاں پیش کی تھیں، قوموں کے  
نام منیٰ کا پتہ عرب کا قاطبہ مسلمان ہو جانا، حجتہ الوداع میں سب کا بنی کہیم کی خدمت میں حاضر ہونا

ایسے تاریخی واقعات ہیں جو مندرجہ بالا آیت کو بالکل یقینی بنا دیتے ہیں۔

دوم حجی نبی (ق۔ م۔ ۵۲۰ سالہ) کی کتاب میں ہے :-

۹۔ اس پچھلے گھر کا جلال پہلے گھر کے جلال سے زیادہ ہوگا۔ رب الفواج  
فرماتا ہے اور میں اس مکان کو سلام (سلامتی یا اسلام) بخشو گا۔ رب الفواج فرماتا ہے

سوم۔ مکاشفات یوحنا ۳ باب ۱۲ درس میں ہے :-

۱۲۔ میں اُسے جو غالب ہوتا ہے، اپنے خدا کی ہیکل کا ستون بناؤں گا۔ اور اپنی

خدا کو شہر یعنی نئے یروشلم کا نام جو میرے خدا کے حضور کو آسمان سے اترتی ہے

اور اپنا نیا نام سپر لکھو گا، جس کا نام ہے، اُسے کہ روح کلیسیاؤں کو کیا کہتی ہے،

یوحنا نے نئے یروشلم اور نئے نام کا ذکر کیا ہے۔ نیا یروشلم لکھتا ہے، اور خدا کا نام

جس کو اہل عرب بھی یا وجود اہل زبان ہونے کے ناواقف تھے، اسم پاک حملن ہے جس کو سلام

نے ہی ظاہر کیا، نئے یروشلم کا آسمان سے اترنا یہ معنی رکھتا ہے، کہ کعبہ کو قبلہ بنائے جائیگا

حکم آسمان سونازل ہوگا۔ قرآن مجید میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہو قد نری تقلب و تحیات

فی السماء فلو لیلتک قبلة ترکضیہا (ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف اپنا چہرہ کر کے

دیکھ رہے ہو، اسلئے حکم ہے، کہ جو قبلہ تمہیں پسند ہے، اُسی کی طرف پھر جاؤ)

۱۵۔ عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۶۱ء مقام اسکفورڈ صفحہ ۱۳۲۹۔ پر اس آیت میں لفظ سلام اور اردو بائبل مطبوعہ

مرزا پور ۱۸۶۱ء عربی لفظ سلامتی ہے۔ اسلئے مسلمانوں کا حق ہے کہ اسکا ترجمہ سلام کریں کیونکہ ہر نماز کو بعد

مسلمان اسی لفظ سلام کا استعمال اس دعائیہ کرتے ہیں :- اللہم صلنا والسلام وامنک السلام

وارزقنا السلام۔ تبارکت ربنا و تعالیت یا ذا الجلال واکرام +

۱۶۔ اہل عرب اسم حملن سے ہم کا نزول قرآن میں ہوا بہت ناراض ہوتے تھے، واذ اقبل لہم ایسی

الرحمن قالہ اوما الرحمن (سورہ فرقان) جب انہیں کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو۔ تو وہ کہتے ہیں

کہ رحمن کیا ہوتا ہے؟ +

وہم بنو الرحمن ہم کافرون (سورہ انبیاء) رحمن کا ذکر آجائے پر وہ بہت انکار

کرتے ہیں۔ سبیل نے اتفاقاً صلح حدیبیہ کے وقت کہا تھا :- واما الرحمن فواللہ لا نعرفہ

خدا کی اسم! ہم نہیں جانتے کہ رحمن کون ہے +

چہارم - زبور ۸۴ میں ہے

(عربی)

(۴) طُوبَى لِلْسَّالِكِينَ فِي بَيْتِكَ أَبَدًا أَيْتُجَوِّذُكَ (سلا ۴)۔  
 (۵) طُوبَى لِلنَّاسِ عِزُّهُمْ بِكَ طُرُقُ بَيْتِكَ فِي مَقْلُوبِهِمْ۔  
 (۶) عَابِرِينَ فِي وَادِي الْبَكَاءِ - يُصَيِّرُوكَ يَنْبُوعًا  
 "أَيْضًا بِبَرَكَاتٍ يُعْطُونَ مَوَدَّةً"

کتاب المقدس طبع: نفقۃ الجمعیتۃ البریطانیۃ والاجنبیۃ لاجل انشاء الكتاب  
 المقدس فی مطبعۃ المدرستہ من المدینۃ اوسفور فی سنتہ ۱۸۶۱ مسیحیتہ

(اردو)

(۴) مبارک ہے ہیں جو تیرے گھر میں بستے ہیں و سدا تیری ستایش کریں گے (سلا ۴)  
 (۵) مبارک وہ انسان جس میں قوت تجھ سے ہے۔ ان کے دل میں تیری باتیں ہیں۔  
 (۶) وہ بچا کی وادی میں گزر کرتے ہیں۔ اُسے ایک کنواں بناتے۔  
 "یہی برسات اُسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی۔"

(کتاب مقدس - مطبوعہ مدرسن سکول - مرزا پور ۱۸۶۰ء)

(انگریزی میں ہے)

(4) "Pleased are they that dwell in  
 thy house : they will be still prais-  
 ing thee." (Selah)

(5) "Blessed is the man whose  
 strength is in thee ; in whose heart  
are the ways of them."

(6) "Who passing through the valley of Baca make it a well; the rain also filleth the pools."

ان ہر سہ زبان کی عبارات سے جو ایک ہی مشن سوسائٹی کی شائع کردہ ہیں متفق طور پر مندرجہ ذیل باتیں حاصل ہوتی ہیں :-

(۱) درس چہارم کی رو سے یہ کہ خدا کا ایک گھر ہے، اور وہاں کے باشندوں کو مبارک بتلایا گیا ہے، اور ان کی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کی تسبیح و شائش کرتے رہیں گے۔  
(۲) درس پنجم کی رو سے یہ کہ ان لوگوں کی عزت و قوت کا باعث اللہ تعالیٰ ہی ہوگا، اور اسبابِ ذبیوی ان کی عزت و قوت کا باعث نہ ہوں گے۔

(۳) درس ۶ کی رو سے لفظ بکا، عربی۔ اردو۔ انگریزی تینوں زبانوں میں موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ بکا وہ اسمِ معرفہ (پر ویز ناؤن) ہے جو کسی زبان میں بھی نہیں بدلا گیا۔ اور انگریزی تحریر میں بکا کے معنی کا پہلا حرف ب سے ف لکھے جانے کا جو قاعدہ ہے اُسی کے مطابق انگریزی کی رائٹس میں لفظ بکا کا پہلا حرف بی بھی بڑی بی کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔  
(۴) لفظ دادی عربی و اردو میں اور لفظ وے (valley) جو بمعنی دادی انگریزی میں لفظ بکا سے پہلے موجود ہے۔

(۵) ہر سہ زبان کی عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ وہاں بسنے والے دادی بکا میں ایک کنواں بھی بنائیں گے۔

اب ہم ان سب کا ثبوت دیتے ہیں :-

(الف) ساکنین بیت جبکا ذکر درس ۴ میں ہے، وہ سمعیل اور ان کی اولاد ہے، حضرت

سہ ابن ہشام المتوفی ۲۱۳ھ کی سیرت صفحہ ۳۹ میں ہے، ان بکۃ اسم البطن مکۃ لانہم تباکون فیہا۔ وہ قول وہ تسمی کی بابت یہ ہے۔ انہما مسمیت بیکۃ۔ الا انہا کانت تبدل اعناق الجبابرہ اذا احد ثواقفہما شیعنا۔ (ابن ہشام صفحہ ۳۹)

ابراہیم کی دعا قرآن مجید میں ہے:- رَبِّ اِنِّیْ اَسْکَلُکَ مِنْ دِرَیْنِیْ نُوَکِیْ خَیْرِ ذِیْ  
ذَرْعٍ عِنْدَکَ بَیِّنَاتٍ اَلْکُھْرَہِ (اے خدا۔ میں نے اپنی دریت کو اس وادی میں جس  
میں روئیدگی نہیں ہوتی، تیرے عزت والے گھر کے پاس لبا دیا ہے)۔

(ب) یہ وادی جسکی صفت آیت بالاس غیو ذی ذریع ہے اسی کا نام قرآن  
مجید کی دوسری آیت میں بکلمہ ہے، اِنَّ اَوَّلَ بَیِّنَاتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَکِذِیْ بُیِّنَاتٍ  
(پہلا گھوڑو لوگوں کی عبادت کیلئے بنایا گیا ہے، وہ ہے جو بکلمہ ہے) اب قرآن  
اور زبور کا اتفاق ہو گیا۔ کہ کلمہ کا نام خدا کے ہاں بکلمہ ہے۔

(ج) اب ایک کنواں بنانے کا ثبوت باقی رہا۔ جو وادی پگھائیں ہو۔ بخاری کی  
حدیث (کتاب الانبیاء صفحہ ۳۲) عن ابن عباس میں اسمعیل علیہ السلام اور انکی والدہ کے  
یہاں آئے، آباد ہونے کی بابت ایک طویل و مسلسل حدیث ہے۔ اس فقرہ نمبر ۲ میں  
عبارت ہے:- فَلَمَّا بَلَغَتْ الْوَادِیَ سَعَتْ جِبْہُہَا جِرَہُ اس وادی میں پہنچی تو وہاں  
(پانی کیلئے) دوڑی۔ پھر فقرہ نمبر ۲ میں ہے:- وَغَرَّ عَقْبِیْ عَلٰی لَارِضٍ قَالَتْ فَاَتَبَقَ  
لِلدَّاءِ فِدَاہِشْتَ اَمَّا اسمعیل فَجَعَلَتْ تَحْفَرُ (فرشتہ) نے اٹری زمین پر ماری۔ پانی اُبل  
پڑا۔ اسمعیل کی ماں حیران ہو گئی۔ پھر اُسے کھود کر کنواں بنانے لگی۔

ناظرین! آپ نے دیکھا، کہ زبور کے اس مقام میں بکلمہ کا نام بھی نکل آیا۔ وہاں کی مسجد  
کا نام بیت اللہ بھی ثابت ہو گیا، وہاں ایک کنوئیں کا ہونا بھی تحقیق ہو گیا۔ اور وہاں  
کے رہنے والوں کا مبارک ہونا۔ ہمیشہ یاد خدا میں رہنا بھی ثابت ہو گیا!

ہمارے مضمون تحویل قبلہ کی مناسبت سے یہ کافی دلیل ہمارے مدعا کی ہے!  
اس کے بعد اس قدر بھی گزارش کر دینا چاہتا ہوں کہ درس ہمیں عربی عبارت کا  
مفہوم اردو اور انگریزی زبور کی عبارت اور مفہوم سے زیادہ ساف ہے۔

عربی میں ہے:- ”طَرَفَ بَیِّنَاتٍ فِیْ قُلُوْبِہُمْ“ اس کا لفظی ترجمہ ”انکے دلوں میں

تیرے گھر کی راہیں ہیں۔ لیکن اردو زبور میں ”اُن کے دل میں تیری راہیں ہیں“ اور انگریزی میں ہے: *“In whose heart are the ways of them”*

اردو اور انگریزی کے لفظ بیت (گھر) کا ترجمہ اڑا دیا ہے۔ اردو میں ”تیری راہیں“ اور انگریزی میں ”them“ ”اُن کی راہیں“ لکھا ہے۔ قرآن پاک اس بارہ میں صاف ہے:

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِیْ وَرَوْادِیْ  
خَيْرِیْ ذِیْ دَرَمٍ عَمَلٍ بِمَنْیَرٍ لِّمَنْ  
رَبَّنَا لَقِیْمُوهُ الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْعٰلًا  
مِّنَ النَّاسِ تَحْوٰی الْبَہْمَ وَاَذْزُقْهُمْ  
مِّنَ الشَّمٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ  
(سورہ ابراہیم آیت ۲۰)

دوسری عرض تہ ہے کہ درس کا پہلا جزو عربی میں ہے۔ طوبیٰ کا اناس عنہم  
بلك اس میں لفظ اناس بصیغہ جمع ہے۔ اور عنہم میں ہم بھی ضمیر جمع ہے لیکن  
اردو میں یہ الفاظ ہیں ”مبارک انسان جس میں قوت تجھ سے ہے“ اور انگریزی میں یہ الفاظ  
*Blessed is the man whose strength is in thee.*  
اردو میں لفظ ”انسان“ اور ”جس“، اور انگریزی میں لفظ ”مَنْ“ اور ”ہو“ واحد کے لئے استعمال  
کئے گئے ہیں۔ عربی ترجمہ کی صحت اور اردو انگریزی ترجمہ کی غلطی اس طرح ثابت ہوتی ہے  
کہ اسی درس کے دوسرے جزو میں اردو میں ”اُن کے“ اور انگریزی میں ”them“  
جمع کے لئے موجود تھے۔

عربی توراۃ کا فقرہ: طُوبٰی لِّلْاِنَاسِ عِزُّهُمْ بِكَ۔ دراصل فقرہ نمبر طُوبٰی  
لِّلْاِنَاسِ عِزُّهُمْ بِكَ ہی کی صفت ہے۔

الغرض توراۃ کے اس مقام سے جگہ بیت اللہ زمزم۔ اولاد اسماعیل صاف طور پر ثابت ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے اسی گھر کو جو دادی بکائیں ہے،  
ہمارا قبیلہ بنایا، نہ کہ یہ یروہلم کو، کیونکہ ایک ایسے دین (اسلام) کیلئے جسکی بابت لیظہ ہو  
علی الدین کلا (وہ سب دینوں پر اپنا غلبہ کرے) فرمایا گیا ہے، اسی گھر کا قبیلہ ہونا مناسب تھا  
نکہ اس کا جسے ہر ایک فر فاتح نے توڑا، اور ویران کیا، اور بالآخر سندس کی جگہ بنایا  
اور وہاں کے رہنے والوں کو کئی کئی دفعہ غلام بننا، قیدی ہونا، جلا وطن ہونا پڑا ہو۔  
خدا نے زبور کی مندرجہ بالا آیت ۴۵ میں جو دادی بکائے بیت اللہ کے پاس  
رہنے والوں کو مبارک باد دی ہے، اس کا ہزاروں برس سے یہ بھی اثر رہا ہے، کہ  
اس قوم پر اور اس گھر (کعبہ) پر کسی غیر قوم کا قبضہ نہیں ہوا۔

نکوۃ علم الاقتصاد یا تمدن یا پولیشیل کانوی کا سب سے مشکل مسئلہ ہے کہ افراد قوم میں  
بہ لحاظ فقر و دولت کیونکر ایک مناسب قائم کیا جائے۔

حکیم سولون کے عہد سے لیکر آج تک کوئی انسانی دماغ اس عقیدہ کی گرہ کشائی نہیں کر سکا۔

یورپ میں

نہلسٹ (جن کا مقصد یہ ہے، کہ جملہ املاک و امتیازات پر افراد قوم کا  
مساوی حق تصرف و یکساں حق مالکیت ہو۔)

سوشیالیٹ، (جن کا مقصد یہ ہے، کہ اسباب معیشت پر سے شخصی ملکیت  
کو اٹھا دیا جائے، اور جمہور کی ملک میں کر دیا جائے)۔

نیشالیٹ، (جن کا مقصد یہ ہے کہ، ارضی سکنی و زرعی کی ملکیت و پیداوار  
کو شخصی قبضہ سے نکال لیا جائے)۔

فرقے اسی لئے پیدا ہو گئے ہیں، کہ اس مسئلہ کا حل کر سکیں۔

املاک پر سے حق ملکیت، مالکان کا اٹھا دیا جانا اس قدر عملاً محال ہے، کہ دنیا میں کبھی

نکوۃ اور تمدن انسانی

بھی اس کا رواج نہ ہو گا۔ اسی لئے قرآن مجید نے اس بارہ میں پہلے سے فیصلہ کر دیا ہے  
 وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ  
 فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي  
 رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ  
 فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ (سورہ نمل)

رزق میں اللہ نے ایک کو دوسرے پر برتری دی  
 ہے اور جنکو یہ برتری ملی ہے اپنا حصہ اُن کو کو  
 چکے وہ مالک ہو چکے ہیں (اسلئے) واپس نہ کریں  
 گے کہ سب آپس میں برابر ہو جائیں۔

اسلام نے جو مسلمانوں کو دنیا کی برترین تہذیب قوم بنانا چاہتا ہے، اس مسئلہ پر  
 توجہ کی اور اُس سے ہمیشہ کے لئے طے کر دیا، اور اسی کا نام فرضیتِ زکوٰۃ ہے۔

(۲) زکوٰۃ سہ ہجرت میں مسلمانوں پر فرض ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نیک  
 اور رحیم دل پہلے ہی سے مسکینوں کا ہمدرد۔ غریبوں پر رحم کرنے والا۔ درمندوں کا غمگسار تھا۔  
 اور اسلام میں شروع ہی مساکین اور غریب کی دستگیری پر مسلمانوں کو خصوصی توجہ دلائی  
 جاتی تھی۔ اُن کی ہمدردی کو غریب کا رفیق بنایا جاتا تھا، اور مسلمان اس پاک تعلیم کی بدولت  
 غریب و مساکین کے لئے بہت کچھ کیا بھی کرتے تھے، تاہم کوئی ایسا قاعدہ مقرر نہ تھا۔  
 جس پر بطور ”آئین و ضابطہ“ کے عمل کیا جاتا ہو۔ اسلئے دولت مند جو کچھ بھی کرتے تھے  
 اپنی فیاضی و نیکلی سے کرتے تھے۔

قرآن  
 اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو فرض اور اسلام کا تیسرا رکن (کلمہ شہادت اور نماز کے بعد)  
 زکوٰۃ، درحقیقت اُس صفت ہمدردی و رحم کے باقاعدہ استعمال کا نام ہے، جو  
 انسان کے دلیلیں اپنے ابتلائے جنس کے ساتھ قدرتا و فطرتاً موجود ہے۔

زکوٰۃ، ادا کرنے سے ادا کرنے والے کو یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ مال کی محبت۔ اخلاق  
 انسانی کو مغلوب نہیں کر سکتی۔ اور بخل و امساک کے عیوب انسان پاک رہتا ہے۔  
 اور یہ فائدہ بھی، کہ غریب و مساکین کو وہ اپنی قوم کا جز و سمجھتا رہتا ہے۔ اور اس لئے پیچیدہ  
 دولت کا جمع ہو جاتا بھی اُس میں تکبر اور غرور پیدا نہیں ہونے دیتا۔



آوردہ فائدہ بھی ہے، کہ غزباد کے گروہ کثیر کو اس کے ساتھ ایک انس و محبت اور اس کی دولت و ثروت کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے مال میں اپنا ایک حصہ موجود قائم سمجھتے ہیں، گویا دولت مند مسلمان کی دولت ایک ایسی کمپنی کی دولت کی مثال پیدا کر لیتی ہے، جس میں اپنے اور اعلیٰ حصے کے حصہ دار شامل ہوتے ہیں۔

قوم کو یہ فائدہ ہے کہ بھیک مانگنے کی رسم قوم سے بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ اسلام نے مساکین کا حق امر کی دولت میں بنام نہاد زکوٰۃ اموال میں یعنی ترقی کر دیوالیوں میں مقرر کیا ہے جن میں ادا کرنا بھی ناگوار نہیں گزرتا۔ اموال لمیہ میں تجارت زراعت اور مویشی (بھیڑ بکری، اونٹ، گائے) نقدیت، معاون اور دفاعی ہتھیار ہوتے ہیں اب یہ دکھلانا ضروری ہے کہ جو نقد و جنس زکوٰۃ سے حاصل ہو، اس کے مستحق کون کون لوگ ہیں، قرآن مجید میں ہے:-

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهِمَا وَالْمَوْلَاةِ قُلُوبِهِمْ فِي الرِّقَابِ وَالْغَارِبِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ (سورۃ توبہ: ۸)

(۱) فقیر و مسکین کا فرق کتب فقہ میں دیکھو، (۲) مسکینوں کے لئے (۳) اور تحصیلداران زکوٰۃ کیلئے (جنگی خواہیں ادا ہونگی) غر (۴) امدان لوگوں کے لئے جنگی لافروانی اسلام میں منظور ہونی تو علم لو (۵) اور غلاموں کو آزادی دلانے کے لئے، (۶) اور ایسے قرضداروں کا قرضہ چکانیکہ لئے جو قرض اٹا سکتے ہوں، (۷) اور اللہ رستہ میں (یعنی گریک کا سوئے) (۸) کسی تفصیل بھی کتب فقہ میں

جن آٹھ مذاہب پر زکوٰۃ کی تقسیم کی گئی ہے۔ اس ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کی خیریت ملک اور ۱۷ جنس اور مقدار زکوٰۃ کی شرح کتب فقہ میں درج ہے۔ وہ ان کتب میں چاہئے۔ اس کا مضمون کتاب ہذا سے لایہ تھا۔



(۱۴) ظہار کا کفارہ ۔ ۔ ۔ ۔ آزادیِ شلام ہے (مجادلہ - ۱۴)

(۱۵) یمنان کا ایک روزہ توڑنے کا کفارہ ۔ ۔ (حدیث شریف)

(۱۶) آقاِ شلام کو سخت مارے، اُس کا کفارہ ۔ ۔ (حدیث شریف)

بالآخر ان سب کے بعد اسلامی سلطنت کی آمدنی کا آٹھواں حصہ ہمیشہ کے لئے اسی کام کے لئے خاص کر دیا ہے۔

انیسویں صدی میں انگلستان نے آزادیِ غلاماں پر لاکھوں روپے صرف کئے تھے، یہ ایسا فخر ہے کہ یورپ کی کوئی سلطنت اس کی برابری نہیں کر سکتی، لیکن اسلام کے الہی حکم کو دیکھو کہ تیس سو برس پہلے سے اس کام کیلئے کل آمدنی کا ایک ٹھواں مقرر کر دیا گیا ہے۔ کیا کوئی اہلِ دل اب بھی ایسا ہے، جو اسلام کی اس فضیلت کا انکار کرے گا؟

تقسیمِ زکوٰۃ کے نمبر پر بھی غور کرنا چاہئے، حالیہ زمانہ نے قرضداروں کی سہولت کے لئے بینک قائم کئے ہیں، لیکن بینکوں کے قیام کا نتیجہ یہ ہے کہ سینکڑوں املاک غریب لوگوں کے قبضہ سے نکل کر بینک کے پاس چلی گئی ہیں، اور خاص خاص لوگوں کے سوا عوام میں افلاس و تنگدستی کی ترقی ہو گئی ہے۔ قرض کا بلا سود کے ملنا محال ہو گیا ہے، اور انہی مشکلات کی وجہ سے بعض طبائع نے جوازِ سود کی صورتوں کے نکلنے میں موثر گامیاں کی ہیں۔

لیکن دیکھو اسلام کا احسان، کہ اس نے قرض سے برباد ہونے والوں کے بچاؤ کا ایسا عجیب انتظام کیا ہے۔

بینک سود کی حرمت کا حکم سنا ابھی اسلام ہی کا حق ہے، جس نے قرضداروں کی گلو غلامی کے لئے ایسے عجیب انتظامات بھی کئے ہیں۔

اب زکوٰۃ کے متعلق یہ حدیث یاد رکھنی چاہیے:-

ان هذه الصدقات من اوساخ الناس انما لاتدخل لرحم ولا لرحم  
یہ صدقہ کا مال لوگوں کی میل کچیل ہوتا ہے۔  
مخبر اور غم کے کنبہ والوں کو یہ حلال نہیں ہے

اس حرمت کے حکم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور کا کنبہ، چچے، بھوپھیاں، چچیرے بھائی اور ان سب کی اولاد۔ اور ان سب کے نوٹری غلام بھی داخل ہیں، تاکہ کسی شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی پر کسی قسم کے وہم کا شائبہ بھی نہ گذر سکے۔

رمضان۔ سترہ ہجری مقدس [رمضان کے روزے بھی ہجرت کے دوسرے ہی سال فرض ہوئے۔ اور سال میں ایک مہینے کے روزے لکھنا اسلام کا چوتھا رکن قرار پایا۔

(۱) روزے صحت کو بڑھاتے ہیں۔

(۲) امرا کو غریب کی حالت سے عملی طریق پر باخبر کرتے ہیں۔

(۳) شکم سیریں اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دینے سے قوم میں مساوات کے اصول کو تقویت دیتے ہیں۔

(۴) قوت ملکیت کو قوی اور قوت حیوانیت کو کمزور بناتے ہیں۔

(۵) قرآن مجید نے خاص طور پر یہ بیان فرمایا ہے کہ روزے خدا ترسی کی طاقت انسان کے اندر حکم کر دیتے ہیں، (لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ) تاکہ تم تقویٰ والے بن جاؤ۔

تقویٰ کی مثالیں یہ غور کرو:۔

گرمی کا موسم ہے۔ روزہ دار کو سخت پیاس لگی ہوئی ہے۔ تنہا مکان میں ٹھنڈا پانی اس کے سامنے موجود ہے، مگر وہ پانی نہیں پیتا۔

روزہ دار کو سخت بھوک لگی ہوئی ہے، بھوک کی وجہ سے جسم میں ضعف بھی محسوس کر رہا ہے، کھانا میسر ہے، کوئی شخص اس سے دیکھ بھی نہیں رہا، مگر وہ کھانا نہیں کھاتا۔

پیاری دل پسند بیوی یا س موجود ہے۔ محبت کے جذبات اس کی خوبصورتی سے تمتع لینے کی تحریک کرتے ہیں، الفت نے دونوں کو ایک دوسرے کا شیدائنا کر رکھا ہے لیکن روزہ دار اس سے پہلو ہتی اختیار کرتا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ خدا کے حکم کی عزت اور عظمت اس کے دل میں استقر جانیں ہو گئی ہے

کوئی جذبہ بھی اس پر غالب نہیں آسکتا، اور روزہ ہی اس عظمت اور جلالِ الہی کے دل میں قائم ہونے کا باعث ہوا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جب ایک ایماندار خدا کے حکم کی وجہ سے جائزہ و ناپائیدار خواہشات کے چھوڑ دینے کی عادت کر لیتا ہے، تو وہ بالضرور خدا کے حکم کی وجہ سے حرام، ناجائز اور گندری عادات و خواہشات کو چھوڑ دے گا، اور ان کے ارتکاب کی کبھی حرات نہ کرے گا۔ یہی وہ اخلاقی برتری ہے جس کا روزہ دار کے اندر پیدا کر دیا اور حکم کر دینا سرور کا مقصد ہے۔ اسی لئے حدیث صحیح میں ہے:-

من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه وشرابه۔ جو روزہ دار جھوٹ کہتا، لغو فعلوں کا مومن لہذا بدیع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه وشرابه۔ کا کرنا چھوڑ نہیں دیتا، تو خدا کو کچھ پرواہ نہیں ہے، اگر وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:-

اذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد فليقل لي اضرع صائتم۔ جب کوئی شخص کسی دن روزہ رکھے تو نہ کوئی یہود و نصاریٰ نہ ان سے کالے نہ بکواس اور شور کرے۔ اور اگر کوئی اور شخص اس سے کالی شب یا اس سے بھگڑ کرے تب کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (گالی کا جواب دینا جھگڑنا مجھے شایان نہیں)۔

(رب) یہ فقہان کا مہینہ قمری حساب پر رکھا گیا ہے، کیونکہ جب نصف دنیا پر سوری کا دم ہوتا ہے تو دوسرے نصف مہینہ پر گرمی کا موسم ہوتا ہے، قمری مہینہ اداں بدل کر آئیے مگر نیا کہ مسلمانوں کیلئے مساوات قائم کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شمسی مہینہ غریزہ جاتا تو نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ سر کی مولت میں، اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ گرا کی سختی اور تکلیف میں رہا کرتے، اور یہ امر عالمگیر نہیں ہے صوفیوں کے خلاف ہوتا۔

(ج) روزہ رکھنا دشواری نہیں ہے، اگر جس شخص کے شہوانی خیالات ہوں یا جو جسمانی لذتیں کونہی کا شیریں مقصد سمجھتا ہو اس کیلئے روزہ رکھنا بیشک سخت گراں ہے۔

رمضان کا اسلام میں فرض ہونا، بلکہ رکن اسلام ہونا ہی ثابت کرتا ہے کہ اسلام کس قدر ایمانی اور ملکی طاقتوں کو بڑھانے والا اور کس قدر جسمانی و شہوانی خیالات کو دلیا میٹ کرنے والا ہے! ستہ ہجرت کے ماہ رمضان میں امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، جو علی رضی اللہ عنہ وفات پھر نہ ہوا سلام اللہ علیہما کے پہلو سے غریزہ میں۔

ستہ ہجرت کی برکات میں سے بڑی برکت یہ ہے کہ شراب کی حرمت کا اعلان کیا گیا، حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ کچھ لوگ ابو طلحہؓ کے گھر میں بیٹھے تھے، میں انہیں شراب پلا رہا تھا، اسنے میں منادی ہونے لگی کہ شراب حرام ہو گئی، ابو طلحہؓ نے سنتے ہی کہہ دیا کہ جتنی شراب باقی ہے اسے باہر پھینک دو۔ اُس روز دینہؓ کو گلی کوچہ میں شراب بہ نکلی تھی! آج دنیا کے مختلف ملکوں میں مختلف اقوام ٹیونس سویائیڈوں کے ذریعہ اسلحہ اور شراب کی کوشش میں مصروف ہیں، یہ جملہ اقوام اسلام کی اس تعلیم کے زیر بار احسان ہیں، کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے شراب کی تحلیل و کثیر مقدار کو حرام مطلق قرار دیا ہے۔ اسلام نے شراب کا نام اقم الخبائث رکھا ہے (برائیوں اور لمبیہوں کی مل)

انسان کے جسم پر رقیہ پر، اخلاق پر، ملک کے امن و انتظام پر، قبائل کے عادات پر، فوج کی اطاعت اور قوت پر جو بڑا اثر شراب کا تجربہ اور شاہدہ میں آ رہا ہے، اُس سے واضح ہے کہ شراب کے لئے "اقم الخبائث" کیسا سوزن، اور زیبا نام ہے!

بعض لوگ اسلام کی صداقت پر پردہ ڈالنے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ اسلام نے شہوانی خیالات کو تھریک دیا، لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کی تحریک دلائی ہے۔ ان کو ذرا غور کرنا چاہیے کہ شراب کو حرام ٹھہرانے والا کس قدر شہوانی خیالات کا دشمن ہو گا۔ اور جس مذہب میں شراب ہی حرام ہو، تمہیں داخل ہونے سے عیاش طبعیتوں کو کتنی بچھو کہ ہو گی!

سچ سنئے فرمایا۔ ۱۷ رجب تو روزہ رکھے، اپنے سر پر چھٹا لگا۔ اور نہ دھو۔ ۱۸ تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرے باپ پر جو پیشگی میں لکھا ہے، روزہ دار ظاہر ہو۔ اور تیرا بچہ پیشگی میں لکھا ہے، بلا دہ نعل تیرا ہوتا ہے۔

اسی سہ کے اہل شعبان میں امام حسین پیدا ہوئے، جو عشرہ محرم ۱۱ سالہ میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کی شہادت سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام کے سچے فداویوں کو صداقت کی تائید میں جان و مال و حرمت کی بھی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ امام حسینؑ نے اس جنگ میں صبر و استقلال، وفادار توکل، احقاق حق، و اتباع صداقت کے ایسے نمونے دکھلائے جنکی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور یہ سب کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فیضانِ تربیت کا اثر و نتیجہ تھا۔ (رضی اللہ عنہ وعن ابن عباسؓ)

ثمامہ بن اثال سردار نجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی جانب روانہ فرمائے تھے وہ وہیں کا مسلمان ہوا۔ سہ ہوتے ہوئے ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لائے تھے۔ فوج والوں نے انہیں مسجد نبویؐ کے ستون کے ساتھ لایا نہ ہاتھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تشریف لا کر دریافت کیا، کہ ثمامہ کیا حال ہے؟

ثمامہ نے کہا، محمدؐ میرا حال اچھا ہے، اگر آپ میرے قتل کئے جانے کا حکم دیں گے تو یہ حکم ایک خوبی کے حق میں ہوگا، اور اگر آپ انعام فرمائینگے تو ایک شکر گزار پر رحمت کریں گے۔ اور اگر مال کی ضرورت ہے تو جس قدر چاہیے بتلا دیجئے۔

دوسرے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ سے چہرہ ہی سوال کیا۔ ثمامہ نے کہا میں کبھی چکا ہوں کہ اگر آپ احسان فرمائینگے تو ایک شکر گزار شخص پر فرمائینگے۔

تیسرے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ سے وہی سوال کیا۔ اس نے کہا کہ میں اپنا جواب دے چکا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔

ثمامہ اپنی پار ایک کھجور کے باغ میں گیا، جو مسجد نبویؐ سے قریب ہی تھا۔ وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجد نبویؐ میں لوٹ کر آیا، اور آتے ہی کلمہ پڑھ لیا!

ثمامہ نے کہا، یا رسول اللہؐ قسم ہے خدا کی کہ سارے عالم میں آپ سے زیادہ اور کسی شخص سے مجھے نفرت نہ تھی، لیکن اب آپ ہی مجھے دنیا میں سب سے بڑھ کر پیارے معلوم ہوتے ہیں۔

بجدا آپ کے شہر سے مجھے نہایت ہی نفرت تھی، مگر آج تو مجھے وہ سب مقامات سے  
پسندیدہ تر نظر آتا ہے۔ بجدا آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے اور کسی دین سے بغض نہ تھا  
لیکن آج تو آپ کا دین ہی مجھے محبوب تر ہو گیا ہے۔

ثمامہ نے یہ بھی عرض کیا، کہ میں اپنے وطن سے مکہ کو عمرہ کے لئے جا رہا تھا۔ راستہ  
میں گرفتار کر لیا گیا تھا، اب عمرہ کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے  
اسلام قبول کرنے کی بشارت دی، اور عمرہ کے ادا کرنے کی اجازت فرمائی۔

ثمامہ مکہ پہنچا، تو وہاں کے ایک شخص نے پوچھا، کہو تم صابئی بن گئے؟ ثمامہ نے کہا۔  
نہیں۔ میں محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہوں، اور اسلام قبول کیا ہے، اور اب یہ یاد رکھنا کہ ملک  
یامہ سے تمہارے پاس ایک آنہ گندم بھی نہیں بیگا، جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت نہ ہوگی  
ثمامہ نے اپنے ملک میں پہنچتے ہی مکہ کی طرف آنے والا اناج بند کر دیا، غلہ کی آمد کے رک

جانے سے اہل مکہ بلبل اٹھے۔ اور آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے انہیں التجا کرنی پڑی، نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو لکھدیا کہ قلعہ بدستور جانے دے (ان دنوں اہل مکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کے جانی دشمن تھے) اس قصہ سے نہ صرف یہ ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر ایک  
شخص کی جان بخشی فرمائی جو خود بھی اپنے آپ کو واجب القتل سمجھتا تھا، اور نہ صرف یہ ثابت ہوا  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ حالات اور اخلاق کا کیسا گہرا اثر لوگوں پر پڑتا تھا، کہ ثمامہ جیسا  
شخص جو اسلام اور مدینہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت نفرت و عداوت رکھتا تھا  
تین روز کے بعد بخوشی خود مسلمان ہو گیا تھا۔

۱۷ صحیح بخاری عن ابی ہریرہؓ، کتاب المغازی۔

۱۸ ثمامہ سید ملک نجد کے گرفتار رکھے چلے گئے، دھم دھم کہ اس ذلت میں بیان نہیں ہوئی، لیکن یقینی ہے کہ  
یہ گرفتاری بالضرور کسی جرم کے بعد ہوئی تھی، غور کیجئے وہ ثمامہ الفاظ پر کہ وہ خود اپنے آپ کو واجب القتل تسلیم کرتا تھا  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے بلا کسی شرط کے، بلا کسی معاوضہ کے، اور بلا تکلیف تبدیل مذہب کے  
آزاد فرادیا۔ تو اس کے دل پر اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و احسان نے وہ کام کیا۔ کہ اس کی  
ہدایت کا سامان ہو گیا۔



بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکی اور طہارت کی پاکی و رحمت کی ثبوت اس طرح ملتا ہے کہ  
 مکہ کے جن کافروں نے آنحضرت کو مکہ سے نکالا تھا، اور بدر، احد، خندق میں اب تک نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے تباہ و برباد کرنے کے لئے ساری طاقت صرف کر چکے تھے،  
 ان کے لئے رحمتہ للعالمین یہ پسند نہیں فرماتے، کہ ان کا غلہ روک دیا جائے۔ اور ان کو  
 تنگ و ذلیل کر کے اپنا فرماں بردار بنایا جائے۔

صلح حدیبیہ اس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک خواب مسلمانوں کو سنایا۔ فرمایا،  
 میں نے دیکھا گویا میں اور مسلمان مکہ پہنچ گئے ہیں، اور بیت اللہ کا طواف  
 کر رہے ہیں۔ اس خواب کے سننے سے غریب الوطن مسلمانوں کو اس شوق نے جو بیت اللہ کے  
 طواف کا ان کے دل میں تھا، بے چین کر دیا۔ اور انہوں نے اسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 سفر مکہ کے لئے آمادہ کر دیا۔ مدینہ سے مسلمانوں نے سامان جنگ ساتھ نہیں لیا، بلکہ قربانی کے  
 اونٹ ساتھ لئے، اور سفر بھی ذیقعدہ کے مہینہ میں کیا۔ جس میں عقیقہ ریم رواج کی پابندی سے  
 جنگ ہرگز نہ کیا کرتے تھے، اور جس میں ہر ایک دشمن کو کبھی ہمارے ٹوک مکہ میں آنے کی اجازت  
 ہوا کرتی تھی جب تک وہ میل رہ گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ سے قریش کے پاس  
 اپنے آنے کی اطلاع بھیج دی، اور آگے بڑھنے کی اجازت بھی ان سے چاہی۔

عثمان بن عفان جن کا اسلامی تاریخ میں ذوالنورین لقب ہے، سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ ان کے  
 جانے کے بعد لشکر اسلامی میں یہ خبر پھیل گئی، کہ قریش نے حضرت عثمان کو قتل یا قید کر دیا ہے  
 اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بے سرو سامان جمعیت سے جان نثاری کی بیعت لی۔ کہ اگر زنا  
 بھی پڑا تو ثابت قدم رہیں گے، بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ قرآن مجید میں ہے  
 لقد جئنا اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ، اس بیعت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اپنے بایں ہاتھ کو عثمان کا دہن ہاتھ قرار دیا، اور ان کی جانب اپنے ہاتھ پر بیعت کی۔

لہ بخاری عن عبد اللہ بن زید و سلم بخاری عن ابن عمر سلم صحیح بخاری عن براء و جابر

اس بیعت کا حال سن کر قریش ڈر گئے، اور ان کے سردار کے بعد دیگرے حایبہ میں حاضر ہوئے، عروہ بن مسعود جو قریش کی جانب آیا تھا، اُس نے قریش کو واپس جا کر کہا۔  
 اے قوم! مجھے بار بار بخاشی ربا دشاہ حبش، قیصر ربا دشاہ قسطنطنیہ، کسریہ ربا دشاہ ایران کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ مگر مجھے کوئی بھی ایسا بادشاہ نظر نہ آیا، جس کی عظمت اُسکے دربار والوں کے دل میں ایسی ہو، جیسے اصحاب محمد کے دل میں محمد کی ہے!

محمدؐ تھوکتا ہے، تو اس کا آب دہن زمین پر گرتے نہیں پاتا۔ کسی نہ کسی کے ہاتھ اسی پر گرتا ہے، اور وہ شخص اُس آب دہن کو اپنے چہرہ پر مل لیتا ہے!  
 جب محمدؐ کوئی حکم دیتا ہے۔ تو تعمیل کے لئے سب مبادرت کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتا ہے تو آبِ مستعمل وضو کیلئے ایسے گسے پڑتے ہیں، گویا لڑائی ہو پڑ گئی، جب وہ کلام کرتا ہے تو سب کے سب چُپ چاپ ہو جاتے ہیں۔ اُن کے دل میں محمدؐ کا اتنا ادب ہے، کہ وہ اُسکے سامنے نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے، میری رائے ہے، کہ اُن سے صلح کرو، جس طرح بھی بنے،  
 سوچ سمجھ کر قریش میں صلح کرنے پر آمادہ ہوئے، صلح کیلئے مندرجہ ذیل شرائط ہوئیں۔  
 (۱) دو سال تک باہمی صلح رہے گی، جانین کی مدد و رفت میں کسی کو کچھ دک ٹوک نہ ہوگی،  
 (۲) جو قبائل چاہیں، قریش سے مل جائیں، اور جو قبائل چاہیں، وہ مسلمانوں کی جانب شامل ہو جائیں، دو مستدار قبائل کے حقوق بھی یہی ہوں گے،  
 (۳) اگلے سال مسلمانوں کو طواف کعبہ کی اجازت ہوگی، اُس وقت ہتھیار اُن کے جسم پر نہ ہوں، اگر سفر میں ساتھ ہوں!

(۴) اگر قریش میں کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان ہو کر چلا جائے تو

لے یہ عروہ جو قریش کا سفیر بنا آیا تھا، چند سال کے بعد خود بخود مسلمان ہو گیا تھا۔ اور اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کے لئے سفیر اسلام بن کر گیا تھا۔

لے صحیح بخاری عن مسود بن محزمہ باب الشروط فی الجہاد صفحہ ۹۷۰

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو قریش کے طلب کرنے پر واپس کر دینگے، لیکن اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو قریش اُسے واپس نہ کرینگے۔

آخری شرط سن کر تمام مسلمان بجز ابو بکر صدیقؓ و گھبرا اٹھے، عمر فاروقؓ اس بار میں زیادہ پرجوش تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنس کر اس شرط کو بھی منظور فرمایا۔ معاہدہ حضرت علیؓ رضی نے لکھا تھا، انہوں نے شروع میں لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل جو قریش کی طرف سے مکہ شہر معاہدہ تھا، بولا: بخدا ہم نہیں جانتے کہ حرم کہتے ہیں یا مسک اللہم لکھو: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لکھ دینے کا حکم دیا، حضرت علیؓ نے پھر لکھا: یہ معاہدہ محمد رسول اللہ اور قریش کے درمیان منعقد ہوا ہے

سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی درخواست پر محمد بن عبد اللہ لکھنے کا حکم دیا،

معاہدہ کی آخری شرط کی نسبت قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر کوئی شخص مسلمان نہ ہوگا، لیکن یہ شرط ابھی طے ہی ہوئی تھی، اور عہد نامہ لکھا ہی جا رہا تھا، دونوں طرف سے معاہدہ پر دستخط بھی ہوئے تھے کہ سہیل بن عمرو جو اہل مکہ کی طرف سے معاہدہ پر دستخط کرنے کا اختیار رکھتا تھا، اکا بیٹا ابو جندل اسی جلسہ میں پہنچ گیا۔ ابو جندل مکہ میں مسلمان ہو گیا تھا، قریش نے اُسے قید کر رکھا تھا، اور اب وہ موقع پا کر زنجیروں سمیت بھاگ کر لشکرِ اسلامی میں پہنچا تھا، سہیل نے کہا: اے ہمارے حوالہ کیا جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عہد نامے کے مکمل ہو جانے پر اُس کا خلاف نہ ہوگا، یعنی جب تک عہد نامہ مکمل نہ ہو جائے، اسکی شرائط پر عمل نہیں ہو سکتا،

لے بخاری عن مسور بن مخرمہ باب الشرط فی الجہلویہ یہی پہل جو آج ہم مبارک محلہ کے مشہور رسول اللہؐ لکھنے پر باعثِ رض کرتا ہے، چند سال کے بعد دلی شوق و انگیزے مسلمان ہو گیا تھا، احوالِ نبویؐ کے بعد مکہ معظمہ میں اس نے اسلام کی حقانیت پر ایسی بردست تقریر کی تھی جو ہزاروں مسلمانوں کیلئے استحکام و تازگی ایمانی کا باعث ٹھہری تھی، بیشک یہ اسلام کا عجیب اثر ہے کہ وہ جاتی اور دلی دشمنوں کو وہ مہر میں اپنا فدائی بنا لیتا ہے۔

محمد نازک دانا جیہ اصل ہوتا ہے

سبیل نے بگڑ کر کہا کہ تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور ابو جندل قریش کے سپرد کر دیا گیا۔

قریش نے مسلمانوں کے کیمپ میں اُس کی مشکیں باندھیں۔ پاؤں میں زنجیر ڈالی اور کشاں کشاں لگیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاتے وقت اس قدر فرما دیا تھا کہ ابو جندل خدا تیری کشائش کے لئے کوئی سبیل نکال ویگا۔

ابو جندل کی ذلت اور قریش کا ظلم دیکھ کر مسلمانوں کے اندر جوش و طیش تو پیدا ہوا۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر ضبط و صبر کئے رہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اُٹھی آدمی کوہ تنعیم صبح کے وقت جبکہ مسلمان نماز میں مصروف تھے اس ارادے سے اُترے کہ مسلمانوں کو نماز کے اندر قتل کر دیں۔ یہ سب لوگ گرفتار کر لئے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ازراہ رحمدلی و عفو چھوڑ دیا۔ اسی واقعہ پر قرآن مجید میں اس آیت کا نزول ہوا۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ  
وَأَبْدَلَكُمْ عَنْهُمْ بِيْطَنَ مَكَّةَ مِنْ  
بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَ كُدَّ عَلَيْهِمْ  
رُكُودُهُ

(سورۃ الفتح ۳ آیت ۲۳)

الغرض یہ سفر بہت خیر و برکت کا موجب ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاندین کے ساتھ معاہدہ کرنے میں فیاضی، خرم، دور بینی اور حملہ آور دشمنوں کی معافی میں عفو اور رحمۃ للعالمین کے انوار کا ظہور دکھلایا۔

حدیبیہ ہی سے مدینہ منورہ کو واپس تشریف لگئے۔ اسی معاہدہ کے بعد سورۃ الفتح کا نزول حدیبیہ میں ہوا تھا۔ عمر فاروقؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ معاہدہ ہمارے لئے فتح ہی۔ فرمایا ہاں

لے صحیح بخاری باب الشرط فی الجہاد صفحہ ۸۰۔ ۸۱ بخاری عن ابیہائل

ابو جندل نے زندان مکہ میں پہنچ کر دین حق کی تبلیغ شروع کر دی، جو کوئی اس کی نگرانی پر مامور ہوتا، وہ اسے توحید کی خوبیاں سناتا، اللہ کی عظمت و جلال بیان کر کے ایمان کی ہدایت کرتا، خدا کی قدرت کہ ابو جندل اپنے سچے ارادے اور سعی میں کامیاب ہوتا اور وہ شخصیں مسلمان ہو جاتا، قریش اس دوسرے ایمان لانے والے کو بھی قید کر دیتے۔ اب یہ دونوں مل کر تبلیغ کا کام اُسی قید خانہ میں کرتے:

الفرض اس طرح ہر ایک ابو جندل کے قید ہو کر مکہ پہنچ جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سال کے اندر قریباً تین سو شخصیں ایمان لے آئے:

اب قریش سمجھتے تھے کہ ہم نے کیوں عہد نامے میں ان ایمان والوں کو واپس لینے کی شرط درج کر لی، پھر انہوں نے مکہ کے چند منتخب شخصوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ ہم عہد نامہ کی اس شرط سے دست بردار ہوتے ہیں، ان نو مسلموں کو اپنے پاس بلا لیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ سے خلاف کرنا پسند نہ فرمایا، اس وقت عام مسلمان بھی سمجھ گئے کہ

ابو جندل کی طرح ایک شخص ابوبصیر تھا، وہ مسلمان ہو کر مدینہ پہنچا، قریش نے اُسے واپس لانے کیلئے دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے، آنحضرتؐ ابوبصیرؓ ان کے سپرد کر دیا، راستہ میں ابوبصیرؓ نے ان میں سے ایک کو دھوکا دیا، دو سرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اطلاع کیلئے گیا، اُسکے پیچھے پیچھے ہی ابوبصیر بھی پہنچا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فساد اٹھنے فرمایا، اس غنا سے خوفزدہ ہو کر وہ وہاں سے بھی بھاگا، قریش نے ابو جندل اور اُس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو مکہ سے نکال دیا، ابو جندل کو چونکہ مدینہ گئے کی اجازت نہ تھی، اس لئے مکہ سے شام کے ہر ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا، جو قافلہ قریش کا آتا جاتا، اسے لوٹ لیتا، اگر تکہ قریش فریق جنگ تھے، ابوبصیر بھی اسے ہی جاملے:

ایک دفعہ ابوالعاص بن ربیع کا قافلہ بھی شام سے آیا، ابو جندل وغیرہ ابوالعاصؓ کو آفتے سیدہ زینبؓ بت رسولؐ کا اس سے صلح ہوا تھا، ابوالعاصؓ کے مشرک بننے سے قزاق ہو چکا تھا، ابو جندل نے قافلہ کو لوٹا دیا، گئے کسی کا نقصان کیا، اس لئے کہ ابوالعاصؓ ان میں تھا، ابوالعاصؓ نے سیدہ زینبؓ کو آیت اور حضرت زینبؓ کی عظمت و ماجرا کی اطلاع دینی، معاہدہ کی سچائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کو صحابہ کے مشورہ پر چھوڑ دیا، صحابہ نے ابوالعاصؓ کی تائید میں فیصلہ کیا، جب ابو جندل کو اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی، تو انہوں نے سارا اسباب سنی دھماقتہ تک ابوالعاصؓ کو واپس کر دیا، ابوالعاصؓ مکہ پہنچا، لوگوں کی روپیہ پیسہ اسباب داکیا، پھر منادی کر لی، کہ اگر کسی کوئی حق مجھ پر ہوگا، ہو تو بتلائے، سب نے کہا کہ تو بڑا امین ہو، ابوالعاصؓ نے کہا، اب میں تمناؤں نہ دو، مسلمان ہو تا ہوں مجھے دیکھا

معاہدہ کی وہ شرط جو ظاہر اہم کو ناگوار تھی اُس کا منظور کر لینا کف و مفید ثابت ہوا۔  
 ”ابو جندل کے حال سے کیا نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔“

ابو جندل کے قصہ سے ہر شخص جو سہیں دماغ اور دماغ میں فہم کا مادہ رکھتا ہو وہ سمجھ سکتا ہو کہ اسلام کی صداقت کیسی الہی طاقت کے ساتھ پھیل رہی تھی۔ اور کس طرح طالبان حق دل پر قبضہ کر رہی تھی کہ وطن کی دوری۔ آفتاب کی جدائی۔ قید و ذلت۔ بھوک۔ پیاس۔ خوف و طمع۔ تلوار پھانسی غرض دنیا کی کوئی چیز اور کوئی جذبہ اُن کو اسلام سے نہ روک سکتا تھا۔

صلح کا حقیقی فائدہ امام نہرہری نے معاہدہ کی دفعہ اول کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ جانبین سے آمد و رفت کی روک ٹوک کے اٹھ جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ لوگ مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے۔ اور اس طرح اُن کو اسلام کی حقیقت و حقیقت معلوم کرنے کے موقع ملے۔ اور اسی وجہ سے اس سال اتنے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کیا کہ اس سے پیشتر کسی سال اتنے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

مسلمانوں کا طواف کعبہ کیلئے معاہدہ ۱۱ بیسہ کی شرط دوم کی رو سے مسلمان اس سال مکہ پہنچ کر عمرہ جانا اور اُس کے نتائج کرنے کا حق رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ کا رسولؐ دوسرا صحابہؓ کو ساتھ لیکر مکہ پہنچا۔ مکہ والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں آنے سے تونہ روکا لیکن خود گھروں کو قفل لگا کر کوہ بوقیس کی چوٹی پر جس کے نیچے مکہ آباد ہے چلے گئے۔ پہاڑ پر سے مسلمانوں کے کام دیکھتے رہے۔

خدا کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک عمرہ کے لئے مکہ میں رہا۔ اور پھر ساری جمعیت کے ساتھ مدینہ کو واپس چلا گیا۔

ان منکروں پر مسلمانوں کے سچے جوش ساوہ اور مٹے فطریتی عبادت کا اور اُن کی اعلیٰ دیانت و امانت کا کہ خالی شدہ شہر میں کسی کا ایک پاؤں کا بھی نقصان نہ ہوتا۔ ان عجیب اثر ہوا۔

بقیہ صفحہ ۲۴۶ کہ اگر اس سے پہلے مسلمان ہو جاتا۔ تو لوگ لازم دگائے کہ ہمارا مال اگر مسلمان ہو گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل اور اس کے ساتھیوں کو بھی اب مدینہ منورہ بلا لیا تھا تاکہ وہ قید و ذلت نہ لوٹ سکیں۔

جس نے سینکڑوں کو اسلام کی طرف مائل کر دیا۔

خالد بن ولید کا ایمان لانا انہی ایمان لانے والوں میں خالد بن ولید تھے، جو جنگ احد میں کافروں کے رسالہ کے افسر تھے، اور مسلمانوں کو انہوں نے سخت نقصان پہنچایا تھا۔ یہ وہی خالد ہیں جنہوں نے اسلامی جنرل ہونے کی حیثیت میں سیدہ کذابہ شکست دی، تمام عراق اور نصف شام کا ناک فتح کیا تھا، مسلمانوں کے ایسے جانی دشمن اور ایسے جاننازلے سپاہی کا خود بخود مسلمان ہو جانا اسلام کی سچائی کا معجزہ ہے۔

عمرو بن عامر کا اسلام لانا انہی ایمان لانے والوں میں عمرو بن العاص تھے، قریش نے انہی کو مسلمانوں سے عدالت اور بیرونی معاملات میں اعلیٰ قابلیت رکھنے کی وجہ سے اسٹیویشن (وفد) کا سردار بنایا تھا جو شاہ حبش کے پاس گیا تھا، تاکہ وہ حبش میں گئے ہوئے مسلمانوں کو قریش کے حملے کر دے، اسی عمرو بن العاص نے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ملک کو فتح کیا تھا، ایسے ہی یورپ الیٹین اور فاتح ممالک کا مسلمان ہو جانا بھی اسلام کا اعجاز ہے۔ ان ہی اسلام لانے والوں میں عثمان بن طلحہ بھی تھے جو کعبہ کے اعلیٰ منتم و کلید بردار تھے جب تا ملی سردار رجن کی شہریت حسب نسب سے عرب میں مسلمہ تھی، انہی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے ہم کو دے ڈالے۔ عدی بن حاتم طائی کا ایمان لانا اس مشہور سردار کے ایمان لانے کی تقریب یہ ہوئی کہ ۹۰ سالہ میں مین ۱۰۰ سالہ بھری مقدس کے قبیلہ بنی طے نے بغاوت کی تھی اس وقت اس علاقہ کے حکم علی مرتضیٰ تھے، انہوں نے فسادوں کو کچل کر دینیہ متورہ بھیج دیا تھا، ان میں حاتم طائی مشہور سخی کی بیٹی بھی تھی، اس نے نبی صلعم کی خدمت میں یوں عرض کیا۔

”میں سردار قوم کی بیٹی ہوں، میرا پرجم و کرم میں مشہور تھا، بھوکوں کو کھانا کھلایا کرتا، غریبوں پر رحم کیا کرتا، وہ مر گیا، بھائی شکست کھا کر بھاگ گیا، اب آپ مجھ پر رحم کریں“

۱۰۰ سالہ میں جس میں وفات پائی، ایک سو سے زیادہ لڑائیوں میں شامل ہوئے تھے، ان کا خطاب سیف اللہ تھا انہوں نے اپنا دینی عمر فاروق کو بنایا تھا ۱۲

۱۰۰

حکیم یارگان مکہ کا اسلام

ان حاتم کا اسلام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکے فرمایا تیرے باپ میں مومنوں جیسی صفات تھیں اس کے بعد اُسے مونس کے متعلقین کے چھوڑ دیا اور زادراہ اور لباس بھی عنایت فرمایا۔

عدی بن حاتم کا قصہ [عدی بن حاتم کا اپنا بیان یہ کہ مجھے رسول اللہ کے نام سے سخت نفرت تھی، کیونکہ میں عیسائی المذہب تھا، اپنی قوم کا سردار تھا، میری قوم غنیمت کا ایک چارم حصہ مجھے ادا کیا کرتی تھی، میں اپنے دل میں کہا کرتا تھا کہ میں سچے دین پر بھی ہوں، اور اپنے علاقہ کا بادشاہ بھی ہوں، اس لئے مسلمان ہونے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں، میں نے اپنے شہر خانہ کے داروغہ کو کہہ رکھا تھا کہ دو عمدہ اونٹ جو تیرے قمار ہوں، ہر وقت میرے مکان پر موجود رکھا کرے، اور جب اُسے اس علاقہ میں مسلمانوں کے آنے کی خبر ملے مجھے فوراً بتلائے، ایک روز داروغہ آیا، کہا صاحب محمدی فوج کے آج اپنے پر جو کچھ کرنے کا ارادہ ہو وہ کر گزریئے، کیونکہ مجھے دُور سے کچھ جھنڈے نظر آتے ہیں، یہ سنکے میں نے اونٹ منگائے، بیوی، بچہ اور زر و مال کو لاوا اور شام کو چل دیا، میری بہن آنحضرت سے رہائی حاصل کرنے کے بعد میرے پاس شام ہی میں پہنچی، اُس نے اپنی رہائی کی تمام کیفیت سنائی، میری بہن نہایت دانا اور عقیل تھی میں نے پوچھا کہ اس شخص (رسول اللہ) کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے، اُس نے کہا، میری رائے یہ ہے کہ تو جلد اُس کے پاس چلا جا، کیونکہ اگر وہ نبی ہے، تب تو سابقین کی فضیلت کو کیوں ضائع کیا جائے، اور اگر وہ بادشاہ ہے، تب بھی اس کے پاس جانے سے تو ذلیل نہ ہوگا، کیونکہ تو وہی ہے یعنی تو خود ہی اپنی قابلیتوں میں مینظیر ہے، بہن کے مشورہ پر میں مدینہ میں آیا، اُس وقت نبی اللہ مسجد میں تھے، میں نے جا کر سلام کیا، فرمایا، کون ہیں، میں نے کہا عدی بن حاتم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساتھ لے کے اپنے گھر چلے، راستہ میں ایک کھوسٹ بڑھیا ملی۔ اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرا لیا، آپ دیر تک اُسکے پاس کھڑے رہے، اور وہ اپنی لمبی داستان سناتی رہی، میں نے اپنے



دل میں کہا: شخص بادشاہ تو ہرگز نہیں!

پھر آنحضرتؐ گھر میں پہنچے: ایک چمڑے کا گدا جس میں کھجور کے پٹھے بھرے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے پھینک دیا: فرمایا: اس پر بیٹھو! میں نے کہا نہیں حضورؐ بیٹھیں! فرمایا: نہیں! تم ہی بیٹھ جاؤ! میں گدے پر بیٹھ گیا اور آنحضرتؐ زمین پر بیٹھ گئے! اب پھر میرے دل نے یہی گواہی دی کہ یہ بادشاہ ہرگز نہیں!

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نوکر کشتی ہو! میں نے کہا: ہاں! فرمایا: تم تو اپنی قوم سے غنیمت اور پیارا دار سے چھارم لیا کرتے ہو! میں نے کہا: ہاں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایسا کرنا تو تیرے دین میں جائز نہیں! میں نے کہا: سچ ہے! اور میں نے دل میں کہا کہ یہ ضرور سچی بات ہے۔ سب کچھ جانتا ہے۔ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: عدی! شاید اس دین میں داخل ہونے سے تم کو یہ امر مانع ہے! کہ سب لوگ غریب ہیں! بخدا ان میں اس قدر مال ہونے والا ہے کہ کوئی شخص مال لینے والا باقی نہ رہے گا!

عدی! اس دین میں داخل ہونے سے تم کو شاید یہ امر بھی مانع ہے! کہ ہم لوگ قحط میں تھوڑے ہیں اور ہمارے دشمن بہت ہیں! بخدا وہ وقت قریب آ رہا ہے! جب تو سن لیگا کہ ایک سلی عورت قحط سے چلے گی! اور کہ کاج کر لگی! اور اسے کسی کا ڈروں نہ ہو گا!

عدی! اس دین میں داخل ہونے سے شاید تم کو یہ امر بھی مانع ہے! کہ حکومت اور سلطنت آج کل دوسری قوموں میں ہے! واللہ وہ وقت قریب آ رہا ہے! جب تو سن لیگا کہ ارض بابل کا سفید محل روشیراں کا درباری ہو! انخانہ مسلمانوں کا قلعہ پر مفتوح ہو گا!

عدی! ابتلاؤ! کہ لا الہ الا اللہ کے کہنے میں تجھے کیا تاثر ہے! کیا اللہ کے سوا کوئی

لے رکھتا ہے۔ یسائیوں کے ایک قدیم فرقہ کا نام ہے! یہ

طبرستان کا اسلام

ابن حاتم کا اسلام

اور بھی کوئی معبود ہو سکتا ہے؟

عربی: بتلاؤ کہ اللہ اکبر کے کہنے میں تجھے کیا غدر ہے۔ کیا اللہ سے بھی کوئی بڑا ہے  
عربی کہتا ہے کہ اس تقریر کے بعد میں سلمان ہو گیا۔ میرے اسلام لانے سے نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر نشاط اور فرحت نمایاں تھی۔

عربی کہتا ہے کہ اس ارشاد نبوی کے بعد دو سال پورے ہو چکے تھے اور تیسرا  
سال جارہا تھا کہ میں نے ارض یابل کے محلات کو بھی فتح شدہ دیکھ لیا۔ اور ایک بڑھیا کو قاف  
سے مکہ تک حج کیلئے اکیلی آتے بھی دیکھ لیا۔ اور مجھے امید ہے کہ تیسری بات بھی ہو کر رہیگی۔  
حج اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام وہ پیغام محبت ہے۔ جو پچھڑے ہوؤں کو ملانا۔ بیگانوں کو  
یکجا اور آشتی بنا دیتا ہے۔

احکام اسلام کا نشانہ بھی یہی ہے کہ افراد مختلف کلمت احد بنا کر کلمہ احدہ بر جمع کر دیا جائے  
الف اہل محلہ میں محبت و اتحاد پیدا کرنے۔ قائم رکھنے کے لئے پچگانہ نمازوں کے  
وقت اہل محلہ پر محلہ کی مسجد میں جمع ہونا واجب کیا گیا ہے۔

ب) اہل شہر میں محبت و تعلقات بڑھانے کے لئے ہفتہ میں ایک بار ان کا مسجد  
جامع میں اکٹھا ہونا مل کر نماز جمعہ ادا کرنا ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔

ج) اہل شہر اور دیہات قرب و جوار کے رہنے والوں میں تعلقات و محبت و انسائی  
قائم کرنے اور مستحکم رکھنے کے لئے سال میں دو بار عیدین کی نماز کو سنن ہدی میں سے قرار  
دیا گیا ہے۔ ہر دو موقع پر دیہات والے شہر کی جانب آئے ہیں اور شہر والے شہر سے باہر  
نکل کر ان سے ملاقاتی ہوتے اور بل جمل کی عبادت الہی ادا کرتے ہیں۔

اسلامی عالم میں رابطہ دین کے مضبوط کرنے مختلف قوموں مختلف نسلوں مختلف

سلسلہ تاریخ طبری: عربی بن حاتم: ۱۲۰ سال کو فیروز دہلی۔

زبانوں مختلف رنگتوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص کو دین واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لئے حج عمرہ بھر میں ایک دفعہ ان سب اشخاص پر جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتے ہیں فرض کیا گیا ہے۔

(۲) حج میں سب کے لئے وہ سادہ بن سدا لباس جو نسل انسانی کے پدر اعظم آدم علیہ السلام کا تھا تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی رسولؐ، ایک ہی قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت، ایک ہی لباس میں ایک ہی سطح پر نظر آئیں۔ اور حقیقت ظاہر بین کو بھی ان اتحاد معنوی رکھنے والوں کے اندر کوئی اختلاف ظاہری محسوس نہ ہو سکے۔

(۳) حج کے لئے وہ مقام قرار دیا گیا ہے جہاں صابانی، یہودی، عیسائی اور مسلمانوں کے جدا عظیم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کی سب سے پہلی عبادت گاہ بنائی تھی۔ چونکہ اقوام بالا کا مجموعہ دنیا کی دیگر اقوام سے زیادہ ہے۔ اس لئے اس مقام کے اختیار کرنے کی تاخیر کثرت رائے اور قدامت زمانہ دونوں طرح سے ہوتی ہے۔

(۴) حج سے مقصود شریعت اسلام کا اظہار بھی ہے اور مسلمانوں کو سفر محروم سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، وہ بھی اس مقصود کے ضمن میں داخل ہیں۔

پادشاہ کا جو مقصود شاندار و رہاروں رشل کا روٹین

کے انعقاد سے .....

ایک مارشل کا جو مقصود عظیم فوجی رویو سے ..... ہے وہ سب حج کے اندر

کا نفرس کا جو مقصود سالانہ جلسوں کے انعقاد اور مرکوز و ملحوظ ہیں۔

ڈیلی گیٹوں کے اجتماع سے .....

ایوان تجارت کا جو مقصود عالمگیر ٹریڈوں کے قیام سے

آہنہ ارتقاء کے جو بانیہ صنادید عالم کے متلاشی، عالمان بطاقات الارض، واقفان علم الاسانہ اور محققان تاریخ اقوام و بایرین جغرافیہ عالم کو جن باتوں کی تلاش و طلبت تھی ہے وہ سب امور

حج کے فوائد عظیم

جمع سے پورے ہو جاتے ہیں۔

اسلام میں حج سترہ ہجرت کو فرض ہوا، اسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیقؓ کو امیر الحاج بنایا۔ اور مین سو صحابہ کو ان کے ہمراہ کیا تاکہ سب کو حج کرائیں۔ ان کے بعد علی مرتضیٰؓ کو روانہ کیا کہ وہ سورہ براءت کا اعلان کریں۔ ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور علی مرتضیٰؓ نے سورہ براءت کی پہلی چالیس آیتوں کو مع ان احکام کے پڑھ سنایا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہونے پائے۔ اور کوئی شخص برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔

ستہ ہجری اس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا۔ اور جملہ اطراف میں اطلاع بھیج دی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لیجانے والے ہیں۔ اس اطلاع کے بعد انبؤہ در انبؤہ خلقت مدینہ طیبہ میں جمع ہو گئی۔ اس انبؤہ میں ہر درجہ و ہر طبقہ کے شخص تھے۔ فری الحلیفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اور یہی کتبیک اللہم کتبیک لا تدیر بک لک کتبیک۔ ان الحمد والنعمة لک والملك لا شریک لک کا ترازہ بلند کیا اور کہ معطلیہ کو احرام کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

اس مقدس کارروائی کے ساتھ راستہ میں ہر ہر جگہ سے فوج در فوج لوگ شامل ہوتے جاتے تھے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راہ میں جب کسی ٹیلہ یا گروہ سے گزر رہوتا تھا تو تین تین بار تکبیر باوازا بلند فرماتے تھے۔

۱۔ دیکھو سیما ۵۵ باب ۸ درس خود جو ناپاک ہے۔ اس پر سے گور نہ کریگا۔ وہ انہیں کیلتے ہے۔

۲۔ عن ابی ہریرہ صحیح بخاری باب لا یطوف بالبيت عریان۔ ۳۔ حجۃ اللہ الیہ ص ۲۵۳

۳۔ عن جابر بن عبد اللہ صحیح بخاری کتابا لشہادۃ اب دیکھو سیما ۵۵ باب ۸ درس ابیہا بان اوسکی بستیاں۔ قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے۔ بلیغ کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے۔ ہر ایک کی چوٹیوں پر سے لاکار نگیں گے۔

جب مکہ کے قریب پہنچے تو ذی طوی میں ٹھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے۔ اور پھر  
بالائے مکہ سے ان سب قوموں اور انبواہ کو لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور در روشن  
میں کعبۃ اللہ کا طواف کر کے اللہ تعالیٰ کے جلال کو آشکارا فرمایا،  
زیارت کعبۃ اللہ سے فارغ ہو کر صفا اور مروۃ کے پہاڑوں پر لشرف لیگئے اسی  
جوتھوں پر چڑھ کے اور کعبہ کی جانب رخ کر کے کلمات توحید و تکبیر پڑھے اور لا الہ الا اللہ  
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدید لا الہ الا اللہ  
وحدہ لا یخسر وعدہ لا یتبدل وھو عزہ لا یتھزل وھو غیث لا یتفزل وھو غیاث لا یتزل

لے اس وقت اٹاک بالواد المقدس طوی کی خان اس قافلہ الارینہ نمودار تھی۔  
اسی موقع کے متعلق بیضاوی کی کتاب میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو مخاطب کر کے کہا ہے اٹھ روشن ہو کر  
تیری روشنی آئی اور خدا کے جلال نے تجھ پر طوع کیا، ۲۰ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائے گی اور تیری قوموں پر  
لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا۔ اور اس کا جلال تجھ پر نمودار ہوگا۔ ۳۔ اور قومیں تیری روشنی میں اور شایان تیرے  
طوع کی تعلیم میں چلیں گی۔ ۴۔ اپنی آنکھیں اٹھا کر چاروں طرف نگاہ کر دے سب کچھ اٹھ ہوئے ہیں  
وہ تجھ پاس آتے ہیں تیرے بیٹے دور سے آویں گے اور تیری بیٹیاں گود میں ٹھائی جاہ لگیں گے تیرے کھسکی  
اور روشن ہوگی، ۵۔ تیرا دل اچھلے گا اور کشادہ ہوگا کیونکہ مستند کی فراوانی تیری طرف پھرے گی۔  
۶۔ اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی۔ ۷۔ اونٹ کثرت سے آئے تجھے چھپا لیں گے مریاں اور عقیقہ  
کے جوان اونٹ دے سب جو تیرے پاس آئیں گے۔ ۸۔ اور خداوند کی طرفوں  
کی بشارتیں سنائیں گے۔

نبی علیہ السلام کا مکہ سے ہجرت فرما جانا مکہ کے لئے دافع اور کعبہ کے لئے موجب مسرت تھا لیکن اب چکر  
جاہ و جلال کے ساتھ توحید خالص کا اظہار و استکرام اور اشاعت کرتے ہوئے مکہ میں اہل ہونا اور کعبہ کا طواف  
کرنا بیشک بیت اللہ کے لئے دو چند مسرت کا باعث ہے۔ اول تو پھر ٹھہرے ہوئے فرزندان دین کا ملنا۔  
دوئم وہیں حقہ کا باشوکت ہونا و افح ہو کہ مریان حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام تھا جو توروہ بی بی کے بطریق  
تھے اور عقیقہ مریان کے فرزند کا نام ہے۔ تیسرا بن یقسان بھی حضرت ابراہیم کے پوتے ہیں۔ ۱۔ کتاب میں  
باب ۴ (۱) میں سب عرب میں آباد ہوئے۔ اور اس حج میں وہ قبائل بھی حاضر ہوئے جن کے سورق غلام  
مریان عقیقہ شبا ہیں۔ اس لئے پیشینگوئی جس میں ہر رحمت حقہ نشان دیا گیا تھا اہل پوری ہوئی۔  
۲۔ اللہ تعالیٰ نے عہدہ عربی کا تہ یہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ ایک ہے جو اس کوئی شریک  
نہیں۔ ایک انبی کا ہے۔ اور تائیس بھی اسی کے لئے شایان ہے۔ وہ سب پیروں کی قدرت رکھتا ہے۔

آٹھویں ہی گج کو قیام گاہ مکہ سے روانہ ہو کر مٹی ٹھہرے۔ ظہر عصر مغرب عشا صبح کی نمازیں مٹی میں ادا فرمائیں۔

نوٹیں: داہج کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلوع آفتاب کے بعد روادی غمرہ آکر انیسے برس روادی کے ایک جانب عرفات اور دوسری جانب مزدلفہ ہے۔ ان دن ڈھلنے کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر عرفات میں تشریف لائے۔ تمام میدان سترتا سر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ہر ایک شخص تکیہ و تعلیل، تنجید و تقدیس میں مصروف تھا۔ اس وقت ایک لاکھ چوبالیس ہزار چوبیس ہزار کا جمع ہکام انہی کی تعمیل کے لئے ہمہ تن حاضر تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر اہر قصواء پر سوار ہو کر خطبہ کا آغاز فرمایا۔

بقیہ چالیس صفحہ ۲۵۲ | خراج سوا عبادت کا کوئی بھی شایان نہیں، ایک ایسی لپٹے و رے کو پورا کیا، اسی نے اپنے مدد کی مدد فرمائی۔ اسی سے خود تمام فوجوں کو شکست دی، ناظرین ان کلمات قدسی میں اللہ تعالیٰ کی حمید و تقدیس بھی ہے۔ اور ماہ پرست لوگوں کو نصرت الہی بھی شکل مصور دکھائی گئی ہے، چند سال پہلے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکہ میں اکیلا تھا۔ پھر اس کی دعوت پر ایک ایک شہر دو آدمی اس کے ساتھ ملے گئے۔ اور سب اسی کو منہ مانے امن اور ارقم صحابی کے گھر میں تنھے بند کر کے جمع ہوا کرتے تھے، پھر پچھلے روز ہونے لگے، تو ان کے انکی مخالفت کی۔ کچھ حبش کو چلے گئے، کچھ رہ گئے، تو ندان خانوں میں ڈالے گئے، پھر صلی اللہ علیہ وسلم بھی تین سال تک محصور رہے، آخر مکہ مسلمانوں کے لئے ناقابل سکوت ثابت ہوا، اور سب لوگ مکہ سے نہ چلے گئے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جاننا رات کی تاریکی میں تھا، ایک ریشم کے سوا اس وقت کوئی بشر ساتھ نہ تھا۔ دشمنوں کو ان کے بچ جانے کا رنج ہوا، ان کے سامنے قیام گاہ پر نو برس تک کھڑے کھڑے رہے آخر سب تھک کر بیٹھ رہے، اب وہی محمد ہے، اب وہی محمد ہے، اب وہی عرب ہے۔ کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے توحید کے نعرے لگائے جاتے اور فتح و نصرت ربانی کے ترانے سنائے جاتے ہیں، شخص احمد کا ایسی عداوتوں خاصہ تو جنگوں و زبیروں کے بعد ایسی لاشانی کامیابی حاصل کرنا بھی وعدہ و نذر ہے، یہ تو بقیہ ہو سکتا ہے، یہاں میں ہے، سلج رہے ہیں، بے دلی ایک گیت گائیں گے، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے لگا رہیں گے، ایک ایک۔

لے تم زمین پر سرتنا سراسی کی شائش کرد، یہاں ۱۰۰۔

۱۰۰۔ دیکھ رکاشفات پر حوالہ ۱۲ باب رکاشفات کے متعلق یہ دریں یاد رکھنا چاہیے، سورج کا مکاشفہ جو نہ لگائے دینا نا کہ اپنے بندوں کو بے باتیں جن کا جلد ہونا ضرور ہے، دکھائے، اس سے ظاہر ہے کہ مکاشفات خوشی کے اس حیا سے جانے کے بعد ہوئی ہیں، زمانہ بعد مسیح سے اتفاق رکھتے ہیں، چنانچہ عیسائیوں کا بھی یہی اعتقاد ہے۔

شرح باب ہزار

باب ۱۰۰۔

الف) پھر بیٹے گاہ کی یاد رکھنا کہ یہاں پہاڑ پر کھڑا (الف) برہمہ صی اصطلاح مکاشفات میں لگائے جو مدراو ہے جو بعد از پربے برتر ہو، ان سوال اللہ مدراو میں

لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں فرم پھر کبھی  
اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے!

سیون ہر مقدس بہاؤ مراد ہوتی ہے یہاں پہاڑی سورت  
کی پہاڑی مراد ہے ایک لاکھ ۴۴ ہزار کی تعداد صحابہ کرام  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے عادیث میں مذکور ہے  
(بہارِ دوس ترجمہ ہے سیماہم فی وجوہہم  
من اثر السجود کا)

مذہب، پھر سچ آسمان ہر ایک آواز مٹی جو بہت پانیوں کے  
غور اور بڑے کرچنے کی آواز کی مانند تھی اور مٹی نے بربط  
نوازوں کی آواز یوں مٹی بربط بجاتے تھے مٹی

اور ہزاروں کے آگے گویا نیابت گاہ ہے تھے۔  
(۴۰) اور کوئی اُن ایک لاکھ چالیس ہزار کے سوا جو زمین  
سے غریب تھے اس گنت کو سمجھ نہ سکا۔

تو جیسے دسے لوگ ہیں جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں  
یر پڑے کہ کنوارے ہیں!

خستہ و سہ ہیں جو برے کے پیچھے جاتے ہیں جہاں  
نہیں وہ جاتا ہے !

مطلب یہ ہے کہ خدا اور برہمن کے لئے پہلے پہل ہو گئے آدمیوں  
میں سے مول لئے گئے ہیں۔

خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہوں !

بنی اسرائیل برہم و باجہ کے ساتھ اپنی دعائیں پڑھا کرتے تھے۔

(د) نیا گیتے زبان عربی مرلو ہے جو اہل کتاب کے لیے  
 نئی تھی گویا کانٹے سے ظاہر ہو کہ گانا سوا کہلائے بغی تو نہ ہو  
 (د) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس خطبہ کے سننے کا  
 شرف ایک لاکھ ۴۷ ہزار ۴۰۰ کو ملتا تھا۔

وخریدے جانے کا ذکر انجیل ہے ان اللہ شہادت  
 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ انفسهم

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

ح. مجاہدہ کی یہ صفت قرآن مجید میں بایں لفاظ ہے والذین  
یتر بالفاظ الذین یتبعون البی الا حق۔

لا يكون من المهاجرين ولا انصارهم من نفاق

رب اختارهم الله ليسوا

الذين يحضون أصواتهم عند رسول الله  
الذين آمن بالله قلوبهم للتقوى

(۲) اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ  
حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي  
بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا  
وَسَلَقُون رِبَكُم فَيَسْتَلْكُم عَنْ اَعْمَالِكُم

اَلَا تَرٰ جَعَلْنَا بَعْدَ ضَلَالِكُم اِلٰىضْرَابَ  
بَعْضِكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

(۳) اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْعِلَاجِ اَهْلِيَّةٌ نَحْتِ  
قَدْحِي مَوْضُوعٌ

وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ  
وَاِنَّ اَوَّلَ دِمِ اضْعَ مِنْ دِمَائِنَا دِمُ  
ابْنِ رَمِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مَسْرُوعًا فِي  
بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلْتُهُ هَذَا

وَرِيَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَاَوَّلُ رِيَاءٍ  
اضْعَ رِيَاءُ ابْنِ عَبْدِ الْمَطْلَبِ  
فَاَزَلَهُ مَوْضُوعٌ كَلْبٌ

رَبِّهِ نَاتَقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَاَنْتُمْ  
اَسْتَدْتُمْ مِهْنًا بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَعْلَمْتُمْ  
فِرْعَوْنَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ  
اَلَا يُؤْطَلِّئُ فِرْعَوْنَ سَكَمَ اِحْدَا تَكُوْمُوْنَهُ  
فَاَنْ تَعْلَنَ ذٰلِكَ فَاَضْرَابُ هُنَّ ضَرْبًا

لوگو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری  
عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ  
تم آج کے دن کی اس شہر کی اس مہینہ کی ہفتے  
لوگو تمہیں عقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے  
اور وہ تمہیں تمہاری اعمال کی بہت سوال فرمائے گا  
خبردار! میرے بھائی گمراہ نہ بن جانا کہ ایک کبر  
کی گرفتیں کاٹنے لگو۔

لوگو جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے  
نیچے پامال کرتا ہوں۔

جاہلیت کے تسکون کے تمام جھگڑے ملیا میٹ بنا رہا ہوں  
پہلا خون جو میکہ خاندان کا ہے یعنی ابنِ عبید بن الحارث  
کا خون جو بنی سعد میں دھپتا تھا اور ہندیل  
نے اسے مار ڈالا تھا میں چھوڑتا ہوں۔

جاہلیت کے رماز کا تو ملیا میٹ کر دیا گیا پہلا سود  
دینو خاندان کا جو میں بنا رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب  
سود ہے وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔

لوگو اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سزا دیتے رہو خدا کے نام  
کی درواری کو نہ منے انکو میری بنایا اور خدا کے کلام  
سے نہ منے ان کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے تمہارا  
حق عورتوں پر آنا ہے کہ وہ تمہاری بستر پر غمی کر کہ  
اس کا آنا تم کو ناگوار ہی نہ آئے دیں لیکن اگر وہ ایسا کرے



غیر مُبَرَّج

وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ  
بِالْمَعْرُوفِ

وَقَدْ تَرَكْتُ فِيمَكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا  
بِعِلَّاهُ إِنَّ اعْتَصِمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللَّهِ

وَيَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّزِلُوا بَيْتِي بَعْدِي  
وَلَا أَمَّةَ بَعْدِي كَمَا كُنَّا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ  
وَصَلُّوا وَاصْصُومُوا وَاسْكُرُوا  
وَادَّاءِ زَكَاةً أَصْوَالَكُمْ طَيِّبَةً بَهَا  
أَنْفُسَكُمْ وَتَحْجُوا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَاطِيعُوا  
وَلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

رَبِّكُمْ وَأَنْتُمْ تَسْأَلُونَ عَنِّي

فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ

قَالُوا لَنْ شَهِدَ إِلَيْكَ

وَقَدْ بَلَغْتَ

وَأَدَّبْتَ

وَلَصَحْتَ

فَقَالَ يَا صَبْعُ السَّبَابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ

تَوَانُ كَوَالِيسِي مَار مَار وَجُو مَوْدَارَنَ بَرُو  
عَوْرَتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اُن کو اچھی طرح  
کھلاؤ۔ اچھی طرح پہناؤ۔

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر  
اُسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے  
وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہوگا اور نہ کوئی جنت  
امت پیدا ہوئی والی ہے، خوب سن لو کہ اپنے  
پروردگار کی عبادت کرو اور پیچگانہ نماز ادا کرو  
سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو اپنے  
مالوں کی زکوٰۃ نہایت دلی خوشی کیساتھ دیا کرو  
خانہ خدا کا حج بجالاؤ۔ اور اپنے اولیاء و امور و حکام کی  
اطاعت کرو جبکہ جزایہ ہو کہ تم پروردگار کے  
فرو دس برس میں داخل ہو گے۔

لوگو! قیامت کے دن تم سو میری بابت بھی کیا بتا  
مجھے ذرا بتلاؤ کہ تم کیا جواب دو گے؟

سب نے کہا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ  
آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے۔

آپ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا۔

آپ نے ہم کو کھوٹے کھوکھلے کی بابت اچھی طرح بتا دیا۔

اُس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہاد

وینکتھا الی الناس

اللھُمَّ شَہِدْ

اللھُمَّ شَہِدْ

اللھُمَّ شَہِدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

وَالْاَلِیْبَانِغَ الشَّاهِدَ الْغَائِبَ

فَلْعَلْ بَعْضُ مَنْ یَبَاغِدُ اَنْ یَكُوْنَ

اَدْعٰی لَهٗ مِنْ بَعْضٍ مِنْ سَمْعِیْ

کو اٹھایا۔ آسمان کی طرف انگلی کو اٹھاتے تھے

اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے (فرماتے تھے)

اے خدا! سن کے تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں)

اے خدا! گواہ رہنا۔ کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں)

اے خدا! شہادہ دے کہ یہ سب کیسا صدا قرار کر رہے ہیں)

دیکھو جو لوگ موجود ہیں۔ وہ ان لوگوں کو جو

موجود نہیں ہیں۔ اسکی تبلیغ کرتے ہیں ممکن ہو کہ

بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو

یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن پر تبلیغ

کی جائے۔

ناظرین! اس خطبہ نبوی کو پڑھیں۔ غور سے پڑھیں۔ اور انکار و تردید سے پڑھیں۔ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر اپنے اوداعی خطبہ میں قرآن مجید پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی

ہے۔ اور کیونکر قرآن مجید پر عمل کرنیوالے کے لئے یہ جتنی وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ کبھی گمراہ نہ ہو گا۔

(۲) کیونکر مسلمانوں کے باہمی حقوق۔ جان و مال و عزت کو محفوظ فرمایا ہے۔

(۳) کیونکر بیویوں کے حقوق پر نہایت مستحکم الفاظ میں توجہ دلائی ہے۔

(۴) کیونکر نبی ذات مبارک کے شعلق اپنے عمر بھر کے کارناموں کے متعلق بہار

باپ داداؤں سے گویا مہر میں کرا لی ہیں۔

(۵) کیونکر ہر ایک مسلمان کو تبلیغ اور اشاعت اسلام کا ذمہ وار۔ جو ابدہ قرار دیا ہے۔

یہی ہیں وہ اصول و احکام جن پر عمل کرنا مسلمانوں کو دنیا اور دین میں سربلند کر

سے اور جن کا ترک عمل انہیں خسار دینا والا آخرہ کا مصداق بناتا ہے۔

عن امام جعفر صادق عن امام محمد باقر شہداء ابی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلعم  
عن ابی نجر۔ صحیح بخاری۔ باب حجۃ الوداع۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرمایا تو اسی جگہ اس آیت کا نزول ہوا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا

لہٰذا صحیح بخاری عن عمر بن الخطاب ابی بڑھو مکاشفات ۱۲ باب ۱ جس کے ایک سے پانچ درس تک پچھلے صفحہ پر درج ہیں پچھٹا درس اب درج کیا جاتا ہے۔

۶۔ اور میں نے ایک اور فرشتہ کو انجیل بدی لئے بھجوا کر کہا کہ آسمان کے بچہ بیچ اڑ رہا تھا تاکہ زمین کے رہنے والوں اور سب قوموں اور فرزانہ راہل بنان اور لوگوں کو خوشخبری سنائے۔

یاد رہی ڈبلیو بیویر صاحب ایم۔ اے نے جنہو نے طالبان علم الہیات و افادہ عامر کلیسیا کیلئے تفسیر مکاشفات لکھی ہو اور کچھ نیا کچھ سوائی پنجاب کے شہر میں لکھی ہے۔ اس درس کی نعت میں صفحہ ۴ پر لکھا ہے: یسائیوں کا ایک فرقہ جو فرستہ کی نام سے موسوم ہے اس میں سو ایک بدی انجیل کی پیشگوئی نکالتا تھا وہ فرقہ کہتا ہے کہ یہ انجیل جواب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اس بدی انجیل کے سامنے عہد عتیق کی طرح منسوخ ہو جائے گی اور اس انجیل سے بہتر ایک انجیل نکلے گی جس کا نام بدی انجیل ہو گا۔ وہ لوگ لفظ بدی پر زیادہ زور دیتے تھے۔ ان کا معکم ہوا انیم تھا۔ وہ بیویر صاحب کی رائے کے اندراج کا صرف یہ مطلب ہے کہ یسائیوں نے انجیل بدی کے لفظ سے کسی دوسری کتاب کا نازل ہونا سمجھا ہے۔ الحمد للہ وہ قرآن مجید ہے اور چونکہ یہ اکملت یوم الحجہ کو نازل ہوئی تھی اسلئے پھر حواری نے میدان حج کے مکاشفہ کے وقت ہی اس بدی انجیل کو دیکھا آسمانوں کے بچہ بیچ فرشتے کے اڑنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم ان تمام ممالوں میں جو منطقہ البروج کے سیدھے خطوط کی تحت میں واقع ہوئے یعنی دنیا کے آباد و شہرہ ملک ان میں قرآن مجید کی منادی جلیقہ بیچ جائیگی۔ اور جو ممالک قطبین کے قریب ہیں ان میں منادی دیر میں پہونچے گی۔

۵۔ لفظ آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کی جانب ہی اشارہ نہیں کر رہا ہے بلکہ اس کا اشارہ ہزاروں سال پیش کے زمانہ کی جانب ہے۔ اس آج کا مطلب سمجھنے کے لئے عہد عتیق و عہد جدید کی کتابوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچویں کتاب استثنائے اس کا آخری باب ۳۳ و ۳۴ میں ہے اس طرح شروع ہوتا ہے یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ مرد خدا نے اپنے منہ سے لگے بنی اسرائیل کو بخشی ۱۲۔ اور اس نے کہا کہ خداوند تمہارا آیا اور شعیب سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا اس ہزار قد سیوں کے ساتھ آیا اور اس نے اپنے ہاتھ ایک لاشی شریعت ان کے لئے تھی یسائی علماء کا بھی اتفاق ہے کہ یہ آئمہ کے لئے پیشگوئی ہے اور مسلمان بھی یہی تسلیم کرتے ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے بعد کے آئے والوں کو نظر ثانی بنا کر دنیا سوسدھا رہے ہیں عہد عتیق کی آخری کتاب ملائکہ نبی کی کتاب ہے۔ جو حضرت موسیٰ سے

اور میں نے تمہارے لئے اسلام کا دین ہونا پسند فرمایا ہے۔

جہاد صفحہ ۲۵۸ ۵۴۔ اسال بعد ہوئی اس کتاب کے آخری باب کا شروع اس طرح ہوتا ہے: دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا۔ اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کرے گا اور وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو ناں تمہارے کا رسول جس سے تم خوش ہو رہے ہو وہ اپنی بیکرا میں ناگماں آویگا اور دیکھو وہ یقیناً آویگا۔ رب الانوار فرماتا ہے: مالکی باب ۳۱ اس سے معلوم ہوا کہ عہد عقیقہ کی آخری کتاب بھی ہم کو منتظر بنا کر ختم ہو جاتی ہے۔ اب عہد نامہ جدید شروع ہوتا ہے۔ جسے انجیل بھی کہتے ہیں۔ انجیل کو دیکھو حضرت مسیحؑ نے اپنے سب کے آخری وعظ میں جس کے بعد اپنی امت کو انہوں نے کوئی وعظ نہیں سنایا، یہ الفاظ بیان کئے تھے۔

۱۲۔ میری اوریت سی باتیں ہیں کہ میں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے! لیکن جب وہ اپنی روح حق آئے۔ تو وہ ہمیں ساری سچائی کی راہ بتا دینگے۔ اس لئے کہ وہ اپنی لکھنے کا لیکن جو کچھ وہ سنے گا۔ سو کہے گا اور ہمیں آئندہ کی خبریں دیگا!

۱۴۔ وہ میری بزرگی کرے گا۔ دیکھو انجیل یوحنا ۱۶ باب ۱۔ ان حوایات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ توراہ دا انجیل ہم کو کل نیائی تکمیل کے انتظار میں چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتی ہیں اور صرف قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے جس انتظار کا خاتمہ کرتی ہے اور آخری شاہی فرمان الیوم اکملت لکم دینکم کا اعلان فرماتا ہے۔ آج کا لفظ ہزاروں سال کے منتظرین کو بشارت سناتا ہے اور تکمیل کی خوشخبری سے سرور بناتا ہے۔ مالمان طبقات الارض اور فاضلان سائنس جب آفرینش عالم کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ موجودہ عالم موجودہ حالت پر ہزاروں تغیرات کے بعد اور ہزاروں سال کے بعد پیدا ہو گا۔ گویا عالم کی موجودہ حالت ایسی مکمل معلوم ہوتی ہے کہ اس سے برتر و بہتر کا کوئی نقشہ بھی ہمارے دہم و خیال تصور و گمان میں نہیں آ سکتا۔ یہ ہزاروں سال کی ترتیب و تہذیب کا نتیجہ ہے۔

پس اسی طرح ہم نہایت وثوق کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کا لفظ الیوم راجع بھی بتلا رہا ہے۔ کہ انسانی نفس کے لئے پسندیدہ ترین مذہب کی یہ مکمل صورت بھی سینکڑوں مختص المقام اور مختص الاوقاف شریعتوں اور مختص الاحوال حکومتوں کے بعد ہزاروں سال گزر جائے یہ جلوہ آ رہی ہے اور اب اس کا حق ہے کہ وہ سب جلوہ اور ہر ایک قوم ہر ایک نسل ہر ایک ملک میں ہر ایک شخص کو ابدی بشارت پہنچائے۔ اور ہم اگر ہمیں کے رحم و رحمانیت اور غفور اور ودود کی غفuran و محبت کی خوشخبری ہر ایک شکستہ دل گناہگار اور عاصی تباہ کار کو سنائے کہ جسے لئے سلامتی اور برکت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں ابدی سرور اور رضوان ربانی کا نزل چھا کر اور ان اسباب کے فراہم ہو جانے پر اعلان کر دے۔ کہ آج مذہب کی تکمیل ہو گئی۔ آج نعمت الہی کے بھرپور طرے انے فرزندان آدم کے حوائے کر دئے گئے!

ناظرین! میں حضرت مسیحؑ کی مندرجہ بالا پیشگوئی کے متعلق بھی اس جگہ کچھ اور عرض کرنا چاہتا ہوں اس پیشگوئی کی بابت بننے والی نفاصلہ کی جہاں سے گفتگو کی، ان میں سے جو صاحب اس پیشگوئی کو ہمارے نبی علیہ السلام کی

یوم النحر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴۳ شتر اپنے ہاتھ سے اور ۳ شتر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

حاشیہ صفحہ ۲۵۹ بابت تسلیم نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کا طور مسیح کے ۱۲ حواریوں پر بخشتی کست کے دن جس کا ذکر اعمال کے دوسرے باب میں ہے، ہوا تھا، اُس روز روح القدس حواریوں پر اتاری تھی وہ مختلف دلیال بولنے لگ گئے تھے، ہر ایک کے سر پر آگ کے زبانے چمکتے ہوئے سب کو نظر آتے تھے، میں نے جواب دیا کہ بیتی کست کے دن جو کچھ ہوا، اُسے سینٹ پطرس ہم تم سے پہلے بیان کر چکا ہے، ٹھیک مسمیٰ وقت جب کہ روح القدس سب حواریوں پر اور پطرس پر موجود تھی، اعمال کے ۲ باب کی ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ درس پڑھو، اب پطرس نے اُن گیارہوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اپنی آواز بلند کی اور اُن سے کہا: اے یہودی مردو! اور یہ سلم کے سب سنے، الوبہ جان اور کان ہی میری باتیں سنو، ۱۵ کہ یہ جیسا کہ تم سمجھتے ہو، نشے میں نہیں، کیونکہ ابھی پروردن آیا ہے، ۱۶ بلکہ یہ وہ ہے جو یو ایل بنی کی معرفت فرمایا گیا، پس جب سینٹ پطرس روح القدس کی مدد سے تلاج چکا کہ بیتی کست کا تعلق یو ایل ریونہ یا یونس بنی ابی کی پیشگوئی سے ہے، اور مسیح کی پیشگوئی سے نہیں، تو اب کسی پادری کا کوئی حق نہیں رہا کہ اسے مسیح کی پیشگوئی سے متعلق بنائے، دلیل تو ہر دست پروردنی شہادت تھی، اب آمد دنی شہادت بھی جو رد مسیح کے الفاظ سے ملتی ہے، پیش کی جاتی ہے۔

(۱) پچھلے صفحہ ۱۱ باب کے درس ۱۲ کا مطلب یہ ہے کہ جواب میں مسیح نے نہیں بتلائی تھیں، آئے والا روح حق وہ باتیں بتلائیگا کہ بیتی کست کے دن حواریوں پر کوئی نئی تعلیم ظاہر نہیں ہوئی، (۲) درس ۱۳ میں ہے کہ روح حق آئندہ کی خبریں دیگا کہ بیتی کست کے دن نہ روح القدس نے اور نہ حواری نے کوئی پیشگوئی نہیں کی،

(۳) درس ۱۴ میں ہے کہ وہ روح حق مسیح کی ہر گئی کرے گا، بیتی کست کے دن روح نے مسیح کی بابت ایک حرف بھی نہیں کہا، صاف یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق واضح اور روشن ہے، اور اسکی تھوڑی سی وضاحت یہ ہے:-

اول مسیح علیہ السلام نے ۱۲ درس میں فرمایا ہے، میری اور باتیں ہیں، کہ میں کہوں، پر اب تم انکی برداشت نہیں کر سکتے، ایسی باتیں جو مسیح علیہ السلام نے بیان نہیں کیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں، بے شمار ہیں، یہ باتیں زیادہ تر احسانیات کے متعلق ہیں مثلاً تفکر فی ذات اللہ، تفکر فی صفات اللہ، تفکر فی فعال اللہ، تفکر فی ایام اللہ، تفکر فی الموت و البعد، توحید فی العبادۃ، توحید فی الاستعانت، تنزیہ الحق، تقدیس رب، صلوٰۃ، عقیقت، شہادت، اعتقاد، عن النفس، بقا، حق، وغیرہ، ان کے بعد احوال، قبر، احوال، حشر، ابواب بحاثہ ہیں، ان کے بعد ابوب ایضاً در باب ارتفاقات ہیں، وغیرہ وغیرہ، انجیل میں انکی بابت یا تو بیان ہی نہیں ہوا، یا کسی قدر بیان ہے، تو تفہیل اور تشبیہ کے نقاب ہیں روپوش ہے،

دوم مسیح علیہ السلام ۴۳ درس میں آیا ہوا تھیں، سی چائی کی آہ بتائیگا، اسی کے موافق قرآن مجید میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ذبح کئے، یہ قربانی منہ پر کی گئی تھی۔

بقیمائے صفحہ ۲۶۰ ہے والدی جاہ بالقصد، معجزہ ہے جو ساری سچائی لے کر آیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے  
 یعلیہم الکتاب والحکمہ (عمر دنیا کو شریعت اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے) یہ ظاہر ہے کہ جو معلم شریعت و حکمت  
 دین اور انش کی مکمل تعلیم دیتا ہو ساری صداقت اور کامل سچائی اسی کے پاس ہوگی۔  
 مسیح خدائی میں فرمایا ہے، وہ اپنی نہ کہیر گا لیکن جو کچھ وہ منے گا سو کہیگا۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں  
 بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف انہی الفاظ سے فرمائی ہے مَا نَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ یُّوحٰی  
 علیمہ شہادۃ القوی، عمل اپنی خواہش سے کچھ بھی نہیں بولتا۔ جو کچھ وہ سُنا رہا ہے، یہ تو وحی ہے جو اُس کے  
 پاس بھیجی گئی اور کامل طاقتوں والے نے اُسے سکھلائی۔

سوم صبح علیہ السلام نے ۴۴ برس میں کہا ہے وہ میری بزرگی کرے گا۔ چنانچہ تمام قرآن کریم اور احادیث پاک کی  
 کتاب میں ان الفاظ سے ملو ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے مسیح کی بزرگی کی بات کھلے بہت ہوئی  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تھے جو کہتے تھے کہ ہم لوگ آپ پر ایمان لانے کو تیار ہیں، مگر ہم مسیح کو سچا نہیں  
 مان سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرمادیتے تھے کہ جو کوئی مسیح پر ایمان نہیں لاتا وہ مجھ پر بھی ایمان نہیں لاتا،  
 اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہر ایک مسلمان صبح علیہ السلام کی بزرگی اور عظمت کا دل سے قائل ہو گا اور ایمان کھٹا  
 ہے اُن کو پانچ اولوالعزم رسولوں میں سے ایک جانتا ہے اس طرح ہر ۳۳ کروڑ مسلمان دنیا پر مسیح عم کی شہادت  
 ہر وقت ادا کر رہے ہیں۔ حالانکہ اسلام سے پہلے عیسائیوں کے پاس ایک بھی بیرونی گواہ موجود نہ تھا۔ اور اب بھی  
 مسلمانوں کو کئی ایسی شہادت نہیں دینا ہے جس سے ہم صدیقہ کی پاکیزگی، مسیح کی ولادت فوق از عادت، اور  
 مسیح کے معجزات کی تائید ہوئی ہو۔ عیسائی صاحبان غور کریں کہ یہ میری بزرگی کرے گا کا ظہور اس سیرے کے  
 اور کیا متصور ہو سکتا ہے۔

باتیں ۱۳ درس کا ایک فقرہ رہ گیا۔ مسیح نے بتلایا کہ وہ تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔  
 جن عیسائی عالموں نے قرآن احادیث کا مطالعہ نہیں کیا، وہ کہا کرتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کوئی پیشگوئی نہیں کی، جب میں یہ بات اُن میں سے کسی کے منہ سے سنتا ہوں تو اوٹھ کر فرار ہوں۔  
 ہوتا ہے کہ اسکی معلومات ہماری کتابوں کی بابت کس قدر کم ہیں۔ سو حق تعالیٰ نے ہوتا ہے کہ جب انہیں خبر نہیں تو پھر  
 ایسا دعویٰ کرنے کی جرأت وہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر اس جگہ مفصل لکھنے  
 لگوں تو بجلستہ خود ایک کتاب بن جائے۔ اسلئے میں انشاء اللہ تعالیٰ اسکی بابت کبھی علانیہ لکھ نہ سکا۔ اس جگہ  
 مختصر طور پر ذکر کرنا اسلئے ضروری ہے کہ درس ۱۳ کی تشریح اور حضرت مسیح کے قول کی تصدیق ہر جائے  
 پہلی پیشگوئی ازل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ انہوں نے اسلام اور  
 مسلمانوں کے ایمان پر کرنے میں ہر ایک ممکن کو کشمکش پورے زور سے کی تھی۔ ایسی عداوت ایسی سختی اور  
 قہر کہ کوئی وجہ ایسا قیاس کرنے کی نہ پائی جاتی تھی کہ یہی لوگ ایک دن اسلام کے خادم مسلمانوں کے بھائی

جو ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے قربان مجاہد چلی آتی ہے۔ قربانی سے فارغ

بقیہ مائیدہ ۲۶۱ بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کے قربانی ہو جائینگے، لیکن قرآن مجید نے پہلے سو یہ پیشگوئی کر دی تھی: **ثُمَّ لَنَقْلَنَّهُ مَقَامَ بَدِيعِ جَنَّتِ** وہ اسلام کی صداقت کو کچھ عرصہ کے بعد ضرور جان لینے گا، اس پیشگوئی کا طور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں ہی ہو گیا، اور سب اہل مکہ مسلمان ہو گئے تھے، جن میں خاندان نبوی بھی تھے، جو جنگ احزاب میں مسلمانوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوا تھا، اور عمر بن العاص جیسے بھی جو مسلمانوں کو قید کرانے کے لئے شاہ حبش کے پاس گیا تھا اور عثمان بن ابولطیف جیسے بھی، جو بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کو عبادت کے لئے کعبہ کے اندر گھسنے نہ دیتا تھا، وغیرہ وغیرہ!

دوسری پیشگوئی: **عَرَبٌ ثَمَرٌ لَا يُجَالِدُ** اہل عرب نے اسلام کے جھٹلانے پر اتفاق کر لیا تھا، بت پرست جو سب صابی، عیسائی، یہودی، گرجا، آپس میں سخت اختلاف رکھتے تھے، تاہم وہ سب بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے سے اسلام کو پا مال کرنے پر متفق تھے، کوئی علامت ایسی نہ تھی کہ ایسے مختلف دعویٰ مختلف خواہشات والے کو مکرور اسلام کی صداقت ماننے والے بن جائیں گے، مگر قرآن مجید نے یہ پیشگوئی کر دی تھی: **سَنُرِيهِمْ** ایسا تنافی الاذقان دینی، انفسہم حتیٰ یتبین لہم انہ الحق، ہم ان کو جلد ہی اپنے نقصانات ان کے گرد و پیش اور خود ان کے اندر بھی ایسے دکھلائیں گے کہ ان پر یہ بات بخوبی روشن ہو جائیگی کہ اسلام سچا ہے۔ یہ پیشگوئی اپنی پوری طاقت سے ظہور میں آئی، اور بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں عرب کے ہر ایک مذہب ہر ایک قبیلہ نے اسلام کی سچائی کو سمجھا دیکھا۔ جانا۔ اور اس پر ایمان لایا!

تیسری پیشگوئی: **اِذَا رَأَى سُلْطٰنٌ رُّومٍ سُلْطٰنٌ مِّنْ سُلْطٰنٍ** جو کہ یہ تھی۔ رومیوں کو شکست ہوئی ایرانی آتش پرست تھے، رومی اہل کتاب عیسائی تھے، مایہ نیکوں بت پرستان کہ کو اور رومیوں کے مسلمانوں کو طعنا فطرانہ اور رومی تھی، جب عیسائی سلطنت کو شکست ہوئی، تو مکہ کے بت پرست خوب اُچھلے کودے، اور اپنے لئے بھی فال لینے لگے، کہ ہم بھی مسلمانوں پر اسی طرح غالب ہو جائیں گے، مسلمان نہایت دل شکستہ ہوئے۔ قرآن پاک نے پیشگوئی کی: **وَعَلَّتِ الرُّومُ فِي اَدْنٰی الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ** فی بعض سنین عیسائی اپنے ناک کی سرحد پر مغلوب ہو گئے، مگر وہ جلد چند سالوں کے اندر اپنے دشمنوں پر غالب آجائیں گے، جہاں ایک انسانی عقل و تجربہ کا دخل تھا۔ جہاں ایک موجودہ قرائن و نتیجہ نکالاجا سکتا تھا، پیشگوئی کا کسی کو یقین نہ آتا تھا، کیونکہ عیسائیوں کو ایسی شکست ملی تھی کہ چند سال تک، تو وہ پشیم بھی نہ سکتے تھے، ابی بن خلف نے یہاں شونجی سے قرآن کے جھٹلانے کے لئے اشتہار دیا کہ اگر پیشگوئی سچی نکلی تو میں ۳۰ شتر بارہا دوں گا، اور اگر جھٹلے گا، تو میں اپنی امانت دین لیتے، اس شرط لگانے پر نزول آیت سے آٹھویں سال تک، وہی ہوا، جزا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر دی، یہ شرط جیت لی، یہ وہ پیشگوئی ہے جسکی تاریخ حضرت علیہ السلام میں شامل ہو گئی ہے، یہ یاد رکھنا چاہیے کہ زبان عرب میں لفظ **بعض** اکائیوں پر دلا جاتا ہے۔ ایک سو تک شمار اس میں شامل ہوتا ہے۔

ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں آئے اور طواف افاضہ ادا کیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۲ | چوتھی پیشگوئی نبوت کا بعد ائی عہد تھا۔ وحی کا آغاز ہو کر وقفہ ہوا گیا تھا۔ کافروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چڑانے کھانے کے لئے کتنا شرف کر دیا کہ محمد کا خدا اُس سے روٹھ گیا۔ محمد کو اُسے چھوڑ دیا۔ اُس واقعہ پر خدا کا حکام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کیلئے اتر دیا اُس میں ایک پیشگوئی بھی کی گئی ہے۔ اور فرمایا گیا: "ولآخرۃ خیر لک من الاولیٰ" آپ کا پچھلا زمانہ پہلے زمانہ سے بہتر و اعلیٰ ہو گا۔ وحی کے متعلق اس پیشگوئی کا طور دیکھو۔ وہ مدنی سجد میں جن میں البقرہ آل عمران تا سورہ انعام بھی ہیں۔ جو اعلیٰ احکام و اسرار و افضال و تفصیل ان سورتوں پر فوتیت رکھتی ہیں۔ جو کہ ہیں جن میں صرف عقائد ایمانی و اجمالی احکام ہیں۔ آیت کا مقصد یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہم ترقی کرتے رہیں گے اور آپ کی کامیابی کا طور مسلسل ہوتا رہے گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی اس پیشگوئی کی مصداق اور مصدق ہے یہ ظاہر ہے کہ کوئی شخص بھی اپنی زندگی کی بات ایسی صریح پیشگوئی دشمنوں کے سامنے عین معاوضہ متبادل کے وقت نہیں سنا جب تک کہ وہ مؤمنین اللہ نہ ہو جو کہ لفظ آخرتہ اُس آئندہ زندگی کی نسبت بھی بولا جاتا ہے۔ جس کا آغاز یوم الحساب ہو گا۔ اسلئے مسلمانوں کا ایمان اس پیشگوئی کی نسبت اسی یکے تسکے بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت شرف پر اظہار اُس عالم میں جلال عالم پر ہو گا۔ اور جو محمد و پیادہ زندگی میں اس پیشگوئی کی صدا کا طور غلط نہ لکھ رہا ہے اسلئے مسلمانوں کا مندرجہ بالا اعتقاد ایک صحیح و مضبوط بنیاد پر ہے۔

پانچویں پیشگوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کا انتقال ہو گیا تھا۔ دشمن خوشیاں منانے لگے کہ اب محمد کا نام لیا بھی نہ رہا مگر انجیل نے اس بارہ میں پیشگوئی فرمائی: "انا اعطینک الکوثر" نیز فرمایا: "ان تائبک ہوا لا بد" اگر تو فطرت سے مبالغہ کا عین ہے اس میں وہ جہاد طیات و افادات ظاہری و باطنی بھی شامل ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے تھے یا جنت میں لینگے رجن میں سے ایک حوض کوثر بھی ہے۔ نیز امت محمدیہ کی وہ عظیم الشان تعداد بھی اسی لفظ کے اندر شامل ہے جو دن میں بیسیوں بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر برکت بھیجتی ہے۔ آپ کی صداقت کی شہادت دیتی ہے حضور کے نام نامی جاسم گرامی کی دنیا میں اشاعت کرتی ہے اور دنیا کا کوئی برا عظم کوئی ملک کوئی صوبہ مسلمانوں سے خالی نہیں۔ اس کے بالمقابل ان دشمنان خدا کا نام ایسا ملیا برٹ ہوا کہ کوئی بھی نہیں جانتا۔ یہ پیشگوئی آج بھی پوری صداقت کے ساتھ دنیا کے سامنے اپنا نور بھیل رہی ہے۔

چھٹی پیشگوئی مسلمان کہ سے باہر نکالے جاتے تھے وہ بے خانماں بے ساز و سامان تھے۔ تمام ملک دشمن تھا۔ اور بلا سر معلوم ہوتا تھا کہ اب یہ لوگ جلد دنیا سے فنا ہو جائیں گے۔ اُس وقت قرآن مجید نے اظہار پیشگوئی اعلان کیا: "وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ" خدا تم میں سے ایمان والوں۔ ایک عمل والوں سے وعدہ کرتا ہے کہ انہیں الارض کا خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ خدا نے تم سے پہلے لوگوں کو وہاں کا خلیفہ بنایا۔ مسلمانوں سے پہلے جو قوم خدا کی برگزیدہ



## قربانی اور طواف میں سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

بیٹھا صفحہ ۲۶۳ قوم کہلاتی تھی وہ بنی اسرائیل میں الارض وعدہ کی زمین ہے جس کی بابت ابراہیم و اسمعیل و یعقوب و موسیٰ و داؤد علیہم السلام کے ساتھ خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنا تک فرزند ان ابراہیم کو دی گئی ہے کتاب پیدائش ۲۴ باب ۷ دس (حضرت ابراہیم کے بعد اس عدہ کا نام بنی اسرائیل کے ساتھ ہوتا رہا۔ ہزاروں سال تک وہی اس زمین کے مالک حاکم رہے قرآن مجید نے اس آیت میں بتلایا کہ اب وہ وعدہ پورا کی دوسری شاخ یعنی مسلمانوں کے ساتھ پورا کیا جاوے گا۔ اس پیشگوئی نے ہزاروں سال کی ہسٹری کو بدل دیا اور شام کا ملک ابوبکر و عمر کی خلافت میں رحمن کی خلافت کا اس آیت میں ذکر وعدہ ہوا ہے مسلمانوں کو مل گیا آج تیرہ سو برس کی تاریخ اس پیشگوئی کی صداقت کو تسلیم کر رہی ہے۔ اور ہر ایک انکار کرنے والے کے لئے ایک بین درویشان علامت موجود ہے کہ شام کا ملک کس کے پاس ہے اور خدا نے زمین و زمان اپنا ابدی وحشی وعدہ آپ کس قوم کے ساتھ پورا کر رہا ہے۔

ساتویں پیشگوئی: مخالفین مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے مسلمانوں کو بہن بھائیوں کے معاہدے تھے وہ مخالفین کو خدا و طواف کثرت و شوکت دیکھ کر مسلمانوں کی مدد کرنے سے ہٹ بیٹھے تھے رب کریم نے نصرت غیبی سے مسلمانوں کو دشمنوں کے حملے سے بچایا تب معاہدہ بین بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور قصصہ خدا مت کی معافی کی درخواست پیش کی ان کے لئے قرآن مجید میں یہ حکم نازل ہوا استدعون الی قوم و الی ما شئنا لا نقا لہم او یسلوہن اچھا نہیں بیزہ ایک زیادہ طاقتور قوم کے مقابلہ کے وقت بلایا جائیگا۔ ان سے جنگ ہوگی یا وہ مسلمان ہو جائیں گے اگر تم اس وقت رد دو گے تو یہ قصور عاف ہو جائیگا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تدبیر کے بعد سلطنت ایران جنوبی عرب پر اور سلطنت قسطنطنیہ شمالی عرب پر اپنی سابقہ حکومت کو بحال کرنے کی تدابیر اختیار کرنے لگی تھیں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قیام و مخالفت کے لئے ان طاقتوں کو کمزور کر دیا خدا کی سچائی پہلے سلطنت قسطنطنیہ کے ساتھ عراق و شام میں اور پھر سلطنت ایران کے ساتھ فارس و خراسان میں ہزار آزمائی و جنگ ہوئی کی نوبت آئی ان لڑائیوں میں عرب کی وہ سب قومیں جو پہلے مخالفین کا نام پا چکی تھیں اور جنگی نصیر خدمت کی معافی کو قرآن نے آئندہ اللہ پر موقوف رکھا تھا شامل ہوئی تھیں اس آیت کے سچے اب یہ آیت بھی پڑھ لی جیسا ہے وعدہ کہ اللہ مغا لہ کشاں کا تاخذ و نہا فجعل لکم ہذا ... و آخری لہ نقد و اعلم ہا قل احاط اللہ بجاہلہ نے مسلمانوں کو سب سے بڑی بڑی غیبتوں کا وعدہ کیا ہے ان میں کہ یہ قسطنطنیہ ہو جو جلدی کا مل گئی ہو پھر فرمایا اسکے سوا اور غیبتیں ہیں جن کو حاصل کرنے کی تم قرض و رشوتیں مگر خدا نے ان پر احاطہ کر لیا ہے مالک لایں مسلمانوں کو فتوحات عظیمہ حاصل ہوئیں قرآن کی پیشگوئی سچ ہو پوری ہوئی اور ان متصرفین خدمت کو فی الواقع آزمائش کا دوسرا موقع ملا ۱۲ مسلمانوں کا جن سلطانوں سے پالا پڑا انہی حقیقت وہ بڑی حبیب و زبردست تھیں ۱۳ اس مقابلہ کا انجام دینی نکلا جو قرآن مجید نے بتلایا تھا جو سنے لئے تباہ ہوئے اور مسلمانوں کو فتوحات عظیمہ مغامرے کثیر ملے جو حقیقت ہے وہ غیبتیں سے مسلمان ہو گئے

آفتد کیا! ہزاروں اونٹ۔ مینڈھے۔ بڑے۔ بھیر میں قربانی کی گئیں:

بقیہ حاقیہ صفحہ ۲۹۴ اس پیشگوئی کی صداقت کو عربہ شام ایران۔ خراسان کی تاریخیں پیش کر رہی ہیں۔ اگر کوئی چاہے تو مالک مصر۔ افریقہ۔ نوہ۔ اندلس کو بھی اسی ذیل میں شامل کرے:

آپ میں بلو کوئے کے صاحب و بیٹ کی پیشگوئیوں میں کو بھی ایک پیشگوئی کا اندراج کرتا ہوں۔ تاثرین کو یہ یاد رہے کہ مسیح عیسائی اہل اہل کے حملے منظور نہیں کیا کرتے نہ وہ کہا کرتے ہیں کہ یہ کتاب میرا حضرت مسیح کی زندگی کے بعد مرتب ہوئی ہیں۔ کاش وہ مسلمانوں ہی کے طرز عمل سے سبق سیکھیں کہ ہم کو کھانا جیل اور بد کے حوالات کو سہتہ نہ تھے اور غور و مطالعہ کرتے ہیں صرف مسیح کی عیسائی اُن کو محترم سمجھتے ہیں۔ ورنہ عیسائی بتوں میں بالاتفاق تسلیم کیا گیا کہ یہ کتابیں مسیح سے بہت عرصہ بعد مکمل کی گئی ہیں اور عیسائی علماء کے نزدیک ان کے مصنفین در زمرہ تصنیف اور بعض عباراتوں کے متعلق بہت کچھ اختلاف و شک۔ نیز ناقابل نفع تناقض موجود ہے۔

خبر میں اب حدیث صحیح کرتا ہوں عن المستور القدرشی اللہ قال عند عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یقوم الساعة والرم الکثر الاناس فقال له عمرو البصر ما تقول قال اقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لئن قلت ذاک ان قیہم لخصلا اربعاء ثم لآھم الناس عید فتنہ واسرعھم افاقتہ بعد مصیبتہ وادشکھم کرمہ بعد فترۃ وخیبھم لسلکین ویتیم وضعیف وجماعۃ حسنة جمیلة وامنہم من ظلم الملوۃ المستور قدرشی نے عمرو بن العاص المتوفی ۳۵ھ کے یہ روایات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اقیامت اس وقت قائم ہوگی جب پورے ہیں سب لوگوں کو زیادہ ہو کر ظلم کرنے لگا دیکھ تو کیا کرتا ہے

مستور نے کہا میں تو یہی کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے عمرو نے کہا تب تو ٹھیکہ ہو بیشک ان میں چار خصلتیں ہیں (۱) آدم مصیبت کے وقت نہایت بردبار ہیں مصیبت کے بعد بہت جلد ہوشیار ہو جاتے ہیں (۲) بھانگے کے بعد سب سے پہلے پھر حملہ کرتے ہیں (۳) سکین و قیہم وضعیف کے لئے لوگوں میں ہوتے ہیں (۴) ایک باخبر شخص اور بے جو نہایت عمدہ ہے وہ بادشاہوں کے ظلم کو سب لوگوں سے بڑھ کر دیکھتے ہیں واضح ہو کہ یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے امام مسلم کا جب اللہ تعالیٰ ہوا انتقال فرمادے اسلئے ہر ایک مخالف کو اس قدر کو ضرور تسلیم کرنا چاہیے تھا کہ یہ پیشگوئی مسلمانوں میں تیسری صدی کے اندر پھیل چکی تھی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ کل دنیا پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا علم و حکمت زور و طاقت تمدن و سیاست میں مسلمانوں کے فائق تر تھے ماس وقت یہ کہنا کہ یہ تمام برتری و بزرگی خاک میں مل جائیگی

اور دنیا میں پورے عیسائی قوموں کی حکومت ہو جائیگی بالکل عقل و فکر سے باہر تھا اور مسلمانوں کیلئے قابل ہدایت تھا مگر امام مسلم نے اسے اپنی کتاب میں درج کر دیا کیونکہ ان کو صحیح طور پر معلوم ہو گیا کہ ضرور یہ ارشاد نبوی پاک ہے بالآخر اب صدیوں کے بعد اس کا نظارہ ہو رہا ہے آج کوئی شک نہ کہ کونسا کتاب ہی جو عیسائی سلطنتوں کی حکومت یا اثر یا بطوری میں ہو باہر ہو اسلئے پیشگوئی کے صحیح ہونے میں کوئی کلام نہیں اور جب یہ حدیث کوئی صحیح ہے تو میں نے اس کو ابابو حنا میں رکھنے کی جو علامت بتلائی تھی وہ بھی بالکل پوری ہو گئی اس پر لکھنے کا مطلب یہ کہ عیسائی عیسائی حضرت مسیح کے ارشاد پر عمل کریں اور محمد رسول اللہ کا اتباع اختیار کریں چھٹی خبر نہایت روشن علامات کے

حج سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تھا اٹھارہ کی تعظیم حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہما السلام کے سنت پر ہی کا اجراء کفار کے مشرکانہ رسوم کا ابطال اور توحید خالص کا اعلان تعلیم اسلام کی اشاعت عامہ تھا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس حج میں آخری تبلیغ فرمائی تھی اس لئے اس حج کا نام حجتہ البلاغ بھی ہے اور چونکہ اس حج میں آنحضرت نے امت کے کلمات توہید فرمائے تھے اس لئے اس کا نام حجتہ الوداع بھی ہے۔

الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم الشان کامیابی ایک لاکھ چالیس ہزار برگزیدہ بندوں کے سامنے توحید کی تعلیم و عمل اور ابلاغ و الوداع کے بعد مسرور و مسبح منینہ طیبہ کو روانہ ہوئے ماہ میں بریدہ اہلی نے علی رضی اللہ عنہ کی ہدایت کچھ شکایات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سنا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۵ ساتھ انجیل میں دی گئی ہے۔

باب ۱۰۔ یہ تیسرا کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہو گئی۔ نمیط کے بندھے تیری خدمت میں پہنچے۔ میری منظوری کیواسطے میری بیوی پر چڑھائے ماونیکے اور میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔ علی بن ابی طالب نمیط نمیت اور قید حضرت انجیل کے بیٹوں کا نام ہے (دیکھو کتاب پیدائش ۵ باب ۱۳ اور ۱۴) قروش قیداری اولاد میں اور دیگر اکثر قبائل نمیت نمیط بنایوٹ۔ یہ سب ایک ہی نام کے بچے ہیں۔ کی اولاد میں اس فقرہ میں شجاک نے بتلایا ہے کہ جبکہ تمام قبائل اس وقت قربانی کرینگے۔ اس درس میں بنی مان گاہ کو اشارہ کرتے ہیں اپنا مذبح بتلایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہ قربان گاہ ہے جہاں کی قربانی کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور اسی جگہ کو قدیم سے قربان گاہ مقبول الہی ہونے کا شرف حاصل ہے اس کے بعد فقرہ یہ ہے کہ میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا اور فصیح ہو کہ شوکت کا گھر ترجمہ لفظ بیت الحرم کا ہے۔ اول اللہ پاک نے بھی کعبہ کا یہی نام قرآن مجید میں بتلایا ہے جعل للکعبۃ البیت الحرم قیاماً للنبیاس ترجمہ اللہ نے کعبہ کو شوکت کا گھر بنایا ہے تاکہ مخلوق آکر وہاں قیام کرے قبائل عرب کا نام منے کا پتہ منی اور بیت اللہ کا ساتھ ساتھ ذکر کیا یہ ایسی باتیں ہیں جو پیشگوئی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے ساتھ حاصل کرتی ہیں یسعیاہ کے ۶۰ باب کی ایک ۶۰ ورس ہم اسی مضمون کے شروع میں درج کرتے ہیں اب شروع باب کو ملا کر پڑھو۔ درس ۵ میں میان عینا ہوسا کے نام بھی ہیں۔ اور یہ سب قبائل حج میں موجود تھے درس ۵ میں سب کے سوا اور توہان لانے کا ذکر ہے۔ سب نامک ہیں ہی کا نام ہے کیونکہ سب نے ہی اسے آباد کیا تھا جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا ہے علی مرتضیٰ اس سال میں کے حاکم و تبلیغ تھے۔ حج کے لئے عین سے سیدھے مکہ کو آئے تھے اور مکہ تبارکین کا زرمحصل انہوں نے اسی جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا یہ ایسی صاف پیشگوئی ہے کہ ہمارے پیشے عیسائی جوست کوئی صحیح تاویل اس کی نہیں کر سکتے۔

تک پہنچائیں۔ شکایات کا تعلق حضرت علی مرتضیٰ کے چند افعال سے تھا، جو حکومتِ یمن میں جناب مرتضوی سے تقسیم غنیمت وغیرہ کے متعلق صادر ہوئے تھے۔

**خطبہ غدیر** درحقیقت شکایت کی بنیاد پر یہ نہ کہ قصور فہم تھا، اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خم غدیر پر ایک فصیح خطبہ پڑھا، اور اس خطبہ میں اہل بیت رضوان اللہ علیہم کی شان و منزلت کا اظہار فرمایا، اور علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلٰی مَوْلَاہُ، جس کا میں مولیٰ ہوں، علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔

اس خطبہ کے بعد عمر فاروق نے علی مرتضیٰ کو اس شرف کی مبارکباد دی، اور بریدہؓ نے بقیۃ النعم علی مرتضیٰ کی محبت متالعت کو پورا کیا، بالآخر یہ بزرگوار جنگِ جمل میں شہید ہوئے تھے۔  
**۱۰ ہجری مقدس** یہ وہ سال ہے جس میں خدا کے رسولؐ نے حق رسالت ادا کرنے کے بعد اپنے بھیجے والے کی جانب معاودت فرمائی، انتقال سو ۶ ماہ پہلے اس سورۃ کا نزول ہوا تھا

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاٰی النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًاۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لِّانْفُسَکَ وَتَوَابًاۙ

جب خدا کی مدد اور فتح پہنچ گئی اور تو نے لوگوں کو فوج در فوج دینِ الہی میں داخل ہوتے دیکھ لیا، تو اب اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید و استغفار کرو کیونکہ وہی ہے جسکی طرف بازگشت ہے۔

اس سورۃ کے بعد چند بار خصوصاً جمعۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں خدا کے رسولؐ نے اُسے کہہ دیا تھا کہ میں اب عنقریب دنیا سے چلا جانے والا ہوں، آیت اُملتکم دینکم کے نزول سے یہ مطلب اور بھی واضح ہو گیا تھا، کیونکہ نبی اللہؐ نے فرمایا تھا کہ میں اسلئے بعوث ہوا ہوں کہ مکارمِ اخلاق اور محاسنِ اعمال کی تکمیل کر جاؤں، اور یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ وہ مقصد پورا ہو چکا۔ تب نتیجہ یہی ہونا چاہئے کہ کامیابی کی مسرت اور فیروزی کی خورسندی کے ساتھ آپؐ اس عالم سے سدھار جائیں، اور رفیقِ اعلیٰ کی نفاقت سے بہرہوری کا حفظ و افرٹھائیں۔  
آخری رمضان میں ۱۰ یوم کا اعتکاف کیا تھا، حالانکہ ہر سال ۱۰ یوم کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

اور پیاری بیٹی فاطمہؑ سے اسکی وجہ بھی یہی بتلائی تھی کہ میری موت قریب ہو، شروع ماہ صفر میں خدا کے نبیؐ نے سفر آخرت کی تیاری بھی شروع کر دی، ایک ماہ پیشتر جملہ مہاجرین و انصار کو جمع فرمایا، اور خطبہ فرمایا اُن کو سنایا۔

گوکہ امر حیا، خدا کی سلامتی، حفاظت، نصرت تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہیں نصرت دہریا اور توفیق عطا فرمائے، خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے، آفات کو پکڑے، اور تم کو سلامت رکھے۔ میں تم کو تقویٰ کی، اور خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں، اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، اور تم کو اپنا جان شین بناتا ہوں، اور تم کو عذاب الہی سے ڈراتا ہوں، اور خیال کرتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو اس سے ڈراتے رہو گے، تم کو لازم ہے کہ سرکشی، تکبر، ٹھٹھکے، خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں پھیلنے دو، آخرت کا گھڑا اسی کیلئے ہے جو دنیا میں بڑھ کر نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے، اچھی عاقبت صرف متقین کی ہے، فرمایا، میں ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو حاصل ہو گئی، اچھے یہ ڈر نہیں رہا، کہ تم مشرک بن جاؤ گے، لیکن ڈر یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں بڑھ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ، جیسے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں۔

آخر میں فرمایا، سلام تم سب پر، اور اُن سب پر جو آج سے لے کے قیامت تک اسلام کی وساطت سے میری بیعت میں داخل ہوں۔

چند روز کے بعد خدا کا نبیؐ کوہ احد پر تشریف لیگیا، اور شہدائے احد کے گنج شہیدان پر الوداعی نماز پڑھی، پھر مدینہ کے گورستان میں اسودگان بقیع پر دعا کیلئے اُدھی ات، تشریف لیگئے، اور دعا فرمائی، ہر دو جگہ تائب کر سلا حَقُّونَ، کا جملہ پڑھا، گویا اُن کو مژدہ تشریف آوری سنایا تھا، چند روز کے بعد ۲۹ صفر کو بیماری کا آغاز ہوا، سخت درد سرا و تپ شدید تھی۔

ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ جو رومال خدا کے رسولؐ سے سر سے باندھ رکھا تھا، میں نے لے لیا، ہاتھ لگایا، بدن ہی سینک آتا تھا، بدن ایسا گرم تھا کہ میرے ہاتھ کو برداشت نہ ہوئی۔

مسلم عن قبر بن عامر بن العنقی، ابن عثیمہ بن عامر، صحیح بخاری، کتاب المجازی، ۱۰

ابو سعید

آغاز



اداکیا گیا پھر لوگوں نے اپنے اپنے حق میں اللہ کے نبی سے دعا اور برکت حاصل کی۔  
 بیماری کے ۴۴ دنوں میں سے گیارہ دن تک مسلمانوں کو اللہ کا رسولؐ خود نماز پڑھاتا  
 رہا۔ گیارہویں دن عشا کی نماز کے وقت مسجد میں جانے کی تین دفعہ آمادگی اور تیاری کی۔ اور  
 تینوں ہی دفعہ وضو کرتے ہوئے بیہوش ہو گئے۔ آخر فرمایا کہ ابو بکرؓ نماز پڑھائے۔ جب  
 ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصطفیٰ پر کھڑے ہوئے، تو ان پر اور صحابہ پر ایسی قوت  
 طاری ہوئی کہ رونے کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان تک پہنچی۔ اس وقت  
 طبیعت میں کچھ سکون تھا، اسلئے پھر مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور ابو بکرؓ کے برابر بائیں  
 ہاتھ بیٹھ کر نماز پڑھائی، اور نماز کے بعد پھر فرمایا۔

”مسلمانوں میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا کی پناہ و نگہداشت اور نصرت کے حوالہ  
 کرتا ہوں، خدا تم پر میرا خلیفہ ہے۔ تمہارے تقویٰ اور حفظ طاعت سے وہ تمہاری نگرانی فرمائیگا  
 جس میں اب دنیا سے علیحدہ ہونے والا اور اس سے چھوڑ دینے والا ہوں۔“

گھر میں جو کچھ بھی تھا، وہ راہ خدا میں دے دیا گیا، اور سلطاحات مسلمانوں کو ہبہ فرمائے۔  
 جس بات کی صبح کو انتقال ہوا ہے۔ اُس روز چراغ کا تیل حضرت عائشہؓ نے ایک پڑوس  
 عاریتاً منگوایا تھا، اہلبیتِ نبویؐ کے پاس دنیا کا اتنا سامان بھی باقی نہ تھا، اور زرہؓ نبویؐ  
 ایک سو دس کے پاس ۳۰ صاع چوبیس گز رکھی ہوئی تھی۔

آخری دن [خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حجرہ مبارک کا پردہ ہٹایا، جو  
 مسجد کی طرف پڑا ہوا تھا، دیکھا، صغیر درست ہیں مسلمان نمازیں میں، تھوڑی دیر  
 تک اس پاک نظارہ کو جو حضور کی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا، ملاحظہ فرمایا۔ اسنے دیکھنے سے چہرہ  
 پر نشاط اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پیدا ہوئی۔

صحابہ کا شوق اور اضطراب کے یہ حال ہو گیا تھا کہ چہرہ مبارک کی طرف ہی منوجہ ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارہ سے انہیں تشکیل دی۔ اور آگے بڑھے اور صبح کی نماز ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقتدی بن کر ادا فرمائی، اس نماز کے بعد پھر دنیا میں آنحضرت پر دو سہری فرض نماز کا وقت نہیں آیا۔

نزع کی حالت طاری ہوئی تو پانی کا ایک پیالہ سر ہانے رکھا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہاتھ ڈالتے، اور چہرہ پر پھر پھر ایتھے تھے، چہرہ مبارک کبھی سرخ، کبھی زرد، پڑ جاتا تھا، زبان سے فرار ہے تھے، لا الہ الا اللہ، ان للموت سکرات، اسی حالت میں فاطمہ سے فرمایا، بیٹی یہی تو شکستہ لذات، قاطع آرزو کا و شہوات، مفرق جماعات، بیوہ گرد و مند زوجات، یتیم کنندہ یتیم و بنات ہے، فاطمہ بتول رو پڑیں، تو دست مبارک ان کے آستوپاک کئے، فرمایا، نہیں، رو نہیں، پھر حسن و حسین علیہما السلام رسیدا شباب اہل الجنة کو بلایا، وہ نانا کا یہ حال دیکھ کر رونے لگے، آنحضرت نے دونوں کو چومنا اور انکی احترام کے بارہ میں وصیت فرمائی، پھر زواج کو بلایا، اور نصال فرمائیں، پھر علی مرتضیٰ کو بلایا، انہوں نے مبارک اپنی گود میں لے لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرتے تھے، اور ثقب مبارک علیؑ کے چہرہ انور پر پڑ رہا تھا، علیؑ سے فرمایا،

لو نڈی، غلام کے بارہ میں خدا کو یاد رکھو، انہیں خوب کھلاؤ، خوب پہناؤ، ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو، فرمایا، علیؑ بہ خوب سبر و شکیبے رہو۔

حضرت علیؑ باہر چلے گئے، تو عائشہ طیبہؓ نے سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا، عبد الرحمن بن ابی بکر آئے، ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی، وہ مسواک بھی کی، اس کے بعد زبان مبارک سے نکلا، الصلوٰۃ، الصلوٰۃ، وما ملکت ايمانکم، نماز نماز، اور لو نڈی غلام کے حقوق، پھر فرمایا،

اللهم الرقیق الاعلیٰ، اے خابر ترین رفیق، عایشہ صدیقہ کنتی ہیں، کہ پھر آنکھ کی پستلی

۱۔ بخاری عن انس بن مالک باب مرض النبی صفحہ ۶۱ ۲۔ رسائل اسکان اربعہ مولانا بحر العلوم

۳۔ بخاری عن عائشہ صفحہ ۶۱ ۴۔ بخاری عن عائشہ



بدل گئی، اور ۳۱ ربیع الاول ۱۱۳۰ ہجری روزِ دو شنبہ کو ہجرہ دن ۴۳ سال قمری فوت  
 چاشت مطابق ۱۱ جون ۱۷۳۰ء بمصر جسم اطہر سے روح النور نے پرواز کیا: انا للہ وانا الیہ  
 راجعون، فاطمہ بیوٹ نے اس حادثہ پر کہا:

یا ابتاہ اجاب ربی دعا	پیارے باپ! آپ نے دعوتِ حق کو قبول کیا۔ اور
یا ابتاہ من جنت الفردوس ما داء	جنت الفردوس میں نزول فرمایا: آہ جبریلؑ کو آپ کے
یا ابتاہ الی جبریل ننعاه	انتقال کی خبر کون پہنچا سکتا ہے راب وحی
	کس پر آئے گی، اور جبریل کہاں اترے گا!

الہی روح فاطمہ کو روح محمدؐ کے پاس پہنچا دے! الہی مجھے دیدارِ رسولؐ سے مسرور  
 بنادے، الہی مجھے اس مصیبت کے ثواب سے توبہ نصیب نہ کر! اور روزِ محشر کو شفاعتِ محمدؐ  
 سے محروم نہ رکھ! (آمین)

عائشہ طیبہؓ نے اس ہائلہ پر کہا:

دریغ وہ بنی! جس نے فقر کو غنا پر، اور درویشی کو توکلری پر اختیار کیا!

حیف وہ دین پرورد! جو اُمتِ عاصی کے فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سویا نہ

۱۔ یہ سہلہ ہے کہ جمعہ کا تھا، یعنی ذی الحج کی پہلی ہفتہ کو تھی، اب ذی الحج محرم۔ صفرین مہینے دریا  
 ہوں، یہ مہینے اگر تیس تیس دن کے تھے، تو ۹۰ دن کے بعد ربیع کی پہلی چار شنبہ کو ہوگی، اور اس حساب سے  
 دو شنبہ کو ۳۱ تاریخ ہوگی، نہ کہ ۱۲ اور یہی مختار ہے: اگر ایک مہینہ ۲۹ کاں دو ۳۰-۳۱ کے ہیں تو ربیع کی پہلی سہ  
 شنبہ کو ہوگی، اور دو شنبہ کو ۱۲، جس کا کوئی قائل نہیں۔ اگر تینوں ۲۹ کے ہوں، تب دو شنبہ کا دن ۱۲ ربیع  
 کو ہوگا، جس کا کوئی قائل نہیں، پس ان ہر سہ ماہ کو خواہ ۳۰ کاں ۲۹ خواہ دو کو ۲۹ کاں ۲۹ خواہ دو کو  
 ۳۰ کاں ۲۹ خواہ ایک کو ۲۹ کاں ۳۰ کاں غرض ۱۲ ربیع کو دو شنبہ کا دن کسی طرح نہیں آسکتا، حالانکہ  
 دو شنبہ کا دن سب کے نزدیک متحقق و مسلم ہے، ثابت ہوا۔ انتقالِ مبارک کی صحیح تاریخ ۱۳ ربیع الاوّل  
 ہے، فقط۔ محمد سلیمان

۱۱۳۰ ہجری ۴۱ سال ۱۵ یوم شمسی

۱۔ فخرۃ النہار تاریخ الوفا  
 ۲۔ عن انسؓ صحیح بخاری باب مرض النبیؐ

جس نے ہمیشہ بٹھے استقامت و استقلال و نفس کے ساتھ محارب کیا

جس نے منہیات کو ذرا بھی نگاہ التفات سے نہ دیکھا

جس کے ضمیر میں کئے امن پر مخالفین کے ایذا و ضرر کا ذرہ بھی غبار نہ بیٹھا

جس نے بڑا احسان کروا کر برابر باغ و احتیاج پر کبھی بھی بند نہ کئے

آہ..... جس کے موتی جیسے دانت پتھر سے توڑے گئے

جس کی پیشانی انور کو زخمی کیا گیا

وہ..... جس نے کبھی دو دن برابر نمان جویں سیر ہو کر نہ کھائی

راج دنیا سے رخصت ہو کر

خبر وفات صحابہ مسلمہ جیرانِ دیوانہ و سرگردان بن گئے کوئی جنگل میں بچھاگا

کوئی ششدر ہو کر جہاں تھا وہیں رہ گیا عمر فاروق نہ کایہ حال تھا کہ انہیں یقین ہی نہ

آتا تھا کہ خدا کے رسول نے انتقال فرمایا

ابو بکر صدیق نگھڑیں گئے۔ رخ انور کو دیکھا۔ منہ سے منہ لگایا پیشانی کو

جوا اور پھر آنسو بہائے زبان سے کہا، میرے پدر و مادر حضور پر نثار۔ واللہ اللہ تھا

آپ پر دو موتیں وارد نہ کر گیا یہی ایک موت تھی جو آپ پر لکھی ہوئی تھی۔ پھر سبائیں

آ کر وفات پر آیات کے اعلان کا خطبہ پڑھا۔ فرمایا:-

اصابعد۔ من کان منکم یعبد محمدًا جو کوئی تمہاری عبادت کرتا تھا وہ جس کے لئے

فان محمدًا أقدم مات ومن کان منکم کہ گئے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا

یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ائم و اشیہ نہ ہے اللہ اکبر

لہ ماراج البوۃ۔ واضح ہو کہ مدت قیام نبوی عالم نبوی۔ بائیس ہزار تین سو تیس دن چھ

گھنٹے تھے اور مدت قیام بہ تبلیغ رسالت آٹھ ہزار ایک سو پچیس دن تھے۔ محمد سلیمان

۸۱۵۶ -

صحیح بخاری عن عائشہؓ

قال الله وما محمد الا رسول قد خلت  
من قبله الرسل - افان مات او  
قتل انقلبتم على اعقابكم ومن  
ينقلب على عقبيه فلن  
يضر الله شيئا - وسيجزي الله  
الشاكرين

فرمایا ہے محمد بھی تو ایک رسول ہیں، اُن سے پہلے بہت  
رسول پیغمبر ہو چکے ہیں، کیا اگر مجھ نے وفات  
پائی یا شہید ہو گئے تو تم لوگ اُسے پاؤں پھر جاؤ گے اگر  
بالفرض کوئی شخص پھر بھی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کو  
کیا ضرر پہنچا سکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تو شکر گزار  
(اسلام کے لیے) لوگوں کو انکی جزا عطا فرمائیگا!

علی مرتضیٰ ثانی سلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتے وقت یہ کہہ رہے تھے:-

يا باني انت وامي لقد افطعت بهوتك  
ما لم ينقطع بهوت غيرك من  
النبوة والا نباء واخبارا لسماء  
تخصمت حتى صرت مسليا  
عمن سواك وعممت حتى صار  
الناس فيك سواء ولولا انك  
اسرت بالصبور ونهيت عن الجنح  
لا لقد ناعليك ماء الشئون  
ولكان الداء مما اطلأ والكمد  
محالفا وقلأ لك ولكن ما عايش  
رده ولا يستطاع دفع - يا باني انت  
واخي اذ كسرنا عند ربك وجعلنا  
من بالك

میرے دادر و پدر آپ پر قربان، آپ کی موت سے وہ  
چیز جاتی رہی جو کسئی دوسرے کی موت سے نہ جاتی تھی  
یعنی نبوت اور اخبارِ غیب اور وحی اُسے آسمانی کا  
خاتمہ ہو گیا، آپ کی موت ایسا صدمہ عظیم ہو کہ اب  
سب مصیبتوں کو دل سرد ہو گیا ہو، اور ایسا عالمِ حشر  
ہے کہ سب لوگ اس میں یکساں ہیں، اگر اپنے صبر کیلئے  
حکم دیا ہوتا، اور بڑے دھوڑنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو  
ہم نسوؤں کو آپ پر بہا دیتے پھر بھی یہ دردِ علاج  
اور یہ غمِ زوال ہی ہوتا، اور پھر بھی اس مصیبت کے  
مقابلہ میں یہ حالت کم ہوتی، اس غم کا علاج ہی نہیں  
اور یہ مصیبت جانے والی ہی نہیں، میرے دادر و پدر  
قربان پر دردِ کار کے داس ہمارا، اگر فرمانا اور ہم کو  
اپنے دل سے بھول نہ جانا۔

علی مرتضیٰ ثانی سلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا پہلے کنبے والوں نے پھر  
مردوں نے پھر عورتوں نے نماز پڑھی اس نماز میں امام کوئی نہ تھا۔ حجرہ مبارک چونکہ  
تنگ تھا اس لئے دس دس شخص اندر جاتے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر آتے  
اور دس اندر جاتے تھے یہ سلسلہ لگاتار جاری رہا۔ اسی لئے تدفین مبارک شب چار  
شعبہ کو (قریباً ۳۲ گھنٹہ بعد از انتقال) عمل میں آئی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی جاتی تھی:-

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا  
تَسْلِیْمًا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَبِیکَ وَ سَعْدَیْکَ صَلَوةُ اللّٰہِ اَبْرَارًا رَّحِیْمًا وَ الْمَلَائِکَةُ الْمُقَرَّبِیْنَ  
وَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصَّادِقِیْنَ وَ الصَّالِحِیْنَ وَ مَا سَبَّحَ لَکَ مِنْ شَیْءٍ یَّارَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلَی سَیِّدِ  
بَنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَ رَسُوْلِہِ الْعَالَمِیْنَ  
الشَّاهِدِ الْبَشِیْرِ الرَّحِیْمِ بِاَدْنَاکَ الشَّرَاحِ الْمُنِیْرِ وَ بَارِکَ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

—X—

## بَاب

(خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم)

جو واقعات لکھے جا چکے ہیں ان سے مختصر طور پر ان شکلات کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے  
جن کا سامنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت کے اظہار اور اپنی تعلیم کی اشاعت اور اس تعلیم  
کے قبول کرنے والوں کی حفاظت میں کرنا پڑا۔

ایک ایسے ماس میں جہاں کوئی حکومت اور قانون نہ ہو جہاں خونریزی اور قتل معمولی بات  
ہو جہاں کے باشندے وحشت اور غارتگری میں درندوں کے مشابہ جہالت اور لاعقلی میں

انعام سے بدتر ہوں، ایک ایسے دعویٰ کا پیش کرنا جو تمام ملک کے نزدیک عجیب اور جلد قبائل میں مخالفت کی فوری آگ لگا دینے والا ہو، کچھ آسان نہ تھا۔ پھر اس دعوے کا ایسی بات میں سرسبز ہونا کہ کروڑوں اشخاص کی انتہائی مخالفت اس کے بلبا میٹ کرنے پر دل سے جان سے زبردے مال سے سالہا سال متفق رہی ہو، بالکل ناہید رہانی کا ثبوت ہے۔

گزشتہ واقعات کے ضمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و محاسن صفات و محامد کی چمکا سی نمایاں ہے جیسے ریت میں گندل، اور ان واقعات ہی سے یہ پتہ لگتا ہے کہ سرتلو کی دیبچاری اور قوت و سطوت کی متضاد حالتوں میں یکساں ساوگی و غربت کے ساتھ زندگی پورا کرنے والا صرف وہی ہو سکتا ہے جس کے دل بڑے مومن الٹی قبضہ کر لیا، اور اسے علاقہ دینی ہی پاک کر دیا ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مبارک واقعات ہر ملک در ہر ملت کے فرد اور جماعتوں کیلئے بہترین نمونہ اور مثال ہیں، اس باب کی تحت میں میں مختصر طور پر آنحضرت کے اخلاق کا جو عکاسی دیتی فاحسن تا حدی ہی کا مصداق ہیں ذکر کروں گا۔

خلق محمدی ایسا لفظ ہے کہ اب بہترین بزرگوں کے عادات و اخلاق، اطوار و شائل کے اظہار کے لئے مشبہ بہ بن گیا ہے۔

میں اس جگہ کمالات نبوت اور خصوصیات نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں صرف وہ سادہ حالات لکھنے مقصود ہیں جن کو کوئی سعادتمند ازلی اپنے لئے نمونہ بنا سکتا ہے، و لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ، تمہارے لئے رسول اللہ کا بہترین نمونہ موجود ہے۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تھے، لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے، اور بخت نبوت کے زمانہ تک کسی عالم کی صحبت بھی بیٹھ نہ ہوئی تھی۔

تیرنگی، شہسواری، نیزہ بازی، سچ گوئی، تقصید خوانی، نسب اتنی اس زمانے کے ایسے فنون تھے جنہیں شریف خاندان کا ہر ایک نوجوان حصول شہرت اور عزت کیلئے ضرور سیکھ کر یاد کرتا تھا، اور جن کے بغیر کوئی شخص ملک اور قوم میں کوئی عزت یا امتیاز حاصل نہ کر سکتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان فنون میں سے کسی کو بھی (کتنا بآ) حاصل کیا تھا! اور نہ کسی پر اپنی لچرپی اظہار کیا تھا! بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فریج پر و فیسیس بیڈیو لکھتا ہے: آنحضرت خندہ روء المنسار اکثر خاموش رہنے والے! بکثرت ذکر خدا کرنے والے! لغویا سے دور یہودہ بن سی نفور بہتموین راستے! بہترین عقل والے تھے!

انصاف کے معاملے میں قریب بعید آنحضرت کے نزدیک برابر ہوتا تھا! مساکین و محبت فرمایا کرتے! غریب میں رہ کر خوش ہوتے! کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے! اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی جہ سے بڑا نہ جانتے! اپنے پاس بیٹھنے والوں کی تالیف قلوب کرتے! جہالوں کی حرکات پر صبر فرمایا کرتے! کسی شخص سے خود علیحدہ نہ ہوتے! جب تک کہ وہی نہ چلا جائے! صحابہ سے کمال محبت فرمایا کرتے! سفید زمین پر رہا کسی مسند و فرش کے نشست فرمایا کرتے! اپنے جو نہ کو خود گاٹھ لیتے! اپنے کپڑے کو خود چوند لگاتے تھے! دشمن اور کافر سے بکشاوہ پیشانی ملا کرتے تھے!

حجۃ الاسلام غزالی لکھتے ہیں:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مویشی کو چار خود ڈال دیتے! اونٹ کو بارہتے! گھریں صفائی کر لیتے! بکری دوہ لیتے! خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے! خادم کو اس کے کام کلج میں مدد دیتے! بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے! خود اسے اٹھا لاتے! ہر ادنیٰ و اعلیٰ خود دو بزرگ کو سلام پہلے کر دیا کرتے! جو کوئی ساتھ ہو لیتا! اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چلا کرتے! نلام و آقا! جب شنی ترکی میں ذرا نقاد نہ کرتے! رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے! کبھی کسی کوئی حقیر شخص دعوت کے لئے کہتا! قبول فرما لیتے! جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا! اُسے بغیر کھاتے! رات کے کھانے میں سے صبح کیلئے! اور صبح کے کھانے میں سے شام کیلئے! اٹھا دے رکھتے! نیک خواہ کریہ طبع! کشاوہ رومتھے! مگر ہنستے نہ تھے!

خلاصہ تاریخ العرب پر و فیسیس بیڈیو صفحہ ۴۴! لے شفاء عراض صفحہ ۱۲۴۔

ہندہ کہیں تھے، مگر ترشہ نہ تھے؛  
 متواضع جس میں دناغت نہ تھی؛  
 بائیت، جس میں درشتی نہ تھی؛  
 سخی تھے، مگر اسراف نہ تھا؛  
 ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے، کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے، سہر مبارک کو جھجکائے رکھتے تھے؛  
 حکیم الامتہ شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:-  
 جو کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یکبارگی آجاتا، وہ ہدایت زدہ ہو جاتا،  
 اور جو کوئی پاس آ بیٹھتا، وہ فدا فی بن جاتا،  
 کتبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے، انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک  
 خدمت کی، اس عرصہ میں انہیں کبھی اُف رہو نہ تھا، نہ کہا، زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی  
 بات یا کالی نہیں آتی تھی، کسی پر لعنت کیا کرتے، دوسرے کی اذیت و آزار پر نہایت صبر  
 کیا کرتے، خلق خدا پر نہایت رحمت فرماتے، مانتھ یا زبان مبارک سے کبھی کسی کو شرم نہ پہنچا  
 کتبہ کی اصلاح، اور قوم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے، ہر شخص اور ہر چیز کی قدر و منزلت  
 سے آگاہ تھے، آسمانی بادشاہت کی جانب ہمیشہ نظر رکھتے تھے،  
 صحیح بخاری میں ہے:-

آنحضرتؐ مطہر کو بشارت پہنچانے، عاصی کو ڈر سناتے، بیخبر کی پناہ تھے، خدا کے بندہ  
 و رسول جملہ کار و بار کو اللہ پر چھوڑ دینے والے نہ درشت خواہ نہ سخت گو، چچ کر نہ بولتے، ہر کجی بدلہ  
 دینا نہ لیتے، معافی مانگنے والے کو معاف فرمایا کرتے، گناہ نگار کو بخش دیتے، ان کا کام  
 کجی مانے نہ اہب کو درست کر دینا ہے، انکی تعلیم اندھوں کو آنکھیں، بہرہ کو کان دیتی، غافل

اے کیا سائے سعادت مصنفہ امام غزالیؒ المتوفی ۵۰۵ھ صفحہ ۲۸ مطبوعہ نول کشور ۱۸۸۲ء  
 اے یقینہ سیدنا علیؑ رضی اللہ عنہ کے کلام کا ترجمہ ہو، فرماتے ہیں من راہ ہدایت ہما بہ ومن غلطہ مجتنبہ عشقہ  
 علیہ جتہ الباطلہ۔ صفحہ ۳۸۵

دلوں کے پردے اٹھا دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک نبی سے آراستہ، جملہ اخلاق صفات سے منصف، سیکینہ، اُن کا لباس، ان کوئی اُن کا شعار، تقویٰ اُن کا ضمیر، حکمت اُن کا کلام، عدل اُن کی سیرت، ہر اُن کی شریعت سرپا راستی، اُن کا ملت اسلام، ہدایت اُن کی رہ نمائی ہے۔ وہ ضلالت کو اٹھا دینے والے، گناہوں کو فرحت بخشنے والے، جمہوروں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت، اور تنگ ذاتی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔

سکرت اور کلام [نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خاموش رہا کرتے تھے، بلا ضرورت کبھی گفتگو فرمایا کرتے، آنحضرت نہایت شیریں کلام اور کمال فصیح تھے، کلام میں آواز دراز نہ تھی، گفتگو ایسی دلآویز ہوتی تھی کہ سننے والے کے دل روح پر قبضہ کر لیتی تھی، آنحضرت کا یہ وصف ایسا مسلمہ تھا کہ مخالف بھی اسکی شہادت دیتے تھے، اور جاہل دشمن اسی کا نام حورو جادور کھا کرتے، سلسلہ سخن ایسا مرتب ہوتا تھا، جس میں لفظ اسٹا کوئی خلل نہ ہوتا، الفاظ انتہائی سلیس فرمایا

لے یسبہ نبی کی کتاب کا ۲۲ باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شقائق ہے، اس کے اندر بیرون رس ناظرین اس حکا ملا کریں، دیکھو میرا بندہ جسے میں نبھا لیا، میرا برگزیدہ جس سے میرا جی رضی ہو، میں نے اپنی روح اس پر رکھی، وہ قوموں کے درمیان علیت جاری کرنا لگا، اور وہ نبی لگا، اور اپنی صدا بلند نہ کر لگا، اور اپنی آواز یا زاروں میں نہ لگا، ۳۰ دوسرے جوئے سینے کو نہ توڑ لگا، اور دیکھتی ہوئی نبی کو نہ بجا لگا، وہ عدالت کی جاری کر لگا، کراؤم ہے، اُس کا زوال نہ لگا، اور نہ سلام اور بجا جنت کے، اسی کو زمین پر قائم نہ کرے، اور بحری ماکا اسکی شریعت کی راہ نکلیں، ۵۰ خدا پر خدا جو آسمانوں کو خلق کرنا اور زمین کو آسماں پر چڑھانے کے واسطے جو اُس سے نکلتے ہیں پھیلاتا، اور ان لوگوں کو جو اُس پر ہیں اُس پر تیا اور ان کو جو اُس پر چلتے ہیں روح بخشنا، یوں فرماتا ہے، میں خداوند نے تجھے صداقت کیلئے بکرایا، میں ہی تیرا حقہ پکڑا، نکا اور تیری حفاظت کرنا، اور لوگوں کے عداوتوں کے نور کیلئے تجھے دیکھا، کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور بند ہوؤں کو قید سے نکالے، اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں، قید خانے سے چھڑا دے، ۱۰۰ تمام باب ملاحظہ طلب ہے پادری ان الفاظ کو سمجھ کیلئے کہتے ہیں لیکن یہ الفاظ تو اُس کے حق میں ہیں، جسے خدا اکتساب سے تیسرا بندہ اور پادریوں کو انکار ہے اور اقرار نہیں، کہ حج خدا کا بندہ تھا، معذرت اور اس میں ایسا، یا بان عرب کا ذکر ہے، اور قیدار کا نام ہو جو ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام ہے، انیس سلع کا ذکر ہے، جو زبیرہ طیبہ کا قدیم نام ہے، اور زبیرہ سکندر جو پہاڑی ہے وہ اب تک اسی نام سے موسوم ہے، درس ۱۲ میں اس معجزہ کا جنہی مرد ہونا بیان کیا گیا ہے درس ۱۷ میں کریم کے بستر پر سوتوں کو اُس سے ذلت و پیشانی حاصل ہو گئی، وغیرہ وغیرہ، جملہ علامات ایسی ہیں جو مسیح علیہ السلام پر صادق نہیں، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خصوصیت رکھتی ہیں، کعبہ اجمار اس مقام کو خاص آنحضرت کیلئے ہی بتلایا کرتے تھے،



کرنے کہ اگر سننے والا چاہے تو الفاظ کا شمار کر سکتا تھا۔

ہنسنا رونا | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھلا کر ہنسانہ کرتے تھے تبسم ہی آپ کا ہنسنا تھا۔

نماز تہجد میں بسا اوقات آنحضرت روپڑا کرتے۔

کبھی کسی مخلص کے مرنے پر آب دیدہ ہو جاتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم سلام اللہ علیہ دودھ پیتے ہیں گزر گئے تھے۔

جب انہیں قبر میں کھا گیا تو حضور کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا۔

قدم مع العین ویحزن القلب ولا نقول | آنکھوں میں غم ہے دل میں غم ہے پھر بھی تم وہی

الا ماریضی دینا وانا علیک یا ابراہیم | بات کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسندیدہ

الحزن ونون | ابراہیم اہم کو تیری وجہ سے رنج ہوا۔

ایک دفعہ اپنی نو اسی سالن توڑتی (دختر زینب) کو گود میں اٹھایا اس وقت حضور کی آنکھوں

میں پانی بھرا یا سوڑے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا فرمایا یہ وہ رحمدلی ہے

جو خدا اپنے بندوں کے دلوں میں بھردیتا ہے اور اللہ بھی اپنے بندوں پر رحم کرے گا جو

رحمد ہیں۔ بخاری عن سامہ بن زید کتاب الایمان والذکر۔

ایک دفعہ ابن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سنایا ہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید | تب کیسی ہوگی جب ہر ایک امت پر خدا ایک ایک

وجئنا بک علی ہؤلآئہ شہیداً | کھڑا کرے گا اور ایک ہر سب امتوں پر دیکھ کر کہے

فرمایا بس پھر وہ ابن مسعود نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے

پانی جاری تھا بخاری عن ابن مسعود۔

غذا کے متعلق ہدایت | رات کو بھوکا سونے سے منع فرماتے اور ایسا کرنے کو بڑھاپے کا شبیب

فرماتے: کھانا کھاتے ہی سو جانے سے منع فرمایا کرتے۔

مرض و مریض متعدی امراض سے بچاؤ رکھتے اور تندرستوں کو اس سے محفوظ رہنے کا حکم دیا کرتے ہیں۔ بیمار کو طیب حافظ سے علاج کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں اور پرہیز کرتے کا حکم دیتے ہیں۔

طیب نادان نادان طیب کو طبابت سے منع کیا کرتے ہیں اور اُسے مریض کے نقصان کا وہمہ دار ٹھہراتے ہیں۔

عیادت بیماران صحابہؓ سے جو کوئی بیمار ہو جاتا اُسکی عیادت فرمایا کرتے، عیادت کے وقت مریض کے قریب بیٹھ جاتے، بیمار کو تسلی دیتے، لا باس طور پر یا کفارہ، انشاء اللہ فرمایا کرتے مریض کو پوچھ لیتے، کہ کس چیز کو دل چاہتا ہے، اگر وہ شے اُسکے مضر نہ ہوتی، تو اُس کا نظام کر دیا کرتے، ایک یہودی اذکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کیا کرتا تھا، اُسکی عیادت کو بھی تشریف لے گئے۔

۱۵ زاد۔ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ زاد ج ۲ صفحہ ۲

کے زاد و جاہ ۲ صفحہ ۵۵ سوالہ بخاری عن ابن مسعود

۱۵ زاد - ولد ۱ صفر ۱۲۸۱

یاعباد اللہ تداود فان اللہ عزوجل  
لن یضع داء الا وضع لک داء غیر داء  
واحد قالوا ما هو قال الهمم

اے بندگان خدا وہ کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض  
کی شفا مقرر کی ہے بجز ایک مرض کے لوگوں نے  
پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا کھوسٹ بڑھاپا۔

خطبہ خوانی زمین یا منبر پر کھڑے ہو کر یا شتر و ناقہ پر سوار ہو کر خطبہ فرمایا کرتے جس کا آغاز  
تثمت سے اور اختتام استغفار پر ہوا کرتا قرآن مجید اس خطبہ میں ضرور ہوتا اور قواعد اسلام کی  
تعلیم اس خطبہ میں ہی جایا کرتی تھی۔

کان یخطب فی کل وقت بما تقتضیہ  
حاجۃ المخاطبین و مصلحتہم  
رزا۔ جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۹

خطبہ میں وہ باتیں ضرور بیان کی جاتی تھیں جنکی  
سروست مسلمانوں کو ضرورت ہوتی اور وقت و  
ضرورت کے اعتبار سے خطبہ میں سب کچھ بیان ہوا کرتا  
ایسے خطبے جمع کئے ہیں پر موقوف نہ ہوتے بلکہ جب ضرورت اور موقع ہوتا تب ہی لوگوں  
کو کلام پاک سے مستفید فرما دیا کرتے تھے۔

خطبہ کے وقت ماتھے میں کبھی عصا ہوتا کبھی کمان، ان پر اشارت سے تقریر میں ٹیک بھی لگا  
لیا کرتے تھے خطبہ کے وقت تلوار کبھی اٹھ میں نہ ہوتی تھی نہ اس پر ٹیک لگا یا کرتے۔

علامہ ابن القیم کہتے ہیں رجالوں کا قول ہے کہ شی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تلوار لیکر کھڑے  
ہوا کرتے تھے گویا اشارہ یہ تھا کہ دین، زور و شمشیر قائم کیا گیا ہے۔ علامہ کہتے ہیں کہ جہاں کا یہ  
قول غلط ہے۔ (۱) تلوار پر خطبہ میں ٹیک لگانا ثابت نہیں۔ (۲) خطبہ خوانی کا آغاز مدینہ میں  
ہوا تھا اور مدینہ بدریہ قرآن فتح ہوا تھا نہ بدریہ تلوار پھر علامہ موصوف یہ بھی بتلاتے  
ہیں کہ دین تو وحی سے قائم ہوا ہے۔

صدقہ وہدیر صدقہ کی کوئی چیز ہرگز استعمال نہ کرتے البتہ یہ قبول فرماتے۔  
مخلصین صبا بنیر عیسیٰ اور یہودی جو چیزیں تحفہ بھیجتے انہیں قبول فرمائیے ان کیلئے

خود بھی تحفہ ارسال فرماتے، مگر مشرکین کے ہدایا لینے سے انکار فرماتے:

متوفی نئی شاہ مصر کے بھیجے ہوئے چھر پر حضورؐ نے سواری فرمائی، اور جنگ حنین کے دن وہی چھر آنحضرتؐ کی سواری میں تھا، لیکن عامر بن مالک کے بھیجے ہوئے گھوڑے کو قبول کرنے سے انکار فرما دیا، اور ارشاد کیا: کہ ہم مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتے، جو قیمتی تحائف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے اکثر اوقات انہیں آنحضرتؐ اپنے صحابہ پر تقسیم فرما دیا کرتے،

اپنی تعریف اپنی ایسی تعریف جس سے کسی دوسرے نبی کی کئی نکلتی پسند نہ فرمایا کرتے، اور ارشاد کرتے:

لا تخیروا بین الانبیاء (بخاری عن ابوسعید خدری) نبیوں سے ذکر میں ایسی طرز اختیار نہ کرو کہ ایک کی دوسرے کے مقابلہ میں کمی نکلتی ہو۔

ایک بیاہ میں تشریف لگئے، وہاں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اپنے بزرگوں کے تاریخی کارنامے گار ہی تھیں، انہوں نے یہ بھی گایا کہ ہمارے درمیان ایسا نبی ہے جو کل رزوا کی بات آج بتا دیتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ نہ کہو، جو پہلے کہتی تھیں، وہی کہے جاؤ۔

انما حقیقت یا خوش سیدنا ابراہیم فرزند رسولؐ کا انتقال ہو گیا، اس روز سورج گرہن بھی ہوا، عقیقہ دین کی اصلاح لوگ کہنے لگے، کہ ابراہیمؑ کی موت کی وجہ سے سورج بھی گھٹایا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے مجمع میں خطبہ پڑھا، اور فرمایا: سورج، چاند کسی کے مرنے یا جینے پر نہیں گھٹایا کرتے،

مصلحت عامہ کا لحاظ جب قریش نے اسلام سے پہلے کعبہ کی عمارت بنائی، تو انہوں نے کچھ تو غلامات ابراہیمی میں سے اندر کی جگہ باہر چھوڑ دی، پھر کرسی لیتی اونچی رکھی کہ زمینہ لگانا پڑے اور بیت اللہ میں دروازہ بھی صرف ایک ہی رکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عابثہ

لکھ زاد جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ لکھ صحیح بخاری میں صحیح نہ مودا لکھ بخاری عن مخرن خضیہ

طیبہ سے فرمایا کہ

اولاً ان قومک حدیث عہد ہم (یکفر)  
لنقضت الکعبة فجعلت لها باباً بین باب  
یدخل للناس و باب یخرجون منه  
قریش کو مسلمان ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں  
ورنہ میں اس عمارت کو گرا دیتا کعبہ میں دروازے  
رکھتا ایک آنے کا ایک جانے کا

(۲) جب منافقین کے شر راہگیر افعال و حرکات سے بڑھ گئے تو عمر فاروقؓ نے  
عرض کیا کہ انہیں قتل کر دینا چاہئے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! نہیں رہیں لوگ  
کہیں گے کہ محمد اپنے دوستوں کو قتل کرنے لگا!

بشریت رسالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان احکام و اعمال کو چو شان رسالت سے ظاہر ہونے  
ان افعال و اقوال سے جو بطور بشریت صادر ہوتے! ہمیشہ نمایاں طور پر علیحدہ علیحدہ دکھلانے  
کی سعی فرماتے!

(۱) ایک موقع فرمایا! میں بشر ہوں! میرے سامنے جھکے آتے ہیں! بعض شخصوں کو دوسرے  
فریق سے اپنے دعا کو بہتر طریق پر ادا کرنے والا ہوتا ہے! جس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ  
سچا ہے! اور میں اسی کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں! پس اگر کسی شخص کو کسی مسلمان سے حصہ  
میں سے اس فیصلہ کے بعد جب کچھ ملتا ہوا تو وہ سمجھ لے کہ یہ ایک آگ کا ٹکڑہ ہے! اب  
خواہ لے! خواہ پھوڑ دے!

(۲) ابریرہ لونڈی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیث اس کے شوہر کی سفارش کی!  
جس کو وہ بوجہ آزادی احربیت علیحدہ ہو چکی تھی! ابریرہ نے پوچھا! یا رسول اللہ! کیا آپ حکم دے  
ہے میں فرمایا! نہیں میں سفارش کرتا ہوں! وہ بولی مجھے منیث کی حاجت نہیں!

ابن بخاری عن ابن زبیر عن عائشہ! امام بخاری نے اس حدیث کا باب ان الفاظ میں لکھا ہے! باب من ترک  
بعض الاختیار مخافة ان یقصر فہم بعض الناس! یہ باب کتاب العلم میں ہے!  
ابن بخاری عن اسماء! کتاب النظام! ابن عباس کتاب المظاہر!

اہل مدینہ نہ کھجور کا بوریا وہ کھجور پر ڈالا کرتے تھے، آنحضرتؐ نے فرمایا: اس کی کیا ضرورت ہے! اہل مدینہ نے یہ عمل چھوڑ دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ پھل رختوں پر کم لگا، لوگوں نے اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی، فرمایا: دنیا کے کام تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو جب میں کوئی کام دین کا بتلایا کروں تو اس کی پیروی کیا کرو۔

بچوں پر شفقت: بچوں کے قریب گزر فرماتے، تو ان کو خود السلام علیکم کہا کرتے، ان کے سر پر ہاتھ رکھتے، انہیں گود میں اٹھا لیتے،

بوڑھوں پر عنایت: فتح مکہ کے بعد ابو بکر صدیق اپنے بوڑھے ضعیف، فاقد البصر باپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت اسلام کرانے کے لئے لائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے بوڑھے کو کیوں تکلیف دی، میں خود ان کے پاس چلا چلتا!

ارباب فضل کی قدر و منزلت: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جو خندق میں سخت زخمی ہو گئے تھے، یہودیان بنو قریظہ نے اپنا حکم و منصف تسلیم کر کے بلایا تھا، جب وہ مسجد تک پہنچے، تو اپنے اپنے صحابہ سے جو قبیلہ اس کے تھے، فرمایا: قومو الی سیدکم! اپنے سردار کی پیشوائی کو جاؤ، لوگ گئے، ان کو آگے بڑھ کر لے آئے۔

(۲) حسان بن ثابتؓ اسلام کی تائید اور مخالفین کے جواب میں اشعار نظم کر کے لاتے تو ان کیلئے مسجد نبویؐ میں منبر رکھ دیا جاتا، جس پر چڑھ کر وہ اشعار پڑھاتے تھے!

خادم کے لئے دعا: انس بن مالکؓ نے دس سال تک نبیؐ کی خدمت کی، اس عرصہ میں کبھی ان سے یہ نہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا، یہ کیوں نہ کیا، ایک روز ان کے حق میں دُعا فرمائی اللہم! اکثر مالہ و ولد! و بارک لہ ما اعطیتہ، الہی اسے مال بھی بہت دے، اور اولاد بھی بہت دے اور جو کچھ اسے عطا کیا جائے اس میں برکت بھی دے!

ادب و تواضع: رام مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے، (۲) جو کوئی مل جاتا، اسے سلام پہلے خود

لے بخاری عن انس بن مالک لا ستیذان! ۵۷ عن انس بن مالک بخاری کتاب العزائم،

کر دیتے: (۳) معاہدہ کے لئے خود پہلے ہاتھ پھیلا دیتے: (۴) صحابہ کو کنیرٹ نام سے بُکارتے  
 رعب میں عزت سے بلانے کا یہی طریق ہے: (۵) کسی کی بات کبھی قطع نہ فرماتے: (۶) اگر بُرا  
 فعل میں ہوتے اور کوئی شخص پاس آ بیٹھتا تو نماز کو مٹھ فرما دیتے: اور اُس کی ضرورت  
 پوری کر دینے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہوتے: (۷) اکثر متبسم رہتے: (۸) آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی ایک نائقہ کا نام غضبا تھا: کوئی جانور اس سے آگے نہیں بڑھ سکا تھا: ایک عربی  
 اپنی سواری پر آیا اور غضبا سے آگے نکل گیا: مسلمانوں کو یہ بہت ہی شافی گراہ بنی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یرفع | دنیا میں خدا کی سنت یہی ہے کہ کسی کو اونچا اٹھا  
 شیئا من الدنیا الا وضعا ۛ | ہے۔ تو اُسے نیچا بھی دکھاتا ہے۔

(۹) ایک شخص آیا: اُس نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا خیر المرید رہبر ترین خلق کہہ کر بلایا: بنی  
 صلعم نے فرمایا: ادا کر براہیم یہ شان تو براہیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے:

(۱۰) ایک شخص حاضر ہوا: وہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی اور گیا: بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہون علیک: فانی لست بملک۔ انا انا | کچھ پروانہ کرو: میں بادشاہ نہیں ہوں میں بیشک ایک  
 ابن امراة من قریش۔ تا کل القنادیل | غریب بچہ کا فرزند ہوں: جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی

شفقت ورافت | عائشہ صدیقہ کہتی ہیں: کوئی شخص بھی اچھے خلق میں آنحضرت جیسانہ تھا: خواہ  
 کوئی صحابی بلاتا آیا گھر کا کوئی شخص بنی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں ایسا نہ تھا: ہی فرمایا کرتے  
 (۱۱) ہجرات نافلہ چھپ کر ادا فرمایا کرتے تاکہ اُس پر اُس قدر عبادت کا کارنامہ نہ ہو  
 (۱۲) جب کسی معاملہ میں دو صورتیں سامنے آتیں: تو آسان صورت کو اختیار فرماتے:۔  
 (۱۳) اللہ پاک کے ساتھ معاہدہ کیا کہ جس کسی شخص کو میں گالی دوں یا لعنت کروں

لے اخذ از شفعا: منقولہ صحیح بخاری: ۱۵ صحیح بخاری: غریب خشک گوشت کھایا کرتے تھے

صحیح شفاء: منقولہ صحیح بخاری: ۱۵ صحیح بخاری: عن عائشہ رضی اللہ

وہ گالی اور لعنت اُس کے حق میں گناہوں کا کفارہ، اجرت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنا دی جاتے۔  
 (۱۵) فرمایا ایک دوسرے کی باتیں مجھے رنسیا کر دے، میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جاؤں  
 تو سب کی طرف سے صاف سینہ جاؤں۔

(۱۶) وعظ و نصیحت کبھی کبھی فرمایا کرتے، تاکہ لوگ اکتانہ جائیں۔

(۱۷) ایک بار سوچ کر بہن بڑا نماز کسوف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، اور دعائیں فرماتے تھے۔

اے پروردگار تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو (بہر و نفع)

غنا پہ دیا جائیگا (۱) جب تک میں ان کے صبر و جود ہوں (۲)

جب تک ہمت و شہادت کرتے ہیں۔ ابابو خدا میں جود ہوں اور

استغفار بھی کر رہے ہیں۔

ہر ایک نبی کیلئے ایک ایک عاقبتی وعدہ مانگتے رہے اور دعا

قبول ہوتی رہی۔ میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفا

روز قیامت کیلئے محفوظ رکھا ہے۔

ربہ العتدانی ان لا تقدحهم

والا فہم وہم يستغفرون

و نحن نستغفرک

(۱) ہر ایک نبی دعا دے دے

فاستجیب لہا فخلت دعوتی

شفاعة لا متی یوم القیامة

عدل و رحم اگر دو مخصوص درمیان جھگڑا ہوتا تو عدل فرماتے، اور اگر کسی شخص کا نفس مبارک

ساتھ کوئی معاملہ ہوتا، تو رحم فرماتے۔

(۱) فاطمہ نام ایک مرتضیٰ مکہ میں چوری کی بالوں کو اُس لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو بہت پیارے تھے، سفارش کرائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم عدو دہی میں سفارش

کرتے ہو؟ سنو! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کرتی، تو میں حد جاری کرتا۔

(۲) سواد بن عمر کہتے ہیں کہ وہ ایک روز آنحضرت کے سامنے درس کا رنگین کپڑا پہن کر گئے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطا خطا فرمایا، اور چھڑی سے لنگے شکم میں چونکا بھی دیا، میں نے

کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو قصاص لوگاتا، آنحضرت نے جھٹاپنا شکم پہنہ کر کے میرے

لہ شفاء صفحہ ۵؛ لہ شفاء صفحہ ۵؛ لہ بخاری عن ابن مسعود لہ زاد جلد ۱۔ صفحہ ۱۶۹

لہ عن النسخ بخاری کتاب الدعوات؛ لہ صحیح بخاری عن عائشة کتاب الحدود؛



سانے کر دیا۔

رحم بر اعداء (۱) مکہ میں سخت فحوظ پڑا یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور ہڈیاں بھی کھانی شروع

کر دیں۔ ابوسفیان بن حرب (۲) ان دنوں دشمن غالی تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، عرض کیا: محمدؐ آپ تو لوگوں کو صلہ رحم حسن سلوک باقربا واران،

کی تعلیم دیا کرتے ہیں، دیکھئے آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ خدا سے دعا کیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی، اور خوب ہی بارش ہوئی۔

(۳) ثمامہ بن ثمالؓ نے نجد سے مکہ کو جانے والا غلہ بند کر دیا، اس لئے کہ اہل مکہ آنحضرت کے دشمن ہیں، آنحضرت نے اسے ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔

(۴) حدیبیہ کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ نماز صبح پڑھ رہے

تھے، شترانسی آدمی چپکے سے کوہ تنعیم سے اترے، تاکہ مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کر دیا۔ یہ سب گرفتار ہو گئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کسی فیہ یا سسر کے آزاد فرمادیا۔

جود و کرم (۵) سائل کو کبھی رونا نہ فرماتے، زبان مبارک پر حرف انکار نہ لاتے، اگر کچھ بھی دینے کو پاس نہ ہوتا، تو سائل سے غدر کرتے، گویا کوئی شخص معافی چاہتا ہے۔

(۶) ایک نے اگر سوال کیا، فرمایا: میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے، تم میرے نام

پر قرض لے لو، میں پھر اسے اتار دوں گا، عمر فاروقؓ نے کہا کہ خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں

دی، کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم چپکے کر گئے، ایک انصاری نے

پاس سے کہہ دیا: یا رسول اللہؐ خوب دیجئے، رب العرش مالک ہے، تنگدستی کا کیا ڈر ہے،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار آشکارا ہو گئے۔

فرمایا: ہاں۔ مجھے یہی حکم ملا ہے۔

(۷) ایک ایک سائل کو آدھا وستق قلعہ قرض لیکر دلا یا، قرضخواہ تقاضا کے لئے آیا

لے شفا قاضی عیاض صفحہ ۱۱۲، بحار غریب عن ابن مسعود باب اذا استشفع بلسکون، لے شفا صفحہ ۱۱۲، بحوالہ شامی نوکا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ایک وسیع غلام دیدو، آدھا تو قرض کا ہے، آدھا ہماری طرف سے جو دو سخا کا ہے۔

(۱) ہم فرمایا کرتے: اگر کوئی شخص مقروض مر جائے، اور مال باقی نہ چھوڑے، تو ہم اُسے ادا کرینگے، اور اگر کوئی مال چھوڑ کر مرے، تو وہ حق وارثوں کا ہے۔

شرم و حیا | ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں: کہ پر وہ نشین لڑکی سے بڑا بکر بنی صلی اللہ علیہ وسلم میں جیسا تھی، جب کوئی ایسی بات حضورؐ کے سامنے کی جاتی، جس سے حضورؐ کو کراہت ہوتی، تو چہرہ مبارک سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔

(۲) عائشہ طیبہؓ کا بیان ہے: اگر کسی شخص کی کوئی حرکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آتی، تو اُس کا نام لیکر منع نہ فرماتے، بلکہ عام الفاظ میں اُس حرکت و فعل کی نہی فرمادیتے۔  
(۳) عادات و معاملات میں اپنی جان پر تکلیف اٹھالیتے، مگر دوسرے شخص کو ازار ہا شرم کام کرنے کو نہ فرماتے؛

(۴) ہم جب کوئی عذر خواہ سامنے آکر معافی کا طالب ہوتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرم سے گروں مبارک جھٹکالیتے۔

(۵) عائشہ طیبہؓ کا قول ہے: کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برہنگی کو کبھی نہیں دیکھا۔

صبر و حلم | (۱) ازید بن تنفہ ایک یہودی تھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا قرض لینا تھا، وہ

ایک وزیر آیا، آتے ہی چادر آپ کے شانہ سے اتار لی، جسم کے کپڑے پکڑ لئے، اور بڑے دغا:

کہ عبد المطلب والے بڑے نادہند ہوتے ہیں، عمر فاروقؓ نے اُسے سختی سے جھڑک دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، فرمایا: عمر تمہیں لازم تھا، کہ میرے ساتھ ادرا اس کے

ساتھ اور طرح برتاؤ کرتے، مجھے حُسنِ ادائیگی کے لئے کہتے، اور اُسے حسنِ تقاضا سمجھا، پھر زید

ابن ابی ہریرہؓ شفا صنفہ، ۱۷۷ عن ابی ہریرہؓ صحیح بخاری کتاب الفرائض، ۱۷۷ صحیح بخاری عن ابی سعیدؓ

صحیح بخاری عن ابی سعیدؓ صحیح بخاری عن ابی سعیدؓ صحیح بخاری عن ابی سعیدؓ

کی جانب حضور مخاطب ہوئے، فرمایا، ابھی تو وعدہ میں تین دن باقی ہیں، پھر عمر سے فرمایا۔  
اس کا قرض ادا کرو، بیش صاع زیادہ بھی دینا، کیونکہ تم نے اسے دھمکایا اور ڈرایا بھی تھا۔  
(۲) ایک اعرابی آیا، اس نے زور سے آنحضرت کی چادر کو جو موٹے کنارہ کی تھی جھٹکا دیا  
وہ کنارہ آنحضرت کی گردن میں گڑ گیا، اور نشان پڑ گیا، اعرابی نے اب زبان سے یہ کہا۔  
”محمدؐ یہ مال خدا جو تمہارے پاس ہے، جو نہ تیرا ہے، اور نہ میرے باپ کا ہے، اس میں سے  
ایک بارشتر مجھے بھی دلاؤ“

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا خاموشی کے بعد فرمایا، مال بیشک کا ہے اور میں اس کا  
غلام ہوں بالآخر حکم فرمایا کہ ایک بارشتر تجھ، اور ایک بارشتر کھجوریں، اسے دی جاویں،  
(۳) طائف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعظا اور تبلیغ کے لئے تشریف لینگے تھے، وہاں  
کے باشندوں نے حضور پر کچھ پھینکا، آوازے لگائے، اتنے پتھر مارے کہ حضورؐ اسی ترتیب  
اور بیہوش ہو گئے، پھر بھی یہی فرمایا، کہ میں ان لوگوں کی ہلاکت نہیں چاہتا، کیونکہ اگر ایمان  
نہیں لاتے، تو امید ہے، کہ انکی اولاد مسلمان ہو جائیگی،

عفو و رحم [۱] آعائشہ طیبہ کا بیان ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مبارک کی  
بابت کسی سے انتقام نہیں لیا،

(۲) جنگ احد میں کافروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انت توڑے، سر پھوڑا حضورؐ  
ایک غار میں بھی گئے تھے، اصحاب نے عرض کیا، کہ ان پر یہ دعا فرمائیے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا، میں لغت کرنے کیلئے نبی نہیں بنایا گیا، خدا نے مجھے لوگوں کو اپنی بارگاہ میں بلانے  
کے لئے بھیجا ہے، رحمت بنا کر بھیجا ہے، اس کے بعد یہ دعا فرمائی، اے خدا میری قوم کو  
ہدایت فرما، وہ مجھے نہیں جانتے ہیں،

لے شفاء عیاض صفحہ ۲۸۸، رواہ البیہقی اس کے بعد زید مسلمان ہو گیا تھا، اے صحیحین عن الشفاء صفحہ ۲۸۸۔  
۳۰ صحیح بخاری، اے شفاء عیاض صفحہ ۲۸۸۔

بنی دلوٹ اور رحمت کے لئے ہے

(۴) ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کے نیزہ مارا، وہ ہودج سے نیچے گر گئیں، اور حمل ساقط ہو گیا تھا، اور بالآخر یہی صدمہ ان کی موت کا باعث ہوا۔ ہمارے عفو کی التجا کی، اور اسے معاف فرمایا۔

اے فرمایا! زمانہ جاہلیت سو لیکر جن باتوں پر قبائل میں باہمی جنگ جھل چلا آتا ہے  
میں سب کو معذور کرتا ہوں اور سب پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعویٰ اور اپنے چچا کے  
رقوم قرضہ کو معاف کرتا ہوں !

صدق و امانت جانی دشمن بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوصاف کے قائل تھے، صادق و امین بچپن ہی سے آنحضرت کا خطاب پڑ گیا تھا، انہی اوصاف کی وجہ سے قبل زہدوت بھی لوگ اپنے مفادات کو انفعالات کے لئے آنحضرت صلعم کے پاس لایا کرتے تھے، (۲) ایک وزیر اوجہل نے کہا: محمدؐ میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا، لیکن تیری تعلیم میرا دل ہی نہیں ٹھہرتا۔

(۲) شب ہجرت کو کفار نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا مشورہ اور اتفاق لیا اور حضورؐ نے پیانسے بھاٹی علیؑ کو اسلئے پیچھے چھوڑا کہ انکی باتوں کو ادا کر کے آنا۔

حضرت عیسیٰؑ آنحضرتؐ فرماتے ہیں رلیام جاہلیت کی زموں میں سے ہیں نے کبھی کسی میں بھی حصہ نہیں لیا۔ صرف دود فتر را وہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خود ہی پچالیا۔ ابرہہؓ کے

لے صحیح بخاری باب غزوہ ذات الرقاع و شفاء صفحہ ۵۹ دیکھو بیان فتح مکہ سے خطبہ بنوی بروز

فتح مکہ بخاری سے شفاء صفحہ ۵۹ سے شفاء صفحہ ۵۹



پاس لبوض غلہ جو زمین بھی۔

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کی آخری شب میں تھے کہ عائشہ صدیقہ نے پرہس سے چراغ کے لئے تیل منگوایا تھا۔

(۷) دعا فرمایا کرتے: اے الہی آل محمد کو صرف اتنا دے، جتنا پیٹ میں اُل لیں، یہ یاد رکھنا چاہئے کہ زندگی یہ تمام صورتیں اختیار ہی تھیں، لاچار ہی کچھ نہ تھی اور اس زہر سے مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نہ تھا کہ کسی حلال شے کے استعمال میں اتھار میں کوئی روک پیدا کریں، ایسے خیال سے صرف ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کا استھان چھوڑ دیا تھا اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ ایک بیوی نے شہد کی بو کو اپنی طبع کے خلاف بتایا تھا، اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما دیا کہ یہاں تک کھینچ نہیں کرنی چاہئے،

صنف ضعیف (عورتوں کی اعانت) ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا ایک سفر میں ساتھ تھیں اور ان کی آسائش کا خیال تمام جسم کو چادر سے ڈھانپ کر اونٹ کی پچھلی نشست پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہوا کرتی تھیں، جب وہ اونٹ پر سوار ہوتے لگتیں، بچنس عند، بعد ازہ فیضع رکبتہ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ٹھنڈا آگے بٹھا دیتے صفیہ اپنا پاؤں آنحضرت کے گھٹنے پر حتیٰ تو رکب رکھ کر اونٹ پر چڑھ جایا کرتیں۔

(۸) ایک دفعہ ناقہ کا پاؤں پھسل گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المؤمنین صفیہ دونوں گر پڑے، ابو طلحہ ووطیہ دور سے رسول اللہ کی طرف متوجہ ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیدک بالمرأۃ، تم پہلے عورت کی خبر لو۔

(۹) ایک سفر میں اونٹوں کے کجاووں میں عورتیں سوار تھیں، سارباں جو اونٹوں کی

سے بخاری عن عائشہ عن عائشہ بخاری، اللہ یا ایہا النبی لم تحرم ما ہل اللہ لکے متقی، رضاء ازواجک، عن انس صحیح بخاری باب فیما فرما بخاری، عن انس صحیح بخاری باب استقبال المرأة،

نہا رکھوٹے جاتا تھا، حدیٰ خوانی کرتے لگا، حدیٰ ایسی آواز سے شعر پڑھنے کو کہتے ہیں جس  
اوت تیز چلنے لگتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھ کا بیچ کے شیشوں کو توڑ پھوڑ  
نہ دینا، اس ارشاد میں عورتوں کو کا بیچ کے آلات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبیہی  
ہے۔ نفاست و زراکت کے علاوہ وجہ تشبیہ عورتوں کی ضعف خلقت ہے جس کی وجہ سے وہ  
ہمیشہ آرام و آسائش کی مستحق ہیں۔

اسیران جنگ کی خبر گیری | اسیران جنگ کی خبر گیری ہمانوں کی طرح کی جاتی تھی، جنگ بدر  
میں جو قیدی مدینہ منورہ میں چند روز تک مسلمانوں کے پاس اسیر رہے، ان میں سے ایک کا  
بیان ہے۔ خدا مسلمانوں پر رحم کرے، وہ اپنے اہل و عیال سے اچھا ہم کو کھلاتے تھے، اور  
اپنے کنبے سے پہلے ہمارے آرام کی فکر کیا کرتے تھے۔

جب قیدی اسیر ہو کر آتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ان کے لباس کی فکر کیا کرتے تھے،  
مردانہ ورزشوں کا شوق دلایا کرتے، رکانہ عرب کا مشہور شہ زور پہلوان تھا  
وہ اپنے پیچھے چلنے کو اسلام لانے کی شرط ٹھہراتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین بار  
پکھاڑ دیا تھا۔

تیرنگنی | نشانہ بازی کا لوگوں کو شوق دلایا کرتے، نشانہ بازی کی مشق کیلئے لوگوں کو حصوں  
میں بانٹ دیا کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا: تیر چلاؤ میں اس پارٹی کی طرف ہونگا، یہ سن کر  
دوسری پارٹی نے تیر چلانے سے ہاتھوں کو روک لیا، سبب پوچھا گیا: انہوں نے کہا جب اس  
پارٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں تو ہم اس کے مقابلہ میں کیونکر تیرنگنی کر سکتے ہیں، نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیر چلاؤ، میں تم سب کے ساتھ ہوں، امر مولا و اذام حکم کلکم۔  
گھوڑوں کی دوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کرائی جاتی تھی، یہی دوڑ

اس صحیح مسلم: ۱۷۷۷ عن جابر بناری، اب الکسوة للآسارے، ۱۷۷۷ شفاء عیاض صفحہ ۳۴

۱۷۷۷ عن ابن الاکوع، صحیح بخاری، باب التوربص علی الری۔

۵۱۶ میل کی اور ہلکی دوڑ ایک میل کی ہوتی تھی۔

**مردم شماری** [نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اکتبوا لی من تلقظ بالاسلام من الناس تمام کلمہ گو اشخاص کے نام میرے ملاحظہ کے لئے قلمبند کئے جائیں، اس حکم کی تعمیل ہوئی، اس وقت مسلمانوں کا شمار ڈیڑھ ہزار ہوا، اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ کا شکر کیا، خوشی منائی، مسلمان کہتے تھے اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں، اب ہمیں کیا ڈر رہا ہے، ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے، جب ہم میں سے کوئی اکبلا، ہی نماز پڑھا کرتا تھا، اور اسے ہر طرف سے دشمنوں کا خوف لگا رہتا تھا،

افسوس ہے کہ اس روایت سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ شمار کس سن میں ہوا تھا، صحیح بخاری کی دیگر روایات سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری مردم مسلم شماری تھی پہلی دفعہ کے شمار میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰ دوسری دفعہ کے شمار میں ۱۰۰ اور ۳۰۰ کے درمیان تعداد تھی۔

**تعلیمات رسالت** [آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک، اعتقادات، عادات، معاملات۔

عبادات، مملکت، منجیات، احسانیات کے متعلق ایک بحرِ زاپیدا کنار ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اور اسلام کی برتری کا مدار سنی تعلیم پر ہے، میرا مقصود اس جگہ صرف نمونہ دکھانا ہے۔ انشاء اللہ اس کتاب کے حصہ سوم پر اس پر ذرا تفصیل سے تحریر کیا جائیگا۔

حق اللہ علی عبادہ ان یعبدا (۱) اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے اسی کی عبادت بندوں کا حق خدا پر ولا یشرکوا بہ شیدئا کریں اور کسی چیز کو بھی اس کا شریک نہ بنائیں، (۲) بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جب وہ اللہ کا حق ادا کریں تب وہ انہیں عذاب نہ دے۔

**رحمت الہیہ کا بیان** [نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا نے اس کتاب میں جو اس کے پاس

شہ عن ابن عمر صحیح بخاری باب السبق بین الخیل، سلمہ عن حدیث صحیح بخاری باب کتاب اللہ امام الناس کتاب

الشہادۃ) سلمہ صحیح بخاری عن معاذ بن جبل، کتاب الرقاق،



عرش پر ہے یہ لکھ رکھا ہے۔

إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي ۚ

میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

حضرت الدین | ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں جہاد و شہید

دین سے جنگ کرنا چاہتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ وہ بولا ہاں فرمایا انہی (کی خدمت میں جہاد و شہادہ کو شش) کرو۔

حضرت باہمی | المؤمن للمؤمن كالبنيان

بشدة بعضه بعضا وثبات بين

أصابه۔۔۔

ایک مومن دوسرے مومن کیلئے ایسا ہے جیسے بنیاد

کی اینٹیں ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں پھر پھر

ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں

ڈال کر دکھایا یعنی مومن اس طرح ملے جلے رہتے ہیں

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے

مسلمان بچے رہیں۔

مسلمان کون ہے | المسلم من سلم المسلمون

من لسانه و يده ۚ

ایمان کا کمال | لا يؤمن أحدكم

حتى يحب أخيه ما يحب

لنفسه ۚ

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن جائے جب تک کہ

وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے

جو کچھ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

تین باتیں ہیں جس شخص میں یہ ہونگی وہ ایمان

حلاوت پر مکمل لپکا۔

غیر ایمان | ثلاث من كن فيه

وجد حلاوة الايمان

ان يكون الله ورسوله احب

اليه مما سواها ۚ

وان يحب لمرء لا يحبه الا لله ۚ

۱) خدا اور خدا کے رسول کی محبت اُسے سب سے

بڑھ کر ہو۔

۲) کسی کوئی دوستی محبت کہتا ہو کوئی غرض نہ ہو

لے بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الخلق ۱۷ بخاری عن ابن عمر کتاب الادب ۱۷ بخاری عن ابی موسیٰ کتاب المظالم ۱

۱۷ بخاری عن عبد اللہ بن عمر کتاب الایمان ۱۷ بخاری عن انس ۱۷ کتاب الایمان

وان یکره ان یعود فی الکفرہ کما  
یکرہ ان یقتذف فی النار لہ

پسندیدہ اعمال لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا  
عمل زیادہ پسند ہے فرمایا۔

ادومہ وان اقل  
پھر فرمایا۔

اکلفوا من العمل ما تطیقون

اعمال شاد سے مانعت  
بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھر میں رشی لگتی دیکھی پوچھا یہ  
کیا ہے لوگوں نے کہا فلاں عورت نے ٹکا رکھی ہے رات کو عبادت کرتی ہوئی جب  
انگٹھیں لگتی ہے تو اس سے ٹک پڑتی ہے فرمایا اسے کھول دو عبادت زانفلہ اس  
وقت تک کرو کہ نشاط طبع قائم رہے

۲۱) نبی اسد کی ایک عورت کی بابت بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ہے کہ  
وہ تمام شب عبادت کیا کرتی ہے فرمایا ایسا نہ کرو اعمال بقدر طاقت ادا کرو

۲۲) عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بیٹے سنا ہے  
کہ تم راتوں کو برابر جاگتے اور دن کا برابر روزہ رکھا کرتے ہو عبد اللہ نے کہا ہاں فرمایا

فلا تفعل صم وافطر تم ونم فان  
لجسدک علیک حق وان لبعینک  
علیک حق وان لزوجک علیک  
حق

سہ بخاری عن انس کتاب الایمان سہ بخاری کتاب الزقاق سہ بخاری عن انس بن مالک کتاب النوافل  
سہ بخاری عن عائشہ کتاب النوافل سہ بخاری عن عبد اللہ کتاب النکاح



والیوم الآخر فلیقل خیرا ولیصمت

نجات کے لئے من یصمن لی ما بین  
رسول کی نسبتا لحیبہ وما بین وجلیہ  
اضمن له الجنة

میر و تکر کی تعلیم اذا نظر احدکم الی من

فقل علیہ فی المال والخلق فلینظر  
الی من هو اسفل منه

پہلوان کون ہے لیس الشدید بالضعف

انما الشدید من یسلک نفسه  
عند الغضب

سنا دیان اسلام کافر یبشر ولا تصلا

و یبشر ولا تنفرو و تطا و عطا

اثر محبت المرء مع من احب

قیمین سکنین فکوا الناسی و اطعموا الجائع

بیماروں کے برتاؤ کا حکم وعودوا للمریض

لازم ہو بات کہنے تو اچھی کہے ورنہ خاموش ہی رہے  
اگر کوئی شخص مجھ و ضمانت کے اس چیز کی جو اس کے  
جبروں کے درمیان ہو یعنی زبان اور اس چیز کی جو اس  
کی ٹانگوں کے درمیان ہو یعنی پردہ کا جسم تو میں اس  
کے لئے جنت کا خزانہ بنا ہوں

گرا بیٹھے شخص تمہاری نظر پڑے جو مال اور جس میں  
تم سے بڑا ہے تو ایسے شخص کو کبھی نہ دیکھو جو ان چیزوں  
میں تم سے کمتر ہے

فتنہ زور و فتنہ نہیں اگر جو دو رسول کو بچھا دیتا ہے  
فتنہ زور تو وہ سب جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو  
تھام لیتا ہے

معاذ حق جل اور ابو موسیٰ کو نبی مسلم نے ایک عین میں تعلیم  
اسلام کی شراعت کیلئے مامور فرمایا تھا ارہ انکی کفایت  
انہیں ارشاد فرمایا لوگوں کیلئے آسانی پسند کرنا انہیں  
سختی میں ڈالنا اور بخیری اور بشارت انہیں سنانا  
دین و نفرت ڈالنا اور تم آپس میں مل جل کر رہنا  
جیسے جس کے شجاعت ہے وہ اس کے ساتھ ہو گا

اسیروں کو رہائی دلاؤ و کھجور کوں کو کھانا کھلاؤ

بیماروں کی خبر گیری کرو

لے بخاری عن ابی ہریرہ کتابا لرافقہ بخاری عن ہل بن مسعود کتابا لرافقہ بخاری عن ابی ہریرہ کتابا لرافقہ  
لے بخاری عن ابی ہریرہ کتابا لرافقہ بخاری عن ہل بن مسعود کتابا لرافقہ بخاری عن ابی ہریرہ کتابا لرافقہ  
لے بخاری عن ابی ہریرہ کتابا لرافقہ بخاری عن ہل بن مسعود کتابا لرافقہ بخاری عن ابی ہریرہ کتابا لرافقہ

جوانات سے ہمدردی کا حکم [نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص راہ چلتا تھا اُسے سخت پریا لگی، کنواں ملا، کنوئیں کے اندر اتر کر اُس نے پانی پیا، جب باہر نکلا تو وہ کیف لے کر ایک کتا زبان باہر نکالے، پیاس کے مارے نمناک زمین کو چاٹ رہا ہے، اُس شخص نے کہا، کتے کو بھی پیاس لگی ہے، جیسے مجھے لگی تھی، پھر وہ کنوئیں میں اتر آ، اپنا موزہ پانی سے بھر کر لایا، اور کتے کو پلایا، خدا نے اس عمل کو قبول فرما کر اُس شخص کو بخش دیا۔

صحابہ نے یہ سن کر دریافت کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا حیوانات کے لئے بھی اہم کو اجر ملیگا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک جاندار جس کے کلیجہ میں نم ہے (جو زندہ ہے) کے متعلق نم کو اجر ملے گا۔

اگر کسی کے پاس لونڈی ہو وہ اسے علم سکھائے  
 اچھے سلوک کرکھے، پھر آزاد کر دے، پھر اسے  
 بیوی بنائے، تب اس شخص کو دو چاند ہر لیگا،  
 عبداللہ مر گیا ہے، چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھڑکیا  
 ہے، اسلئے میں نے ایک بیوہ سے نکاح کیا کہ  
 وہ انہیں علم و ادب سکھائے،

منافق کون ہے؟ چار خصلتیں ہیں جس شخص میں وہ ہوں وہ منافق ہے اگر ان چار میں سے کوئی ایک خصلت اس میں ہے تو نفاق کی ایک علامت اُس کے اندر ہے۔

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

(۱) بولے تو جھوٹ بولے (۲) وعدہ کرے تو خلاف کرے (۳) عہد کرے تو پورا نہ کرے  
(۴) جھگڑنے لگے تو فحش بجنے لگے

مہاجر کون ہے؟ | والمہاجر من ہجر ما  
غی اللہ عزوجل عنہ

تیامکے دن یہ باتی کن لوگوں پر ہوگا؟ | را، بادشاہ عادل

(۲) وہ نوجوان جس نے جوانی میں عبادت الہی کی ہو،  
(۳) وہ شخص جسے تنہائی میں صدا یاد آتا، اور اُس کی آنکھیں بڑبڑاتی ہوں۔

(۴) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو،

(۵) وہ دونوں شخص جن کی محبت ثلثیت پر ہو،

(۶) وہ شخص جسے کوئی حسینہ اور اعلیٰ درجہ کی عورت اپنی جانب بلائے۔ اور وہ

کہہ دے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔

(۷) وہ شخص جو مخفی طور پر خیرات دیتا ہو، اُسکے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ کد میں ہے

کیا دیا۔

یہ ہیں سات شخص جنہیں خدا قیامت کے دن اپنے سایہ میں لے لے گا جس کی کہیں یہ نہ ہوگا

اگر کسی شخص کو اپنے فرمانروا کی کوئی بات ناگوار گزرے

تو اُسے لازم ہے کہ صبر کرے، کیونکہ اگر کوئی شخص با

پھر بھی اپنے بادشاہ کی طاعت باہر نکلیگا، اُس

موت نصیب کی جو زمانہ قبل از اسلام کی موت تھی

تم لوگ میری بعد نافرمانی اور خائنیاں

دیکھو گے جنہیں تم ناپسند کرو گے، صحابہ نے پوچھا

لہ بخاری عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، بخاری عن ابی ہریرہ، کتاب الجہاد،

لہ بخاری عن ابن عباس، کتاب النکاح،

بادشاہ کی اطاعت کا حکم من کرہ من

بعیدہ شیعنا فلیصبر علیہ فادہ

من خرج من طاعتہ السلطان

شبرا مات میتة جاہلیة

(۲) انکم سترون بعدی افری

واہور انکرونها قالوا فاما مرنا

یا رسول اللہ قال ادوا لہم

حقہم و سلوا للہ حقکم ۱۵

سربراہ لوگوں کو فار جعوا حتی یرفع

مسائلات میں چھوڑنا الذنا عن فاقہ کھٹ

سربراہ لوگوں کا کام فاخبروہ

قوم کی نیابت کرنا ہے ان الناس

قد طیبوا و اذ ذلک ۱۶

غیر مسلم زیر معاہدہ من قتل معاہدا

اقوام کی حفاظت لحدیث راجحہ الجندی

وان یرجھا یوجد من مسدرة

اربعین عاماً ۱۷

زیست کا درجہ لا یتفقین احد کم

فقد زندگانی الموت اما حسناً

فلعلہ ان یرزق ادخیر او اما مسیئاً

فلعلہ ان یستعقب ۱۸

موت اور فراخ دستی کا درجہ لعینان مغبون

یہی ہمارا کثیر من الناس الصحة و الفراخ ۱۹

ادائے قرضہ کی نفیست ان یرجھا رکھ

ایسی حالت کیلئے حضور کا کیا حکم ہو فرمایا تم اپنے حقوق

کو لو کرتے رہنا اور اپنے حقوق کی بات خدا کو دے دانا

تم لو کہیں جاؤ اس معاملہ کو ہمارے سامنے تمہارے

سربراہ اور وہ لوگ پیش کریں

سربراہ اور وہ لوگوں سے آنحضرت صلعم و اگر عرض کیا

کہ سب لوگ اس پر غرض ہیں اور انہوں نے ہم کو اس

بارہ میں اجازت دیدی ہے

اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم زیر معاہدہ در علما شخص کو

قتل کرے گا تو وہ بہشت کی خوشبو بھی سونگھے پائے گا

حالانکہ بہشت کی خوشبو چالیس سال کی مسکت

سے آئے لگتی ہے

کسی شخص مسلمان کو موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیے

اگر نیک ہو تو اسلئے کہ شاید وہ نیکیوں میں ترقی

کر سکے اور اگر بد ہے تو اسلئے کہ شاید وہ

خوشنودی حاصل کر سکے

دو نعمتیں ہیں جنکی قدر اکثر لوگ نہیں جانتے وہ

را (۱) تندرستی (۲) فراخ دستی ہیں

ایک شخص کا بنی سلم کو اوٹ دینا تھا وہ تھا خدا کے لئے

۱۵ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۶ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۷ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۸ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۹ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن

۱۵ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۶ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۷ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۸ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۹ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن

۱۵ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۶ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۷ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۸ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۹ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن

۱۵ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۶ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۷ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۸ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۹ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن

۱۵ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۶ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۷ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۸ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۹ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن

۱۵ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۶ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۷ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۸ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۹ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن

۱۵ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۶ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۷ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۸ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۹ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن

۱۵ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۶ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۷ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۸ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن ۱۹ بخاری عن ابن مسعود کتاب الفتن

احسنکم قضاء ۱۵

دو تہندی کی تعریف لیس الغنی عن كثرة

العرض ولكن الغنی شئنا الله نس ۱۵

ساواة عام لا فضل لعربی علی عجمی

ولا العجمی علی عربی ولا الابيض علی

اسود ولا الاسود علی الابيض الا

بالتقوى ۱۵

رحم عام من لا یرحم - لا یرحم

داروں کے لئے ورثہ ان تدع انت وراثت

چھوڑنے کی نفیست اغیاء غیر من ان

تدعهم عا ان یتکفون الناس فی الایام

عورت کی مثال اور اس المرأة کالقدح

سے گزران کی ہدایت ان اقمہا کمرہا

وان اشمعت بیها اسمعت

بیھا و فیھا عوج ۱۵

عورت کا درجہ گھڑیں المرأة لا عیة

آیاء انحضرت نے اسکے اوزت سے بہتر اور نہ خرید کر

اُسے پیرایا اور لوگوں کو فرمایا انیکے بزرگہ شخص کے

جو فرض کو خوش چاہوی سدا کرنا ہے

وہ تمنیٰ ہی زرو مال کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی

ہے غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہے

عرب کے کسی شہرہ کو عجم کے کسی باشندہ پر اور عجم کے

کسی شخص کو عرب کے کسی شخص پر گورے رنگ والے کو

کالے آدمی پر اور کالے کو گورے پر کوئی نفیست

نہیں ہو نفیست کا ذریعہ توصف خدا ترسی ہے

جو کوئی شخص دوسرے پر رحم نہیں کرتا اُس پر بھی

رحم نہیں کیا جائیگا

یہ بہتر ہے کہ اپنے وارث کو غنی چھوڑ کر مرے

بہ نسبت اسکے کہ وہ تہیدست ہو اور لوگوں کے

سامنے سوال کے لئے ہاتھ پھیلاتا رہے

عورت کو ایسا سمجھو جیسے پسلی کی ہڈی اس ہڈی

اگر سیاہا کرنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے اور اگر

اُس کو کام لینا چاہو گے تو وہ ٹیسرے پن میں

نہی کام دے گی

عورت اپنے شوہر کے گھر میں اور اولاد پر

۱۵ عن ابی ہریرہ صحیح بخاری کتاب الاستقراض ۱۵ عن ابی ہریرہ صحیح بخاری کتاب الرقاق ۱۵

۱۵ زائد الحداد جلد ۱ صفحہ ۱۸۱ ۱۵ صحیح بخاری عن جریر بن عبد اللہ

۱۵ عن سعد بن ابی وقاص صحیح بخاری کتاب الوصایا ۱۵ صحیح بخاری





یہ کلام پاک دنیا کے ہر طبقہ پر موجود ہے، دنیا کے ہر حصہ پر کروڑوں انفرادی ہر پانچ دفعہ اس کے مختلف حصوں کو ضرور پڑھ لیتے ہیں۔

جب سے اس کا نزول ہوا، اس کا ظہور ترقی پذیر رہا ہے، انہی قسم کے لکچر سے اکیلی حدیث الکبریٰ، اتم المبینین نے ستارہ خط بہ لحاظ، روز بروز اس کے ماننے والوں کی تعداد ترقی پذیر رہی ہے، کوئی ملک، کوئی مہم، کوئی رسم و رواج، کسی جگہ کے ماننے والوں یا انکار کرنے والوں کے موافق یا ناموافق حالات اس کی ترقی کیلئے روک نہیں ہو سکے، مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے غلط کئے گئے، اس کی سچی ہفتا تعلیم پر غلط حاشیے چڑھائے گئے، لیکن کوئی تہذیب بھی اس کی اطاعت کچھ روک سکی اور اس کی وسعت پذیر ترقی کو محدود نہ کر سکی۔

جس زبان میں پہلے پہل جلوہ گر ہوا، اسی میں اب تک دُرگستر ہے اور ایک عالم اس کی روشنی سے مزین ہے، لیکن دنیا کی اور تمام مقدس کتابیں کیا قرآن و زبور، کیا انجیل اور اسکے خطوط کیا و یا کیا توہد و پاژند اس وصف کے عاری ہیں، جس زبان میں وہ اتنی تھیں آج دنیا پر اس زبان کا اور اس زبان کے بولنے والوں کا نام و نشان بھی باقی نہیں۔

قرآن مجید ان سب اعترافات کو جو قرآن کے زمانہ نزول میں کئے گئے، یہاں صلی علیہ وسلم پر جو الزام لگائے گئے خود بیان کرتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید اپنے لئے خود ایک سچی تاریخ بن گیا ہے، جس میں تصویر کے ہر دور و رخ دکھائے گئے ہیں، قرآن عظیم نے اس بارہ میں اپنی صداقت اور استحکام کے اعتماد پر جس جرأت سے کام لیا ہے، دنیا کی کسی اور کتاب سے اس کا ظہور نہیں ہوا۔

قرآن حکیم کی تعلیم ایسی برکت صدائے حق ہے کہ جن قوموں اور مذہبوں نے اسے علی الاعلان نہیں مانا، انہوں نے بھی اپنی کتابوں میں جو سینکڑوں سال اس سے پہلے کی ہیں، یا سینکڑوں سال بعد کی ہیں، اسی تعلیم کے موجود ہونے کا دعویٰ کیا ہو، صدق اللہ تعالیٰ

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ، مِثْلُ نَقْرَةٍ كَالْمِصْبَاحِ بَاطِلٌ مُجْتَمِعٌ.  
 جب آپ پرودیت، عیسائیت، موبدیت، بودہست اور ہندومت کے سناٹن یا آریہ صرم  
 کے حالات قبل از نزول قرآن مجید کو پڑھیں گے، اور پھر بعد از نزول قرآن پاک آپ ان  
 مذاہب کی ترقیات تا زمانہ حال پر غور فرمائیں گے، اور ان ترقیات کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھتے  
 جائیں گے کہ اس ملک میں اس انقلاب پیشتر قرآنی تعلیم کا رواج ہو چکا تھا یا نہیں؟  
 اب خواہ کوئی قرآن کریم کے فیوض کو مانے جیسا کہ مشہور بائبلان برہمنوں کا حال ہے  
 یا جیسا کہ رومن کیتھولکس کو تھر کو الزام دیتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اسکے مسائل  
 قرآن سے سترج ہیں۔

خواہ کوئی نہ مانے، جیسا کہ بہت سے فرقوں کا حال ہے، مگر عملاً انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم  
 کو لے لیا ہے لے لے ہے پس، اور ہر ایک ترقی کنندہ قوم پر علی رغم الف، مجبور ہے کہ اسکی تعلیم کو  
 لیتی رہے، جہاں تک مجھے علم ہے، قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو اَلْيَوْمَ اُكْمِلُنَّ  
 لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي، کی بشارت سنا تا ہے۔  
 میں نے آیات کے ساتھ صرف سادہ ترجمہ لکھ دیا ہے، اس سے زیادہ کچھ لکھنا اس کتاب کے  
 موضوع سے باہر تھا، کیونکہ میں ایک سلیس اور آسان کتاب پیش کرنا چاہتا ہوں، جس کے  
 پڑھ لینے کے بعد پڑھنے والا نبی کریم اور قرآن عظیم کی بابت کچھ تو معلوم کر سکے، اَمَّا نُوْتِنِي  
 اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَالْيَدِ الْيُسْبٰى بِمُسْلِمٍ براہ مہربانی دیکھیں، کہ قرآن مجید کس نوع کے  
 مسلمان تیار کرتا ہے۔

## آیات

(۱) اللہ کے نام سے شروع ہے۔ جو کمالِ حمت	(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ؛	(الف) ذاتِ خداوندی
والا اور دائمی رحم والا ہے۔	(۲) لَا تَدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ	کا عسرفان
خواس اور عقول خدا کا اور اک نہیں کر سکتے۔		

يُذْرِكُ الْاَبْصَارَ رِزْقًا عَ ۱۳  
 (۱۳) لیس کمثلہ شئی و هو  
 السميع البصير (شوری ع ۱۲)  
 (۱۴) اللہ ولی الذین امنوا یخرجهم  
 من الظلمات الی النور (البقرہ  
 ۵) اللہ لا الہ الا هو الحی القیوم  
 لا تأخذه سنة ولا نوم له ما فی  
 السموات وما فی الارض من ذا الذی  
 یشفع عنده الا باذنه یعلم ما بین  
 یدیمهم وملخفهم ولا یحیطون بشئی  
 من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ  
 السموات والارض ولا یؤدہ حفظہا  
 وهو العلی العظیم (البقرہ)

(۶) کتب ربکم علی نفسہ الرحمة  
 (۷) قُلْ هُوَ اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم  
 یلد۔ ولم یولد۔ ولم یکن لہ تقوا احد  
 (ب) سچے دین کی تعریف (۱) فطرۃ اللہ  
 (التي فطر الناس علیہا لا تبدل الخلق  
 اللہ ذلک الدین القیم۔ ولكن اکثر  
 الناس لا یعلمون (روم ع ۴)

لیکن خدا کو ان سب کا اور اک ہے۔  
 کوئی چیز بھی خدا کی مثال نہیں، اور وہ بندوں کی  
 التجاؤں کو مستنار اور ان کے حالات کو دیکھتا ہے۔  
 اللہ ایمان والوں کو محبت رکھتا ہے، انہیں تاریکیوں  
 سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔  
 خدا ہے، اسکے سوا کوئی بھی لا حق عبادت نہیں، غفلت  
 یا نیند کا اثر نہیں ہوتا، اسی کا ہے، جو کچھ بھی آسمان و  
 زمین میں ہو، ایسا کون ہو، جو اسکے ذن کے بغیر اس  
 کے پاس شفاعت کر سکے، وہ خدا کو گن گئے سچے مالک  
 جانتا ہے، اور لوگ اسکے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے، لوگ تو  
 اتنا ہی جان سکتے ہیں جتنا چاہے، اسی کرسی آسمانوں و  
 زمین کو گھیرے ہوئے ہوئے آسمانوں و زمین و دونوں  
 کا تمام رکھنا، تھکا نہیں دیتا، وہ بڑی اعلیٰ شان  
 اور عظمت والا ہے۔

تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر محبت کو لکھ لیا ہے،  
 وہ خدا ایک یکتا، سب کا سید و قافلہ، کوئی اس کا فرزند  
 نہ کسی کا فرد نہیں، اور کوئی بھی اس کے برابر کا نہیں،  
 یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے، جس پر خدا نے  
 لوگوں کو پیدا کیا ہے، خدا کی بناوٹ میں بدل  
 نہیں ہوتی، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ  
 اسے نہیں جانتے۔

(۳) صبغة الله ومن أحسن

ومن الله صبغة ۱۶۹

(۳) شرع لكم من الدين ما وصى بهما  
نوحا والذى اوحينا اليك وما وصىنا  
به ابراهيم وموسى وعيسى ان اقيموا الدين  
ولا تتفرقوا فيه ۱۲ (شوری ع ۱۲)

اج، بندہ کے اعمال سے لے کر پناہ اللہ کو مہما  
اللہ تعالیٰ کو کیا مطلوب ہے؟ لا دماءها ولكن  
پناہا التقوى منكم رج ۵۰

رد اثر ہو سکے قصود (۱) مایرید اللہ لیجملکم  
الانسان کی تکمیل ہے اس حیرت و لکن یرید لیطہرکم  
و یتقن صلتہ علیکم لعلکم تشکرون (۲) (مائیدہ ع ۲)

(۲) ان الصلوة تعفی عن الغشاء والذنوب  
ولذا کر اللہ اکبر (عنکبوت ع ۵)

(۳) نبی کے فرائض (۱) اسلنا فیکم رسولاً  
منکم یتلو علیکم آیاتنا ویزکیکم  
وعلمکم الكتاب والحكمة وعلمکم  
ما لم تکنوا تعلمون ۱۸۰ (بقرہ ع ۱۸۰)

(۲) یا مرهم بالمعروف وینہم عن  
المنکر ویحمل لهم الطیبات ویحرم  
علیہم الخبائث و یضع عنہم

اللہ کا رنگ چڑھانا ہے! ہاں اللہ سے بڑھ کر اور  
کون رنگ چڑھا سکتا ہے!

خدا نے تمہاری لئے دین کا وہ راستہ بنایا ہے جس کا حکم  
نوح کو دیا گیا اور پھر محمد پر اس کی وحی بھیجی اور ابراہیم  
موسیٰ و عیسیٰ کو بھی اسی کا حکم دیا تھا کہ دین پر سیدھے  
چلو اور اس میں نفرت نہ ڈالو

خدا کے ہاں قربانیوں کا گوشت یا لہو مرگز نہیں  
پہنچتا خدا کے پاس تو تمہاری قربانیوں کی پوری  
پہنچتی ہے

اللہ کا یہ ارادہ نہیں کہ تم ہر رنگی ڈالو کہ اللہ کا ارادہ  
تو یہ ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت پوری  
پوری بھیجے تاکہ شکر کیا کرو

نماز فحش اور بیجا فی اور ممنوع کاموں سے روک دیتی ہے۔  
اور اللہ کا ذکر تو اس سے بھی (نوافل میں) بڑھ کر ہے۔

ہم نے تمہاری پاس رسول کو بھیجا جو تم ہی میں سے ہے  
وہ تمہاری باتیں تم کو سناتا، اخلاق و ذیلیہ تم کو پاک  
کرتا، کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ علوم سکھاتا  
ہے جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔

نبی کو گونہ گونہ باتیں کہ کر دیا حکم دینا اور مری ہو  
کے کہنے سے روکتا اور پاکیزہ چیزوں کو لوگوں کے  
حلال ٹھہراتا اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتا

بوتھ اُن سے دور کر دیتا اور طوق اُن کے نکال دیتا ہے۔

اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم اُن پر زمین اور آسمان کی برکتیں کھول دیتے، لیکن وہ تو حکم الہی کو جھٹلاتے لگے۔ اسلئے ہم نے اُن پر اُن کے فعلوں کی وجہ سے سزا عطا کیا۔

اگر وہ کوئی قرآن مجید اور تعلیم پر جو اپنا نازل کیا تھی قائم نہ کرتے تو اپنے آپ کو اور نیچے سے خوراک کھایا کرتے یعنی زمین اور آسمان کی برکتیں اُن کے ساتھ ہوتیں، جو مصیبت تبدیل ہو جاتی ہو وہ تھامے ہاتھوں کی لائی ہوئی ہو، اور خدا تو ہماری بہت سی باتیں عرف کر دیتا ہے کوئی شخص بھی نہیں جان سکتا کہ خدا نے اپنے بندوں کیلئے وہ کیا کیا چیزیں خفیہ کر رکھی ہیں، جن سے انکی آنکھیں بند ہو جائیں گی، یہ بدلہ ان کے اعمال کا ہے سنت الہی میں کچھ بھی تغیر و تبدل نہیں ہوتا

سنت الہی میں ایر پھیر کی گنجائش نہیں۔ خدا کی آفرینش میں تجھے کچھ بھی نقص نظر نہیں آئیگا فوراً تجھے اٹھا کر تو دیکھ کیا تجھے کوئی شکاف بھی دکھائی دیتا ہے، پھر آنکھ اٹھا کر دیکھ اور

اصروهم واغلال التي كانت عليهم (اعراف - ۱۹)

(۱) اعمال کی جزا و سزا دنیا میں (۱) لو ان اهل بھیجی جاتی ہو اور روکے بعد بھی القرطی امنوا و اتقوا لفتحنا عليهم برکات من السماء والارض ولكن کذبوا فاحذناهم یٰ اعداؤنا یکسبون (اعراف - ۱۲)

(۲) اطو انهم اقاموا التوراة والا انجیل و ما انزل الیهم من رحمت لا کلو امن فوقهم ومن تحت ارجلهم (مائہ سور ۱۹) و ما اصابکم من مصیبة فما کبرت الیکم و لیفعلن کثیر رشوری (۲) فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون (سجده - ۲)

(۳) سنن الہی میں تبدیلی نہیں (۱) فلن تجد

لسنة الله تبدیلا

(۲) ولن تجد لسنة الله تحویلا (فاطر ۵) (۳) ما توسی فی خلق الرحمن من تفاوت - فارجمع البصر هل تری من قطرة ثم ارجع البصر

کرتین یقلب الیک البصرها سناً  
وہو جسدہ رملک ع ۱۱

انسان کی ذاتی کوشش ہی (۱۱) لیس للانسان  
کامیابی کیلئے شمرتی ہو (۱۲) اما سعة النعم ۱۱

(۱۲) وکان سعیکم مشکورا (دہر ع ۱۱)

(۱۳) تلك امة قد خلت لہا ما کسبت  
ولکم ما کسبتہم بقرہ ع ۱۶

صبر اور پرہیزگاری کا درجہ (۱۴) ان تصبروا و

یتقوا فان ذلک من عزم الامور

حکمت اور دانش کا درجہ (۱۵) ومن یؤتی الحکمة

فقد اوتی خیرا کثیرا

صبر کا ثمرہ (۱۶) وجعلنا منہم ائمة

یہدون بامونا لہا صبروا

(سجدہ ع ۳)

قطع طمع (۱۷) ولا تہتد ن عینک الی ما

متحابہ الی واجہا منہم

دنیاوی مزاج میں آخرت کو نہ جھوننا (۱۸) ولا تنس

نصیبک من الدنیا (تقصیر ع ۸)

تہلکہ سے بچنا (۱۹) ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکة

افترا اور جھوٹ ایمان کی ضد میں (۲۰) انما یفتوی الکذاب

الذین لا یموتون بایات اللہ (اخل ع ۱۲)

بار بار دیکھو تیری نظر تھک کرنا کام ہو کر  
لوٹ آئے گی۔

انسان کو وہی ملتا ہے جو اس نے سعی  
کی ہے۔

تمہاری کوشش خوب کامیاب ہوئی۔

وہ امت گذر چکی ہو جو کچھ اُس نے کمایا تھا۔

اُسے ملے گا جو تم کماؤ گے وہ تمہیں ملے گا۔

اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری رکھو تو یہ ایک

عالی ہمتی کا کام ہے۔

اور جسے حکمت و حقیقی فلسفہ دیا گیا اُسے نہایت

سعادت مندی حاصل ہوئی۔

جب بنی اسرائیل نے صبر اختیار کیا تو ہم نے اُن

میں ایسے مقتدیٰ قوم کئے جو ہمارے حکم کے ناطق

اور لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔

کافروں کی مختلف قوموں کو جو ہم نے بنیادی حفظ کے

بہرہ مند کیا ہے تو اُس کی طرف انھیں اٹھا کر نہ دیکھو۔

آئے قارون تو دنیا کے گھمنڈ میں آکر اپنے بہرہ

نجات کو فراموش نہ کر۔

اپنے تئیں آپ ہلاکت میں نہ ڈالو۔

جھوٹ افترا وہی باندھتے ہیں جو خدا کی آیات

پر ایمان نہیں رکھتے۔

تفہیم حرم چیزیں **قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي**

الفواحش ما ظہر منہا وما بطن  
والاثم والبغی بغیر الحق وان شمرکوا  
باللہ ما لہ یزل بہ سلطانا وان  
تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون

(الاعراف - ع ۴)

خدا کی عبادت الہی پیوستہ ہے **صبغة اللہ و**

من احسن من اللہ صبغة و نحن لہ

عابدون (البقرہ - ع ۱۶)

تحریر و انشاء الہی کی تعریف **والقلم وما یسطرون**

ارباب عقل و دانش کے **ان فی خلق السموات**

لئے الہی نشانات **والارض واختلاف**

اللیل والنہار والفلک الی تجری

فی البحر بما ینفع الناس وما انزل

اللہ من السماء من ماء فاحیاء بہ

الارض بعد موتھا و بث فیھا

من کل دابة و تصریف السیاح

والسحاب المسخر بین السماء والارض

آیات لقوم یعقلون (البقرہ ع ۲۰)

قسم کھانے کی مائے **الا ولا تقطع کل حلا**

صہین (قلم ع ۱)

لئے تجھ سنا دیجئے کہ میرے پروردگار نے حرام کر دیا

۱۱) فحش کی سب قسموں کی کچلی پٹن بھی ہیں ۱۲)

اور گناہ کو ۱۳) اور ناحق بغاوت کو ۱۴) اور خدا کے

ساتھ کسی کو شریک بنائے تو جس پر کوئی بھی

دلیل موجود نہیں ۱۵) اور خدا پر ایسی بات

جو زبانیہ کو جستم نہیں جانتے

ہم نے خدا ہی کا رنگ اختیار کیا ہے ایک خدا کے

بڑھ کر بھی کوئی اچھا رنگ دینے والا ہے ۱۶) اور ہم تو

اُسی کی عبادت کرتے ہیں

میں قلم کی اور اس کے کلمہ جوئے علوم کی قسم کھاتا ہوں

زمین آسمان کے پیدا کئے رات دن کے آنے

جاتے وہ کشتیاں اور جہاز جو لوگوں کی مفید شیا

تجارت لیکر دریائوں و سمندروں میں چلتے ہیں

آسمانوں کی طرف سے خدا کے پانی اتارتے اور مردہ

زمین کو سکھنے دیا زسروزندگی بخشے زمین میں

ہر ایک قسم کے جانور پیدا کر کے پر آگندہ کر دینے مختلف

قسم کی ہوائیں بٹلنے اور ان بادلوں میں جو آسمان

وزمین کے بیچ میں تابع حکم نظر آتے ہیں بیشک

عقل مندوں کیلئے خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں

تو کسی ایسے دلیل کی بات مت مان جو بہت

قسمیں کھاتے والا ہے



خدا کے نام کو اپنی قسموں کا ہر تہ بنانا اور  
قسموں کی تجدید اشت کیا کرو۔

ایمان والو! دین اسلام میں (جو مٹی برائے ہے)  
بالکلیہ بہتر نخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم  
پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

لوگوں کے درمیان صلح کروا کر دو۔  
آپس کے سناڑے اور جھگڑوں کی خصلت کو مٹا کر دو۔  
آدم ہے کہ معافی دو اور دہ گنہگار کو کیا تم پسند  
نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے؟

تم اپنی قدرت کی نشانیاں جو اطراف عالم میں پھیلی  
ہوئی ہیں اور خود انکی فائز و نفوس میں بھی موجود  
ہیں ضرور انہیں کھاؤ بیٹے اور بالآخر ان کو معلوم  
ہو جائیگا کہ تعلیم بالکل سچی ہے۔

(۲) ولا تجعلوا الله عرضة لايديكم بقوله ۲۸

(۳) ولا تحفظوا ايها انكم رانده ۱۲ ع

صلح کلی کی دعوت یا ایہا الذین امنوا ادخلوا

فی السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشیطن

انہ لکم حل و مبین (المقرہ ۲۸ ع)

اصلاح یا یہی کا حکم و تعلیمو ایہا الناس رفوع

واصلحو ذات بیتیکم (انفال ۱ ع)

غفور و کریم کی تعلیم ولیصفو

الانحیون ان یغفر اللہ لکم (النور ۱۳ ع)

۸ سچی تعلیم کی صداقت سذیہم ایہا تننا

خود بخود آشکارا ہو جائیگی فی الاقانی و فی

افسہم حتی یتبین لہما تہ

الحق (م سجدہ ۱۶ ع)

## سلطنت کے اصول

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا  
قصہ بیان کیجئے جبکہ وہ ایک کھیت کے بارہ فیصلہ  
صادر کر رہے تھے جس میں ات کی وقت انکی قوم کے  
گو سپند چر گئے تھے اور ہم انکی فیصلہ کرتے وقت  
حاضر و ناظر تھے اس واسطے کہ میں نے حضرت  
سلیمان علیہ السلام کو ایک خاص سمجھنایت کی اور

۱۱) حاکمان و الت کے لئے وداؤد و سلیمان

علم کا ہونا ضروری ہے اذیحکمان فی

الحرف اذ نفشت فیہ غم القوم

و کنا الحکیم شہدین ففہمنا

سلیمان و کلاً اتینا حکماً و علما

(انبیاء ۷۰ ع)

دونوں کو ہم نے عام طور پر حکومت اور علم  
عطا کیا تھا۔

کسی سرزمین میں اصلاح ہو جانے کے بعد  
خرابی نہ کرو۔

کتنے شہروں کو ہم نے ظلم کے باعث اور مروت  
ڈالنا اور انکی تباہی کے باعث اپنے ایک دوسری  
قوم انکی بچائے پیدا کر دی۔

ایسا نہیں کہ تیرا پروردگار آباد شہروں کو لے  
باشندوں کے نیکو کار ہونے کے باوجود ظلم  
سے تباہ کر دے۔

جہاں تک ممکن ہو اپنی طاقت بڑھاؤ اور  
گھوڑوں کو آمادہ پیکار رکھو جس سے  
تم ان لوگوں کے دونوں میں رعبد الیکو  
جو خدا کے دشمن اور تمہارے بھی دشمن  
ہیں۔

حکومت کے کاموں میں لوگوں سے  
مشورہ کر لیا کرو۔

مسلمانوں کی حکومت پر ابھی مشورہ ہے  
لئے سردار و پیر کی حکومت میں تم مجھے تنوفی دینا  
مروتوں کے بغیر کسی بڑے کام کو فیصلہ نہیں کرنا

۲۰۔ نقص امن کی تمنا وَلَا تَقْسِدُ وَاٰفِیَ الْاٰفِیَ

بعد اصلاح چلا (اعراف ع ۳)

۲۱۔ ظلم باعث زوال ہے وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ

قریہ کانت ظالمة وانشا نابود ہوا  
قوم آخرین را بنیاء ع ۲

۲۲۔ نیکو کاری باعث قیام ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ

یہلک القرے بظلم و اھلہما  
مصلحون۔ ر ہو۔ ع ۱۰

۲۳۔ جنگ کے لئے تیار رہنا ہی وَاَعِدْ وَالْجَم  
جنگ سے بچنے کی تدبیر ہے مَا اسْتَطَعْتُمْ

من قوۃ رباط الخیل ترهبون  
بدعد واللہ وعد و کد

(انفال - آیت ۶۰)

۲۴۔ ارکان دولت کے وَشَاوَرَهُمْ  
مشورہ پر کاروبار کرنا فِی الْاٰمْرِ

(آل عمران - ع ۱۷)

۲۵۔ ہوا و موسم شوری بینہم شوری ع ۱۶  
۲۶۔ یا ایہا الملاہ افتونی فی امی ما کنت  
قاطعة انما حتی تشہدون رتل ع ۱۳

## تعلیم و تعلم

اے محمدی اللہ علیہ وسلم میری ان بندوں کو بشارت دینا دیجئے جو علم و حکمت کی گفتگو کو سنتے اور اسکی بہترین صورت کو اختیار کر لیا سکی پیروی کرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ جنہیں خدا نے ہدایت بخشی اور یہی لوگ کھڑے عقلمند ہیں۔

کیا تمہارے پاس کچھ علم ہے؟ پس اُسے ہمارے لئے ظاہر کرو۔

(۱) علم و حکمت کی باتوں کا سُناؤ ان پر بیشتر عبادِ حق عموماً کرنا بہترین صورت کو اختیار کرنا الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فیتبعون احسنه اُولَئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰی اللہ و اُولَئِكَ هُم اُولُوا الْاِلْبَابِ (زمزم ع ۱۲)

(۲) غیر قوم سے علم نہ کرنا (۱) اهل عند کھمن علم فتح جوہ لنا (العام ع ۱۸)

## نظام تبلیغ دین

تم میں ایک ایسا گروہ ضرور ہونا چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے، ایسے ہی لوگ کامیاب ہونگے۔

ہر ایک فرد قوم میں سے ایک گروہ اس غرض کیلئے کیوں نہیں کھڑا ہوتا کہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور جب فاسق و فاسقہ ہوں تو اپنی قوم کی ہمدردی کرتے، انہیں خدائی نافرمانی کی باتوں سے ڈرائیں جس کا نتیجہ ہو گا کہ قوم بُری باتوں سے بچنے لگے گی۔

(۱) دین کی دعوت دینے والی و لکن منکم امة جماعت قیام ضروری ہے یدعون الی الخیر و ینامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اُولَئِكَ هُم الْمُفْلِحُونَ (آل عمران ع ۱۱) (۲) ہر ایک قوم کا مختص ایمان فلو لا نفر من دین کی جماعت میں ہو سکتا ہے کل خلق یرمئہم طائفتٌ لِّمَنَّفَقُوا فی الدین و لیلند روا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون (توبہ ع ۱۵)

## تہذیب اخلاق

آرائش زیور کے اندر سچی ہے اور لڑائی پر کار سے علمی رہتی ہے۔

(۱) جنس اناس کی تعریف مَن یَتَشَافِی الْجَدِیَّة وَهُوَ فِی الْخَصْرِ غَیْرُ مَبِیْنٍ (نحرف ع ۲)

۲۔ میاں بیوی کی تعریف: **هُنَّ لِبَاسٌ نَّكَحُوا** (بقرہ - ۲۳۷)  
 و انتم لباس لھن (بقرہ - ۲۳۷)

بیویاں اپنے شوہروں کے لئے! اور شوہرا اپنی بیویوں کے لئے لباس ہیں۔  
 لباس انسان کو گرجی ہمدردی سے بچاتا! لباس انسان کے حسن و جمال کو ترقی دیتا  
 لباس سے پہننے والے کی تہذیب و تہذیب کا اندازہ کیا جاسکتا ہے! لباس لباس پہننے والے  
 کے عیوب کو چھپاتا ہے! اسی طرح زن و شوہر کے باہمی تعلقات ہونے چاہئیں! وہ گرم و سرد  
 زمانے سے ایک دوسرے کا بچاؤ ہوں! ایک دوسرے کا حسن و جمال باہمی الفت سے ترقی  
 کرے! عورت کو دیکھ کر اس کے شوہر کی تہذیب اور شوہر کو دیکھ کر عورت کی تہذیب کا اندازہ  
 کیا جاسکے! ایک دوسرے کے راز دار ہوں!

خلقکم من انفسکم الزواجا لتسکنوا  
 الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ  
 (الزوم - ۳)

۳۔ میاں بیوی کے حقوق: (۱) التوجال

توجال من علی النساء رشاء - ع ۱۶  
 (۲) ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف  
 وللرجال علیھن درجہ  
 (بقرہ - ۲۸)

عورتوں کے شوہروں پر ویسے ہی حقوق ہیں  
 جیسے شوہروں کے عورتوں پر ہیں۔ اور  
 مردوں کو ان پر درجہ ہے!

۴۔ کمال درجہ کی محبت: **وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ**  
 کو ایمان رکھتے ہیں! **حُبًّا لِلَّهِ** (بقرہ - ۱۷۷)

۵۔ بلند درجہ کی محبت: **يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا**  
 سبب ایمان اور علم ہیں **مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا**  
 العلم درجات (المجادلہ - ۲)

خدا تعالیٰ مومنوں کے اور ان لوگوں کے  
 جنہیں علم سے بہرہ مند کیا گیا ہے - درجے  
 اور رتبے بلند فرماتا ہے!

<p>خبر دیکھنے انسان کو عورت سی بہت اور خشکی و تری میں اُن کو سوار کر کے پھر لایا خشکی و تری میں سفر کرنے کے وسائل سمجھائے، اور الوان نعمت سے اُن کا رزق مقرر کیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر اُن کو شرف بخشا۔</p>	<p>برو بحر تسلط کرتے بہترین پاکیزہ اصل پر چلنے کی روک انسان کی دیگر مخلوق پر فضیلت ورزتہم من الطیبات وفضلناہم علی کثیر من خلقنا تفصیلاً ربی ہر اربعہ ۱۱</p>
<p>حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمایا کہ کیا میں تمہارا کو اور موسیٰ دھوڑ دھوڑ لائیں؟ حالانکہ اُس نے نہیں تمام عالم پر فضیلت عنایت فرمائی ہے۔ لے کاش مجھے سی اتنا بھی تو نہ ہو۔ کاکہ اس کو کی طرح اپنے بھائی کی مُردہ لاش کو خاک سی چھپا دیتا یہ کچھ کر لے سخت مذمت ہوئی۔ زمین و آسمان میں قدرت کاملہ کی کئی نشانیاں موجود ہیں جن سے وہ یونہی منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں۔</p>	<p>انسان کا شرف ہونا ہی روشنی کی دلیل ہے ابغی کم ارجا و هو فضلکم علی العالمین راعرف ۱۶</p>
<p>انہوں نے اطراف عالم میں سیاحت کیوں کی جس سے ان کو دل مانے دانا اور گوش ہا شمارا حاصل ہوتے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ آنکھیں بندھی نہیں ہر جائیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ ایسے سب لوگوں زمین میں جو پاکیزہ صلا شیاء</p>	<p>انسان کو ہر ادنیٰ مستی سے سبق حاصل کرنا چاہئے اکون مثل هذا الغرأ فأوری سواۃ اخی فادبھم من اللادہین دیکھنے والے کے لئے ہر چیز میں ایک نشان ہے السموات والارض یترون علیہا وہم عنہا محضون</p>
<p>انہوں نے اطراف عالم میں سیاحت کیوں کی جس سے ان کو دل مانے دانا اور گوش ہا شمارا حاصل ہوتے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ آنکھیں بندھی نہیں ہر جائیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ ایسے سب لوگوں زمین میں جو پاکیزہ صلا شیاء</p>	<p>سیاحت کے ہم بڑھتا ہے اور معلومات کا اضافہ ہوتا ہے الارض فتکون قلوب یعقلون بہا و انان یسمعون بہا انصا وہ ہے جس کا دل اندھے ہے فانیہا لا تقی الابصار و لکن تقی القلوب الی فی الصلور راع ۱۶</p>
<p>انہوں نے اطراف عالم میں سیاحت کیوں کی جس سے ان کو دل مانے دانا اور گوش ہا شمارا حاصل ہوتے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ آنکھیں بندھی نہیں ہر جائیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ ایسے سب لوگوں زمین میں جو پاکیزہ صلا شیاء</p>	<p>انہوں نے اطراف عالم میں سیاحت کیوں کی جس سے ان کو دل مانے دانا اور گوش ہا شمارا حاصل ہوتے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ آنکھیں بندھی نہیں ہر جائیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ ایسے سب لوگوں زمین میں جو پاکیزہ صلا شیاء</p>

خدا نے پیدا کی ہیں، کھاؤ پیو اور شیطان کے  
نقش قدم پر نہ چلو۔

زمین کی سب پاکیزہ حلال اشیاء کھاؤ،  
اور شیطان کے نقش قدم پر نہ  
چلو۔

جو شخص اس دنیا میں اندھا ہو گا، تو وہ  
آخرت میں زیادہ اندھا اور زیادہ  
گمراہ ہو گا۔

آپ اپنے کو ذلیل نہ سمجھو، اور رنجیدہ  
نہ ہو، تم ہی سب سے برتر ہو گے، اگر  
تم ایماندار ہو۔

### تہذیب

ردائے زمین پر کوئی ایسا جاندار یا اوڑنے والا  
پزندہ نہیں ہے جسکی تمہاری ہی طرح قویں او  
جھٹے نہ ہوں، ہم نے اپنی کتاب میں کسی چیز  
کا بیان ترک نہیں کیا، پھر ان سب کے ترک کا خوا  
ہی کی طرف اکٹھا ہو کر جانا ہے۔

خدا وہ ذات کہ سب سے جسے تمہارے فوائد و مشافہ  
کے لئے روئے زمین کی تمام اشیاء پیدا کی ہیں،  
ہر ایک شخص اپنی جبلت کے موافق عمل  
کرتا ہے۔

کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً ولا  
تتبعوا خطوات الشیطن (۱۷۸-۲)

حلال طیب چیزوں کا

ترک، شیطان کی کام

تتبعوا خطوات الشیطن (۱۷۸-۲)

بغیر و ہدایت اسی دنیا ومن کان فی ہذہ

میں حاصل ہو سکتی ہے الا عسی و هو فی

الآخرۃ اعمی و اصل سبیلہ

ایمان ہی کے ذریعے سے ولا تتبعوا ولا

ہر ایک اعلیٰ منزلت پاسکتے ہیں، تم کو خدا انتم

الاعلون ان کنتم مومنین آل عمران ۱۷۷

۱۔ پھر مرد و پندیر ایک تمدن کا پایا جانا لازم (۱۷۸) و ما  
یصلیٰ فیہ من اشیاء الا انہی جیسے اصول پر کار بند ہوں، من ابداً

فی الارض ولا طائر یطیر یجنا حیہ الا ام  
امثالکم۔ ما قرطانی الکتاب من شیء ثم

الی ربهم یحشر من (۱۷۸-۱۷۹)

۲۔ موجودات عالم انسان کے سوال الذی خلقکم ما

فائدے کے لئے ہیں فی الارض جمیعاً (۱۷۹-۱۸۰)

۳۔ لوگ اپنی اپنی مختلف تالیفوں کے (۱۸۱) کل جمیع

مختلف کام انجام دیتے ہیں علیٰ تشاکلہ

۱۲) الم تر ان الله يسجد له من في  
السموات ومن في الارض والشمس  
والقمر والنجوم والمجبال والشجر  
والناس وكثير من الناس وكثير  
حق عليه العذاب الرجوع

۱۳) فاما من اعطى واتقى وصدق  
بالحسنى فسنيسره لليسرى  
واما من عجل واستغنى وكذب  
بالحسنى فسنيسره للعسر

نہایت آسان طریقہ ہے) چلائیے، لیکن در خلاف اسکے جس نے بخل و دری کی اور اپنے تئیں  
خدا کی طاعت کے لیے نیاز خیال کیا اور خدا کے بہترین وعدوں کو جھٹلایا تو اس کیلئے ترک  
معونت و توفیق کر کے اور اپنی عنایت ہی اسکو محروم کر کے) وہی شواہد طریقہ (جو حقیقت پر سبب  
خلاف فطرت صحیح ہوئیے نہایت شواہد ہو) باعث ترک کرنے لطف عنایت کے آسان کر دیں گے

۱۴) یسارت دن کے قیام اور انتظام کے  
لئے مختلف طبقات کی ضرورت اور ہر ایک  
طبقہ کا اس سبب کے بقا و قیام اور  
دوام انتظام کے لئے ذمہ دار ہونا

۱۵) و رفع بعضکم فوق بعض درجات  
لیبلو کھ فی ما اتاكم ان ربک سریع  
الغواب انہ لظہور رحیم (افام ۱۲۰)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمان اور زمین کی  
سب مخلوق (مثلاً سورج، چاند، ستارے،  
پہاڑ، درخت، حیوان اور انسان) کا بڑا حصہ  
خدا کا فرمانبردار ہے، نہ پھر بھی بہت ایسے  
لوگ رہ جاتے ہیں جن پر عذاب کا ہونا  
درست ٹھہرا۔

جس شخص نے خدا کی راہ میں کچھ دیا اور پرہیزگاری  
بھی کی اور خدا کے بہترین وعدوں کی تصدیق کی  
اُس کو ہم نہایت فی کے نعم آسان طریقہ پر دین  
پر فطر کے راستے پر جو مقتضائے الدین یسر

نہایت آسان طریقہ ہے) چلائیے، لیکن در خلاف اسکے جس نے بخل و دری کی اور اپنے تئیں  
خدا کی طاعت کے لیے نیاز خیال کیا اور خدا کے بہترین وعدوں کو جھٹلایا تو اس کیلئے ترک  
معونت و توفیق کر کے اور اپنی عنایت ہی اسکو محروم کر کے) وہی شواہد طریقہ (جو حقیقت پر سبب  
خلاف فطرت صحیح ہوئیے نہایت شواہد ہو) باعث ترک کرنے لطف عنایت کے آسان کر دیں گے

خدا وہ ذات کبریا ہے جس نے تمہیں روئے زمین پر  
روالید ثلثہ کے مختلف اقسام میں انواع تصرف کرنے  
کیلئے اپنا خلیفہ بنایا یعنی دالہ قدرت ظاہر کرنے  
کیلئے تمہیں اپنا جا رہ تصرف بنایا اور انتظام کے  
لئے تمہارے مختلف درجے یا طبقہ قرار دیے جس سے

یہ غرض ہے کہ تمہیں اپنے عطا کردہ کمالات میں آزمائے  
کہ تم ان بالقوہ کمالات کو مہض نہ کرنا کہ اپنے

تئیں خلیفۃ اللہ ثابت کرتے ہو یا اپنی فطری استعداد کو مسخ کر کے سفلی سافلین کا خطاب حاصل کرتے ہو ضرور تیرا پروردگار جلدی عذاب بھی دینے والا ہو اور وہ یقیناً بخشے والا مہربان بھی ہوگا

اور خدا نے ایک میزان قرار کی کہ تم اس میزان میں کسی طرح طغیانی را فراط و تفریط نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ معیار کو درست رکھو اور میزان

مقرر کرو۔ الہی میں کسی قسم کی تقصیر نہ کرو۔ تم لوگ اے امت محمدیہ! باقی لوگوں کیلئے ایک بہترین قوم صفحہ ہستی پر لائے گئے ہو تم لوگوں کی مطابق شرع و فطرت کے حکم دیتے ہو ایموس منع کرتے اور خدا کی ذات صفات پر یقین کامل رکھتے ہو۔

تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور تم اپنے اموال جو اللہ نے تمہارے لئے قوام زندگی بنائے ہیں جو قوفوں کے ہاتھ میں مت دیا کرو۔

شیطان تمہیں تنگدستی کا خوف لاتا ہو اور کہتا ہے تمہیں تنگدستی کا حکم دیتا ہے (برصغور اسکے خدا تمہیں اپنے فضل و بخشش کی امید دلاتا ہے اور خدا بہت فراخ رحمت والا خالق امور ہے) جانتے والا ہے نہ

جن کو جلی بخل اور لالچ سے خدا نے محفوظ رکھا وہی آخرت میں اکامیاب ہونگے!

۸۔ مساوات حقوق کا تاکید حکم عدل کی تاکید  
و وضع المیزان  
الآن تطغوا

المیزان و اقیموالوزن بالقسط و لا تخسروا المیزان (الرحمن ع ۱۱)

۹۔ بہترین شخصہ ہے جو نسل انسانی کا خیر خواہ  
کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ  
جاءت للناس  
تأخرون بالمعروف و تنهون عن المنکر  
و تؤمنون باللہ (آل عمران ع ۱۱۲)

۱۰۔ اخوت کی بنیاد  
انما المؤمنون اخوة (الحجرات ع ۱)

۱۱۔ مال کی تحریف و دولت  
ولا تقولوا السفهاء  
قیام قومی کا سبب ہے  
اموالکم التي جعل

اللہ لکم قیاماً (نساء ع ۱)

۱۲۔ فقر و تنگدستی کی برائی  
الشیطان یعد کہ  
الفقر ویأمرکم بالفحشاء واللہ یعد کہ  
مغفرة منه وفضلاً۔ واللہ واسع  
علیم۔ (بقرہ ع ۳۷)

۱۳۔ اسراف کی برائی  
ومن یوق شح نفسه  
فلو انکم لم تعلمون  
نہ ہونا بھی یہودی ہے  
(۶۲ - ۱۱۶)



۱۰۰ میاں روی زمین کے نیچے وَالَّذِينَ إِذْ  
بَخِلُوا سِرِّهِمْ هَؤُلَاءِ تَفَقَّوْا لِحُسْبَانِهِمْ  
وَلَهُمْ فِي تِجَارَتِهِمْ مِنَ الْبَيْنِ ذَلِكُمْ  
قَوْلُهُمْ (الفرقان ۵)

۳۰ بھری تجارت وَالَّذِينَ إِذْ تَخْرُجُ  
فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ  
النَّاسَ (۲-۱۱۳)

اللہ کے ہاں بہتر اور ہمیشہ بہتے والی وَمَا عِنْدَ اللَّهِ  
مَغْنَمٌ كُنْ لَوْ كُنْ لَمْ يَكُنْ خَيْرٌ وَابْقَى  
لِلَّذِينَ آمَنُوا أَكْرَامًا (النور ۴۰)

خدا کے مہربان کے خاص بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے  
کہ جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ تو فضول خرچ  
کرتے ہیں اور نہ تنگدستی کرتے ہیں بلکہ میاں روی  
کر کے بیسج کا مستقیم راستہ اختیار کرتے ہیں  
اور وہ کشتیاں اور جہاز بھی خدا کی قدرت کی نشانی  
ہیں جو لوگوں کی مفید اشیائے تجارت لیکر دیا  
اور سمندر میں برابر چلی جاتی ہیں

بہتر اور باقی بہتے والا اجر ان لوگوں کے لئے ہے  
۱۱) جو ایمان لائے ہیں اور اپنے رب پر توکل  
رکھتے ہیں ۱۲) جو لوگ بڑے بڑے گناہوں

بھیماں اور فحش سے پرہیز کرتے ہیں ۱۳) اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو درگزر کیا کرتے ہیں  
۱۴) اور جو اپنے پروردگار کے ظلموں کو قبول کر لیتے ہیں ۱۵) اور جو تباہ کو قائم رکھتے ہیں  
۱۶) اور جن کا کام باہمی شوری پر ہے ۱۷) اور جو اللہ کے دئے ہوئے رزق میں سے  
خرچ کرتے ہیں ۱۸) اور جو دوسرے کی طرف سے زیادتی تحملہ ہوتی پر صرف اپنا بدلہ  
لیتے ہیں اور بڑائی کا بدلہ ویسی ہی بڑائی ہے ۱۹) ہاں جو دوسرے کی زیادتی معاف کئے  
اور اس سے نیکی کیسے تو اس کا ثواب اللہ کے اوپر ہے اللہ تو ظلم کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا  
۲۰) اور تاہم جو کوئی دوسرے سے ظلم کا بدلہ لیتا ہے اس پر کچھ الزام نہیں ۲۱) الزم تو ان لوگوں پر  
ہے جو نسل انسان پر ظلم کرتے اور ملک میں ناروا بناوت پھیلانے ہیں ایسے لوگوں کے  
لئے دردناک عذاب ہے ۲۲) جو شخص دوسرے کی زیادتی پر صبر کرتا اُسے معاف  
کر دیتا ہے تو یہ بات بڑی بلند ہمت کی ہے تمام شد

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

## قصیده در نعتِ مطقوی صلی الله علیه و سلم

دلم ز سینه بود آن جمالِ نمرانی  
 جمالِ معنی زین کمالِ حُسنِ جلال  
 محمد اسم و صیبِ اله و خواجۀ کل  
 گزیده فکر که فرماں روای ملکابد  
 نبوتِ ست یکه قصه آسمان پایه  
 عرب بچاهِ جهالت فتاده بود  
 نمیر و آنکه ز جام ولای تو نوشد  
 به نزلِ عام تو همان شستۀ عالم  
 در نجات کشودی بر بویِ احمد و سود  
 حدیثِ پاک تو آن جامعِ کلام که ازو  
 جهان شنید ز فم تو آن کلامِ خدا  
 بدان جناب که جبریل را نیز پرورید

که حُسنِ ابراهیم شایِ وستِ حیرانی  
 مطاعِ خلق و مضیای جهانِ ظلمانی  
 نویدِ رحمتِ پیمانِ عفو و یزدانی  
 بهشتِ خاک ندارد دهرایِ سلطانی  
 که هم تتم او آمدی و هم بانی  
 بسرِ گرفت ز تو افسرِ همه دانی  
 کجاست مائلِ ظلماتِ شاهِ یونانی  
 عجب تر آنکه بعالمِ نازل و همانی  
 گم که بست بر ایشان یهود و نصرانی  
 رسد یغور چه یونانی و چه یهودانی  
 که داده بود و خسر و کلیمِ عمرانی  
 تراست فتن از شوقِ حلقهٔ مبنایی

دلت گواه بصدق نظاره چشمت  
 توئی که از تو تمدن روانه گرفت  
 توئی که نام منی نهر را بحر عقل  
 توئی که صدق همه شان پدیدینی  
 ز تو بمرکز روشن تقوم مردان  
 فتوت تو امانت اودقتات لقب  
 تو عذر خواه شوی هر قوم از حزن  
 تو قائمان عزم و دخت انانی عفو  
 پیله هلاک جفا پیشگان ضامن هی  
 ز عدل و رحم تو صدمه یافتند اعدا  
 دو شاهانند مرا خیمه و چین که تو  
 بزور و کوشش افواج هیچ محتاجت  
 خدایکے و پیامش بسوی خلق یکے  
 تو یاب مسلم کشائی برهنه دشمن دوست

نگاه پاک تو بیناے صنم رحمانی  
 توئی که کنده ز عالم بنای ربانی  
 توئی که ام خبائث شراب انواری  
 توئی که عظمت پیشینان و خشتانی  
 ز تو معین محکم حقوق نسوانی  
 ز شوکت تو موالی کشند سلطانی  
 ز سنگ چوں شکند قوم دروندانی  
 پیاس خاطر ایمانی و مسلمانی  
 که نسل شان بگراید بدین دینانی  
 بحرب ما که نمودند جمع خذلانی  
 دای بجود هر آنچه بفتح بستانی  
 ترا که فتح مبین شد بلاغ قرآنی  
 تو خلق را بسوئے آن پیام سخوانی  
 تو دوستی بدل دشمنان پالانی

تویی تو تسلی است مریم علی را  
 تو عجب خوانده شدی روزوان داشت  
 تو آفتابی و از حمد سر بر آورده  
 فزوں تر از تو کسی نه گفت جهان  
 ترا محمد و احمد زمین خواند و زمان  
 بهار و ف و حمی - خدا و ف و حمی  
 تو حتمی و جهان آفرین ماحمان  
 سخن واجب ممکن از ادب باشد  
 ز ستاره و تشبیه بس بلندستی  
 چه خوش شای تو صدیق گفت گوهرت  
 میبغای تو دادند این پیام بخلق  
 میبشیران تو دادند این نوید بها  
 طفیل تست که بعد از هزار قرن دید  
 که دین یافت گمان تمام شدت

که بر زهر پدید است خون ربانی  
 که بر ترست عبودیت از سلیمانی  
 تو ماه و بر فلک قمر نور افشانی  
 نه بر تر از تو کسی گفت حمد ربانی  
 حمید باشد و محمود ذات سبحانی  
 در چه سود که گویم سخن بنادانی  
 هزار شکر رسیدم بگنج پنهانی  
 طفیل تست همه کار گاه امکانی  
 به پیشانی خود هم بخویش میانی  
 که کرد روی تو برد عوئی تو بر ربانی  
 که نصح خلق بود لازم مسلمانی  
 که کار دین به تمشیر است آسانی  
 بخوش عالمیان شد نوید از رانی  
 گزید نوع بشر از ضایع قیانی

<p>کجا شنائے تو آید ز نسیم جانی امید هست که از لطف روزه گزانی وے که مرگ نماید بدرد دورانی جمال او بنمائی چو صبح نورانی مرا ز تنگی گور و سوال برسانی</p>	<p>صلوة بر تو خدائی فرشتگان خوانند گر از شے ست آبی مراد بر گاهت وے که روح مجروح شود ز سیکر خاک در آن خاک که تنگست تار حول آن بهار تازه چشم فرشتگان بخشی</p>
	<p>سمی فارس صدقم عطا فرمائی یک از هزار بن نیز صدق سلمانی</p>

احقر راجی شفاعت و غفران قاضی محمد سلیمان ایسمان  
ولد حاجی مولوی قاضی احمد شاه مرحوم مغفور  
منصور پوری  
علاقہ ریاست پٹیالہ

# عربی بول چال

حافظ عبدالرحمن صاحب مرتسری نے مصر و شام اور عراق کی سیاست کے بعد عربی بول چال کا ایک مفید سلسلہ لکھنا شروع کیا تھا۔ جس کے دو حصہ اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

**حصہ اول**۔ میں ابتدائی سبقوں کے مفردات لکھ کر پھر ان کے کثیر الاستعمال جملے مرتب کئے ہیں۔ سوال و جواب کا ایک طولانی سلسلہ۔ بوالید غلام اور مومنوں کے اختلافات بخوبی مذکور ہیں۔ ہر جملے کے مقابل استجابات اور رد و ترجمہ لکھا گیا ہے۔ خانہ پر بازار اسو لفظوں کی فرہنگ مع ترجمہ اردو و انگریزی کے شامل ہے۔ قیمت فی جلد (۱۲ ر)

**حصہ دوم**۔ میں خدا کا استعمال غلط اسماء و افعال کی تصحیح صفا کا اشتقاق مرادفات نامہ بھونکا کی مکمل مقدمہ متوجہ لفظوں کو ترتیب دینے عربی عبارات کے مطالب کو عربی کے ذریعے ادا کرنے۔ مختلف ہمارے نوکر بغیر و تبدیل کھنے کا طریق مع ترجمہ درج ہے۔ ان مطالب کے علاوہ اسٹیشن میں ذیل شامل ہیں (۱) مصر و شام کے اخبار و نکات انتخاب (۲) مصر و شام کے علماء و تاجروں کے خطوط۔ (۳) گیارہاں سوائے الفاظ جدید کے فرہنگ۔ قیمت فی جلد (۱۲ ر)

**کتاب الصرف**۔ اس کتاب میں عربی صرف کے ضروری مسائل میزان العرف کے لکھنا وغیرہ درج ہیں۔ جملہ صفات میں سبق و پیش منقسم ہوئے۔ ساتھ امثال مشتقی و سولات امتحانی بھی ہیں۔ قیمت ۱۲ ر

**کتاب النحو**۔ اس کتاب میں عربی نحو کے ضروری مسائل نحو سیر سے لیکر کافیہ تک درج ہیں۔ بقول منہی تقسیم اور امثال مشتقی و سولات امتحانی کا التزام کتاب الصرف کے مطابق ہے۔ متعدد سبقوں کے ہیں۔ کچھ غلط جملے غرض تصحیح بھی دئے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد (۸ ر)

**سفر نامہ ہلاک و اسلا حیدر**۔ یہ دیکھ ب سیر نامہ حافظ عبدالرحمن صاحب مشہور سیر ہری کے ملک مصر و شام اور روم میں ایک عرصہ قیام کر نیکیے بعد ترتیب کیا۔ اس میں ہریوں اور ترکوں عادات و اطوار طریق معاشرت۔ اور تعلیم مقامات قابل سیر خصوصاً ملکی انتظام و فوجی لات اور سلطان المعظم کے عہد کی ترقیات مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت جلد (عصر) ۱۱ ر

**لئے کا پ**

بیچ امام بخش گھڑا لیا و بیچرا بیچیشی نا رکلی لاہور۔ نیز دفتر رحمۃ اللعالمین عطر والہ دروازہ۔ پیالہ گورنمنٹ مل سکتی ہے

# مستحب وقبر رحمۃ للعالمین عطر الہ دروازہ پناہ

مصنف

قاضی محمد سلیمان صاحب بہمان منصور پوری

رحمۃ للعالمین حصہ دوم	۷۸	رحمۃ للعالمین حصہ اول	۷۸
والصلاۃ والسلام	۷۸	سفرنامہ حجاز بمعہ تصویرات	۷۸
تائید الاسلام	۸	غایت المرام	۸
کیا اسلام بزرگتر ہے یا	۶	معراج المومنین	۶
گیا ہے	۳	مہربوت	۳
استقامت	۲	برہان	۲
انجیلویں خدا کا بیٹا	۱	ایک عرض	۱

مصنفہ حافظ عبد الرحمن صاحب امرتسری

کتاب النحر	۱۲	کتاب القرب	۱۲
عربی بول چال حصہ دوم	۱۲	عربی بول چال حصہ اول	۱۲
	۱۲	سفرنامہ بلاد اسلامیہ	۱۲

خلیفہ شیخ ہدایت اللہ منیر و قمر رحمۃ للعالمین عطر الہ دروازہ پناہ

تاجروں کو ایک سو روپیہ کی خریداری کا آؤر آنے پر سہ کمیشن دیجاگی۔

دفتر ذیابی پبلیشنگ کمپنی - کلکتہ - لاہور - ممبئی - پٹی - چنوت - جالندھر - بنگلہ جھارکھنڈ - حفرہ - امرتسر - لدھیانہ میں بھی ہیں







